انتساب:

"ملال" میرے خود کے نام!

یہ کہانی میرے دل کے ہمیشہ قریب رہے گی

کیونکہ اس کہانی کا ہر کردار میں خود ہوں۔

NOVEL HUT

پیش لفظ

ملال میری زندگی کی پہلی تحریر ہے اور یہ میری لیے بہت خاص ہے۔چودہ سال کی عمر سے کہانیاں میرے دماغ میں گھومتی تھیں اور آج سترہ سال کی عمر میں اللہ کے کرم سے میں اپنا پہلا ناول مکمل لکھ چکا ہوں۔لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اتنی سی عمر میں ایک پورا ناول کیسے لکھ لیا؟ سچ بتاؤ تو مجھے لکھنا کبھی مشکل نہیں لگا۔اللہ نے میرے ہاتھوں میں لکھنے کا ہنر دیا ہے۔جس کے لیے میں اس ذات کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ملال لکھتے ہوئے میرا ہاتھ

کبھی نہیں رکا۔مجھے کبھی ایسا نہیں لگا کہ میں ملال کو آگے نہیں لکھ پاؤ گا۔

میں اپنی لکھی ہوئی تحریر کی تعریف خود نہیں کروں گا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ملال کی کہانی جہاں آپ کو لطف اندوز کرے گی وہی پر زندگی کی کچھ تلخ حقیقتوں سے آگاہ بھی کرے گی۔زندگی میں ہم جتنے مرضی اچھے کام کرلیں یا جتنی مرضی اچھی زندگی گزار لیں آخر میں کوئی ملال، کوئی پچھتاوا ضرور باقی رہ جاتا ہے۔کاش یہ نا ہوا ہوتا ،کاش وہ نا ہوا ہوتا۔کاش میں نے ایسا نا کیا ہوتا۔یہ "کاش" کبھی ختم نہیں ہوتا۔کیونکہ انسان پرفیکٹ نہیں ہوتے۔ہم کوئی نا کوئی غلطی ،کوئی گناہ ضرور کرتے ہیں۔جس کا ملال ساری زندگی کے لیے رہ جاتا ہے۔

کہانی براق ہشام، انسپکٹر منہا، لائلہ سلطان اور ازلان خان کے گرد گھومتی ہے۔ کہانی کا کوئی کردار بھی حد سے زیادہ اچھا یا حد سے زیادہ برا نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقی زندگی میں بھی کوئی اچھا یا برا نہیں ہوتا۔ بس جو انسان ہماری سوچ کے مطابق ہے وہ ہمارے لیے اچھا ہے اور جو ہماری سوچ کے مطابق نہیں ہے وہ ہمارے لیے برا بن جاتا ہے۔ یہ ہم سب میں ایک ٹاکسک ٹریٹ ہوتا ہے۔ ملال کا کوئی کردار بھی حد سے زیادہ کمزور نہیں ہے۔ کہانی کی دونوں ہیروئن ہیرو سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ مجھے وہ کہانیاں زہر لگتی ہیں جہاں پر ایک لڑکی کو ڈری، سہمی اور روتا ہوا دیکھایا جاتا ہے۔ میں اپنے ناول میں ایسی ہیروئن کبھی نہیں لکھوں گا۔ جو کمزور ہے یا حد سے زیادہ معصوم۔ میرے ناول کی ہیروئن اتنی مضبوط ہے کہ وہ کسی ناحق بات کے آگے خاموش نہیں ہوتی، لوگوں کے ظلم چپ

کرکے نہیں سہتی اور نا ہی وہ ایک ہیرو کے انتظار میں رہتی ہے، جو آکر اسے بچائے گا۔ کیونکہ اسے اپنی حفاظت خود کرنی آتی ہے۔
یہ کہانی جرائم سے بھری ایک الگ دنیا ہے۔ جدھر سب سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی، نا کوئی ظالم ہے اور نا ہی کوئی مظلوم

امید ہے آپ کو ملال کا یہ سفر بہت پسند آئے گا۔

NOVEL HUT

باب نمبر 1

رہائی

حوالات کا دروازہ کھلا تو سامنے لیٹے شخص پر روشنی پڑی۔ماتھے پر بکھرے بال، آنکھوں کے نیچے حلقے اور کپڑے گرد آلودہ تھے۔آنکھیں گہرے سیاہ رنگ کی تھیں جو اس وقت کافی تھکی تھکی معلوم ہو رہی تھیں۔دروازہ کھلتے ہی ایک حوالدار اندر داخل ہوا۔ایک نظر سامنے لیٹے شخص پر ڈالی جو مسلسل اسے گھور رہا تھا۔

"اے لڑکے اٹھ تیری ضمانت ہوگی ہے۔" سامنے لیٹے شخص کے تاثرات بدلے پہلے حیرانی پھر بے یقینی۔

"کسی اور کی ضمانت ہوگی۔بے فکر رہو اتنی جلدی تمہاری جان نہیں چھوڑنے والا۔"

"میں کوئی بہرا نہیں ہوں۔ افسر صاحب نے تمہارا ہی نام لیا تھا اب شرافت سے چلتا ہے یا دوسری طرح لے کر جاؤں۔" حوالدار نے اسے ہاتھ میں پکڑی لاٹھی دیکھائی تھی۔

براق کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے منہ پر دو مکے رسید کرے۔ لیکن حوالدار پر ہاتھ اٹھا کر وہ اپنے خلاف ایک اور کیس نہیں بنوانا چاہتا تھا۔

"میری ضمانت کس نے کروائی؟" وہ حیران ہوا تھا، بہت حیران۔

"ہوگا کوئی تیرے گینگ کا بندہ۔" حوالدار نے جیسے طنز کیا تھا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر کہہ رہا ہوں کہ میں کسی گینگ کا رکن نہیں ہوں اور نا ہی کوئی چور ہوں۔ اتنی سی بات تیرے اس موٹے دماغ میں نہیں گھستی؟" وہ زرا غصے میں چلا کر بولا تھا۔

حوالدار کے چہرے پر شدید غصہ طاری ہوگیا تھا۔وہ براق کو مارنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ پیچھے سے وکیل اور ایس۔ایچ۔او اندر داخل ہوئے۔ان دونوں کو دیکھ کر حوالدار پیچھے ہٹا۔ایس۔ایچ۔او دراز قد کا نارمل سی شکل کا آدمی تھا۔اس کے یونیفارم کے رائٹ سائیڈ پر چھوٹی سی نیم پلیٹ لگی تھی۔جس پر اس کا نام "ہمایوں احمد" لکھا تھا۔

"تمہیں میں نے اس کو لینے بھیجا تھا نا کے اس کے ساتھ بحث کرنے۔"ہمایوں حوالدار کی طرف غصے سے مڑا۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو کیا میں اپنے کلائنٹ کو لے جا سکتا ہوں؟" سوال آرام سے کیا گیا تھا۔

"جی بلکل جلال صاحب" ہمایوں جو ابھی غصے میں تھا۔ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

—☆☆☆☆☆—

جیل سے باہر آکر اس نے اپنے ساتھ چلنے والے وکیل کو دیکھا۔وہ دونوں چلتے چلتے ایک سڑک تک آگئے تھے۔جس کا نام "ہالے روڈ" تھا۔

وہ اس شخص کو جانتا بھی نہیں تھا۔پھر اس نے اس کی ضمانت کیوں کروائی؟

"اس کیوں کا جواب تمہیں مل جائے گا۔لیکن ابھی جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرو۔"جلال نے آنکھوں پر چشمہ لگاتے ہوئے بڑی راز داری سے کہا۔

"اور میں ایسا کیوں کروں گا؟میں ایک ایسے شخص کی بات کیوں مانو جس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔" جواب سرد لہجے میں دیا گیا تھا۔اس کی آواز گہری اور ٹھہری ہوئی تھی۔

"مگر میں تمہارے بارے میں سب جانتا ہوں براق ہشام۔" جلال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیا کسی کو جان لینا اس پر اعتبار کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے؟ تمہیں ہوگا مجھ پر اعتبار مجھے نہیں ہے۔"براق جتاتے ہوئے بولا۔

"ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔جو میں بول رہا ہوں غور سے سننا۔ابھی کچھ دیر بعد ایک گاڑی آئے گی۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھ سے ایسی کوئی امید مت رکھنا تم نے میری ضمانت کروائی اس کا شکریہ اب میں اپنا انتظام خود کرلونگا۔" جلال کو سمجھ آگیا تھا کہ یہ ایک نہایت ضدی انسان ہے جو صرف اپنی سنتا ہے۔

"کیا تم یہ نہیں جاننا چاہو گے کہ تمہاری ضمانت کس نے کروائی؟ خیر اب میں چلتا ہوں دوست شاید پھر کبھی ملاقات ہو۔" جلال نے براق کو الوداع کیا۔اس کا کام ختم ہوچکا تھا۔

جلال کے جانے کے بعد کافی دیر وہ ادھر ہی کھڑا رہا۔ اسے کہی جانے کی جلدی نہیں تھی۔ اس کی کوئی فیملی تو تھی نہیں جو اس کا انتظار کر رہی ہو۔

ستمبر کا مہینہ تھا۔ لیکن دھوپ بہت تیز ہونے کی وجہ سے وہ پسینے میں بھیگ چکا تھا۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ لیکن اس میں کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ ہالے روڈ پر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مارتا تھا۔ اس نے فٹ پاتھ کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کدھر جارہا ہے۔ وہ بس اپنے خیالوں میں گم چل رہا تھا۔ تبھی پیچھے سے کسی گاڑی نے ہارن مارا۔ براق نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ یہ وہی گاڑی تھی جس کا جلال نے بتایا تھا۔ براق نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھا۔

گاڑی میں سے ایک لڑکی اتری اور براق کی طرف بڑھی۔اس نے سیاہ ٹی شرٹ اور بیگی جینز کے اوپر فیراری جیکٹ پہن رکھی تھی۔سیاہ لمبے بال کمر پر گرے ہوئے تھے۔آنکھوں میں گہرا کاجل اور ہونٹ بنا لپسٹک لگائے بھی گلابی تھے۔رنگ سانولا تھا لیکن پر کشش تھا۔اس کی چال میں رعب تھا۔وہ ایک سٹائل سے چل رہی تھی۔

"جلدی سے گاڑی میں بیٹھو ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔"وہ جیسے حکم دے رہی تھی۔

NOVEL HUT

"ہم نہیں آپ لیٹ ہیں۔"وہ جتاتے ہوئے بولا۔

"پولیس سے بچ کر آنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔اب ہم چلیں یا تم بس لڑکیوں کی طرح نخرے ہی دکھاؤ گے۔"وہ نہ غصہ کر رہی تھی نا طنز، وہ بس صاف گو تھی۔

"اب آپ کون ہیں؟اور کیا آپ نے مجھے رہا کروایا ہے؟" وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی اور براق اس کے پیچھے چلتا ہوا سوال کر رہا تھا۔

"تم بہت سوال کرتے ہو اور مجھے زیادہ سوال کرنے والے لوگ نہیں پسند۔اب چپ کر کے گاڑی میں بیٹھو۔"

"بے فکر رہو تمہیں اغوا نہیں کر رہی صرف تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا رہی ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔براق کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی پر اعتبار کرے یا نہیں۔لیکن ابھی اس کی مجبوری تھی وہ جاننا چاہتا تھا کہ اس کی ضمانت کس نے کروائی اور مجبوری میں تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔یہ تو پھر ایک حسینہ تھی۔ایک قاتل حسینہ۔وہ نا چاہتے ہوئے بھی گاڑی میں بیٹھا۔

اس لڑکی نے گاڑی سٹارٹ کی اور جہاز کی رفتار میں اس کو اڑاتے ہوئے آگے لے کر بڑھی۔گاڑی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ اگر کوئی سامنے آجاتا تو بن موت مارا جاتا۔اچانک سڑک پر بہت زیادہ دھواں ہوگیا تھا۔حالت ایسی تھی کہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔گاڑی تیز رفتار میں اندھا دھند سیدھا چلتی جا رہی تھی۔آگے ایک موڑ پر گاڑی سیدھا کھمبے سے ٹکرائی۔یک دم گاڑی میں آگ لگی۔گاڑی میں بیٹھے براق ہشام نے اس دن خود کو کھو دیا تھا۔گاڑی میں بیٹھنا اس کی سب سے بڑی غلطی تھی یا شاید پہلی بڑی غلطی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

بلڈنگ کے باہر سڑک پر ایک لڑکے کی لاش سیدھی پڑی تھی۔اس کی حالت دیکھنے کے قابل بھی نہیں تھی۔ایسے لگتا تھا کہ اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد اس کی ایک ہڈی بھی نہیں بچی ہوگی۔سڑک

پوری اس کے خون سے بھری ہوئی تھی۔لاش کے ارد گرد پولیس کی ناکہ بندی تھی۔اور پولیس ارد گرد کے لوگوں سے پوچھ تاچھ کر رہی تھی۔سب حیران تھے جیسے کسی کو کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔تبھی وہاں ایک گاڑی آکے رکی۔گاڑی میں سے ایک لڑکی اتری تھی۔اس نے گرے رنگ کا پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔آنکھوں پر سیاہ چشمے لگا رکھے تھے اور بالوں کی پونی باندھ رکھی تھی۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

"کچھ جلدی میں لگ رہی ہیں آپ۔" کسی نے پیچھے سے بولا تھا۔وہ یک دم مڑی ،آنکھوں سے چشمہ ہٹایا۔اس کی آنکھیں جھیل کی طرح گہری اور بھورے رنگ کی تھیں۔چشمہ ہٹانے کے بعد نظر اس شخص سے ملی۔دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھے۔

"تمہاری یہ ڈرانے والی عادت گئی نہیں، ہمایوں احمد۔" وہ مسکرا کر بولی۔ اس کا لہجہ پرسکون تھا۔

"اور تمہاری لیٹ ہونے کی، انسپکٹر منہا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ پھر دونوں مسکرا دیے۔ جیسے دو بچھڑے دوست عرصے بعد ملے ہوں۔ اتنے میں ایک پولیس والا ان کے پاس آیا۔ اس نے دونوں کو دیکھ کر سلیوٹ کیا اور ارد گرد سے جتنی بھی معلومات ملی تھی وہ سب بتائی۔

"سننے میں تو لگتا ہے کہ یہ کوئی قتل نہیں بلکہ خودکشی ہے۔" ہمایوں نے تھوڑا غور کرنے کے بعد بولا۔

"جی سر لوگوں کا کہنا ہے کہ کل رات کسی نے بھی اس کی چیخوں کی آواز نہیں سنی۔ سر اگر کسی نے اسے گرایا ہوتا تو وہ چیخ ضرور مارتا اور دوسرا سر بلڈنگ میں کل صبح سے باہر کا کوئی آدمی داخل نہیں ہوا

اور۔۔۔۔۔۔۔۔"اس کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ منہا آگے لاش کی طرف بڑھی۔اسے دیکھتے ہی ہمایوں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔منہا نے پینٹ کی جیب سے سفید دستانے نکالے اور چلتے چلتے انہیں پہننے لگی۔اسے دیکھ کر ارد گرد کے لوگ پیچھے ہو گئے تھے۔

اب وہ پولیس کی ناکہ بندی کے اندر آچکی تھی اور لاش کے پاس کھڑی تھی۔اس کے پیچھے ہی ہمایوں کھڑا تھا۔منہا نے لاش کا معائنہ کیا۔لاش کی گردن پر کچھ انگلیوں کے نشان تھے ایسے لگتا تھا کہ کسی نے اس کا گلا دبانے کی کوشش کی ہو۔

"یہ ایک قتل ہی ہے۔اس کی گردن پر نشان دیکھو ضرور اس کا گلا گھونٹ کر اسے مارا گیا ہوگا۔اس لیے آس پاس کے لوگوں نے اس

کی آواز نہیں سنی اور اس کے بعد اسے بلڈنگ سے نیچے گرایا گیا ہوگا۔تاکہ یہ ایک خودکشی لگے۔"

"اور تم یہ سب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ اسے کسی نے گرایا ہے اور اس کی گردن کے نشان کوئی لازمی نہیں ہے کہ کسی نے اس کا گلا گھونٹا ہو۔کیا پتہ یہ اس کی اپنی انگلیوں کے نشان ہو۔" ہمایوں سوچتے ہوئے بول رہا تھا۔

"پہلے تو اس لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیجو اس کی موت کی وجہ خود سامنے آجائے گی۔دوسری بات اگر یہ خود بلڈنگ سے چھلانگ لگاتا تو منہ کے بل گرتا لیکن یہ تو سر کے بل گرا ہوا ہے۔تو ہمایوں صاحب اب آپ کا کوئی اور سوال ہے یا ہم آگے کیس پر بات کریں؟" وہ آدھا کیس حل کر چکی تھی جبکہ پولیس اتنی دیر سے اسے

خودکشی ثابت کرنے میں لگی ہوئی تھی۔یہی تو اس کی خوبی تھی وہ منٹوں میں کیس حل کرلیا کرتی تھی۔

"تم بہت ہوشیار ہو منہا کیس کو منٹوں میں حل کرنا تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"ہمیشہ کی طرح ہمایوں اس سے متاثر ہوا تھا۔وہ تھی ہی ایسی لوگوں کو متاثر کرنے والی۔

"خیر وہ تو میں ہوں۔"وہ مسکرائی تھی اور اس کو مسکراتا دیکھ ہمایوں بھی مسکرا دیا۔

——☆☆☆☆☆——

NOVEL HUT

براق کی رہائی سے دو روز قبل

وہ سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔سیاہ ڈریس پینٹ کے اوپر سیاہ ڈریس شرٹ پہنے وہ چالیس سال کا آدمی کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔ہاتھ

میں گھڑی باندھے شرٹ کے بازو اوپر فولڈ کیے ہوئے تھے۔بال پیچھے کی طرف بنائے ہوئے تھے۔اس کی کرسی کے ارد گرد باقی سب کرسیاں لگائے بیٹھے تھے۔ جیسے کوئی اہم گفتگو چل رہی تھی۔بیچ میں ایک میز تھا جس پر ایک نقشہ رکھا تھا۔نقشہ کسی سڑک کا تھا۔اس کے الٹے ہاتھ پر ایک پچیس سالہ لڑکا بیٹھا تھا۔جس نے ہاتھ میں لیپ ٹاپ پکڑ رکھا تھا۔بلو جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے وہ بہت پیارا تو نہیں مگر اچھا لگ رہا تھا۔اس کے ساتھ ہی دو بڑے بڑے پہلوان بیٹھے تھے۔سیدھے ہاتھ پر دو لڑکیاں بیٹھی تھی۔ایک کے لمبے سیاہ بال کمر پر گرے تھے اور دوسری کے بال گھنگھریالے تھے۔ان کی کرسیوں کے گرد بہت ساری خالی گتے کی پیٹیاں پڑی تھیں۔دیکھنے میں یہ کوئی پرانا گودام لگ رہا تھا۔

"آج سے ٹھیک دو دن بعد ہمارے ساتھ ایک اور شخص شامل ہوگا۔"

"میں نے وکیل سے بات کرلی ہے ،وہ براق کی ضمانت کروا کر اسے ہالے روڈ تک چھوڑ دے گا۔لائلہ تم براق کو وہاں سے پک کرو گی۔"وہ شخص نقشے کو دیکھ کر بول رہا تھا اور سب غور سے سن رہے تھے۔

"میں کیوں اتنا بڑا خطرہ مول لوں، وہ بھی کسی ایسے کے لیے جس کو میں جانتی تک نہیں ہوں۔" وہ صاف صاف الفاظ میں انکار کر رہی تھی۔اسے بات دل میں رکھنی نہیں آتی تھی۔جو اس کے دل میں ہوتا تھا، وہی اس کی زبان پر ہوتا تھا۔ مہتشم ہر ایک شخص کی سائکی سمجھتا تھا۔اس نے گینگ میں ہر بندے کو چن چن کے شامل کیا

تھا۔اسے پتہ تھا کہ اپنے گینگ کے کس شخص سے کس طرح کام نکلوانا ہے۔

"جو میں نے کہنا تھا کہہ دیا اب آپ سب لوگ جاسکتے ہیں۔"اتنا کہنے کی دیر تھی اور سب اٹھ اٹھ کر جانے لگے۔ان کی دیکھا دیکھی لائلہ بھی پیر پٹکتی اٹھی۔

"لائلہ تم ادھر ہی روکو ہمیں آگے پلین پر بات کرنی ہے۔" لائلہ جو ابھی جانے لگی تھی وہ منہ بناتی ہوئی دوبارہ بیٹھ گئی۔جب سب چلے گئے تو وہ شخص بولنا شروع ہوا۔

"میں تمہارا باس ہوں میرے حکم سے انکار کرنے کا مطلب ہے گینگ سے نکل جانا۔تم چاہے میری جتنی مرضی پسندیدہ ہو لیکن میں یہ بلکل برداشت نہیں کروں گا کہ تم سارے گینگ کے سامنے مجھے انکار کرو۔یاد ہے وہ وقت جب تمہیں میری ضرورت تھی اور میں

نے تمہاری مدد کی تھی۔اب مجھے تمہاری ضرورت ہے تو تم انکار کر رہی ہو؟" وہ ایک سرد لہجے میں بولا تھا۔وہ خاموش رہی اس کے پاس اب انکار کا کوئی جواز نہیں تھا۔لائلہ کچھ بھی ہو سکتی تھی لیکن احسان فراموش نہیں۔

"اب میری بات غور سے سنو تمہیں کسی بھی طرح براق کو گاڑی میں بٹھانا ہے۔اس کے بعد تم گاڑی کو فل سپیڈ میں چلاتے ہوئے براق کے ساتھ گاڑی سے باہر چھلانگ لگا دو گی۔اس سب کے درمیان ہی میرے بندے روڈ پر ایک گیس چھوڑیں گیں جس کی وجہ سے تم دونوں گاڑی سے چھلانگ لگاتے ہوئے نظر نہیں آؤ گے۔جو گیس ہم چھوڑنے والے ہیں وہ کافی زہریلی ہے۔اس لیے تم دونوں کا ماسک پہنا ضروری ہے۔"

"گاڑی سیدھا کھمبے سے ٹکرائے گی اور دنیا کے لیے اس میں بیٹھے تم دونوں بھی اسی پل مر جاؤ گے۔" منصوبہ کافی اچھا تھا۔لائلہ کے لیے سب سے مشکل براق کو چھلانگ لگانے پر راضی کرنا تھا۔وہ براق کو جانتی بھی نہیں تھی۔لیکن گینگ کے لیے اسے یہ سب کرنا پڑھ رہا تھا۔

"تم دونوں چھلانگ لگانے کے بعد گلی نمبر چار میں داخل ہوجانا۔وہاں سے ایک اور گاڑی تم دونوں کو پک کرلے گی اور ہمارے اس اڈے تک پہنچا دے گی۔"وہ سارا پلین بتا چکا تھا۔

"کیا ہوا تم پریشان نظر آرہی ہو؟"وہ لائلہ کو خاموش دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"جس لائلہ کو میں جانتا ہوں۔اسے تو ایسے ایڈونچرز کرنا پسند ہے۔"

"اگر براق نا مانا چھلانگ مارنے کے لیے پھر میں کیا کروں گی؟ ایک بات میری بھی کان کھول کر سن لیں مہتشم صاحب میں مرنے سے زیادہ مارنے پر یقین رکھتی ہوں۔ اگر اس نے چھلانگ نا ماری تو میں اس کے ساتھ مرنے والی نہیں ہوں۔" مہتشم جانتا تھا کہ لائلہ کا اندیشہ بلکل درست ہے۔ براق اپنی مرضی کا مالک تھا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ براق ان لوگوں میں سے تھا جو چیلنج جیتنے کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ براق کی سب سے بڑی طاقت کے ساتھ ساتھ اس کی کمزوری بھی تھی۔

"تم اس کے دماغ کے ساتھ کھیلو گی۔ وہ تم سے ہارنا پسند نہیں کرے گا آگے تم خود سمجھ دار ہو۔"

"اس لڑکے کا حلیہ بتانا پسند کریں گیں یا کسی کو بھی اٹھا کر لے آؤ۔" مہتشم ہلکا سا مسکرایا۔ وہ کام بھی ایک رعب سے کرتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

براق کے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد لائلہ نے گاڑی سٹارٹ کی۔

"سنو یہ پچھلی سیٹ پر دو ماسک پڑے ہیں وہ اٹھانا زرا۔" وہ بہت آرام سے بول رہی تھی۔کوئی پاگل ہی ہوتا جو اسے انکار کرتا۔براق نے غصہ ضبط کرتے ہوئے دونوں ماسک اٹھائے اور لائلہ کو پکڑا دیے۔لائلہ نے ایک ماسک پہنا اور دوسرا براق کو واپس پکڑایا۔

"دیکھیں بی بی میں آپ کا نوکر نہیں ہوں جو آپ مجھ سے بار بار کام کروا رہی ہیں۔"وہ برا مان گیا تھا۔

"چپ کر کے اسے پہنو۔"اب کے اس کا لہجہ زرا سخت تھا۔براق نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر چپ رہا۔لائلہ نے گاڑی تیز رفتار میں بھگائی۔

"گاڑی کا دروازہ کھولو۔"لائلہ نے براق کو حکم دیتے ہوئے کہا۔براق نے بنا کچھ سوچے سمجھے دروازہ کھول دیا۔جب تک اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کر بیٹھا ہے دروازہ پورا کھول چکا تھا۔براق نے حیران ہوتے ہوئے لائلہ کو دیکھا۔لائلہ پرسکون بیٹھی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔

"اور کوئی حکم ہے آپ کا؟" وہ طنز کر رہا تھا۔اسے لائلہ سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔

"ہاں بس اب گاڑی سے باہر چھلانگ لگادو۔"وہ بے دھیانی میں عام سے لہجے میں بولی تھی۔

"آپ پاگل تو نہیں ہیں؟ دیکھیں اگر تو آپ مجھے مارنا چاہتی ہیں تو میں آپ کو بتا دوں کہ اس طرح میں مرونگا نہیں بس کوئی ہڈی ٹوٹ سکتی ہے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے اتنی آسان موت دوگی میں تمہیں؟"وہ اتراتے ہوئے بولی۔

"خیر ابھی میری بات کو سمجھو اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارا نہیں ہے۔اگر ہم نے چھلانگ نہ لگائی تو وہ سامنے کھمبا دیکھ رہے ہو گاڑی اس سے ٹکرائے گی اور ہم دونوں بن موت مارے جائیں گیں۔"دونوں کے پاس کوئی دوسرا چارا نہیں تھا۔براق اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے آرام سے بیٹھا رہا۔لائلہ کے پاس وقت کم تھا باہر ہر جگہ گیس پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔اگر وہ گاڑی کو آگے کھمبے کے پاس سے ٹرن کرنا بھی چاہتی تو نہیں کر سکتی تھی۔اس کے لیے خود چھلانگ مار کر اپنی جان بچانا تو آسان تھا مگر اس ساتھ بیٹھے شخص کو اس کے لیے راضی کرنا تھوڑا مشکل تھا۔اس نے براق کی طرف دیکھا اور براق نے اس کی طرف

،دونوں کی نظر ملی۔اسی لمحے لائلہ نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس شخص کو مرنے نہیں دے سکتی۔

"تم اتنے ڈرپوک ہوگے مجھے نہیں پتہ تھا۔میں ایک لڑکی ہوکر نہیں ڈر رہی اور تم ہٹے کٹے مرد ہوکر بھی ڈر رہے ہو جاؤ یار کیا فائدہ اتنا جم جانے کا جب ایک لڑکی سے ہی ہار مان لی۔"اس نے مہتشم کے بتائے گئے راستے پر عمل کیا تھا۔براق کے چہرے پر جنون طاری تھا۔تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا۔

"تم واقعی میں ڈر رہے ہو؟" اب کے وہ مذاق بناتے ہوئے بولی۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتا۔"

براق نے جنون میں آکر گاڑی سے باہر چھلانگ لگادی اور اسے دیکھتے ہی لائلہ نے بھی گاڑی سے باہر چھلانگ لگائی۔آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی تھی۔براق سڑک پر گھومتا ہوا فٹ پاتھ سے ٹکرایا

اس کے ماتھے پر چوٹ آئی تھی۔ کچھ دیر بعد لائلہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔لائلہ کے الٹے بازو پر چوٹ لگی تھی اور کچھ ہلکی پھلکی خراشیں آئی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو؟ ابھی جلدی اٹھو اور میرے ساتھ چلو"

براق کافی درد میں تھا۔اس کے جسم کا ایک ایک حصہ درد کر رہا تھا۔وہ سیدھا ہوا اور فٹ پاتھ پر بیٹھا۔

"آپ فکر نا کریں ابھی میں زندہ ہوں۔"وہ درد سے کراہتے ہوئے بولا۔

"جلدی اٹھو اس دھوئیں کے ختم ہونے سے پہلے ہمیں گلی نمبر چار میں جانا ہے۔ادھر ایک گاڑی ہمیں پک کرنے آئے گی۔اس میں فرسٹ ایڈ بوکس ہوگا ہم وہاں سے دوائی لگالیں گیں۔"براق کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔لیکن وہ اتنا جانتا تھا کہ اس لڑکی کی بات ماننے

کے سوا اس کے پاس اب کوئی اور حل نہیں تھا۔براق خود کو سمبھالتے ہوئے اٹھا۔لائلہ نے اپنے سیدھے ہاتھ سے اپنے الٹے بازو کو پکڑ رکھا تھا۔وہ دونوں خود کو سمبھالتے ہوئے گلی نمبر چار کی طرف بڑھے۔گلی نا زیادہ تنگ تھی نا زیادہ کھلی بس ویران تھی۔آدھے سے زیادہ گھروں پر تالے تھے۔وہ دونوں گلی کے کونے میں کھڑے ہو کر گاڑی کا انتظار کرنے لگے۔کچھ دیر بعد ایک گاڑی آئی پھر وہ دونوں اس میں بیٹھے۔گاڑی میں بیٹھے شخص نے ان دونوں کی مرہم پٹی کی تھی۔

پھر آغاز ہوا ایک نئے سفر کا، جس میں وہ دونوں ہی برباد ہونے جا رہے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

شام ہوچکی تھی۔سورج غروب ہو رہا تھا۔منہا اور ہمایوں دونوں ٹی وی لاونج میں بیٹھے خبریں سن رہے تھے۔ٹی وی پر بریکنگ نیوز کی پٹی چلنے لگی۔بریکنگ نیوز کچھ اس طرح تھی۔

"ہالے روڈ پر ایک اور حادثہ ابھی کچھ دیر پہلے ایک گاڑی over speed ہونے کی وجہ سے کھمبے سے ٹکرائی اور گاڑی میں آگ لگنے کی وجہ سے اندر بیٹھے لوگوں کا کچھ پتہ نا چل سکا۔ شناخت کے لیے ان کی لاش تک نا ملی پولیس کا کہنا ہے کہ ابھی تک مرنے والوں کے گھر سے کسی نے رابطہ نہیں کیا۔مزید جاننے کے لیے ہمارے ساتھ رہیں۔"

نیوز اینکر آگے اور خبریں سنا رہی تھی۔اتنے میں کچن سے ایک ضعیف عورت ہاتھ میں چائے کی ٹرے لیے ٹی وی لاونج میں داخل ہوئی۔ان کو دیکھتے ہی منہا اٹھی اور ٹرے پکڑ کر ٹیبل پر رکھی۔ہمایوں اپنا کپ اٹھا کر چائے پینے لگا۔

"بچارے کتنی دردناک موت مارے گئے۔اللہ ہم سب کی حفاظت کرے۔"ضعیف عورت کافی فکر مند نظر آتی تھی۔

"ارے بی جان ان لوگوں کو بھی تو گاڑی آرام سے چلانی چاہیے تھی۔"ہمایوں بہت پیار سے بول رہا تھا۔بی جان منہا کے پاس صوفے پر بیٹھ چکی تھیں۔

"پھر بھی بیٹا حکومت کو چاہیے کہ کچھ ایکشن لیں۔ہر روز ہالے روڑ پر نئے نئے حادثے ہو رہے ہیں۔"

"بلکل ٹھیک کہا بی جان آپ نے بلکہ ہمایوں ہالے روڑ تو تمہارے علاقے میں آتی ہے۔تم کیوں نہیں یہ مسئلہ آگے پیش کرتے۔"منہا ہمایوں سے بات کر رہی تھی۔ہمایوں کو تو سانپ سونگ گیا تھا۔("کیا میں اسے بتادوں؟نہیں اس کی نارضگی میں افورڈ نہیں

کر سکتا۔")ابھی وہ بات کو گول کرنے ہی والا تھا کہ بی جان نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

"اس کی پوسٹنگ تو بلوچستان ہو گئی ہے۔ تمہیں نہیں بتایا اس نے؟" منہا جو چائے کا کپ ابھی اٹھانے ہی والی تھی وہی رک گئی۔ اس نے ایک نظر ہمایوں کی طرف دیکھا۔

"ہمایوں تم نے مجھے بتانا بھی پسند نہیں کیا؟" وہ غصے میں آگ بگولہ ہو رہی تھی۔ اسے ہمایوں سے یہ امید نہیں تھی، وہ بچپن سے اسے سب بتاتا تھا۔

"یار مجھے پتہ تھا تم غصہ کرو گی اس لیے نہیں بتایا۔ میں بس سہی وقت کا انتظار کر رہا تھا۔" منہا اس کی بات اگنور کرتی ہوئی چائے پینے لگی۔ وہ ناراض ہوتی تھی تو بات کرنا چھوڑ دیتی تھی۔

تبھی دونوں کے فون پر ایک میسج آیا۔وہ کوئی رپورٹ تھی۔منہا رپورٹ کو پڑھ کر فاتحانہ انداز میں مسکرائی۔رپورٹ کے مطابق بلڈنگ کے باہر ملنے والی لاش کی موت گلا گھٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔مزید یہ کہ گلے پر جو فنگر پرنٹس ملے تھے وہ کسی اور شخص کے تھے۔ان فنگر پرنٹس کے زریعے قاتل کو پکڑنا بہت آسان تھا۔وہ ایک اور کیس حل کر چکی تھی۔

"بی جان اپنے پوتے کو بتا دیں کہ منہا کبھی غلط نہیں ہوتی اور نا ہی وہ باتیں چھپاتی ہے۔اچھا بی جان میں چلتی ہوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی ،بی جان کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔

"یہ کس بارے میں بات کر رہی تھی؟"بی جان کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔

"چھوڑیں میری پیاری بی جان ۔پتہ تو ہے آپ کو بچپن سے اس کی عادت ہے۔ جب بھی مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو آپ کا نام لے کر مجھے باتیں سناتی ہے۔"وہ مسکرا دیا جیسے کوئی بچپن کی یاد تازہ ہو گئی ہو۔منہا کا خیال بھی اسے خوش کرنے کے لیے کافی تھا۔

"اتنی محبت کرتے ہو منہا سے تو بتاتے کیوں نہیں اسے؟"بی جان اس کی مسکراہٹ دیکھ کر بولی۔

"محبت بتائی نہیں دیکھائی جاتی ہے۔اور مجھے یقین ہے کہ ایک دن اسے میری محبت دیکھائی دے گی اور وہ دن میری زندگی کا سب سے بڑا دن ہوگا۔" وہ جیسے کسی خواب سی کیفیت میں بول رہا تھا۔

"اللہ تم دونوں کے حق میں بہتر کرے۔"بی جان ان دونوں کو دعا دے رہی تھی مگر قسمت کو شاید کچھ اور منظور تھا۔

——☆☆☆☆☆——

وہ دونوں گاڑی میں سے اترے۔براق کے ماتھے پر سنی پلاسٹ لگا ہوا تھا۔ گاڑی ایک پرانے گودام کے پاس ان کو اتار کر جا چکی تھی۔آس پاس ویران جنگل تھا رات کے وقت یہ جگہ تھوڑی ڈراونی لگ رہی تھی۔لائلہ اس جگہ سے مانوس تھی وہ کافی عرصے سے ادھر رہ رہی تھی۔ لیکن براق کے لیے یہ سب نیا تھا۔

"چلو اندر باہر کسی جنگلی جانور نے تم پر حملہ کردیا تو کہو گے کہ یہ میرا پلین تھا۔" وہ اسے چڑا رہی تھی۔اور وہ کامیاب ہوئی تھی۔

"آپ تو چپ ہی رہیں ۔آپ کا تو آج مکمل ارادہ تھا مجھے مارنے کا۔وہ تو میں معصوم کسی طرح بچ گیا۔"وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا۔

"اب اندر چلیں مسٹر براق؟یہ طعنے بعد میں دینا۔" وہ اندر چلنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"پہلے آپ اپنا نام بتائیں۔"

"پہلے تم مجھے آپ کہنا چھوڑو۔ایسے لگ رہا ہے جیسے میں تم سے بہت بڑی ہوں۔"

"عزت راس نہیں آپ کو۔۔۔۔" آپ سن کر وہ پھر سے غصے میں آگئی تھی۔براق کو اپنی غلطی کا فوراً احساس ہوا۔

"وہ میرا مطلب تم۔"اس نے بات سمبھالنے کی کوشش کی۔

"میرا نام لائلہ سلطان ہے۔اب اندر چلیں یا ادھر ہی سب پوچھو گے؟" اتنا کہہ کر وہ آگے کی طرف چلنے لگی۔براق اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

گودام کا دروازہ آٹھ فٹ لمبا تھا۔لائلہ دروازے کے بائیں طرف چلنا شروع ہوئی۔ اس طرف کچھ جھاڑیاں تھیں جن کو لائلہ ہاتھ کی مدد سے پیچھے کر رہی تھی۔وہ کچھ ڈھونڈ رہی تھی اور آخر وہ اسے مل

NOVEL HUT

گیا۔وہ ایک بائیومیٹرک ڈیوایس تھی۔اس نے اپنا انگوٹھا ڈیوایس پر لگایا اور دروازہ خود با خود کھل گیا۔دروازہ کھلنے کے بعد دونوں اندر داخل ہوئے۔گودام میں جگہ جگہ بڑی بڑی گتے کی کھالی پیٹیاں رکھی تھیں۔جن پر مٹی کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ایسے لگتا تھا کہ سالوں سے ادھر کوئی نہیں آیا۔اندر کافی اندھیرا تھا۔ صرف ایک روشن دان سے چاند کی روشنی اندر آرہی تھی۔وہ دونوں چلتے چلتے ایک دروازے کے پاس رکے ۔دروازہ کھلا تھا اور اندر بیٹھا شخص ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا۔وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔کمرے کے درمیان میں ایک بڑا سا میز تھا اس کے گرد آٹھ کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔میز پر مختلف نقشے اور کچھ اہم پیپرز پڑے تھے۔سربراہی کرسی پر مہتشم بیٹھا تھا۔اور ارد گرد وہی سب لوگ بیٹھے تھے۔

"اور یہ ہیں ہمارے گینگ کے ساتواں رکن۔۔۔۔۔" مہتشم نے براق کی طرف اشارہ کیا۔سب براق کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"میں کسی گینگ کے لیے کام نہیں کرتا۔آپ نے غلط بندے پر اپنا وقت برباد کیا ہے۔" لائلہ کے بعد وہ دوسرا شخص تھا جو مہتشم کی بات سے انکار کر رہا تھا۔لائلہ ٹیبل پر رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں ڈال رہی تھی۔وہ جیسے اس گفتگو میں انٹرسٹڈ ہی نہیں تھی۔ مہتشم تھوڑی دیر خاموش ہوا۔

"سب باہر جاؤ۔۔۔۔۔۔مجھے براق سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔" مہتشم کے اتنے بولنے کی دیر تھی اور سب باہر جانے لگے۔سب کے باہر جانے کے بعد مہتشم نے براق کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا۔

کمرے کے باہر سب کھڑے ان دونوں کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب اپنے اپنے اندازے کے مطابق رائے دے رہے تھے۔

"اس کو تو گن بھی چلانی نہیں آتی ہوگی باس نے اسے کیوں گینگ میں شامل کر لیا۔" ایک پہلوان بولا۔

"سیکھ جائے گا دیکھنے میں کافی تیز لگتا ہے۔" احمر بولا تھا۔

"ہاں اور ہینڈسم بھی کتنا ہے۔ سیاہ شکاری آنکھیں ہیں اس کی اور اونچا لمبا۔۔۔"وہ گھنگھریالے بالوں والی تھوڑا سوچنے کے لیے رکی پھر سوچ کر اپنی بات دوبارہ شروع کی۔

"چھ فٹ قد تو پکا ہے اور اس کے بکھرے بال اُف قیامت ہے پورا۔" جیسے وہ خود سے بات کر رہی ہو۔

"شیلا میرے خیال سے تم اور احمر ریلیشن شپ میں ہو۔"لائلہ جیسے اسے یاد کروا رہی تھی۔احمر جو پہلے براق کی حمایت کر رہا تھا۔اب وہ کافی غصے میں نظر آرہا تھا۔

"نہیں میں تو بس ویسے ہی۔۔۔۔"شیلا کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور احمر ناراض ہوتا ہوا وہاں سے جاچکا تھا۔

"تم میری سب سے بڑی دشمن ہو آخر تم میری بات میں بولتی ہی کیوں ہو؟" شیلا لائلہ سے نفرت کا اظہار کر رہی تھی۔لائلہ نے اس کی بات کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔وہ پاگلوں سے بحث نہیں کرتی تھی۔

"احمر احمر میری بات تو سنو۔۔۔۔۔۔" شیلا احمر کے پیچھے پیچھے جانے لگی۔

NOVEL HUT

"بے وقوف لڑکا اپنی گرل فرینڈ کے سامنے دوسرے لڑکے کی تعریف کر رہا تھا۔" اب دوسرا پہلوان ہنس کر احمر کا مذاق اڑنے لگا۔

"حیمی اور جیمی تم دونوں اب جاؤ جا کے سو جاؤ کافی دیر ہو گئی ہے۔" لائلہ نے دونوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

کچھ لمحوں بعد سب یہاں سے جا چکے تھے اور لائلہ بنا اجازت لیے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔

——☆☆☆☆☆——

NOVEL HUT

براق کی رہائی سے دو دن بعد

منہا نائٹ سوٹ پہنے اپنے کمرے میں لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اس کا فون بجا۔ وہ کتاب میں مگن فون کال اگنور کر رہی تھی۔ کمرے میں ایک عورت داخل ہوئی۔ اس کی شکل

منہا سے بہت ملتی تھی۔ منہا اپنی ماں اور چھوٹی بہن کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کے باپ کے انتقال کو ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا تھا۔

"منہا تم اب مار کھاؤ گی۔ ہمایوں تمہیں پچھلے دو دن سے اتنی کالز کر چکا ہے بات کرو اس سے۔" سونیا بیگم کافی غصے میں تھیں۔

"امی آپ کو تو اپنا بھتیجا ہمیشہ ہی ٹھیک لگتا ہے۔ میں سوتیلی ہوں کیا؟" وہ برا مان گئی تھی۔

"تم ہمیشہ سے ضدی ہو۔ بچپن سے لے کر آج تک تم نے کبھی اپنی غلطی مانی ہے؟" وہ سچ کہہ رہی تھیں۔

"مان لیں کہ اس بار غلطی اس کی ہے۔ اسے مجھے بتانا چاہیے تھا۔" وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ وہ غلط ہو سکتی ہے۔

"اسے پتہ تھا تم یہی ڈرامہ کرو گی اس لیے اس نے تمہیں نہیں بتایا۔"

"جو بھی ہے جب تک وہ خود۔۔۔"ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی اور ہمایوں کمرے میں داخل ہوا۔اس نے سویٹ شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔

"مجھ سے سوری کرنے ادھر نہیں آجاتا میں نہیں مانو گی۔جی تو میں آگیا میم۔" ہمایوں نے اس کی بات مکمل کی۔وہ منہ پھیر کر چادر لپیٹ کر سونے کا ڈرامہ کرنے لگی۔

"کوئی اس لڑکی کو بتائے کہ صبح پانچ بجے میری فلائیٹ ہے۔اب اگر یہ ایسا کرے گی تو میں بی جان کو لے کر واپس چلا جاؤں گا اور جاتے ہوئے مل کر بھی نہیں جاوں گا۔" وہ اعلانیہ طور پر بول رہا تھا۔بستر میں لیٹی منہا یک دم اٹھی۔وہ ہمایوں کی طرف جنگلی بلی کی طرح بھاگی۔سونیا بیگم یہ سب تماشہ ہنس کر دیکھ رہی تھیں۔منہا نے

ہمایوں کی کمر پر تھپڑوں کی برسات شروع کردی تھی۔وہ اپنا غصہ ناراضگی ایسے ہی نکالتی تھی۔ہمایوں اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"بس کرو اب میرے بچے کی جان لوگی کیا؟" سونیا بیگم برا مان گئی تھیں۔

کچھ دیر بعد اس کا غصہ ختم ہو چکا تھا۔ٹریٹ کے طور پر ہمایوں منہا اور اس کی چھوٹی بہن نور کو آئسکریم کھلانے باہر لے کر گیا تھا اور بی جان اپنی بیٹی سونیا سے بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

صبح ہوتے ہی ہمایوں کو ائرپورٹ پر ڈراپ کرکے وہ گھر واپس آئی۔جم جانے کے لیے ٹریک سوٹ پہنا۔نیچے جوگرز پہنے ،بالوں کی پونی کی اور ہاتھ میں پانی کی بوتل لے کر گھر سے نکلی۔منہا صبح صبح واک کرتے ہوئے جم جایا کرتی تھی۔روز صبح کے وقت سڑک خالی ہوتی تھی۔پرندوں کی چہچہانے کی آوازیں، ٹھنڈی تازہ ہوا مزہ

دوبالا کر رہی تھیں۔وہ کانوں میں بلوٹوتھ لگائے واک کرتے ہوئے گانے سن رہی تھی۔تبھی اسے کچھ محسوس ہوا۔جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو۔اس نے مڑکر دیکھا اس کے پیچھے ایک بہت وجیہا آدمی واک کر رہا تھا۔اس نے بنا آستینوں والی سیاہ شرٹ پہن رکھی تھی۔نیچے سیاہ ہی ٹراوزر پہن رکھا تھا۔اس کے بائسپس کافی بڑے تھے اور ہاتھوں پر ویز واضع طور پر نظر آرہی تھی۔وہ جم کا شوقین لگتا تھا۔منہا اس کو دیکھ کر رک گئی اور اسے گھورنے لگی۔

"کب سے پیچھا کر رہے ہو میرا؟" وہ سیدھا کام کی بات پر آئی تھی۔

"جی میں؟" وہ تھوڑا بوکھلا سا گیا۔منہا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی،وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ جیسے منہا کی ان جھیل جیسی آنکھوں میں کھو گیا تھا۔

براق کو جیسے شاک لگا تھا۔حیرت کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

اس نے یہ گہری جھیل سی آنکھیں پہلے بھی ایک بار دیکھی تھیں۔

دو سال قبل ایک شادی میں منہا کی یہی آنکھیں دیکھ کر وہ اپنا دل ہار بیٹھا تھا اور آج دو سال بعد وہ اس کے سامنے دوبارہ کھڑی تھی۔ان دو سالوں میں براق ایک بار بھی ان آنکھوں کو نہیں بھولا تھا۔اسے لگا تھا کہ وہ منہا سے دوبارہ کبھی نہیں مل پائے گا۔لیکن آج قسمت نے براق کو منہا سے پھر ملا دیا تھا۔وہ اپنی قسمت پر رشک کرتے ہوئے کھل کر مسکرایا۔

"اور کوئی نظر آرہا ہے ادھر؟"وہ تپ کر بولی تھی۔

"میں تو معصوم سا آدمی ہو انسپکٹر جی۔"وہ بہت ہی معصوم سے انداز میں بول کر آگے بڑھا۔پھر رک کر منہا کی طرف دیکھا۔منہا کسی سوچ میں گم تھی۔

"آس پاس میں کوئی جم ہے؟اصل میں میں کل ہی ادھر شفٹ ہوا ہوں اور میں ایک دن بھی جم مس نہیں کرنا چاہتا۔"وہ کچھ بول رہا تھا اور منہا کچھ اور سوچ رہی تھی۔یک دم اس کے دماغ کی گھنٹی بجی۔

"تم کیسے جانتے ہو کہ میں انسپکٹر ہوں؟" منہا کو تعجب ہوا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

سب کے باہر جانے کے بعد کمرے میں صرف براق اور مہتشم رہ گئے تھے۔کمرے میں عجب سی خاموشی تھی۔جیسے دونوں ہی ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے گینگ میں شامل ہو جاؤں؟"
براق نے مہتشم کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ جیسے وہ اس کی آنکھوں کے ذریعے جاننا چاہتا ہو کہ یہ شخص اعتبار کے قابل ہے یا نہیں۔ آنکھیں ہمارے جسم کا وہ حصہ ہوتی ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے تمہاری ضمانت اسی لیے کروائی ہے۔ کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے میرے ساتھ کام کرتے ہوئے براق ولد ہشام؟" مہتشم نے آخری الفاظ پر زور دے کر براق کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔ براق اپنے باپ کا نام سن کر ماضی کی کسی یاد میں گم ہو چکا تھا۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں وہ چھ سالہ براق چارپائی پر لیٹا تھا۔ وہ تیز بخار میں تپ رہا تھا۔ کمرے میں صرف دو چارپائیاں تھیں۔ ایک

کونے میں چھوٹی سی الماری تھی جس میں سے اس کی ماں ایک کپڑا نکال رہی تھی۔اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا۔جس کے اندر برف اور پانی پڑا تھا۔اس کی ماں براق کے ساتھ والی چارپائی پر آکر بیٹھی اور کپڑے کو پیالے میں بھگونے لگی۔جب کپڑا اچھے سے بھیگ گیا تو اس نے کپڑا براق کے ماتھے پر رکھا۔براق جو بخار میں بے ہوش سا پڑا تھا،وہ درد سے کراہنے لگا۔

"امی اسے ہٹائے مجھے درد ہو رہا ہے۔"

"بیٹا تمہارا بخار بہت تیز ہے۔مجھے ٹھنڈی پٹیاں کرنے دو۔دیکھنا صبح تک میرے بیٹے کا بخار اتر جائے گا۔" وہ براق کو تسلی دے رہی تھی۔

"امی بابا کب آئیں گیں؟" بس ایک یہ سوال وہ ہر وقت اپنی ماں سے کرتا تھا اور اس کی ماں کے پاس کوئی جواب نہیں

تھا۔ صوفیا (براق کی ماں) کی آنکھیں یک دم نم ہو گئی تھیں۔ اس نے اپنے آنسوں چھپانے کی کوشش کی وہ ایک مضبوط ماں تھی۔

"بیٹا وہ بہت جلدی آئیں گے۔" اس نے یہ جملہ بہت مشکل سے پورا کیا۔ وہ بھی تنگ آگئی تھی اپنے اکلوتے بیٹے سے جھوٹ بول بول کر۔

"امی بابا کب آئیں گے؟" براق کا بچپن بس اسی سوال کے گرد گزرا تھا۔ جس کا جواب نا تو اسے پتہ تھا نا ہی اس کی ماں کو جب وہ تھوڑا بڑا ہوا تو خود ہی یہ سوال کرنا بند کر دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی ماں کو سب سے زیادہ تکلیف یہ سوال دیتا تھا۔ صوفیا اور وہ چھوٹے سے قصبے میں رہتے تھے۔ صوفیا نے کپڑے سلائی کر کر کے اسے پڑھایا تھا۔ لیکن آخر میں وہ اپنے باپ کے نقشے قدم پر ہی چلا ایک جاسوس کا بیٹا جاسوس۔

"لگتا ہے تمہیں کچھ یاد آگیا۔" مہتشم نے براق کو اس کی خیالی دنیا سے جگایا۔براق خاموش رہا۔

"میں جانتا ہوں کچھ لمحوں کی یاد بھی اذیت دیتی ہے۔میں تمہارا درد سمجھ سکتا ہوں۔" مہتشم نے ہمدردی بھرے لہجے میں بولا۔

"مجھے آپ کی ہمدردی نہیں چاہیے اور آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ میرے باپ کا نام لے کر مجھے اپنے گینگ میں شامل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔میں نفرت کرتا ہوں ان سے۔" وہ جھوٹ بول رہا تھا۔وہ اپنے باپ سے نفرت کر ہی نہیں سکتا تھا۔جس شخص کے پیار کے لیے وہ بچپن سے ترسا تھا۔وہ اس شخص سے نفرت کیسے کر سکتا تھا؟

"لیکن تمہارا باپ تو تم سے بہت محبت کرتا تھا۔"

"آپ میرے باپ کو کیسے جانتے ہیں؟" براق کو تھوڑا تجسس ہوا۔

"مان لو وہ میرے بڑے بھائی کی طرح تھے۔ان کی موت نے مجھے لاوارث کردیا تھا۔" وہ واقعی ہشام کی موت کا ذکر کرکے دکھی ہوا تھا۔اپنے باپ کی موت کا سن کر براق کی آخری امید بھی ٹوٹ گئی تھی۔اسے کہی نا کہی یقین تھا کہ ایک دن وہ اپنے باپ سے ضرور ملے گا۔آج وہ امید ٹوٹی تھی۔

"میرا یقین کرو ہشام بھائی تمہیں بہت یاد کرتے تھے۔اگر ان کی مجبوری نا ہوتی تو وہ کبھی بھی تمہیں چھوڑ کر نا جاتے۔وہ سب ماضی تھا اسے بھول جاؤ آگے کا سوچو آگے کیا کرو گے؟ تمہارے پاس نا کوئی سیونگز ہیں نا کوئی نوکری۔" وہ اسے سب حقائق بتا رہا تھا۔اتنا تو براق بھی جانتا تھا کہ مہتشم سچ کہہ رہا ہے۔اس کا کوئی فیوچر نہیں تھا۔

"میں پہلے کی طرح جاسوسی کرکے کما لوں گا۔"

"تو تم میرے لیے جاسوسی کیوں نہیں کرتے۔مان لو میں تمہارا نیا کلائنٹ ۔میں تمہیں سب کچھ دوں گا گھر،گاڑی ہر واردات میں سے تمہارا حصہ۔ تمہیں اس سے اچھی آفر نہیں ملے گی۔اب باقی تمہاری مرضی۔" وہ اپنا جال بچھا چکا تھا۔ اسے لوگوں کو مینوپلیٹ کرنا آتا تھا۔لوگوں کو لگتا تھا کہ وہ سب اپنی مرضی سے کر رہے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔وہ واقعی ماسٹر مائنڈ تھا۔

براق کو تھوڑا تھوڑا سمجھ آنے لگا تھا کہ وہ اس گینگ میں شامل کیوں کیا گیا تھا۔اس کے لیے یہ بری آفر نہیں تھی۔وہ لوگوں کی جاسوسی ہی تو کرتا تھا۔

"لیکن مجھے جاسوسی کس کی کرنی ہے؟" مہتشم مسکرا دیا۔آخر کار براق مان گیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"تم کیسے جانتے ہو کہ میں انسپکٹر ہوں؟"منہا کو تعجب ہوا۔

"میں کل ہی آپ کے گھر کے ساتھ والے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہوا ہوں۔کل آپ کے گھر بھی آیا تھا۔آپ کی امی نے ہی بتایا آپ کے بارے میں۔"وہ جیسے پوری کہانی بتانا شروع ہوگیا تھا۔

منہا نفی میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔("امی بھی نا ہر کسی کو گھر میں گھسا لیتی ہیں۔") منہا نے دل میں سوچا۔

"سنے اگر آپ جم جارہی ہیں تو مجھے بھی ساتھ لیں جائیں۔"وہ پیچھے سے بولا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

"لیکن مجھے جاسوسی کس کی کرنی ہے؟"

"تمہیں پولیس کی جاسوسی کرنی ہے۔ان کا اعتماد جیتنا ہے۔خاص طور پر انسپکٹر منہا کا۔باقی جب واردات کی باری آئی گی تو میں تمہیں اگلا کام بتا دوں گا۔" مہتشم براق کو اس کا ٹاسک بتا رہا تھا۔

"کردار بتائیں کونسا نبھانا ہے۔تاکہ میں ریسرچ ورک شروع کروں۔"

"پولیس کنسلٹنٹ اس طرح تم ہر کیس میں منہا کے ساتھ رہو گے۔تمہیں اندازہ ہوجائے گا کہ وہ کیس کس طرح حل کرتی ہے۔اس کے علاوہ تمہارے لیے جو اپارٹمنٹ میں نے بک کروایا ہے وہ بھی انسپیکٹر منہا کے گھر کے ساتھ ہے۔" براق کو اپنا کام سمجھ آگیا تھا۔ مہتشم کی بات بھی ختم ہوگئی تھی۔تبھی لائلہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"اور اگر اسے کسی پولیس والے نے پہچان لیا تو سب برباد ہوجائے گا۔" لائلہ نے ان دونوں کو اہم خطرے سے آگاہ کیا۔

"بلکل ٹھیک کہا تم نے مگر اس کا جواب بھی ہے میرے پاس۔پہلی بات براق کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا تھا۔اس کے خلاف کوئی رپورٹ نہیں لکھوائی گئی تھی۔دوسری بات جس تھانے میں براق بند تھا اس کا ایس۔ ایچ ۔او ہمایوں احمد بلوچستان جا چکا ہے۔باقی بات رہی حوالدار کی تو اس کا منہ بند کروانا کوئی مشکل بات نہیں۔"

ایسا کونسا سوال تھا جس کا جواب مہتشم کے پاس نا ہو ؟ وہ ہر کام پوری پلاننگ کے ساتھ کرتا تھا۔لائلہ کو اپنا جواب مل چکا تھا۔

"بہت رات ہو گئی ہے۔ابھی جا کر تم آرام کر لو۔لائلہ براق کو اس کا کمرہ دیکھا دینا۔" مہتشم حکم دے کر کمرے سے نکل چکا تھا۔

"تو تم مان ہی گئے۔" لائلہ نے بات کا آغاز کیا۔

"مجھے آفر اچھی لگی تو میں نے ہاں کہہ دی۔"براق نے کمرے سے باہر جاتے ہوئے بولا۔لائلہ براق کے پیچھے پیچھے چل دی۔کمرے کے باہر کھڑا براق ہر چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"چلو تمہارے کمرے تک چھوڑ دوں تمہیں۔" لائلہ کی بات پر اس نے چلنے کا اشارہ کیا۔اس کمرے کے سامنے سے سڑھیاں اوپر جاتی تھیں۔اوپر آمنے سامنے کافی کمرے تھے۔ہر رکن کو الگ الگ کمرہ دیا گیا تھا۔براق کا کمرہ سب سے آخر میں تھا۔

کمرہ کوئی بہت بڑا نہیں تھا۔دیواریں بھی بہت پیچیدہ حالت میں تھیں۔کمرے کے اندر لکڑی کی پرانی کھڑکیاں تھیں جو جنگل کی طرف کھلتی تھیں۔فرش بھی ٹوٹا پھوٹا تھا۔جیسے صدیوں سے مرمت نا کروائی گئی ہو۔براق کمرے میں آتے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔لائلہ اس کو چھوڑ کر اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔اس کا کمرہ براق کے کمرے کے

بلکل سامنے دو قدم کے فاصلہ پر تھا۔براق نے پہلے تو سونے کا ارادہ کیا۔لیکن کافی دیر وہ کروٹیں ہی بدلتا رہا، نیند آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔آخر تنگ آکر وہ اٹھا۔کمرے میں ارد گرد دیکھا۔اس کی نظر کھڑکی پر پڑی جو ہوا سے ہل رہی تھی۔اس نے اٹھ کر کھڑکی کھولی۔کمرے میں ٹھنڈی اور تیز ہوا کا داخلہ ہوا۔کھڑی کے باہر کا نظارہ بے حد حسین تھا۔یہاں سے گوادم کا پچھلا حصہ نظر آتا تھا۔چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا۔بادل زور زور سے گرج رہے تھے لگتا تھا کہ بارش آنے والی ہے۔نیچے ہر طرف درخت ہی درخت تھے۔یہ ایک گھنا اور بہت بڑا جنگل تھا۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا۔اس نے اپنے بائیں طرف دیکھا۔ادھر والے کمرے کی کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی۔کھڑکی میں کھڑی لڑکی جانی پہچانی تھی۔

"تم سوئے نہیں؟" لائلہ نے سوال کیا۔

"نیند نہیں آئی۔ تم کیوں نہیں سوئی؟" براق نے نارمل سے لہجے میں بولا۔

"مجھے نیند مشکل سے آتی ہے۔" لائلہ نے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔ وہ چاند کو دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی پھر اس عجیب سی خاموشی کو توڑنے کے لیے لائلہ نے سوال کیا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہیں جیل کیوں ہوئی تھی؟"

"ایک عورت مجھ سے اپنے شوہر کی جاسوسی کروا رہی تھی۔ بعد میں خود ہی اپنا بھانڈا پھوڑ دیا اور ساتھ ساتھ مجھے بھی پھنسا دیا۔" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"پھر؟" لائلہ کو جیسے پوری کہانی میں دلچسپی تھی۔

"پھر کیا تھا اس کے شوہر کی ایس ۔ایچ ۔او سے دوستی تھی۔کروا دیا جیل میں بند مجھ معصوم کو۔" وہ معصوم سے لہجے میں بولا۔

"اللہ تم کتنے جھوٹے ہو، معصوم اور وہ بھی تم؟" وہ اسے چڑانے کے لیے بولی تھی اور وہ کامیاب ہوئی تھی۔

"ابھی مجھے جانتی ہی کہاں ہوں تم۔" وہ تپ کر بولا۔

یک دم تیز بارش شروع ہوئی۔بارش کو دیکھ کر لائلہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔بارش لائلہ سلطان کا پسندیدہ موسم تھا۔وہ اپنے کمرے کی طرف واپس مڑی۔

"تم کہاں جارہی ہو؟" براق نے اسے جاتے دیکھا تو سوال کیا۔

"بارش میں نہانے۔" وہ آدھی رات کو بھی بارش میں نہا سکتی تھی۔براق کو یہ پاگل پن لگا تھا۔

چند منٹ بعد لائلہ گودام کے پچھلے حصے میں کھڑی بارش میں نہا رہی تھی اور براق اوپر کھڑکی میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

صبح ہوتے ہی مہتشم نے اسے پورے گینگ سے ملوایا۔ کچھ لوگ اس کے آنے سے خوش تھے اور کچھ نہیں۔ لیکن مہتشم کے فیصلے کے آگے کوئی کچھ نہیں بول سکتا تھا۔

"احمر جس ویب سائٹ پر آج پولیس کنسلٹنٹ کی پوسٹ کا رزلٹ آنا ہے۔ وہ ہیک کرو ہمیں رزلٹ بدلنا ہے۔" مہتشم نے احمر کو دیکھ کر بولا۔ وہ آئی ٹی پرافیشنلسٹ تھا۔ بنا کسی کو پتا چلے ایک ویب سائٹ ہیک کرنا اس کے لیے بہت آسان تھا۔ اس نے لیپ ٹاپ میں کچھ کوڈنگ کی، تھوڑی دیر بعد ویب سائٹ ہیک ہو چکی تھی اور

رزلٹ بدلا جا چکا تھا۔اب رزلٹ کے مطابق براق نیا پولیس کنسلٹنٹ تھا۔

"جو لڑکا سچ میں سیلکٹ ہوا تھا۔اس کا اڈریس نکالو ہمیں اس کا اپائنٹمنٹ لیٹر غائب کرنا ہے اور براق کا جالی اپائنٹمنٹ لیٹر بھی تیار کروانا ہے۔" مہتشم کے حکم دینے کی دیر تھی اور احمر کے ہاتھ چلنا شروع ہو گئے۔

"مگر باس پولیس والے دو منٹ میں جان جائیں گے کہ براق کا اپائنٹمنٹ لیٹر جھوٹا ہے۔"احمر نے مہتشم کو خطرے سے آگاہ کیا۔

"جیسا کہ میں ہمیشہ بولتا ہوں کہ پیسہ کسی کو بھی خریدنے کے لیے کافی ہے۔دنیا کا ہر انسان پیسے کا پجاری ہے۔ہائرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ایک بندے کو پہلے ہی خرید چکا ہوں وہ بنوائے گا جھوٹا لیٹر جو کہ

بلکل اصلی لگے گا۔" مہتشم کے پاس ہر مشکل کا حل تھا۔سب کام ہو چکے تھے۔اب بس باری تھی منہا اور براق کے ملاپ کی۔

——☆☆☆☆☆——

فلیٹ کے کچن میں پڑی لاش سڑ رہی تھی۔لگتا تھا کہ قتل دو یا تین دن پہلے کیا گیا تھا۔مرنے والے کے پیٹ میں چاقو سے وار کیا گیا تھا۔فرش پر پڑا خون بھی جم چکا تھا۔پولیس اپنی تفشیش کر رہی تھی اور منہا فلیٹ سے باہر کوئی اہم کال کرنے آئی تھی۔ابھی وہ کال کاٹ کے اندر جانے ہی لگی تھی کہ سیڑھیوں سے اوپر آتے آدمی کو دیکھ کر رکی۔اس نے سیاہ پینٹ پر گرے ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کیسے؟" منہا نے اسے دیکھتے ساتھ سوال کیا۔

"مان لیں کہ میں آپ کے سر پر ہر وقت سوار ہونے والا ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا۔ منہا کے پاس آکر اس نے اپنا کارڈ دیکھایا۔پولیس کنسلٹنٹ کا کارڈ دیکھ کر وہ چپ ہوئی۔پھر مسلسل اسے گھورتی رہی۔ جیسے منہا کو اس پر شک تھا۔

"اب اندر چلیں میڈم جی یا پھر آپ بس مجھے ہی گھورتی رہیں گی۔" براق نے اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

"اگر تم میری جاسوسی کرنے کی کوشش کر رہے ہو تو میں تمہیں صاف صاف بتا دوں کہ میں تمہارے جال میں نہیں آنے والی۔"وہ دو ٹوک بات کر رہی تھی۔اسے گھما پھرا کر بات کرنے کی عادت نہیں تھی۔

"میں معصوم سا آدمی ہوں۔آپ پتہ نہیں مجھ پر اتنا شک کیوں کرتی ہیں۔"وہ بے حد معصوم انداز میں بولا۔

"دیکھ لیں گیں کتنے معصوم ہو تم۔" منہا نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔پھر وہ اندر کی طرف بڑھی اور براق وہی کھڑا مسکراتا رہا۔ جیسے وہ یہاں ابھی تک منہا کو محسوس کر رہا تھا۔

کافی دنوں تک ایسے ہی چلتا رہا۔ وہ جم اور اس کی ورک سپیس ہر جگہ اس کے ساتھ سائے کی طرح رہتا تھا۔ منہا نے اس کے بارے میں تفشیش بھی کی تھی۔ لیکن اسے وہی سب پتہ چلا جو براق نے اپنی پروفائل میں لکھا تھا۔

شروع شروع میں جو منہا کو اس پر شک تھا وہ بھی کم ہونے لگا تھا۔دونوں کا ایک دوسرے سے سامنا روز ہو رہا تھا۔براق کی نظر صرف منہا پر تھی۔ کچھ تھا اس میں جو براق کو اس کی طرف کھینچ رہا تھا۔بعض لوگ ہماری زندگی میں ہوتے ہیں جو بس ہمیں اچھے لگتے ہیں بنا کسی وجہ کے۔

—☆☆☆☆☆—

شام کا وقت ہو رہا تھا۔ منہا اپنے کمرے میں لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی۔ آج اتوار کا دن تھا۔ آج منہا نے پورا دن بیڈ پر لیٹ کر کتاب پڑھنی تھی۔ تبھی کمرے میں اس کی چھوٹی بہن داخل ہوئی۔

"آپی امی کہہ رہی ہیں کہ شامی کباب تل دیں اور ساتھ میں تین کپ چائے بنا دیں مہمان آئیں ہیں گھر پر۔" نور سونیا بیگم کا پیغام دے کر کمرے سے نکلی۔

"ایک اتوار کا دن ہی تو ہوتا ہے اس دن بھی امی کو کوئی نہ کوئی کام یاد آجاتا ہے۔" اس کا منہ بن چکا تھا۔ لیکن اس کا اپنی امی سے ڈانٹ کھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ غصے میں اٹھی اور کچن کی طرف بڑھی۔

کچن میں آکر اس نے چائے کا پانی چڑھایا اور ساتھ ساتھ کباب فرائی کرنا شروع کیے ۔ تھوڑی دیر بعد چائے تیار تھی۔ منہا نے چائے کپ میں ڈالنا شروع کی۔

"جائیں آپ کتاب پڑھ لیں۔یہ میں لے جاتی ہوں۔" نور نے ہمدردی دیکھانا چاہی۔

"میں نے ادھر کھڑے ہو کر اتنی محنت سے چائے بنائی ہے اور امی کے سامنے نمبر تم بنا لو۔" وہ بہت تپی ہوئی تھی۔

"حد ہے آپی ایک تو آپ پولیس والے ہر ایک کی نیت پر شک کرتے ہیں۔"وہ برا مان گئی تھی۔ منہا نے تینوں کپ ٹرے میں ڈالے ساتھ شامی کباب کی پلیٹ رکھی اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔ وہاں سامنے والے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر منہا کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔ ("اس کے لیے میں نے اتنی محنت کی؟اس سے بہتر

تھا میں امی کی ڈانٹ کھا لیتی۔") اس کے دل میں خیال آیا تھا۔ سامنے بیٹھے لڑکے نے آج نیلی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔ آنکھیں منہا کو دیکھتے ہی چمک اٹھی تھیں۔

منہا نے غصہ ضبط کرتے ہوئے ٹرے صوفے کے بیچ پڑے ٹیبل پر رکھی اور فوراً وہاں سے جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ وہ بول اٹھا۔

"آپ نہیں بیٹھیں گی ہمارے ساتھ؟" وہ جو منہ موڑ کر کھڑی تھی، غصہ میں اپنی آنکھیں بند کی۔ ایک لمبا سانس لے کر خود کو ٹھنڈا کیا اور اس شخص کی طرف دوبارہ مڑی۔

"نہیں مجھے کافی کام ہیں۔ اصل میں میں دوسروں کی طرح فارغ نہیں ہوں۔" وہ زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ طنزیہ لہجے میں بولی ("پہلے یہ آدمی میرے جم آیا پھر میرے ساتھ ہر کیس میں فکس ہوا

اور اب تو گھر ہی آگیا۔") ساتھ والے صوفے پر بیٹھی سونیا بیگم نے اس کا لہجہ محسوس کرلیا تھا۔

"ارے براق بیٹا اس کی تو ایسے ہی عادت ہے مذاق کرتی رہتی ہے۔ تم چائے لونا اور منہا تم ادھر میرے ساتھ آکے بیٹھو۔" سونیا بیگم نے بات بدلنے کی کوشش کی۔ منہا نے نفی میں سر ہلایا۔ لیکن جب سونیا بیگم نے غصہ میں آنکھیں دیکھائی تو وہ منہ چڑاتی ہوئی وہاں بیٹھ گئی۔ براق نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے کی پہلی گھونٹ لی۔

"چائے تو بہت اچھی بنائی ہے آپ نے۔" منہا اپنی امی کو دیکھ کر فاتحانہ مسکرائی۔ ہر وقت سونیا بیگم سے اسے ایک ہی طعنہ ملتا تھا کہ "تمہیں تو چائے بھی نہیں بنانی آتی سسرال والے کیا کہیں گے؟"

ایک تو ہماری پیاری ماؤں کو بیٹی سے زیادہ سسرال والے کیا کہے گے کی فکر کیوں ہوتی ہے؟

"لیکن۔۔۔"وہ ٹھوڑا سوچ کر بولا۔

"لیکن کیا ؟"وہ جو مسکرا رہی تھی۔اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"چینی تھوڑی کم ہے۔" وہ منہا کی طرف دیکھ کر بولا۔منہا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا جائے۔اتنے میں بی جان ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔وہ گھٹنوں کی مریض تھیں۔ان کو سہارا دینے کے لیے سونیا بیگم اٹھی۔اب سامنے والے صوفے پر براق بیٹھا تھا اور ساتھ والے پر منہا۔

"تھوڑی چینی ملے گی، میڈم جی؟" براق نے بہت معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔

"زہر نا لے آؤں، تمہارے لیے؟" وہ ہلکا سا بولی مگر براق سن چکا تھا۔

"آپ کے ہاتھ سے وہ بھی چلے گا۔" وہ اس کی گہری آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ منہا کے پاس اب کوئی جواب نہیں تھا اور اس سے زیادہ وہ برداشت بھی نہیں کر سکتی تھی۔

منہا اٹھی اور ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ کر اس نے مڑ کر براق کو دیکھا۔ وہ بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کمرے میں بس ایک وہی ہو جسے وہ بار بار دیکھنا چاہتا تھا۔ منہا نظر انداز کرتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"بیٹا تمہارے گھر والے کدھر ہیں؟" بی جان نے بیٹھتے ساتھ ہی پہلا سوال کیا۔

وہ جو اپنے ہی کسی خیال میں گم تھا اس سوال پر یک دم چونکا۔

"وہ میری فیملی وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ اصل میں۔۔۔۔۔" جس سوال سے وہ بھاگتا تھا۔بی جان نے وہی سوال کرلیا تھا۔اس کو الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ وہ کیسے جواب دے۔

"وہ اصل میں میرے والدین کا انتقال ہوگیا ہے۔اچھا آنٹی میں چلتا ہوں آپ اجازت دیں۔"اس نے یہ جملہ بہت مشکل سے پورا کیا تھا۔

"بیٹا بیٹھو نا ابھی تو تم آئے ہو۔"سونیا بیگم اس کو روک رہی تھی۔لیکن وہ جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔

"نہیں بس پھر کبھی سہی آنٹی۔"اتنا کہہ کر وہ باہر نکلا۔

"اسے کیا ہوا؟"بی جان کو حیرت ہوئی۔

——☆☆☆☆☆——

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ہر جگہ اندھیرا تھا۔اس نے لائیٹس جلانا ضروری نہیں سمجھا۔اپارٹمنٹ دو کمروں پر مشتمل تھا اور ساتھ میں اوپن کچن تھا۔وہ سیدھا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔بیڈ کے پاس آکر براق زمین پر بیٹھ گیا۔اسے آج احساس ہوا تھا کہ کچھ سوالوں کے جواب دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔وہ بچپن سے ایک ہیپی فیملی کے لیے ترسا تھا۔جب باقی بچے اپنے باپ کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے آتے تھے تو وہ یہی سوچتا تھا کہ ایک دن وہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ایسے ہی یہاں آئے گا۔ہر قدم پر اسے اپنی محرومی کا شدت سے احساس ہوتا تھا۔اس کی آخری امید اس کی ماں تھی۔لیکن ان کے مرنے کے بعد وہ اس دنیا میں اکیلا رہ گیا تھا۔("تمہاری ماں مرگئی ہے براق۔") لوگوں کی یہ بات اس کے دماغ سے نہیں نکلتی تھیں۔

("ارے یہی تو ہے اپنی ماں کا قاتل۔")آنکھیں نم ہوئی تھیں۔
("پہلے پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو جدا کر دیا۔ اب بد قسمت اپنی ماں کو بھی کھا گیا۔")اس کے دماغ میں یہ آوازیں گونج رہی تھیں۔
ماں باپ ایک ایسی نعمت ہیں جو زندگی میں ایک بار ہی ملتی ہے۔ ہم ہر رشتہ زندگی میں دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ماں باپ ایک بار بچھڑ جائیں تو کبھی نہیں ملتے۔ بے اختیار اس کی آنکھ سے پہلا آنسوں نکلا۔ دماغ میں وہی بچپن کی یادیں گھوم رہی تھیں۔ وہ چاہ کر بھی ان سے پیچھا نہیں چھڑوا پاتا تھا۔
شام سے رات ہو چکی تھی۔ لیکن وہ ایسے ہی بیٹھا رہا۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے لال ہو رہی تھیں۔ لیکن یادیں تھی کہ پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔ واقعی کچھ یادیں عذاب بن جاتی ہیں اور قبر تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

"کاش جو یادیں ہمیں تکلیف دیتی ہیں انہیں مٹانا ممکن ہوتا ،تو ہم انسان کتنا خوش ہوتے۔" اس نے بے اختیار سوچا۔

عشاء کی اذان اس کے کانوں میں پڑی تو وہ کچھ ہوش میں آیا۔اس نے وضو کرنے کے لیے واش روم کا رخ کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ وضو کرکے واپس آیا۔ جائے نماز بچھایا اور اپنے اللہ کے روبرو کھڑا ہوا۔اسے اپنے دل کا حال بتایا۔وہ بچپن سے یہی کرتا آرہا تھا۔ وہ لوگوں کے سامنے رو کر خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا یا شاید آج تک اسے کوئی ایسا ملا ہی نہیں جو اس کے جذبات سمجھ سکے۔نماز کے بعد وہ بہت دیر تک جائے نماز پر بیٹھا اپنے رب سے باتیں کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہا تھا۔

"یار ہمایوں میرا آئسکریم کھانے کا اتنا دل کر رہا ہے۔ لیکن اگر اس وقت گاڑی نکالی تو بی جان اور امی نے دس سوال کرنے ہیں۔" وہ رات کا پجامہ اور شرٹ پہنے اپنے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے ہمایوں سے فون پر بات کر رہی تھی۔ آئسکریم میں اس کی جان تھی۔ سردی ہو یا گرمی وہ آئسکریم کے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔

"حد ہے منہا کہیں سے لگ رہا ہے کہ تم ایک انسپکٹر ہو۔ ابھی اگر میں ادھر ہوتا تو تم نے میرے کان کھا لینے تھے کہ چلو چلو۔۔۔" ہمایوں ہنس کر بولا۔ وہ اپنے نئے فلیٹ کے لاونج میں بیٹھ کر بات کر رہا تھا۔

"ہاں تو ہر انسان کے اندر ایک بچہ ہوتا ہے۔ انسان کے کچھ شوق ہوتے ہیں۔ جو کبھی نہیں چھوٹتے۔" ہمایوں اس کی بات پر مسکرایا تھا۔

"تمہاری جاب کیسی جارہی ہے؟ تم اُدھر سیٹ ہو گئے؟" اس نے بات بدلی۔

"ہاں بس ہوگیا ہوں تھوڑا بہت سیٹ۔"وہ اتنا خوش نظر نہیں آرہا تھا۔

"کچھ وقت لگے گا سیٹ ہونے میں۔اچھا ہمایوں گڈ نائٹ صبح آفس بھی جانا ہے۔" منہا کو نیند آرہی تھی۔

"ہاں چلو گوڈ نائٹ۔"ہمایوں نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

منہا نے فون بند کر دیا تھا۔اسے اپنے کمرے کی بالکونی میں کچھ محسوس ہوا جیسے وہاں کھڑا کوئی ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔اس نے بالکنی کے پاس آکر پردہ پیچھے کیا۔بالکنی کی کھڑکی پہلے ہی کھلی تھی۔منہا نے باہر جھانکا لیکن ادھر کوئی نہیں تھا۔منہا نے اپنا وہم سمجھا اور نیچے کچن میں پانی کا جگ لینے چلی گئی۔کچن کے سامنے ہی بی

جان کا کمرہ تھا۔ہمایوں کے جانے کے بعد وہ ادھر ہی شفٹ ہو گئی تھیں۔بی جان کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی ،وہ ابھی تک نہیں سوئی تھیں۔اس نے بی جان کے کمرے کا رخ کیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگی۔اتنے میں کوئی ان کی چھت پر چھلانگ لگا کر گھس آیا تھا۔وہ کوئی چور نہیں تھا، وہ بس کچھ دینے آیا تھا۔اس نے چھت سے نیچے رسی لٹکائی رسی سیدھا منہا کی بالکنی میں گری تھی۔رسی اوپر کسی مضبوط چیز سے باندھ کر وہ اس سے لٹک کر نیچے آیا۔بالکنی سے ایک نظر کمرے میں ڈالی۔جالی دار پردوں کی وجہ سے کمرے کے اندر سب دیکھا جا سکتا تھا۔کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے فوراً سے کھڑکی سے کمرے میں چھلانگ لگائی۔آئسکریم کا ڈبہ جو اس کہ ہاتھ میں تھا، اس نے بیڈ پر رکھا اور واپسی کا راستہ اختیار کیا۔اوپر چھت پر آکر اپنے اپارٹمنٹ کی چھت پر چھلانگ لگائی

دونوں چھتیں آپس میں جڑی نہیں ہوئی تھیں۔مگر فاصلہ کم تھا۔اپنے کمرے میں آکر اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ جوتے بھی اتارے۔جاتے ساتھ بیڈ پر وہ الٹے منہ لیٹا اور فوراً ہی گہری نیند سوگیا۔کوئی کام سیدھا تھا اس معصوم آدمی کا؟

تھوڑی دیر بعد جب منہا کمرے میں واپس آئی تو بیڈ پر آئسکریم کا ڈبہ دیکھ کر حیران ہوئی۔ڈبے کے اوپر ایک پرچی ٹیپ سے چپکی ہوئی تھی۔اس نے پرچی اتاری اس پر کچھ اس طرح لکھا تھا۔

"آئندہ کچھ کھانے کا دل کرے تو اس معصوم آدمی کو یاد فرما لیجیئے گا میڈم جی۔بندہ آپ کی خدمت میں موجود ہے۔"

اور نیچے اس کا نمبر لکھا تھا۔منہا کو پہلے تو تھوڑا غصہ آیا۔لیکن پھر اس نے بنا کچھ سوچے آئسکریم کھانا شروع کردی۔آخر آئسکریم کا کیا قصور؟

یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں زیادہ اثرانداز ہوتی ہیں۔کہنے میں یہ ایک آئسکریم تھی مگر اس کو پہنچانے میں دوسرے انسان کی کتنی ایفرٹس تھیں۔وہ قابلِ دید تھیں۔

——☆☆☆☆☆——

اگلے دن شام کے وقت منہا آفس سے واپس آرہی تھی۔ اپنے گھر کے دروازے پر آکر گاڑی روکی۔پھر وہ گاڑی پارک کرنے کے لیے گیٹ کھولنے اتری۔گھر کے ساتھ والے دروازے سے براق نکلتا دیکھائی دیا۔منہا کو براق کی رات والی حرکت یاد آگئی تھی۔وہ غصے میں براق کی طرف بڑھی۔براق اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے کو لاک لگا رہا تھا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟" اس نے آتے ساتھ برسنا شروع کردیا تھا۔

"ایک معصوم سا آدمی۔" وہ منہا کی طرف بنا دیکھے بولا۔

"میرے ساتھ زیادہ فری مت ہو۔ کل رات جو تم نے حرکت کی ہے اس پر سیدھا سیدھا پولیس کیس بنتا ہے۔"

"کیا کیا ہے میں نے میڈم جی؟" وہ جیسے کچھ جانتا ہی نا ہو۔

"تم بنا کسی اجازت ہمارے گھر آئے۔ چھپ کر میری باتیں سنی جو کہ بہت ہی غیر مناسب بات ہے۔" وہ اسے یاد کروا رہی تھی۔ براق چپ ہو گیا تھا۔ وہ کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی خاموشی دیکھ کر منہا پھر سے اس پر برسی۔

"میں نہیں جانتی تم کیا چاہتے ہو لیکن اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ حرکتیں کر کے تم میری توجہ حاصل کر لو گے تو تمہاری بھول ہے۔ آئندہ چھپ کر میری باتیں سننے کی کوشش بھی کی تو سیدھا جیل جاؤ گے۔ اور دوسری بات مسٹر براق اپنی یہ ہیرو پنتی بند کرو۔ میں کسی فلم کی ہیروئن نہیں ہوں جو ان چیزوں سے خوش ہو جاؤں گی میں

انسپکٹر منہا ہوں۔۔۔۔۔تو آئندہ اس بات کا خیال رکھنا۔"وہ دو ٹوک زبان میں سب بول کر مڑی۔

"پہلی بات میں نے آپ کی کوئی باتیں نہیں سنی۔میں رات آئسکریم کھا رہا تھا اور مجھے آپ کا خیال آیا۔آنٹی نے بتایا تھا کہ آپ کو آئسکریم بہت پسند ہے۔تو سوچا آپ کو بھی آئسکریم دے آؤں ۔دوسرا ہاں میں معافی چاہتا ہوں۔میرا طریقہ غلط تھا لیکن میری نیت نہیں۔ویسے بھی میں بھول گیا تھا کہ آپ ایک انسپکٹر ہیں جن کے سینے میں دل نہیں ہے۔" وہ سرد لہجے میں کہتا ہوا وہاں سے جا چکا تھا۔براق واقعی منہا کی باتوں سے افسردہ ہوا تھا۔منہا نے اس کا لہجہ نوٹ کیا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

رات کو وہ بیس سالہ لڑکی بڑی سی چادر لیے ہاتھ میں فون پکڑے لان کے چکر لگا رہی تھی۔وہ کافی پریشان نظر آرہی تھی۔شاید کسی کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔اچانک اس کے فون پر رنگنگ ہوئی۔اس نے فون پر جگمگانے والے نام کو دیکھتے ہی کال اٹھا لی۔

"کہاں ہیں آپ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔"وہ فکر مند تھی۔

"میری جان تیاری میں وقت تو لگتا ہے نا چلو اس لوکیشن پر آجاؤ جہاں کا ایڈریس میں نے تمہیں ٹیکسٹ کیا تھا۔" دوسری طرف سے ایک مرد بولا تھا۔

"ہم صحیح تو کر رہے ہیں نا؟ایک دفعہ آپ رشتہ لے آتے تو ہمیں ایسا قدم نہیں اٹھانا پڑتا۔"وہ ڈری ہوئی تھی۔اس نے اتنا بڑا قدم اٹھانے کا ارادہ تو کر لیا تھا لیکن وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

"میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ میرے گھر والے نہیں مانے گیں۔اب ڈرو نہیں ہم نکاح کرکے صبح ہی واپس آجائیں گے۔پھر ہمیں کوئی نہیں روک سکے گا۔اب پیار کیا ہے تو ہمت بھی دکھاؤ۔"

"ہاں نکاح کرکے سب صحیح ہوجائے گا۔"وہ جیسے اس کی باتوں پر خود سے بھی زیادہ یقین کرتی تھی۔

"اب جلدی کرو وقت بہت کم ہے۔" اتنا کہہ کر وہ فون بند کر چکا تھا۔لڑکی نے کچھ دیر سوچا۔یہ کم عمر لڑکیوں کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ جو مرد اس طرح چھپ چھپا کر ان سے باتیں کررہا ہے یا چھپ کر ان سے نکاح کر رہا ہے۔وہ کل کو انکا ساتھ دینے کی ہمت بھی کرے گا؟

وہ لڑکی گھر سے باہر نکلی۔گیٹ کو لاک لگایا اور آگے بڑھی۔وہ دو قدم آگے گئی ہی تھی کہ مڑکر اپنا گھر دیکھا۔گھر بہت بڑا نہیں

تھا۔ لیکن اس گھر سے جڑی یادیں بہت بڑی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔ اسے اپنے ماں باپ کا خیال آیا۔ لیکن پھر اپنا پیار یاد آیا تو اس کے رکتے قدم پھر اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ چلتی چلتی اس لوکیشن پر پہنچ گئی تھی۔ اس لڑکے نے اسے کسی سنسان گلی میں بلایا تھا۔ ادھر اتنا اندھیرا تھا کہ پاس کھڑا آدمی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔ ادھر اُدھر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ ابھی بھی وقت ہے۔ وہ واپس چلی جائے۔ لیکن ابھی وہ کچھ اور سوچتی کہ پیچھے سے کسی آدمی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ ہاتھ میں رومال تھا جس پر بے ہوشی کی دوا تھی۔ اس کی آنکھیں بے یقینی سے بھر چکی تھیں۔ وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن وہ بے بس تھی۔

اس کا پیار اسے دھوکا نہیں دے سکتا تھا نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟
بس یہ وہ آخری خیالات تھے جو اس کے زہن میں آئے
تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور ہاتھ میں جو
موبائل تھا وہ نیچے زمین پر گرا۔
صبح فجر کے وقت جب مسٹر اینڈ مسز سعد اپنے گھر واپس آئے تو چابی
سے لاک کھولا۔دونوں بہت خوش نظر آتے تھے۔ لیکن جیسے ہی
انہوں نے دروازے سے اندر قدم رکھا تو ساری خوشی غائب ہو گئی
تھی۔لان میں ایک بڑا لال رنگ کا سوٹ کیس رکھا تھا۔دونوں نے
بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔یہ سوٹ کیس ان کا نہیں
تھا۔دونوں کے دماغ میں بہت الٹے سیدھے خیال آرہے
تھے۔پھر سعد صاحب نے تھوڑی ہمت کر کے قدم آگے بڑھائے
اور سوٹ کیس کو کھولا۔ ان دونوں کے دل کی دھڑکنیں بہت تیز چل

رہی تھیں۔وہ سوٹ کیس کھل چکا تھا اور جو سوٹ کیس کے اندر تھا۔وہ دونوں کی چیخیں نکلوانے کے لیے کافی تھا۔

دونوں کی ایک درد بھری چیخ نکلی۔ایسی چیخ جو پورے محلے میں گونجی تھی۔محلے والے جو اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے۔وہ ان کے گھر کی طرف بھاگے۔مسز سعد اسی وقت بے ہوش ہو چکی تھیں اور سعد صاحب گہرے صدمے میں تھے۔محلے میں سے کسی نے پولیس کو کال کی۔یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا۔آخر کیا تھا اس سوٹ کیس میں؟ کیا منہا یہ کیس حل کر پائے گی؟

NOVEL HUT

NOVEL HUT

باب نمبر2

ریڈ سوٹ کیس

پندرہ سالہ براق اپنے چھوٹے سے گھر میں داخل ہوا۔ صحن میں صوفیا بیٹھی کپڑے سلائی کر رہی تھی۔ وہ کافی غصے میں لگتا تھا۔ شاید اُسے جو پتہ چلا تھا وہ نا قابل برداشت تھا۔ براق صوفیا کے پاس آیا اور صوفیا کو ایک نظر غصہ سے دیکھا۔

"آپ کی وجہ سے بابا یہاں سے گئے؟" وہ آج پہلی بار اپنی ماں پر چیخا تھا۔

صوفیا جو سلائی مشین چلا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ وہی رک گئے۔ جو بات وہ اپنے مرتے دم تک براق کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔ وہ بات آج کسی اور نے اسے بتادی تھی۔ ابھی وہ کچھ بولتی کہ براق پھر سے اس پر برسا۔

"آج تک میں نے اپنے باپ کی شکل نہیں دیکھی۔صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔۔بچپن سے لے کر آج تک میں اپنے باپ کے پیار سے محروم رہا صرف آپ کی وجہ سے اور آپ۔۔۔۔۔آپ مجھ سے جھوٹ بولتی رہی۔میرے ساتھ اتنی بڑی زیادتی کیوں کی آپ نے؟" وہ ایک درد بھری آواز میں سب کہے چلا جارہا تھا۔حقیقت اتنی دردناک ہوگی اسے اندازہ نہیں تھا۔براق کی آنکھیں درد سے بھری ہوئی تھیں۔وہ اپنی ماں سے جواب چاہتا تھا۔

"براق تم تحمل سے بیٹھ کر میری بات سنو میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔"وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔جو حقیقت براق کو بتائی گئی تھی وہ آدھا سچ تھا۔آج اپنے بیٹے کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر اس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔صرف براق ہی تو نہیں تھا جس نے اپنے باپ کے بغیر زندگی گزاری تھی۔وہ بھی تو تھی جس نے پندرہ سال اپنے پیار کے

بغیر گزارے تھے۔براق کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ غصہ کرے یا اپنی ماں کے ساتھ مل کر روئے۔لیکن کچھ بھی ہو وہ اپنی ماں پر سے اعتبار کھو چکا تھا۔

"آخر اس دن ہوا کیا تھا مجھے سب بتائیں یہ میرا حق ہے۔" وہ التجا کر رہا۔آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

"براق تم پہلے خود کو ٹھنڈا کرو یہ باتیں ہوتی رہیں گی۔"اس کی ماں ایک بار پھر بات گول کرنا چاہتی تھی۔

"آپ مجھے بتا رہی ہیں یا میں اسی سے جا کر پوچھ لوں جس نے مجھے یہ سب بتایا ہے۔" وہ چلایا تھا۔

"براق۔۔۔۔۔۔"

"بس کردیں امی اس سے پہلے جو ہمارے رشتے کا تھوڑا بہت مان بچا ہے وہ بھی ختم ہو جائے پلیز مجھے سچ بتا دیں۔" اب کے وہ

چھوٹے بچے کی طرح روتے ہوئے ضد کر رہا تھا۔وہ اپنی ماں پر چیخنا نہیں چاہتا تھا۔صوفیا نے ہمت کر کے بولنا شروع کیا۔

"ہشام ایک آرمی آفیسر کی جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔تمہارے باپ پر مقدمہ چلا اور اس کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ہشام سارے زمانے میں بدنام ہو چکا تھا۔لوگ اسے غدار کہہ کر بلاتے تھے۔جب تم ایک ماہ کے تھے تو میں جیل میں تمہارے باپ سے ملنے گئی تھی اور میں نے انہیں بولا کہ۔۔۔"وہ بولتے بولتے رکی جیسے ہمت ختم ہو گئی تھی۔

"کیا کہا تھا آپ نے بابا کو؟امی مجھے خدا کے لیے سب بتائیں۔" وہ پھر سے ضد کر رہا تھا۔

"میں نے تمہارے باپ سے کہا تھا کہ وہ ہمیں دوبارہ کبھی اپنی شکل نا دیکھائے۔میں نہیں چاہتی تھی کہ اس کا سایہ بھی میرے بیٹے پر

پڑے۔ لیکن میں نے جو بھی بولا تھا غصہ میں بولا تھا۔ میری اتنی ہی غلطی ہے کہ میں اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ سکی۔ ہمارا بہت برا جھگڑا ہوا تھا ایسا جھگڑا کہ جس کے بعد وہ اور میں پاس رہ کر بھی جدا رہے۔ پھر وہ مجھے اور تمہیں چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے بعد وہ کبھی واپس نہیں آیا۔" صوفیا کی بس ہو گئی تھی۔ اس وقت اس کے آنسو نہیں تھم رہے تھے اور براق کا زہن الجھ چکا تھا۔ وہ نہیں جان پا رہا تھا کہ آخر غلطی کس کی تھی۔ لیکن غلطی کسی کی بھی ہو نقصان براق کا ہوا تھا۔

"آپ دونوں کی اس لڑائی میں نقصان میرا ہوا ہے۔" وہ ایک درد بھری آواز میں بولا تھا۔ اتنا کہہ کر وہ باہر کی طرف بڑھنے لگا۔

"براق تم کدھر جا رہے ہو؟" صوفیا نے اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر بولا۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔
"کب تک آؤ گے؟" صوفیا کے دل میں عجیب سا خیال آیا تھا کہ کہیں ہشام کی طرح براق بھی اسے چھوڑ کر نا چلا جائے۔
"پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ شدید گہرے صدمے میں تھا۔
"تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔براق اپنی ماں کو یہ سزا مت دو۔"صوفیا پیچھے کھڑی اس کی منتیں کرتی رہی تھی۔جب وہ دروازے پر پہنچا تو صوفیا اس کے پیچھے بھاگی۔پاس آکر اس نے براق کے پاؤں پکڑے۔
"براق میری جان میں مرجاؤگی تمہارے بغیر تم میری آخری امید ہو۔ایسے مت جاؤ۔"وہ براق کے پاؤں پکڑے منت کر رہی تھی۔براق پر آج کچھ اثر نہیں کر رہا تھا۔وہ بنا کچھ بولے وہاں سے چلا گیا۔

"میں کیسے بتاؤں کہ وہ سچ آدھا تھا براق جس پر تم نے یقین کیا۔" وہ وہاں زمین پر بیٹھی اپنی ہار پر آنسو بہا رہی تھی۔

ہفتے بعد جب زمانے کی ٹھوکریں کھا کر وہ گھر واپس آیا تو اس چھوٹے سے گھر میں محلے کی بہت سی عورتیں موجود تھیں۔دروازہ کھلا پڑا تھا۔وہ حیران ہوا تھا۔اندر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔اس کے دل میں عجیب خیال آنے لگے تھے۔وہ جلدی سے گھر کی طرف بھاگا۔دروازے پر پہنچ کر اس نے سفید چادر میں لپٹی ایک میت کو دیکھا۔براق کے قدم زنجیر ہوئے تھے۔اسے لگا تھا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔کچھ لمحے وہ ادھر ہی کھڑا رہا جیسے وہ خود کو سمجھا رہا تھا کہ یہ سب سچ نہیں ہے۔یہ اس کی ماں کی میت نہیں اس کا وہم ہے۔

پھر اس نے ہمت کی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر میت کی طرف بڑھا۔وہاں بیٹھی ہر عورت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ میت کے پاس پہنچا۔ میت کا چہرہ دیکھ کر اس کا دل بند ہوگیا تھا۔آج وہ حقیقی معنوں میں لاوارث ہوگیا تھا۔براق کی آنکھیں بے یقینی سے بھری ہوئی تھیں۔ درد، تکلیف، دکھ یہ الفاظ اس کے آگے بہت چھوٹے تھے جو براق اس وقت محسوس کررہا تھا۔براق کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ اس کی ایک غلطی اُسے ایسے لاوارث کردے گی۔

"براق تمہاری ماں مرگئی۔۔۔۔تمہارے جانے کہ بعد سے وہ بستر سے لگ گئی تھی۔بس ہر وقت تمہارا نام لیتی تھی۔اس کی زبان پر بس ایک جملہ ہوتا تھا کہ میرا بیٹا کب آئے گا۔۔۔۔۔۔آج صبح جب میں صوفیا کا پتہ کرنے آئی تو دیکھا وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔"صوفیا کی دوست براق کو سب روتے ہوئے بتا رہی

تھی۔براق کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہنا شروع ہوا تو رکا نہیں۔

"ارے یہی تو ہے اپنی ماں کا قاتل۔" اس کے پاس بیٹھی عورت ہلکا سا بولی۔براق یہ الفاظ سن چکا تھا۔

"پہلے پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو جدا کر دیا۔اب بد قسمت اپنی ماں کو بھی کھا گیا۔"دوسری عورت نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

"نہیں۔۔۔مم۔۔۔۔۔میں نے نہیں مارا اپنی ماں کو۔۔۔میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔می مم مم مم

نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔" وہ نیند کی کفیت میں بولا۔اس کا چہرہ پسینے سے بھر چکا تھا۔

خواب ختم ہوچکا تھا لیکن ملال اب بھی باقی تھا۔اس نے یک دم آنکھیں کھولیں۔براق کی سانس اوپر نیچے ہو رہی تھی۔کمرے میں

کافی اندھیرا تھا۔ اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ کو جلایا۔ کمرے میں تھوڑی روشنی ہوئی۔ اس نے ساتھ ٹیبل کے دراز سے کچھ گولیاں نکالی اور منہ میں ڈالی۔ پھر ٹیبل پر پڑے گلاس سے پانی پی کر گولیاں ہلک سے نیچے کیں۔

تبھی اس کا فون بجا۔ ابھی وہ ایک بھیانک خواب سے بیدار ہوا تھا۔ وہ بلکل بھی نارمل نہیں تھا۔ لیکن کال بہت ضروری تھی۔ اس نے ایک لمبا سانس لے کر خود کو نارمل کیا اور کال اٹھائی۔

NOVEL HUT

دوسری طرف سے بات کا آغاز ہوا تھا۔

"جی بس میں آتا ہوں۔" وہ بستر سے اٹھا اور شاور لینے کے لیے واش روم کی طرف بڑھا۔

——☆☆☆☆☆——

گودام کے ایک پرانے کمرے میں شیلا اور احمر ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔ان کے چہروں سے لگتا تھا کہ دونوں کا کافی سخت قسم کا جھگڑا چل رہا تھا۔

"آخر ہمارے اس رشتے کا مستقبل کیا ہے؟" شیلا احمر پر برسی۔

"مجھے نہیں پتہ۔کیا جو جیسے چل رہا ہے تم چپ کر کے ویسے چلنے نہیں دے سکتی؟"وہ لاپرواہی سے بولا۔

"آگر تم ہمارے بارے میں سیریس ہی نہیں تھے۔تو میرے ساتھ یہ ریلیشن شپ کیوں بنایا؟" شیلا کافی غصہ میں نظر آتی تھی۔آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس رشتے کا کوئی انجام نہیں تھا۔

لائلہ اپنے کمرے میں بیٹھی فون استعمال کر رہی تھی۔اس نے نیلی جینز پر پورے آستین والی سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔اسے احمر اور شیلا کے لڑنے کی آوازیں آرہی تھیں۔پہلے تو لائلہ نے نظر انداز

کیا۔ لیکن پھر چیزوں کی توڑ پھوڑ کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔ وہ فون وہی رکھ کر ان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا پڑا تھا۔ لائلہ اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے پر چلا رہے تھے۔

"احمر تم مجھ سے شادی کرلو، دیکھو ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ہم بہت اچھے لائف پاٹنرز بنے گے۔" شیلا لڑائی کر کر کے تھک گئی تھی۔ وہ اب زرا آرام سے بولی تھی۔

"شادی اور تم سے؟ تم جیسی لڑکیوں سے شادی کون کرتا ہے؟ گرل فرینڈ کی حد تک ٹھیک ہے۔ لیکن بیوی کوئی اچھے خاندان کی شریف ہونی چاہیے۔" وہی گھٹیا سوچ۔ اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی جانب

بڑھا۔یہ سب سن کر شیلا بت کی طرح اپنی جگہ پر جم گئی تھی۔یہ الفاظ اس پر کسی پہاڑ کی طرح ٹوٹے تھے۔

"اور تمہارا اپنے خاندان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تمہارا باپ اس نے پیسے کے لیے آٹھ قتل کیے تھے اور تمہاری ماں لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے بہانے جا کر وہاں سے سب کچھ لوٹ کر بھاگ جاتی تھی۔"لائلہ نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا تھا۔

وہ آگ تھی۔اپنی باتوں اور حرکتوں سے سامنے والے کو جلا کر راکھ کردیتی تھی۔

احمر یہ حقیقت سن کر غصے میں بے قابو ہوچکا تھا۔وہ جانوروں کی طرح لائلہ کو گھورتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔پاس پہنچ کر اس نے لائلہ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی۔احمر کا ہاتھ ہوا میں تھا۔ابھی وہ ہاتھ

لائلہ پر اٹھتا اتنے میں لائلہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ احمر اس کی ہمت اور طاقت دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"آئندہ ہاتھ اٹھانے کی ہمت مت کرنا۔" وہ کسی شیرنی کی طرح احمر پر چلائی تھی۔

"کیا کرلوگی تم؟" وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن لائلہ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔

"آئندہ مجھے ہاتھ تو لگا کر دیکھاؤ۔ اگر تمہیں یہ تمہارا ہاتھ واپس مل گیا تو میرا نام لائلہ سلطان نہیں۔" اس نے صاف الفاظ میں دھمکی دی تھی۔ اور وہ صرف دھمکی نہیں دیتی تھی۔ وہ جو کہتی تھی، وہ کرکے دیکھاتی تھی۔

لائلہ نے جھٹ سے اس کا ہاتھ چھوڑا۔ احمر پہلے تو غصے سے دونوں کو گھورتا رہا۔ شیلا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ لیکن لائلہ

کسی شیرنی کی طرح اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔وہ غصے میں بے بس ہو کر باہر نکلا۔

شیلا اس کے جانے کہ بعد بلند آواز کے ساتھ رونے لگی۔آج اس کا دل ٹوٹا تھا اور دل ٹوٹنے کا غم جتنا جلدی منایا جائے اتنا اچھا ہے۔ورنہ انسان جتنا غم اپنے اندر چھپاتا ہے اس کا دل اتنا ہی سخت پڑجاتا ہے۔

لائلہ نے شیلا کو گلے سے لگایا۔چاہے دونوں کی دوستی ہو یا نا ہو لیکن اس وقت شیلا کو کسی کندھے کی ضرورت تھی۔وہ کافی دیر تک روتی رہی اور لائلہ اس کو تسلی دے رہی تھی۔اوپر سے سخت دکھنے والی لائلہ دل کی بہت نرم تھی اور اس بات کا اندازہ شیلا کو آج ہوا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

سعد صاحب کے گھر کے باہر پولیس آچکی تھی۔ منہا اپنی گاڑی سے اتری۔ اس نے تیز بھورے رنگ کا پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔ بالوں کی ہلکی سی پونی بنا رکھی تھی۔ گھر کے اندر لوگوں کا رش لگا ہوا تھا۔ منہا ایک پولیس آفیسر کے ساتھ آگے بڑھی۔ رش میں سے نکل کر وہ سوٹ کیس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے سوٹ کیس کھولنے کا اشارہ کیا۔

پولیس آفیسر نے سوٹ کیس کھولنا شروع کیا۔ اتنے میں پیچھے سے بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا براق وہاں پہنچا۔ اس نے تیز نیلے رنگ کی ڈریس پینٹ کے اوپر ہلکے آسمانی رنگ کی پورے آستینوں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔

سوٹ کیس کھل چکا تھا اور اندر کا منظر دیکھتے ہی منہا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔سوٹ کیس کے اندر اس لڑکی کے جسم کے ٹکڑے پڑے تھے۔ہاتھ بازو سب کو الگ الگ کاٹ کر سوٹ کیس میں ڈالا گیا تھا۔اس کا پیٹ کٹا ہوا پڑا تھا۔اندر سے اس کی پسلیاں تک نظر آرہی تھیں۔جسم میں سے گردے پھیپڑے دل اور باقی سب آرگنز غائب تھے۔قاتل نے اس لڑکی کی آنکھیں تک نہیں چھوڑی تھیں۔

"کوئی اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے۔"منہا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"واقعی میں اتنی بری حالت لگتا ہے۔قاتل کی کوئی خاص دشمنی تھی۔"پولیس آفیسر بولا۔

"اردگرد کے لوگوں اور اس کے گھر والوں سے کچھ پتہ چلا؟"براق منہا کو نظر انداز کرتا ہوا پولیس آفیسر سے سوال کر رہا تھا۔

"سر اس کی فیملی دو دن سے شہر میں نہیں تھی۔آج صبح ہی ان کی واپسی ہوئی ہے۔یہ لڑکی اور اس کا چھوٹا بھائی گھر پر اکیلے تھے۔باقی محلے والوں کا کہنا ہے کہ انہوں کسی کو بھی ان کے گھر آتے جاتے نہیں دیکھا۔ان کے مطابق لڑکی کی کوئی چیخوں کی آواز تک نہیں آئی۔"

"تو مطلب صاف ہے کہ اس کا قتل یہاں نہیں کہیں اور کیا گیا تھا۔قتل کے بعد اس کی لاش کو سوٹ کیس میں ڈال کر ادھر پھینک دیا گیا۔"براق کا اندازہ بلکل ٹھیک تھا۔

"اس کے جسم کے سارے ٹکڑے لیب میں بھیجو کچھ تو پتہ چلے گا ہی۔"منہا اتنا کہہ کر وہاں سے مڑی۔ایک نظر براق کو دیکھا۔براق ارادہ کر کے آیا تھا کہ آج وہ منہا کی طرف نہیں دیکھے گا۔پھر نا جانے کیوں اس نے جھٹ سے منہا کی طرف دیکھا۔وہ ہر ناراضگی ہر تلخ

بات بھول گیا تھا۔ کچھ لوگوں سے ہم زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتے۔

"براق تم میرے ساتھ اندر چلو اس کی فیملی سے کچھ سوال کرنے ہیں۔" وہ اتنا کہہ کر اندر جا چکی تھی اور براق ناچاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ اندر ٹی وی لاؤنج میں سے ہوتے ہوئے وہ سعد صاحب کے کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے بیڈ پر مسز سعد بے ہوش لیٹی تھیں۔ ان کے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی اور ایک نرس ان کے پاس کھڑی تھی۔ سعد صاحب اور ان کا بیٹا زین صوفے پر بیٹھے اس حادثے کا ماتم منا رہے تھے۔ منہا نے نرس کو باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ باہر کی طرف نکلی۔ پھر وہ سعد صاحب کے ساتھ والے صوفے پر جا کر بیٹھی۔

"میں جانتی ہوں کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے کسی بھی قسم کے سوال کرنے کا لیکن قانونی کروائی کے لیے یہ سب ضروری ہے۔"منہا نے نرم لہجے میں بولا تھا۔

"میں اس وقت کسی بھی قسم کے جواب دینے کی حالت میں نہیں ہوں۔"سعد صاحب خود کو سمبھالتے ہوئے بولے۔

"دیکھیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹی فاطمہ کو انصاف ملے تو آپ کو ہماری مدد کرنی ہوگی۔"اب کے سعد صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اتنے میں براق کمرے میں داخل ہوا۔وہ بیٹھنے کی بجائے کمرے کی کھڑی کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

"آپ کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی تھی؟" براق نے پہلا سوال کیا۔

"نہیں میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔" سعد صاحب نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔براق نے منہا کی طرف ایک فاتحانہ نگاہ ڈالی۔("ایسے سیدھا سوال کرتے ہیں۔")

("اب یہ مجھے سکھائے گا کہ سوال کیسے کرتے ہیں؟")منہا نے اسے گھورا تھا۔

"اچھا اب مجھے یہ بتائیں کہ کیا فاطمہ کسی کو پسند کرتی تھی؟" سوال بہت سیدھا تھا لیکن سعد صاحب اس سوال پر غصے میں بھڑک اٹھے تھے۔

"آپ یہ کیا بکواس کر رہے ہیں۔میری بیٹی ایسی ویسی نہیں تھی۔"

"میں نے انہیں اکثر رات کو کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا تھا۔"زین بہت ہمت کرکے بولا تھا۔وہ کافی گھبرایا ہوا تھا اور یہ سن کر سعد صاحب کا مان ٹوٹا تھا۔

"دیکھو میرے بیٹے آپ بلکل ریلیکس ہو جاؤ اور مجھے اپنا دوست سمجھو۔" منہا نے اس کی گھبراہٹ محسوس کی تھی۔وہ صرف دس سال کا تھا۔اس کے لیے یہ سب ایک بھیانک خواب کی طرح تھا۔

"فاطمہ کا نمبر لکھوائیں۔نمبر آئی ایس آئی کو بھیج کر سب کال ڈیٹا نکل آئے گا۔"

سعد صاحب نے فاطمہ کا نمبر بولنا شروع کیا اور منہا نے اپنے موبائل میں نمبر ٹائپ کیا۔

"کیا اس کے پاس بس ایک ہی سم تھی؟"براق نے پھر سوال کیا۔

"ہاں اس کے پاس یہی ایک سم تھی۔"

"نہیں میں نے خود آپی کے موبائل میں دیکھا تھا موبائل میں دو سمز کے سگنلز آرہے تھے۔"زین پھر سے بیچ میں بولا تھا۔منہا اور براق

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ان کا شک سہی نکلا تھا۔فاطمہ کا کسی کے ساتھ کوئی چکر ضرور تھا۔

"آپ کو اس کا دوسرا نمبر پتہ ہے؟"

"نہیں مجھے تو اس کی دوسری سم کا بھی نہیں پتہ۔"سعد صاحب شرمندہ ہوئے تھے۔ماں باپ کو اپنی اولاد پر اتنی نظر تو رکھنی چاہیے کہ انہیں پتہ ہو کہ ان کی اولاد کیا گل کھلا رہی ہے۔

"بیٹا تم رات کو کدھر تھے؟کیا تم نے کچھ ایسا دیکھا جو ہماری مدد کر سکے؟" منہا نے زین کی طرف نرمی سے دیکھ کر پوچھا۔

"رات کو نو بجے آپی مجھے سلا کر لان کی طرف گئی تھیں۔اس کے بعد مجھے کچھ نہیں پتہ۔"

منہا نے دو تین اور سوال کیے پھر وہ باہر کی طرف نکلی۔براق بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

وہ دونوں پھر سے لان میں کھڑے تھے۔سب لوگ جا چکے تھے۔لان خالی تھا۔ ریڈ سوٹ کیس ابھی بھی وہی پڑا تھا۔

"سوٹ کیس کو اچھے سے دیکھو کچھ ملے تو بتانا۔"

منہا پورے لان کا معائنہ کر رہی تھی۔اس نے ایک ایک چیز پر نظر گھمائی۔براق سوٹ کیس کی جانچ کرنا شروع ہوگیا تھا۔سوٹ کیس میں ایسا کچھ نہیں تھا جو ثبوت کے طور پر استعمال ہو سکے۔لیکن مجرم کتنا بھی چالاک ہو کوئی نا کوئی ثبوت تو رہ ہی جاتا ہے۔جس کمپنی نے یہ سوٹ کیس بنایا تھا اس نے کونے میں اپنا لوگو لگا رکھا تھا۔لوگو پر کمپنی کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ان کے پاس ضرور اس چیز کا ریکاڈ ہوگا۔کیس تھوڑا بہت سلجھ چکا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

شام کا وقت تھا۔براق گودام کے پچھلے حصہ میں بیٹھا مہتشم کے ساتھ چائے پی رہا تھا۔باقی گینگ کے میمبر بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔سردی کا موسم شروع ہو چکا تھا۔براق نے سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ اور سیاہ سویٹر پہن رکھا تھا۔

"لائلہ کدھر ہے؟"براق نے سوال کیا۔

"آج صبح سے وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلی۔" مہتشم نے بھی ابھی یہ بات نوٹس کی تھی۔

"میں دیکھتی ہوں اسے۔"شیلا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس کے جتنے بھی لائلہ سے اختلاف تھے وہ کل کے بعد ختم ہو چکے تھے۔

"آپ رکیں میں دیکھ کر آتا ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ جلدی سے اٹھا۔اس سے پہلے کوئی اس کی فیملی کے بارے میں سوال کرے وہ

یہاں سے اٹھنا چاہتا تھا۔وہ سیڑھیاں چڑھاتا ہوا اوپر کی طرف بڑھا۔

وہ کمرے کا دروازہ ناک کرکے اندر داخل ہوا۔لائلہ کھڑکی کے پاس چپ چاپ کھڑی تھی۔اس نے سادہ سی تیز نیلی شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔

"تم نیچے کیوں نہیں آئی؟" براق نے بات کا آغاز کیا۔

"میرا دل نہیں کر رہا تھا۔" وہ بنا اس کی طرف مڑے بولی۔براق نے اس کا لہجہ نوٹ کیا تھا۔آج اس کا لہجہ پہلے کی طرح رعب دار نہیں تھا۔ وہ کسی اداس پنچھی کی طرح بولی تھی۔

"کوئی بات ہوئی ہے؟"

"نہیں ایسا نہیں ہے بس طبیعت تھوڑی خراب ہے۔"

براق اس کی طرف بڑھا۔وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔براق اس کے ساتھ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں ایسے لگتا تھا کہ آج وہ صدیوں بعد کھل کر روئی ہے۔

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔" براق جانتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے۔

"نہیں بتا سکتی۔۔۔۔۔۔"

"میں جانتا ہوں ہم نا تو کوئی اچھے دوست ہیں نا ہی ہمارا کوئی اور رشتہ ہے لیکن بعض اوقات کسی کو سب بتا دینے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے۔"

"میری داستان بہت لمبی ہے کیا کیا سناؤ؟" وہ درد بھرے لہجے میں بولی۔براق کو لائلہ میں اپنا آپ نظر آیا تھا۔وہی درد، وہی یادوں کا عذاب۔وہ جانتا تھا کہ سب درد تکلیف اپنے اندر رکھنے سے انسان کا کیا حال ہوتا ہے۔

"ہم دوست نہیں ہیں مگر بن سکتے ہیں بلکہ تم مجھے اپنا دوست ہی سمجھو۔میں سب سننے کو تیار ہوں ۔تم بس اپنے اندر کا درد باہر نکالو۔"وہ نرمی سے بولا۔

لائلہ نے براق کو ایک نظر دیکھا۔کیا یہ شخص اعتبار کے قابل ہے؟ اس کے دل نے ہاں کہا تھا۔

"میں کسی کو اپنی داستان سنا کر اس کی ہمدری حاصل نہیں کرنا چاہتی۔میں نہیں چاہتی کے کوئی مجھ پر ترس کھائے۔"

"یقین کرو میں تم پر ترس نہیں کھاؤں گا کیونکہ مجھے ترس کھانا نہیں آتا۔"

لائلہ نے براق کو دوبارہ دیکھا۔اس کا دل چاہا تھا کہ آنسوؤں کا سمندر جو اس کے اندر بستا تھا وہ اسے باہر نکالے۔لیکن وہ روئی نہیں تھی۔کسی کے سامنے رونا وہ موت سمجھتی تھی۔زندگی میں پہلی بار

اسے کوئی ایسا ملا تھا جو اس کی سنے،جسے اس کی فکر ہوئی تھی۔جس کے لیے دل نے ہاں کی تھی۔

پھر وہ بولنا شروع ہوئی۔

"میں چار سال کی تھی جب میرے والدین کار ایکسیڈنٹ میں مر گئے تھے اور میں اپنے چاچو کے گھر شفٹ ہو گئی۔میری امی اور چاچی کی کبھی نہیں بنتی تھی۔میں نہیں جانتی ان دونوں میں سے کون صحیح تھا اور کون غلط لیکن میری چچی نے میری امی کے سارے بدلے مجھ سے لیے۔وہ مجھ سے گھر کا سارا کام کرواتی تھیں۔مجھے پورا پورا دن کچھ کھانے کو نہیں دیتی تھی۔مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا تو وہ۔۔۔۔۔"اس کی آنکھیں اب تکلیف سے بھر چکی تھیں۔ماضی ایک فلم کی طرح اس کے سامنے چل رہا تھا۔

"مجھے سٹور میں بند کر دیتی تھیں۔میں چیخیں مارتی تھی۔۔۔۔ روتی تھی۔چاچی مجھے باہر نکالیں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے باہر نکالیں۔میں منت کر کر کے تھک جاتی تھی لیکن کوئی میری مدد کو نہیں آتا تھا۔پھر میں نے اپنے ڈر سے لڑنا سیکھا۔میں اندھرے میں سونے کی عادی ہو گئی۔"

"کچھ عرصے بعد میری چاچی کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی فاطمہ۔۔۔"

یہ نام سن کر براق تھوڑا حیران ہوا۔

"ہاں وہی فاطمہ جس کا آج قتل ہوا ہے۔سعد صاحب میرے چاچو ہیں۔"

وہ تھوڑی دیر چپ ہوئی۔براق کو سمجھ آگیا تھا کہ لائلہ کو سب آج کیوں یاد آرہا تھا۔

NOVEL HUT

"تمہیں پتہ ہے فاطمہ نے سب سے پہلے میرا نام لینا سیکھا تھا۔ لیلا کہتی تھی وہ مجھے۔ میرے لیے بھی پوری دنیا میں بس ایک وہ ہی عزیز تھی۔ لیکن میری چاچی کو اس بات سے بھی جلن ہونے لگی۔ جب میں دس سال کی ہوئی تو میرے چچا چچی نے ناران جانے کا پلین بنایا، میری زندگی کا پہلا ٹرپ میں۔۔۔۔ میں بہت خوش تھی لیکن۔۔۔۔۔۔" وہ پھر خاموش ہوگئی۔ آسان نہیں ہوتا ماضی کی تلخ حقیقت کو یاد کرنا۔ براق کچھ نہیں بولا۔ وہ چاہتا تھا کہ آج لائلہ سب بولے۔

"میرے چچا جو بھائی کے پیار میں مجھے پال رہے تھے وہ بھی چاچی کی باتوں میں آگئے اور مجھے جان بوجھ کر ناران میں اکیلا چھوڑ کر وہاں سے فرار ہوگئے۔ میں اتنی چھوٹی تھی کہ مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔ میں اتنے دن ادھر ادھر بھٹکتی رہی لیکن میری مدد کرنے والا

کوئی نہیں تھا۔" وہ بے سہارا کردی گئی تھی، جس کی تکلیف اسے آج بھی تھی۔

"پھر ناران میں مجھے ایک فیملی ملی ۔وہ مجھے اپنے ساتھ واپس اسلام آباد لے کر آئی۔بنا کسی اجرت کے انہیں مفت کی نوکرانی مل گئی تھی۔۔۔۔۔پانچ سال میں نے ان کے گھر کام کیا ان کی ماریں کھائی۔۔۔۔ ڈانٹ برداشت کی۔"

"لیکن پھر میری بس ہوگئی تھی۔میں پہلے اپنی چچی اور اب ان کے ہاتھوں اپنی زندگی برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر تنگ آگئی تھی۔ایک دن جب سب گھر والے باہر گئے ہوئے تھے تو میں نے ان کے لوکر سے سارے پیسے چوری کیے اور وہاں سے بھاگ گئی۔میری زندگی کی پہلی چوری۔۔۔۔"وہ اداسی سے مسکرائی۔

"کچھ دن تو اچھے نکل گئے لیکن پھر پیسے ختم ہونا شروع ہو گئے۔میں سڑک پر رہنے لگ گئی تھی۔اور ایک رات جب۔۔۔"وہ پھر خاموش ہوئی۔

"کیا ہوا تھا اس رات؟" براق اس سب میں پہلی بار بولا تھا۔

"ایک رات میں سڑک پر چل رہی تھی تو ایک بڑی سی گاڑی میں سے ایک لڑکا اترا۔اس کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔مجھے حیا نظر نہیں آرہی تھی۔وہ میرے قریب آرہا تھا اور مجھے اس سے گھن آرہی تھی۔اس نے مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔تو میں نے پاس پڑا پتھر اٹھا کر اس کے سر میں دے مارا۔اس کا سر پھٹ چکا تھا۔میں ڈر کے مارے وہاں سے ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔تبھی وہاں پولیس آگئی اور مجھے گرفتار کر لیا گیا۔زندگی کی پہلی جیل وہ بھی

پندرہ سال کی عمر میں۔۔۔۔" وہ پھر طنزیہ مسکرائی۔آنکھیں درد سے بھری ہوئی تھی۔

"میں نے پولیس کی منتیں کی ان کو بار بار بیان میں بتایا کہ اس لڑکے نے مجھ سے بدتمیزی کی کوشش کی تھی۔ میں نے جو کیا اپنے دفاع میں کیا۔ لیکن وہ کسی بڑے آفیسر کا بیٹا تھا۔انہوں نے اس کی بات پر یقین کرکے مجھے قاتلانہ حملے کے جرم میں جیل کے اندر بند کردیا۔ کچھ دن میں جیل میں پڑی رہی۔ لیکن پھر مہتشم میرے لیے فرشتہ بن کر آیا۔انہوں نے میری ضمانت کروائی۔" مہتشم کا بہت بڑا احسان تھا اس پر۔

"باہر آکر میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اب میں خود پر اور ظلم نہیں ہونے دونگی۔ایک چیز تو میں سیکھ چکی تھی کہ جن لڑکیوں کے ماں باپ مرجائیں انہیں اپنی حفاظت کا انتظام خود کرلینا چاہیے۔میں نے

چھوٹی چھوٹی چوریاں شروع کیں۔ لوگوں کے گھروں میں کام کرتی تھی اور موقع ملتے ہی سارا مال لوٹ کر فرار ہوجاتی تھی۔ وقت کے ساتھ میں اس کام میں ماہر ہوگئی اور آج ادھر اس گینگ میں ہوں۔" وہ اب کافی ہلکی ہوچکی تھی۔ دل کی ساری بھڑاس نکل چکی تھی۔

بس یہی تھی اس کی درد بھری کہانی۔ کوئی انسان بھی پیدا ہوتے ہی برا نہیں ہوتا۔ وقت اور حالات اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ براق کو لائلہ سے ہمدردی ہوئی تھی۔ وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر لائلہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمدردی محسوس کرچکی تھی۔ آنکھیں سچ بولتی ہیں کیونکہ آنکھوں کو سچ کے سوا اور کوئی زبان نہیں آتی۔ اس لیے اگر کسی کو جاننا یا پرکھنا ہو تو اس کی آنکھیں پڑھو اور لائلہ کو آنکھیں پڑھنا آتی تھیں۔

"زندگی نے مجھے یہ تو بتا دیا تھا کہ کوئی مجھے بچانے نہیں آئے گا مجھے اپنی جنگیں خود لڑنی ہیں۔"وہ زندگی کی تلخ حقیقت سیکھ چکی تھی۔

"دیکھو قدرت نے تمہارے چچا چچی سے کیسا بدلہ لیا۔انہوں نے تمہاری زندگی برباد کی اور آج ان کی اپنی بیٹی کے ساتھ اتنا دردناک واقعہ پیش آیا۔"بے شک کسی کے ساتھ برا کر کے آپ بھی سکون میں نہیں رہ سکتے۔

"والدین کے برے اعمال کی سزا بچوں کو کیوں ملتی ہے؟ بچے تو معصوم ہوتے ہیں۔براق ہم دونوں معصوم تھے۔اگر میری ماں نے چچی کے ساتھ کچھ برا سلوک کیا تھا تو اس میں میرا کیا قصور؟اور اگر چچی نے میرے ساتھ برا کیا تو اس میں فاطمہ کا کیا قصور؟ بڑوں کی اس لڑائی میں بچے کیوں پستے ہیں؟" وہ سچ کہہ رہی تھی۔

"اکثر معصوم لوگ ہی پھنس جاتے ہیں۔اب مجھے ہی دیکھ لو تمہارے چکر میں میں اپنی چائے بھی چھوڑ آیا۔" وہ معصوم سے لہجے میں بولا۔

"تو نہ آتے میں نے کونسا تمہیں کہا تھا ادھر آنے کا۔"

دروازے کی دوسری طرف کان لگائے کھڑی شیلا اندر داخل ہوئی۔وہ سب سن چکی تھی۔

"لائلہ میری بہن میں تمہیں کتنا غلط سمجھتی تھی۔مجھے لگتا تھا کہ تمہارا تو کوئی دکھ درد ہوگا ہی نہیں۔" وہ رونے والا منہ بنا کر لائلہ کی طرف بڑھی۔

ہم انسان یہی تو کرتے ہیں۔لوگوں کو "جج"، ہمیں نہیں پتہ کون اپنے اندر کتنی تکلیف چھپائے بیٹھا ہے۔ہم بس ظاہری چہرے دیکھ کر جج

کرنا شروع کردیتے ہیں۔جب تک انسان کو دوسرے کی پوری کہانی نا پتہ ہو تو اسے کوئی بھی رائے دیے بغیر چپ رہنا چاہیے۔

لائلہ یہ سن کر اس کی طرف مڑی اور شیلا نے لائلہ کو گلے سے لگا لیا تھا۔

("اُف اس کا ڈرامہ شروع ہوگیا۔") لائلہ نے دل میں سوچا۔براق زیرے لب مسکرایا۔

"یار مجھے معاف کردو میں نے تمہیں ہمیشہ غلط سمجھا۔" شیلا کے مگر مچھ کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"اچھا اب بس کرو یہ سب۔۔۔۔" لائلہ کو الجھن ہو رہی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

مسز سعد اسی طرح بستر پر بے حال لیٹی تھیں۔سعد صاحب ان کی پاس والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"کاش ہم نے اس معصوم اور یتیم بچی کے ساتھ اتنا بڑا ظلم نا کیا ہوتا، تو آج ہماری بیٹی کے ساتھ یہ سب نا ہوتا۔"مسز سعدیہ سب سن کر شرمندہ ہوئی تھیں۔ کچھ گناہوں کا ملال کبھی ختم نہیں ہوتا اور آخر میں بس یہ "کاش" رہ جاتا ہے۔

"تمہاری بھابھی سے اس نفرت نے لائلہ کی زندگی برباد کردی اور دیکھو آج ہم بھی رسوا ہو گئے۔ہر ٹی وی چینل پر بس فاطمہ قتل کیس کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم رسوا ہو گئے ہیں پورے زمانے میں۔۔۔" وہ شدید دکھ میں تھے۔ اپنی اولاد کو اس حالت میں دیکھ کر کون نارمل رہ سکتا تھا۔ ان کے لیے تو ساری زندگی ایک روگ بن گئی تھی۔ بے شک یتیم پر ظلم کرنے والے بھری دنیا میں رسوا ہوتے ہیں۔

——☆☆☆☆☆——

براق رات کے آٹھ بجے اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آیا اور کچن کی طرف لپکا۔آج اس نے خود کے لیے پاستہ بنانا تھا۔وہ جتنا اچھا جاسوس تھا ، اتنا ہی اچھا شیف بھی تھا۔

دوسری طرف منہا اپنی بالکنی میں کھڑی کسی دوست سے بات کر رہی تھی۔

"یار فاطمہ والا کیس تو سن کر مجھے اتنا دکھ ہوا۔" حنا افسردہ ہو کر بولی۔

"ہاں کافی دردناک واقعہ ہے۔"

"خیر یہ بتاؤ کوئی تمہاری لائف میں آیا یا بس اسی طرح سنگل ہو۔"ہمارے دوستوں کو ہم سے زیادہ ہمارے سنگل ہونے کا دکھ کیوں ہوتا ہے؟

"ہاں ہاں میری تو شادی بھی ہو گئی۔بلکہ میرے تو دو تین بچے بھی ہیں۔"وہ طنز کرتے ہوئے بولی۔

"وہ تمہارے پڑوس میں جو نیا لڑکا آیا ہے وہ کیسا ہے؟ آنٹی بتا رہی تھیں کہ کافی شریف ہے۔ لگتا ہے آنٹی کو وہ پسند آگیا ہے تمہارے لیے۔"حنا منہا کو چڑا رہی تھی۔

"ہاں ہاں بہت شریف ہے۔ بس دوسروں کے گھروں میں چوروں کی طرح آکر ان کے کمرے میں آئسکریم رکھ کر چلا جاتا ہے۔زیادہ ہی ہیرو بنے کا شوق ہے۔"وہ تپ کر بولی۔

"How cute"

"بہن جتنی میں نے اسے سنائی ہیں نا اب ہمت نہیں ہوگی مجھ سے بات کرنے کی۔"

"تم پاگل ہو اور کچھ نہیں۔"

"میں انسپکٹر ہوں اور ایک انسپکٹر کے ساتھ یہ سب اچھا نہیں لگتا۔"

"ہر جگہ اپنے پروفیشن کو کیوں بیچ میں لے آتی ہو؟ تم ایک لڑکی ہو اور خوبصورت بھی ہوں۔ لڑکے لڑکیوں کے لیے کرتے ہیں یہ سب۔ اس نے تمہارے لیے اتنی ایفرٹ کی۔ وہ چاہتا تو دروازے سے آئسکریم دینے آسکتا تھا۔ لیکن اس نے تمہیں سپیشل فیل کروایا۔ کچھ نیا کیا اور تم نے اسے باتیں سنائی۔ حد کی بھی حد ہے منہا۔" وہ اب غصہ ہو رہی تھی۔

"ہاں تو بس ہو گیا نا۔ مجھے ویسے بھی مجھے عادت نہیں ہے ان چیزوں کی۔" منہا اب کچی ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی غلطی مان لے ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

"تمہارا مسئلہ بتاؤ کیا ہے؟ تم کبھی تسلیم ہی نہیں کرتی کہ تم بھی غلطی کر سکتی ہو۔ میں جانتی ہو اب تمہیں تھوڑا افسوس ہو رہا ہے مگر تم کبھی بھی اس بات کا اقرار نہیں کرو گی۔"

NOVEL HUT

"تم تو چپ ہی رہو۔" منہا کو کوئی اور جواب نہیں آرہا تھا تو یہ کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔پھر وہ کافی دیر تک اس بارے میں سوچتی رہی۔

("میں اس دن زیادہ تو نہیں بول گئی؟") اس نے دراز سے وہ پرچی نکالی اور براق کا نمبر ڈائل کیا۔

پاستہ پلیٹ میں ڈال کر وہ ابھی صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔

"ہاں تو براق صاحب کیا ڈیٹیلز ملی اس سوٹ کیس سے متعلق؟"

اسے کچھ اور سمجھ نہیں آیا تو یہی پوچھ لیا۔

"یہ سوال آپ صبح بھی کر سکتی تھیں۔اب اصل مقصد بتائیں کس لیے کال کی تھی۔"وہ منٹ میں بات سمجھ جاتا تھا۔

"میں اس کیس کو جلدی سے جلدی حل کرنا چاہتی ہوں اس لیے ابھی پوچھا۔ ورنہ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ تمہیں کال کروں۔"وہ جتاتے ہوئے بولی۔

"اچھا پھر کیس کے بارے میں صبح بات کریں گے ابھی میں اپنے ہاتھ کا بنا لذیذ پاستہ کھانے لگا ہوں۔" اتنا کہہ کر اس نے فون کاٹا۔

"میری کال کاٹ کر خود مزے سے پاستہ کھا رہا ہے۔"اس نے چڑتے ہوئے بولا۔پاستہ کا نام سن کر اسے کریونگ سٹارٹ ہو گئی تھی۔کھانے میں اس کی جان تھی۔

منہا نے دوبارہ براق کو کال ملائی۔براق نے ابھی پاستہ کا پہلا نوالا ہی کھایا تھا کہ پھر فون بجا۔اپنی میڈم جی کا فون وہ کیسے نا اٹھاتا؟

"جی اب کیا ہے؟ میں بہت مصروف ہو پاستہ کھانے میں مجھ معصوم کو تنگ نا کریں۔"

"مجھے بھی پاستہ کھانا ہے۔"وہ معصوم سے لہجے میں بولی۔

"تو بنا لیں دس منٹ لگتے ہیں۔"

"اگر اتنی کوکنگ آتی ہوتی تو کیا ہی بات تھی۔"وہ خود پر طنز کر رہی تھی۔

"تو میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"پاستہ ڈلیور کرو میرے گھر۔" وہ حکم دے رہی تھی۔

"نہیں جی آپ نے پھر مجھ پر شک کرنا ہے۔"وہ پچھلی بار کی عزت افزائی ابھی تک نہیں بھولا تھا۔

"تو تم ایسی حرکتیں بھی نا کیا کرو کہ شک ہو۔ مین گیٹ سے آنا ساتھ میں ہم کیس کی ڈسکشن بھی کر لیں گے۔" اتنا کہہ کر وہ فون بند کر چکی تھی۔

براق نے پاستہ کی طرف دیکھا۔اس نے صرف اپنے لیے ایک پلیٹ پاستہ بنایا تھا۔خیر وہ خود تو بھوکا سو سکتا تھا لیکن منہا کی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔

اس نے کچن سے ایک اور پلیٹ لی۔اسے پاستہ کے اوپر ڈھک کر باہر کی طرف نکلا۔

ہاتھ میں پاستہ پکڑے وہ منہا کے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ابھی وہ گھنٹی بجاتا کہ منہا دروازہ کھول چکی تھی۔منہا نے اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

NOVEL HUT

تھوڑی دیر بعد وہ لان میں پڑی کرسی پر بیٹھا تھا۔لان میں ہری بھری گاس اور بہت سارے پودے ایک لائن میں رکھے تھے۔منہا اندر سے کچھ لینے گئی تھی۔اتنے میں براق کا فون دوبارہ بجا۔کال اس کے دوست مراد نے کی تھی۔

"تو تم نکل آئے جیل سے۔" ایک بھاری آواز اس کے کان میں پڑی تھی۔

"نہیں جیل میں فون استعمال کر رہا ہوں، گدھے۔"

"بھائی میں نے تو تجھے مبارک دینے اور ٹریٹ کے لیے کال کی تھی۔" وہ بہت بے تکلف ہو کر بات کر رہا تھا۔

"کس چیز کی ٹریٹ؟" وہ حیران ہوا۔

"بھائی تو جیل سے باہر آگیا ہے اس بات کی۔" اور یہ سن کر براق کا دل چاہا کہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔

NOVEL HUT

"کوئی ٹریٹ نہیں نکل یہاں سے۔"

"میں تیرا ایک ہی ایک دوست ہوں۔ اب مجھے بھی انکار کرے گا؟ اور ویسے بھی اب تو تیری طرف دعوت بنتی ہے۔ میں نے شادی

کرلی ہے۔"براق سن کر حیرانی سے مسکرایا تھا۔منہا واپس آرہی تھی۔اس کے ہاتھ میں کانٹا اور پاستہ کی پلیٹ تھی۔

"اچھا بھائی کسی دن دے دونگا زبردستی کی دعوت ابھی فون رکھ۔"

اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

"تو کیا پتہ چلا سوٹ کیس کی کمپنی سے؟" منہا نے آتے ساتھ پہلا سوال کیا۔

"کمپنی کا کہنا ہے کہ ایک ماہ پہلے دس ریڈ سوٹ کیس کا آڈر آن لائن ملا تھا اور ڈلیوری ایک سنسان گلی میں کروائی گئی تھی۔مزے کی بات وہ گلی فاطمہ کے گھر سے بس بیس منٹ دور ہے۔"

"دس سوٹ کیس کا مطلب ہے کہ ان کا نشانہ اور بھی لڑکیاں ہیں۔کوئی بہت چالاک قاتل ہے پہلے لڑکیوں کو اپنے پیار میں پھنساتا

ہے اور پھر ان کے ساتھ یہ سب کرتا ہے۔"منہا کیس پر غور کرتے ہوئے بولی۔

"قاتل یا تو خود ڈاکٹر ہے یا اس کے ساتھ کوئی ڈاکٹر بھی ملا ہوا ہے۔کیونکہ اتنے کم وقت میں سب آرگنز نکالنا ایک عام آدمی کا کام نہیں ہے۔"

"جہاں تک میرا خیال ہے اس کام میں دو سے تین لوگ تو پکا ملوث ہیں۔خیر صبح ہم اس گلی میں جائیں گے تو کچھ نا کچھ مل جائے گا۔"

"پوسٹ مارٹم کی رپوٹ سے کچھ ملا؟" براق نے سوال کیا۔

"نہیں قاتل نے ایک فنگر پرینٹ تک نہیں چھوڑا لیکن فاطمہ کے خون میں سے ایک زہر ملا ہے۔زہر ناک سے سونگتے ہی آہستہ آہستہ پورے جسم میں پھیل جاتا ہے۔پہلے تو انسان کو لگتا ہے کہ وہ تھوڑی نیند میں ہے۔مگر تھوڑی ہی دیر میں زہر اس کے سوچنے

سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔اسے سب نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔اور زہر سونگنے کے کچھ منٹوں بعد ہی انسان موت کی وادی میں چلا جاتا ہے۔"

براق انٹرنیٹ پر اس زہر کے بارے میں ریسرچ کر رہا تھا۔اور منہا پاستہ کھانا شروع ہو گئی تھی۔اور پہلا چمچ منہ میں جاتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار "واہ" نکلا۔

سنا تھا مرد کے دل کا راستہ پیٹ سے ہو کر جاتا ہے مگر ادھر تو الٹا حساب تھا۔

"تم تو پارٹ ٹائم کک بھی بن سکتے ہو۔"اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ منہا نے اس کی تعریف کی تھی یا مشورہ دیا تھا۔

"میرے کچھ اصول ہیں میڈم جی ،میں خود کے علاوہ کسی کے لیے کنگ نہیں کرتا۔"

"اچھا پھر مجھے پاستہ کیسے کھلا دیا؟" منہا مسکرائی تھی۔
"میرے کچھ اصول ضرور ہیں مگر آپ مجھے میرے اصولوں سے بڑھ کر ہیں۔" وہ صاف الفاظ میں سب کہہ گیا تھا۔ منہا کا پاستہ کھاتے ہوئے ہاتھ رکا۔ لیکن وہ بس خاموشی رہی۔
تھوڑی اور ڈسکشن کرنے کے بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آیا۔ اسے اس وقت شدید بھوک لگ رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی آنکھیں بھی نیند سے بھری ہوئی تھیں۔ بھوک اور نیند میں سے اس نے نیند کو چنا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

"کیا تم یہ رونا بند کرو گی؟" لائلہ کی بس ہوگی تھی۔ شیلا شام سے اس کے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ غصے میں کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔

"میں نے جب سے تمہاری کہانی سنی ہے مجھے اتنا رونا آرہا ہے۔"وہ روتے ہوئے بولی۔

"یہ تمہیں واقعی میری کہانی سن کر رونا آرہا ہے یا یہ احمر کا دکھ ہے جو اس طرح باہر نکل رہا ہے۔" لائلہ نے اسے شک کی نگاہ سے دیکھا۔

"تم اس نامرد کے لیے آنسو بہا رہی ہو؟"لائلہ نے تھوڑے غصے میں شیلا کو دیکھا۔

"جو مرد ایک عورت پر ہاتھ اٹھانے کی یا اس کی تذلیل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے وہ میرے لیے نامرد ہی ہے۔"

"مگر جو بھی ہو میں اس سے پیار کرتی ہوں۔" اس نے دلیل دی تھی اور لائلہ اپنا سر پکڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"خیر یار واقعی تمہارے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔"اسے پھر لائلہ سے ہمدردی ہوئی تھی۔

"بس کردو مجھے نہیں پسند کہ لوگ مجھ پر ترس کھائیں اور اگر تم واقعی میری دوست بننا چاہتی ہو تو یہ ڈرامہ بند کرو۔" اب کہ وہ زرا سخت لہجے میں بولی تھی۔

"کیا واقعی اب ہم دوست ہیں؟"

"ہاں ویسے میں نے کبھی دوست نہیں بنائے تو مجھے نہیں پتہ دوستی کیسے نبھاتے ہیں۔ لیکن میرا وعدہ ہے اگر تم پر کوئی مصیبت آئی تو تم لائلہ سلطان کو اپنے ساتھ پاؤ گی۔" شیلا دل سے مسکرائی تھی۔ لائلہ کو آج اپنی زندگی کی پہلی دوست مل گئی تھی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کی دوست اتنا بڑا ڈرامہ ہوگی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

صبح کا سورج نکل چکا تھا۔ ہر طرف روشنی ہو چکی تھی۔ لیکن گودام کے تہہ خانے میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ وہ سب اپنے اپنے

موبائل کی لائٹس جلائے کھڑے تھے۔ مہتشم آگے کھڑا تھا اور باقی سب اس کے پیچھے کھڑے اسے سن رہے تھے۔

"اگر کبھی پولیس ہمارے اس اڈے پر چھاپا مارے تو ہم اپنی جان بچانے کے لیے اس تہہ خانے کا استعمال کریں گیں۔"

"مگر باس یہ تہہ خانہ ہے ۔پولیس اس کی بھی تلاشی لے گی اور ہم ادھر سے آسانی سے پکڑے جائیں گے۔"احمر اپنی سوچ کے مطابق بولا تھا۔

"بلکل پولیس تہہ خانے کی بھی تلاشی لے گی مگر سب سے آخر میں اور اتنے میں ہم تہہ خانے سے فرار بھی ہو چکے ہوں گے۔" مہتشم کی طرف سے فوراً جواب آیا تھا۔

"لیکن تہہ خانے میں بھاگنے کا کونسا راستہ ہے؟"لائلہ نے سوال کیا۔

"یہ ہے راستہ۔۔۔۔۔۔" مہتشم نے ان کے پیچھے اشارہ کیا۔وہ سب جو مہتشم کی طرف دیکھ رہے تھے ،پیچھے مڑے۔دور دور تک کسی دیوار کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ایسے لگتا تھا کہ کوئی اندھیرا کمرہ تھا جو ختم ہی نہیں ہورہا تھا۔ مہتشم بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا ان سب سے آگے آیا۔سب کو اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا۔وہ سب تھوڑا حیران تھے۔گودام اتنا بڑا تو نہیں تھا جتنا بڑا تہہ خانہ تھا۔ تھوڑا سا چلنے کے بعد ایک چھوٹی سی سرنگ نمایا ہوئی۔سرنگ اتنی چھوٹی تھی کے ایک وقت میں ایک انسان ہی گزر سکتا تھا۔ مہتشم سب سے آگے تھا اور اس کے پیچھے باقی سب ایک قطار میں چل رہے تھے۔سورنگ میں جگہ جگہ جالے لگے ہوئے تھے اور مٹی ہر جگہ جمی ہوئی تھی۔سردی کا موسم تھا۔لیکن اس وقت سب کو پسینہ آرہا تھا۔ان کے کپڑوں پر مٹی گر رہی تھی۔

"میں ایسے دم گھٹ کے مرنا نہیں چاہتی۔"شیلا کی بس ہو گئی تھی۔اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔

"اتنی آسانی سے نہیں مرو گی تم۔" اس کے آگے سے لائلہ بولی تھی۔

"مجھے ادھر مرنا بھی نہیں ہے ۔میں تو کسی عالی شان سے محل میں مرو گی۔"

"اچھا اور وہ محل کب خرید رہی ہو؟" لائلہ اپنی ہنسی قابو کر رہی تھی۔

"یہ بس دو تین بڑی چوریاں کر کے ایک محل خریدوں گی۔"وہ اپنی خوابوں کی دنیا میں جا چکی تھی۔ایک محل نوکر چاکر اور بڑی بڑی گاڑیاں۔

"جلدی خرید لینا پھر تم نے اس میں مرنا بھی ہے۔"لائلہ اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔

"دیکھ لینا میرے مرنے کا غم سب سے زیادہ تمہیں ہی ہوگا۔" وہ برا مان گئی تھی۔

"ویسے تم کیسے مرنا پسند کرو گی؟" شیلا کے دماغ میں سوال آیا۔

"میں کسی بھی طرح مرنا پسند نہیں کرو گی۔ مجھے مرنے سے ڈر لگتا ہے۔ اسی لیے میں مرنے سے زیادہ مارنے پر یقین رکھتی ہوں۔"

اس سے پہلے کہ شیلا کوئی جواب دیتی مہتشم چلتے چلتے رک چکا تھا۔ آخر کار سورنگ ختم ہو چکی تھی۔ مہتشم نے اپنے سر کے اوپر لایٹ ماری وہاں ایک گول ڈھکن تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ڈھکن کو باہر کی طرف دھکا دیا۔ ڈھکن زنگ آلود تھا اس لیے وہاں جم چکا تھا۔ تھوڑا زور لگانے کے بعد ڈھکن باہر نکلا۔ اس اندھیری سرنگ میں تھوڑی روشنی ہوئی تو سب نے کھل کر سانس لیا۔ پھر ایک ایک کر کے سب باہر آئے۔ یہ سرنگ جنگل میں کھلتی تھی۔ وہ سب

جنگل کے بڑے بڑے درختوں کے بیچ کھڑے تھے۔یہ وہی جنگل تھا جو گودام سے نظر آیا کرتا تھا۔

"یہاں اس طرف پہاڑ ہیں اور پہاڑوں کی دوسری طرف ایک نئی دنیا جہاں ہمیں کوئی نہیں ڈھونڈ سکتا۔" مہتشم نے آگے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

وہ واقعی ماسٹر مائنڈ تھا۔ہر طرح کے حالت کو کیسے فیس کرنا ہے،کیسے سب کی جان بچانی ہے۔وہ جانتا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

گلی تھوڑی تنگ تھی اور اس میں چھوٹے چھوٹے مکان تھے۔منہا اور براق گلی کی جانچ کر رہے تھی اور باقی دو پولیس آفیسر ارد گرد کے گھروں میں پوچھ تاچھ کر رہے تھے۔براق نے سیاہ پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔شرٹ اندر ٹک ان تھی اور اوپر سیاہ

لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔بال ماتھے پر ہمیشہ کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔منہا نے آج بالوں کو ہلکے جوڑے میں باندھا ہوا تھا۔ایک بالوں کی لٹ آگے ماتھے پر گری ہوئی تھی۔اس نے تیز نیلے رنگ کی پینٹ کے اوپر ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔شرٹ کے اوپر تیز نیلے رنگ کا لونگ کوٹ پہنا ہوا تھا۔انہوں نے گلی کے ایک ایک کونے میں دیکھا۔لیکن کچھ نہیں ملا۔یہاں آنے کا کوئی فائدہ دونوں کو نظر نہیں آرہا تھا۔اتنے میں ایک پولیس آفیسر دونوں کے پاس آیا شاید اسے کچھ ملا تھا۔

"ایک عورت کا کہنا کہ یہ موبائل فون اس کے بیٹے کو گلی سے ملا تھا۔باقی سب کا کہنا ہے کہ اس گلی میں پوری رات لائٹ نہیں آتی اس لیے انہیں کچھ نظر نہیں آیا۔" اس نے موبائل منہا کو پکڑاتے ہوئے بولا۔یہ موبائل فاطمہ کا تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ موبائل فاطمہ کا ہو۔ ہمیں یہ موبائل قاتل تک پہنچے میں کافی مدد کرے گا۔" منہا نے موبائل پکڑا۔ اسے آن کرنے کی کوشش کی لیکن بیٹری ڈیڈ تھی۔

پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور موبائل کو چارج پر لگایا۔ دونوں پولیس آفیسر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر یہاں سے جا چکے تھے۔ آج شہر میں ہڑتال تھی اور سب پولیس والوں کی ادھر ڈیوٹی لگی تھی۔

براق وہاں اکیلا کھڑا تھا۔ اس کی گاڑی سروس کے لیے گئی ہوئی تھی۔ آج وہ کیب کروا کر آیا تھا۔ ابھی وہ دوبارہ کیب بک کروانے والا تھا کہ گاڑی میں بیٹھی منہا نے اسے آواز لگا کر اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ منہا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ کے باہر اترے تھے۔ منہا اپنے سارے کیس یہی بیٹھ کر حل کرتی تھی۔ یہ ریسٹورنٹ اس کا

کمفرٹ زون تھا۔منہا اور براق اندر داخل ہوئے تو سائڈ والا ٹیبل خالی دیکھ کر وہ وہاں بیٹھ گئے۔اس سائڈ ٹیبل کے ساتھ والی دیوار شیشے کی تھی۔جس کی وجہ سے سورج کی روشنی ان دونوں پر آرہی تھی۔سورج کی اس روشنی میں منہا کی بھوری آنکھیں چمک رہی تھیں۔

منہا نے دونوں کے لیے کافی آئسکریم شیک کا آڈر دیا۔وہ آئسکریم کی کافی شوقین لگتی تھی۔براق اس کے سامنے بیٹھا فاطمہ کا موبائل چیک کر رہا تھا۔براق نے اس کا ہر سوشل میڈیا اکاؤنٹ چیک کیا۔فیس بک،ٹک ٹاک ،واٹس ایپ کہیں سے کچھ نہیں ملا۔اس نے انسٹاگرام کھولا ڈی ایم چیک کیا تو اسے ایک چیٹ نظر آئی۔جس کے ساتھ چیٹ تھی اس کی آئی ڈی ڈلیٹ ہو چکی تھی۔

"یہ دیکھیں مجھے اس کے انسٹاگرام سے ایک چیٹ ملی ہے۔"براق نے منہا کو موبائل دیا۔وہ لیپ ٹاپ میں کچھ کام کر رہی تھی۔براق کے کہنے پر وہ اس طرف متوجہ ہوئی۔منہا نے چیٹ سکرول کی۔

"یہ اسی بندے کے ساتھ چیٹ ہے دیکھو اس نے وہی گلی کا ایڈریس فاطمہ کو ٹیکسٹ کیا ہے۔"منہا نے براق کو میسج دیکھایا۔

"اوپر چیٹس چیک کریں کچھ تو ملے گا ہی۔"منہا نے ایک منٹ کے لیے انسٹاگرام بند کرکے اس کی دوسری سم کا نمبر نوٹ کیا۔پھر اپنے موبائل سے کچھ ٹیکسٹ کیا۔

"میں نے ابھی اس کی دوسری سم کا نمبر آگے سینڈ کیا ہے۔تھوڑی دیر میں اس کی ساری کال ریکارڈنگ ہمارے پاس ہونگی۔"

منہا نے انسٹاگرام دوبارہ اوپن کیا اور پوری آئی ڈی چیک کی تو پتہ چلا کہ فاطمہ کی اس لڑکے سے بات چیت ایک پوسٹ کے کمنٹ

سیکشن سے شروع ہوئی تھی۔اور کچھ ہی دنوں میں دونوں کو ایک دوسرے سے پیار بھی ہوگیا تھا۔

اتنے میں ان کا آڈر آچکا تھا۔براق نے اپنا شیک اٹھا کر ایک سپ لیا۔

"اتنی جلدی تو بخار نہیں ہوتا جتنی جلدی آج کل کے لوگوں کو پیار ہوجاتا ہے۔" براق جو مزے سے شیک پی رہا تھا۔شیک اس کے گلے میں اٹکا۔یہ اس پر پرسنل اٹیک بلکل نہیں تھا۔

"آپ کیا جانیں پیار کو؟پیار کرنا ہمارے بس میں نہیں ہوتا۔یہ جس سے ہونا ہوتا ہے پل بھر میں بھی ہوجاتا ہے۔"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"تم تو چپ ہی رہنا۔میں اس لڑکے اور فاطمہ کی بات کر رہی ہوں۔" براق کو یہ سن کر حوصلہ ہوا۔

"یہ دیکھو اس نے اپنی تصویر بھی بھیجی ہے۔مگر آئی ڈی ڈلیڈ ہونے کی وجہ سے میڈیا بھی نظر نہیں آرہا۔"

"چلیں کیس آدھا تو حل ہوگیا۔فاطمہ کو لاسٹ کال کس لوکیشن سے آئی تھی یہ پتہ چل جائے تو سمجھیں کیس پورا حل ہے۔"

"ہاں ابھی تھوڑی دیر میں سارا ڈیٹا ای میل ہوجائے گا۔"

"آپ کا اور میرا دماغ ایک جیسا ہی سوچتا ہے۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"ہاں میرے ساتھ رہ رہ کر سمجھ دار ہوگئے ہو نا تم اس لیے۔"وہ اترا کر بولی۔

"ہر بات کا کریڈٹ آپ لے لیں۔" وہ پھر سے چڑا تھا۔منہا ہنس دی۔براق کو چڑانا بہت ہی آسان تھا۔

NOVEL HUT

وہ دونوں آرام سے شیک پی رہے تھے۔پھر منہا کو ایک ای میل آئی جس کو پڑھ کر اس کا سارا موڈ خراب ہوچکا تھا۔براق نے یک دم اس کا موڈ بدلتے دیکھا۔

"اتنی مشکل سے تو آپ مسکرائی تھیں اب کیا ہوا؟"

"نا ہی کال ریکارڈنگ مل رہی ہیں اور نا ہی وہ لوکیشن جدھر سے فاطمہ کو کال آئی تھی۔کیونکہ کال کے وقت وی پی این یوز کیا گیا تھا اور اس وی پی این کو ان لوک کرنے کے لیے ہماری سرکار کے پاس وقت نہیں ہے۔"

"سیدھی سی بات ہے سرکار اس کیس میں انٹرسٹڈ ہی نہیں ہے۔"وہ اب کے تھوڑا غصے میں تھی۔

"آپ ریلیکس ہوجائیں ہم یہ کیس حل کرکے رہے گیں۔سرکار چاہے ساتھ دے نا دے۔"وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔منہا کو اداس دیکھ کر اس کا موڈ بھی خراب ہوچکا تھا۔

"کیس تو میں حل کرکے ہی رہوں گی چاہے مجھے جو مرضی کرنا پڑے۔"منہا نے ٹھان لی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

رات کے دس بج رہے تھے۔جب براق کو لائلہ کی کال آئی۔وہ اپنی کھڑکی سے باہر گلی میں دیکھتے ہوئے لائلہ سے بات کر رہا تھا۔لائلہ نے تیز جامنی رنگ کا نائٹ سوٹ پہن رکھا تھا۔بال ہمیشہ کی طرح کمر پر گرے تھے۔براق بھی رات کا ٹراؤزر شرٹ پہنے کھڑا تھا۔

"فاطمہ کا کیس حل ہوا؟" لائلہ نے پہلا سوال کیا تھا۔

"نہیں ابھی کوشش جاری ہے۔ تمہیں پتہ تو ہے اس ملک میں کسی کو انصاف ملنا آسان نہیں۔"

"یہ پولیس والے اتنے سست کیوں ہیں؟ میں ہوتی تو اب تک قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کتوں کو کھلا چکی ہوتی۔"وہ واقعی یہ کر گزرتی۔

"خیر میں اور منہا لگے ہوئے ہیں۔آج وہ نمبر بھی مل گیا جس سے فاطمہ کو کال آئی تھی۔ لیکن وی پی این کی وجہ سے لوکیشن ٹریس نہیں ہو رہی۔"

"مجھے وہ نمبر بھیجو۔" لائلہ اور دیر اس کیس کو لٹکتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"تم کیا کرو گی؟"

"تم نمبر بھیجو میں ان کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"اچھا بھیج رہا ہوں۔"اس نے فون بند کیا اور لائلہ کو ٹیکسٹ کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد لائلہ کو نمبر مل چکا تھا۔وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور احمر کے کمرے کی طرف بڑھی۔اس نے احمر کا دروازہ بجایا۔وہ جو اپنے کمرے میں لیٹا کوئی فلم دیکھ رہا تھا،یک دم اٹھا۔دروازے پر لائلہ کو دیکھ کر احمر حیران ہوا تھا۔پہلے کبھی تو لائلہ نے اس سے بات تک نہیں کی تھی اور آج اتنی رات کو اس کے کمرے کے باہر کھڑی تھی۔

"خیر ہے آج میری یاد کیسے آگئی؟" وہ لائلہ پر ایک نگاہ ڈال کر بولا تھا۔

"کام ہے تم سے۔" وہ ایک سرد لہجے میں بولی تھی۔تاکہ احمر کو سمجھ آجائے کہ وہ کوئی اس کے عشق میں ادھر نہیں آئی۔

"کیا کام؟ وہ بھی اتنی رات کو؟"

"تمہارے ڈارک ویب پر بہت سے کونٹیکٹس ہیں۔مجھے ایک وی پی این ان لوک کروانا ہے بس۔" وہ ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

"اور میں ایسا کیوں کروں گا؟ ابھی تک تو میں اس دن والی بے عزتی بھی نہیں بھولا۔" وہ صاف صاف انکار کر رہا تھا۔

"اور میں چاہتی ہو کہ تم وہ بھولو بھی نہیں۔اب میرا کام جلدی سے کرو ورنہ۔۔۔۔"وہ ہلکا سا چلائی تھی۔

"ورنہ کیا ہاں؟ تم یہاں کی باس نہیں ہو جس کی بات میں مانوں گا۔آئی بات سمجھ میں؟" وہ بھی اکڑ کر بولا تھا۔

" مہتشم کے بعد میں ہی باس ہوں ادھر کی یہ بات کیوں بھول جاتے ہو تم؟" وہ اسے جیسے یاد کروا رہی تھی۔

"مگر ابھی مہتشم ادھر ہی ہے اور میرے باس وہی ہیں۔"وہ کسی بھی طرح اس کی مدد کرنے پر راضی نہیں تھا۔

"شاید تم یہ بھی بھول رہے ہو کہ مہتشم چار دن کے لیے کہیں گیا ہوا ہے اور اس کے پیچھے کس کا راج ہے ادھر؟ اگر میں چاہوں تو مہتشم کے آنے سے پہلے تم غائب بھی ہو سکتے ہو۔ صرف ایک گولی کی بات ہے اور میرا نشانہ تو تمہیں پتہ ہی ہے کیسا ہے۔ آنکھ بند کر کے بھی گولی چلاؤں تو ٹارگٹ پر لگتی ہے۔" وہ احمر کو ڈرا رہی تھی۔ احمر کو تھوڑا خطرہ لاحق ہوا تھا۔ وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی جو اس کی منت کرے گی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مہتشم کے بعد پورے گینگ میں لائلہ سب سے زیادہ طاقتور تھی۔ پورا گینگ لائلہ کی طرف تھا۔ کوئی اس کا ساتھ نہیں دے گا۔ بعد میں اگر مہتشم لائلہ کو سزا دے بھی دے تو کیا فائدہ وہ تو مر چکا ہوگا۔

("کیا لائلہ ایسا کرے گی؟وہ پاگل تھوڑی ہے جو ایسا کرے گی لیکن اس کا کوئی پتہ بھی نہیں ہے وہ کر بھی سکتی ہے۔")ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ لائلہ پھر بولنا شروع ہوئی۔

"لیکن اتنی آسان موت نہیں دوگی میں تمہیں۔پتہ ہے میں تمہیں کیسے مارو گی؟"وہ جو اپنے خیال میں گم تھا۔یک دم چونکا۔

"سب سے پہلے تو میں یہ تمہاری آنکھیں نوچ کر باہر نکالوں گی۔پھر یہ جو تمہاری زبان چلتی ہے نا اسے کاٹوگی اور پھر تمہارے ہاتھ کاٹو گی پھر۔۔۔" ابھی وہ آگے اپنا پلین بتارہی تھی کہ احمر کے پسینے چھوٹنے لگے۔

"اندر آکر بتاؤ کیا کام ہے تمہارا۔" وہ مان گیا تھا۔لائلہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

شیلا اپنے کمرے سے نکلی تھی اس نے لائلہ کو اندر جاتے دیکھا۔پھر احمر نے دروازہ بند کرلیا۔وہ چونکی تھی یہ سب دیکھ کر۔

("لائلہ نے مجھے دھوکا دیا؟ کیا وہ اور احمر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں؟") اس کے الٹے دماغ میں الٹے ہی خیال آرہے تھے۔

کمرے میں آکر اس نے اپنا لیپ ٹاپ اوپن کیا۔ڈارک ویب کھولی اور لائلہ کا بتایا ہوا نمبر ٹریس کیا۔نمبر کسی ویران گاؤں کی لوکیشن دے رہا تھا۔یہ گاؤں ان کے اڈے سے کافی دور تھا۔ڈارک ویب بچوں کی چیز نہیں ہے۔ادھر دو نمبر کام بڑی آسانی سے ہو سکتے تھے۔جو کام سرکار کو کرنے میں دن لگنے تھے وہ ڈارک ویب سے منٹوں میں ہو چکا تھا۔

لوکیشن مل چکی تھی۔لیکن کیا اتنی آسانی سے لائلہ جا کے انہیں پکڑ لیتی؟ نہیں وہ چاہتی تھی کہ وہ اس قاتل کو بھی اسی طرح ٹریپ

کرے جس طرح اس نے فاطمہ کو کیا تھا۔اس نے نمبر پر ہیلو کا میسج بھیج دیا تھا۔

("اسے تو میں دیکھ لونگا۔")احمر اسے گھور رہا تھا۔

لائلہ کا کام ہوچکا تھا۔وہ کمرے میں واپس آئی تو اس قاتل کا جواب بھی آچکا تھا۔اس دفعہ مچھلی خود اس کے جال میں پھنس رہی تھی۔مگر یہ مچھلی ایسی تھی جو کسی کی جان لینے میں لمحہ ضائع نہیں کرتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

صبح کا سورج نکلا تو منہا کیس کی فائل تیار کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلتی دیکھائی دی۔اس نے تیز سکن رنگ کی ڈریس پینٹ کے اوپر سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔اوپر تیز بھورے رنگ کا لانگ کوٹ پہن رکھا تھا۔آنکھوں پر کالے چشمے لگائے، بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنا رکھا

تھا۔وہ گاڑی لے کر باہر نکلی۔سامنے براق بھی اپنی گاڑی کے پاس کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔اس نے سیاہ لانگ کوٹ کے نیچے سیاہ ہائی نیک اور سیاہ ہی ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔بال آج پیچھے کی طرف بنائے گئے تھے۔منہا نے اپنے چشمے اتارے۔اس کی گہری آنکھوں نے اس آدمی کو ایک نظر دیکھا اور پھر وہ اپنی نظر براق سے ہٹا نہیں پائی۔

وہ براق کی طرف بڑھ رہی تھی۔براق فون بند کر چکا تھا۔منہا کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر رونک آچکی تھی۔وہ کھل کر مسکرایا۔

"میں آج فاطمہ کی سب دوستوں سے ملوں گی۔"منہا نے بات کا آغاز کیا۔

"اور میں اس گلی کے آس پاس کی ہر روڈ کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھنے جارہا ہوں۔آخر وہ فاطمہ کو لے کر کدھر گئے تھے یہ جاننا ضروری ہے۔"

دونوں اپنے اپنے کام پر لگ چکے تھے۔منہا واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"تو لینچ ساتھ کریں؟"براق نے پیچھے سے آواز دی۔منہا کے بڑھتے قدم رکے۔

"مگر آج لینچ تمہاری طرف سے ہوگا۔" وہ براق کی طرف مڑکر بولی تھی۔کچھ تھا اس شخص میں جو اسے اس کی طرف کھینچ رہا تھا۔

"اوکے میڈم جی۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

——☆☆☆☆☆——

اس کیس پر اب دو نہیں تین لوگ کام کر رہے تھے۔لائلہ قاتل کے بہت قریب تھی۔رات مسیج سے بات سیدھا کال پر آگئی تھی۔وہ سب کچھ مہتشم کے آنے سے پہلے جلد از جلد کرنا چاہتی تھی۔آج صبح جب وہ اپنے بستر سے اٹھی تو اسے شیلا اپنے کمرے میں نظر نہیں آئی۔جب سے ان کی دوستی ہوئی تھی وہ روز صبح لائلہ کو تنگ کرنے اس کے کمرے میں آجایا کرتی تھی۔

وہ فریش ہو کر سیدھا شیلا کے کمرے کی طرف بڑھی۔آج اس نے جینز اور سیاہ ٹوپ پہن رکھا تھا۔اس کے اوپر وہی فیراری جیکٹ پہن رکھی تھی۔شیلا کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔وہ نوک کئے بنا اندر داخل ہوئی۔

"آج تم آئی نہیں میری نیند خراب کرنے؟" لائلہ نے اسے بیڈ پر لیٹے ہوئے دیکھ کر بولا۔شیلا ابھی تک رات کے کپڑوں میں تھی۔

"بس دل نہیں کیا۔" اس کا لہجہ اکھڑا اکھڑا تھا۔لائلہ نے یہ محسوس کر لیا تھا۔

"کوئی بات ہوئی ہے؟"

"نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی دل نہیں کیا۔" وہ آج لائلہ کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔لائلہ سمجھ گئی تھی کہ کوئی تو بات ہے۔

"کوئی بات ہے تو بتاؤ دیکھو دل میں ایک دوسرے کے خلاف باتیں نہیں رکھنی چاہیے۔ورنہ دل میں محبت کی جگہ زہر گھلنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ یہ زہر رشتوں کو ختم کر دیتا ہے۔اور میں نہیں چاہتی کہ میں اپنی زندگی کی پہلی دوست کو اس طرح کھو دوں۔"وہ بہت نرم لہجے میں بولی تھی۔

شیلا نے اسے ایک نظر دیکھا۔اس سے زیادہ وہ بھی ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔

"تم رات کو احمر کے کمرے میں کیا کر رہی تھی؟" لائلہ کو یہ سن کر پہلے حیرانی ہوئی اور پھر وہ ہنسنا شروع ہوئی تو رکی ہی نہیں۔ شیلا اسے اب غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"تم کیا کیا سوچتی ہو یار میں اور احمر؟" وہ پھر ہنسی تھی۔

"ہاں تو اتنی رات کو تمہیں اس کے ساتھ دیکھ کر مجھے تو یہی لگا کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔" وہ اب تھوڑا شرمندہ ہوئی تھی۔

"تمہیں ہی اس ڈڈو سے پیار ہو سکتا ہے مجھے نہیں۔ وہ میری ٹائپ کا نہیں ہے۔"

"اور تمہاری ٹائپ کیا ہے؟" ساری ناراضگی جیسے ختم ہو چکی تھی۔

"میں نے اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں مگر کوئی ایسا ہو جو میری عزت کرے۔ میرے مشکل وقت میں میرا ساتھ دے۔ اتنی ہمت رکھتا ہو کہ میرے لیے کسی سے بھی لڑنے کو تیار ہو جائے۔ میں

شروع سے اپنا خیال خود رکھتی آئی ہوں کوئی ایسا ہو جو میرا خیال رکھے۔"

"واہ واہ کیا بات ہے۔"

"بس بس اور احمر کے کمرے میں میں اس لیے گئی تھی کیونکہ مجھے ایک نمبر ٹریس کروانا تھا۔فاطمہ کا کیس اب میں حل کر کے ہی رہوں گی۔"

"باس کو پتہ چلا تو کیا ہوگا؟" شیلا فکر مند ہوئی تھی۔اتنے میں لائلہ کا فون بجا۔کال اسی قاتل کی تھی۔اب تھوڑا ایکٹنگ کرنے کا وقت تھا۔اس نے شیلا کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"ہیلو جان۔" ("دل کر رہا ہے کہ یہ جان نکال ہی دوں۔") وہ بڑے آرام سے پیار سے بولی تھی۔شیلا اس کا یہ لہجہ دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"ابھی تو اٹھی ہوں جان رات بھر آپ کے ہی خیال آتے رہے۔"
("ہاں پوری رات سوچتی رہی کہ کس طرح ماروں گی تجھے۔")
شیلا اپنی ہنسی قابو نہیں کر پا رہی تھی۔لائلہ اور وہ بھی فلرٹ ا،یسا نظارہ پہلی بار دیکھنے کو ملا تھا۔اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔
"جان مجھے تو آپ کو دیکھتے ہی آپ سے عشق ہو گیا تھا۔بس اب مجھے آپ سے جلدی ملنا ہے۔" ("اس سے پہلے مہتشم واپس آئے تیرا کام تو ختم کروں۔")
شیلا نے اسے موبائل سپیکر پر لگانے کا بولا تھا۔لائلہ نے سپیکر آن کیا۔دوسری طرف سے آواز آرہی تھی۔
"ویسے مجھے سادہ سی معصوم سی اور شرمیلی لڑکیاں پسند ہیں۔زیادہ بولنے والی چالاک اور ہوشیار لڑکیاں بہت بری لگتی ہیں۔" یہ سن

کر لائلہ کا پارا ہائی ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی اسے اس کی بکواس برداشت کرنی تھی۔

"میں تو اتنی معصوم ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے اونچی آواز میں بات بھی کرلے تو پوری رات روتی رہتی ہوں۔" ("میں اس انسان کی زبان نا نکال دوں جو مجھ سے اونچی آواز میں بات کرے۔")۔ شیلا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ لائلہ اور معصوم؟ اچھا مزاق ہے۔

تھوڑی اور بات کرکے وہ فون بند کر چکی تھی۔

"یہ سب کیا تھا؟" شیلا نے ہنس کر سوال کیا۔

"بتاتی ہوں پہلے ناشتہ کرلیں بہت بھوک لگی ہے۔" اب وہ دونوں ناشتہ کرنے نیچے جارہی تھیں۔

——☆☆☆☆☆——

دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔ منہا اس کی سب دوستوں سے مل چکی تھی لیکن کسی کو بھی اس کے ریلیشن شپ کا کچھ نہیں پتا تھا۔ منہا مایوس لوٹی تھی۔ دوسری طرف براق ساری روڈ کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ چکا تھا۔ جو جو گاڑی تھوڑی مشکوک تھی وہ ان سب کے نمبر نوٹ کر چکا تھا۔ ابھی ان ساری گاڑیوں کے ریکاڈ چیک کرنے تھے۔

لینچ کا وقت ہو رہا تھا۔ اس نے اس کام کو گولی ماری اور اپنی میڈم جی کے بتائے گئے ریسٹورنٹ کی طرف نکل پڑا۔ منہا اس سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے نظر گھمائی پھر سائیڈ پر دیکھا۔ وہ اپنا لیپ ٹاپ کھول کر کچھ کام کر رہی تھی۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔

"ابھی تک کھانا آڈر نہیں کیا آپ نے؟" اس نے منہا کے سامنے بیٹھتے ہی سوال کیا۔

"تمہارا انتظار کر رہی تھی۔آخر تم لینچ کروا رہے ہو آج۔"

براق نے ویٹر کو بلایا۔دونوں نے اپنا اپنا آڈر دیا۔اب براق ساری معلومات منہا کو بتا رہا تھا جو اسے ابھی ملی تھی۔

منہا نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا تھا اور وہ اس سے نظر نہیں ہٹا پا رہی تھی۔براق بھی بولتے بولتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر رکا تھا۔وقت جیسے تھم چکا تھا۔

"آپ مجھے ایسے نا دیکھیں۔"وہ شرماتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی تھی۔

"آپ کی آنکھیں اتنی گہری ہیں کہ میں ہمیشہ ان میں کھو جاتا ہوں۔"وہ بس اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"حد ہے براق۔" یہ بندہ اتنے معصوم لہجے میں بولتا تھا کہ غصہ بھی نہیں آتا تھا۔ ان کا آڈر آچکا تھا۔ وہ دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔

کھانا کھا کر تھوڑی ادھر اُدھر کی باتیں کر کے براق نے وہ ساری گاڑیوں کے نمبر منہا کو دیے۔ وہ انہیں آگے ای میل کر رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

ایک دن بعد

لائلہ کو اس قاتل نے آج رات ملنے کے لیے بلایا تھا۔ سب پلین کے مطابق چل رہا تھا۔ لیکن پھر اسے مہتشم کے واپس آنے کی خبر ملی۔ اس نے پرسوں کو آنا تھا۔ لیکن وہ آج رات کو ہی واپس آرہا تھا۔ مہتشم کے ہوتے ہوئے اس کا باہر جانا بہت مشکل تھا۔ وہ

اپنے کمرے میں پریشانی کے عالم میں چکر کاٹ رہی تھی۔ شیلا کرسی پر بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔

"اب کیا کرو گی تم؟"

"یہ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں ایسے چکر نا لگا رہی ہوتی۔" وہ تپ کر بولی تھی۔

"تم ایسا کرو انسپکٹر منہا سے ملو۔ اسے بتاؤ سب اور اس سے کہو کہ وہ تمہاری جگہ چلی جائے۔"

"پاگل ہو تم؟ میں کیوں اس انسپکٹر کہ منہ لگوں؟ اور اگر اس نے مجھے پہچان لیا؟"

"سنا ہے کہ وہ کیس بہت جلدی حل کر لیتی ہے کافی چالاک ہے۔ اور جہاں تک تمہیں پہچاننے کی بات ہے اس کا حل بھی ہے میرے پاس۔"

"وہ اتنی ہی چالاک تھی تو اب تک قاتل تک کیوں نہیں پہنچی؟" وہ غصے میں بولی تھی۔

"یار اب اس کے پاس ہماری طرح دو نمبر آئی ٹی کا بندہ تو ہے نہیں جس کہ ڈارک ویب پر اتنے کو نٹیکٹس ہوں۔ورنہ وہ بھی کر ہی لیتی کیس حل۔"

"تم اس کی تعریف کر رہی ہو؟" لائلہ حیران ہوئی تھی۔

"اور تم جل رہی ہو۔"شیلا اسے چڑا رہی تھی۔

"میں کیوں جیلس ہونگی؟"وہ اب شیلا کو گھور رہی تھی۔

"بھئی وہ اتنی چالاک ہے۔بلکل تمہاری ٹکر کی ہے۔"

"ہر انسان کی اپنی جگہ اور اپنا مقام ہوتا ہے۔نا کوئی آپ جیسا ہو سکتا ہے نا آپ کسی جیسے تو جلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ سچ بول رہی تھی۔

"اچھا ان باتوں کو چھوڑوں اور میری بات سنوں ۔میں صرف اتنا کہہ رہی ہوں کہ دیکھوں تم باس کے آنے کے بعد اس قاتل سے نہیں مل سکتی۔اب تمہیں کسی ایسے کی مدد چاہیے جو تمہاری طرح چالاک ہو، ہمت والی ہو اور منہا کے بارے میں میں نے جتنا سنا ہے باس سے ،وہ تمہارے کام آسکتی ہے۔"وہ اسے سمجھا رہی تھی۔

"لائلہ سلطان کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔" وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ اسے کسی کی ضرورت بھی ہو سکتی ہے۔

"اس وقت اپنی انا کو ایک طرف رکھو اور فاطمہ کا سوچوں کیا تم اس کے قاتل کو ایسے جانے دوگی؟ تم اکیلے اس قاتل کو تو پکڑ سکتی ہو لیکن اگر اس کا پورا گینگ ہوا پھر؟ ٹھیک ہے تم طاقت ور ہو،عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہو مگر دو تین سے زیادہ لوگ ہوئے پھر؟ منہا تو

پوری پولیس کی نفری تک لے کر جا سکتی ہے۔" لائلہ نے اس بات پر غور کیا۔

"مگر منہا کا نمبر کیسے ملے گا اور وہ مان جائے گی؟"

"پلاننگ والے کمرے میں منہا کی پوری فائل رکھی ہے۔ نمبر وہاں سے مل جائے گا۔ دوسرا منہا کیس کو لے کر پاگل ہو جاتی ہے وہ اسے حل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ تو میرا نہیں خیال وہ انکار کرے گی۔" لائلہ کو بھی شیلا کی بات ٹھیک لگی تھی۔ اس نے منہا کا نمبر نکالنے کے لیے نیچے کا رخ کیا۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

شام کا وقت تھا۔ منہا ایک ریسٹورینٹ میں بیٹھی کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے آج سیاہ رنگ کی پیروں تک آتی فراک پہن رکھی تھی۔ فراک موٹے کپڑے کی تھی اور زیادہ کھلی نہیں تھی۔ ایک

قسم کی سکرٹ ہی لگ رہی تھی۔بال آج کھلے تھے۔وہ ہاتھ میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھ رہی تھی کہ اس کے سامنے والی کرسی پر ایک لڑکی آکر بیٹھی۔اس نے گرے رنگ کی پیروں تک آتی سکرٹ کے اوپر سفید شرٹ اور منی کوٹ پہن رکھا تھا۔آنکھوں پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے چشمے لگا رکھے تھے۔سر پر بڑی سی ہیٹ پہن رکھی تھی۔وہ بلکل بھی پرانے والی لائلہ نہیں لگ رہی تھی۔شیلا کا پلین کامیاب رہا تھا۔

اس وقت دو شیرنیاں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ایک آگ تو ایک طوفان۔وہ دونوں ہی عام لڑکیوں سے مختلف اور ایک دوسرے کی ٹکر کی تھیں۔

"معاف کرنا تھوڑی دیر ہوگئی۔" لائلہ نے بیٹھتے ساتھ بات شروع کی۔منہا کو وہ تھوڑی مشکوک لگی تھی۔

"تم ہو کون اور فاطمہ کے کیس میں میری کیسے مدد کر سکتے ہو؟" اس نے دیکھتے ساتھ ہی سوال کیا۔

"میں کون ہوں ابھی اس سوال سے زیادہ اہم کیس ہے۔" منہا نے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔

"فاطمہ کے قاتل کے ساتھ میری دو دن سے بات چل رہی ہے اور آج رات اس نے مجھے ملنے بلایا ہے۔وہ نہیں جانتا کہ وہ اپنے ہی جال میں پھنسنے والا ہے۔میری کچھ مجبوری ہے ورنہ اس قاتل کو میں خود پکڑتی۔اس لیے میں چاہتی ہوں کہ تم میری جگہ جاؤ۔"

"لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہ وہی قاتل ہے؟ اور اگر یہ کوئی جال ہوا میرے خلاف؟" وہ ہر بات کا آسانی سے یقین نہیں کرتی تھی۔

لائلہ نے اپنا فون نکالا۔اسے اپنی اور قاتل کی ساری چیٹس دیکھائی۔

"یہ وہی نمبر ہے نا جو فاطمہ کے فون سے ملا تھا؟ ان کے اڈے کا بھی مجھے پتہ چل گیا ہے۔ تمہیں لوکیشن ٹیکسٹ کر سکتی ہوں۔ اگر تم میری بات مانوں۔"منہا نے کچھ دیر سوچا۔یہ لڑکی ثبوت کے ساتھ بات کر رہی تھی واقعی میں اس قاتل نے اسے آج ملنے بلایا تھا۔جس کیس کے لیے وہ دن رات محنت کر رہی تھی آج وہ حل ہوتا ہوا نظر آرہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں جاؤ گی اس سے ملنے۔مجھے لوکیشن بھیج دینا۔"وہ مان گئی تھی۔لائلہ مسکرائی تھی۔پھر وہ اٹھی اور جانے کے لیے مڑی۔

"مگر تم ہو کون؟ فاطمہ کے کیس کے لیے اتنی محنت کیوں کی تم نے؟اور یہ نمبر کیسے ملا؟" وہ آج بہت سوال کر رہی تھی اور لائلہ کو سوال کے جواب دینا بہت برا لگتا تھا۔

"میں جو بھی ہوں تم جلد جان جاؤ گی۔باقی فاطمہ مجھے بہت عزیز تھی۔وہ بلکل میری بہنوں کی طرح تھی۔اس لیے میں اس کے قاتل کو ایسے کھلے عام نہیں چھوڑ سکتی۔رہی بات نمبر کی تو نمبر نکلوانا اس زمانے میں کونسا مشکل ہے؟" اتنا کہہ کر وہ وہاں سے دور جانے لگی۔

—☆☆☆☆☆—

رات کو براق اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا چائے پی رہا تھا۔وہ باہر سنسان گلی کو دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اسے ساتھ والے گھر سے منہا نکلتی دیکھائی دی۔براق نے وقت دیکھا رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

براق نے فوراً لائلہ کو کال کی۔جو وہ سمجھ رہا تھا اگر وہ سہی تھا۔تو منہا اس قاتل سے ملنے جارہی تھی۔لائلہ نے فون اٹھایا۔

"لائلہ اگر تم نے وہ نمبر ٹریس کر لیا ہے تو فوراً مجھے اس کی لوکیشن بھیجو۔" اتنا کہہ کر وہ فون بند کر چکا تھا۔ایک منٹ کے اندر اندر اسے لوکیشن مل چکی تھی۔

اس نے گلی میں دوبارہ دیکھا تو منہا وہاں سے غائب تھی۔

("کیس تو میں حل کر کے ہی رہوں گی چاہے مجھے جو مرضی کرنا پڑے۔") اسے منہا کی یہ بات یاد آئی تھی۔براق کے دماغ کی گھنٹی بج چکی تھی۔اس نے اپنے دراز سے گن نکالی اسے لوڈ کیا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکلا۔

وہ گیراج میں کھڑی گاڑی باہر نکال رہا تھا۔آج اسے کے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا کہ وہ گیٹ بند کر دے۔وہ بنا اپارٹمنٹ لوک کئے گاڑی تیز رفتار میں بھگاتا ہوا گلی سے نکلا۔اس نے منہا کا نمبر ٹریس کرنا شروع کر دیا تھا۔منہا کی لوکیش ایک جگہ جا کر رک چکی تھی۔یہ

وہی جگہ ہوگی جہاں قاتل نے منہا کو بلایا تھا۔ لمحہ با لمحہ اس کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ جیسے آج اس کا دل نکل کر باہر آجائے گا۔ گاڑی وہ جتنی تیز چلا سکتا تھا۔ وہ اس سے بھی تیز چلا رہا تھا۔ آج اگر وہ ایک سیکنڈ بھی لیٹ ہوا تو سب ختم۔

لوکیشن مسلسل ایک جگہ رکی ہوئی تھی۔ بس آگے سے ٹرن لے کر وہ اس لوکیشن پر پہنچنے ہی والا تھا کہ اس سے آگے والی گاڑی کی رفتار آہستہ ہوگئی۔ وہ ہارن پر ہارن مار رہا تھا۔ لیکن جیسے وہ گاڑی والا ہارن سن ہی نہیں رہا تھا۔ پھر اس نے سائڈ سے کٹ مارا اور آگے نکلا۔ منہا کی لوکیشن اس جگہ سے چلنا شروع ہوگئی تھی۔ براق کو لگا تھا کہ وہ سب کھونے جا رہا ہے۔ اسے منہا کی باتیں یاد آرہی تھیں۔ ("زہر ناک سے سونگتے ہی آہستہ آہستہ پورے جسم میں پھیل جاتا ہے۔") اس نے آگے سے گاڑی ٹرن کی۔

("پہلے تو انسان کو لگتا ہے کہ وہ تھوڑی نیند میں ہے۔مگر تھوڑی ہی دیر میں زہر اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔")اب وہ اس گلی کے پاس تھا۔لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا۔وہ لوگ منہا کو ادھر سے لے جا چکے تھے۔اس کے چہرے کا رنگ اس وقت اڑچکا تھا۔وہ روڈ پر سیدھا گاڑی بھگاتا ہوا لوکیشن کا پیچھا کر رہا تھا۔

("اسے سب نظر آنا بند ہوجاتا ہے۔")اس کے چہرے پر واضع پریشانی تھی۔لوکیشن کسی ویران گاؤں کی طرف بڑھ رہی تھی۔سنسان سڑک ختم ہوچکی تھی۔آگے کچا راستہ شروع ہوگیا تھا۔گاڑی کی تیز رفتار کچے راستے پر کم ہورہی تھی۔ارد گرد مٹی اڑنا شروع ہوگئی تھی۔ایک تو اتنی رات اوپر سے مٹی ہوا میں اڑ رہی

تھی۔جس کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔لیکن وہ آج ایک لمحہ بھی گاڑی نہیں روک سکتا تھا۔

("زہر سونگنے کے کچھ منٹوں بعد ہی میں ہی انسان موت کی وادی میں چلا جاتا ہے۔")یہ باتیں اس کے دماغ میں کسی فلم کی طرف چل رہی تھیں۔

("انسان موت کی وادی میں چلا جاتا ہے۔")یہ آخری بات اس کے دماغ میں بار بار آرہی تھی۔پانچ منٹ مسلسل گاڑی بھگانے کے بعد لوکیشن ایک بار پھر رک چکی تھی۔یک دم اسے گاڑی زمین میں اندر جاتی محسوس ہوئی۔اس نے گاڑی کو ریس دی۔لیکن گاڑی کیچڑ میں پھنس چکی تھی۔اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ گاڑی کو نکالنے کی کوشش کرے۔اس نے لاوارثوں کی طرح گاڑی کو ادھر ہی چھوڑا۔موبائل اور گن اٹھاتے ہوئے باہر نکلا۔لوکیشن اس سے

بس پانچ منٹ دور تھی۔وہ بھاگ رہا تھا۔اپنی جان بچانے کے لیے ،اپنی زندگی کی آخری خوشی بچانے کے لیے۔

اسے وہ پل یاد آیا جب اس نے منہا کو پہلی بار دیکھا تھا۔

دو سال پہلے براق ایک شادی میں کسی کی جاسوسی کرنے آیا تھا۔سامنے دولہن کے ساتھ سٹیج پر وہ بیٹھی تھی۔اس نے جامنی رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا اور گلے میں سی گرین رنگ کا ڈپٹا لے رکھا تھا۔بال سٹریٹ کرکے آگے کی طرف گرا رکھے تھے۔اس کی گہری آنکھوں کو کاجل کی ضرورت نہیں تھی۔میک اپ ہلکا ہلکا کیا ہوا تھا۔وہ جاسوسی بھول کر بس اسے ہی دیکھے جارہا تھا۔جیسے وہ ان جھیل سی آنکھوں کے سحر میں کھو گیا تھا۔اس کے بعد دو سال وہ اس سے نہیں ملا اور آج وہ دوبارہ اسے کھونے جارہا تھا۔کیا واقعی؟

بس دو منٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔کوئی درد کوئی رکاوٹ اسے روک نہیں سکتی تھی۔اسے منہا کے ساتھ گزارا گیا ایک ایک لمحہ یاد آرہا تھا۔وہ دو سال کے بعد پہلی ملاقات۔منہا کا اس پر شک کرنا۔وہ جم میں اس کے ساتھ ایکسرسائز کرنا۔وہ منہا کے ہاتھ کی پہلی بار چائے پینا۔اس وقت اسے بس ہر طرف منہا ہی نظر آرہی تھی۔

بس ایک منٹ اور

جس طرح وہ آگے بڑھ رہا تھا اس کا دل اور تیزی سے دھڑک رہا تھا۔سانس لینا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔براق اس ویران گاؤں میں بھاگ رہا تھا۔جدھر نا کوئی بندہ تھا نا کوئی بندے کی ذات۔کچھ قدم کی دوری پر وہ گھر تھا جدھر لوکیشن مسلسل رکی ہوئی تھی۔اس گھر میں سے گولی چلنے کی آواز آئی تھی اور براق کو لگا تھا کہ کسی نے اس کے سینے میں گولی اتار دی ہو۔وہ پل بھر کے لیے رکا پھر دوبارہ بھاگا۔

لوکیشن جس گھر میں جا کے رکی اس کا لکڑی کا دروازہ تھا۔دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں۔وہ دیوار سے چھلانگ لگا کر صحن میں آیا۔صحن چھوٹا سا تھا اور گھر میں بس ایک کمرہ تھا۔جس کی اندر سے کنڈی لگائی گئی تھی۔وہ جنون میں تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھا۔کمرے کے دروازے کے پاس آکر رکا۔دو قدم پیچھے بڑھائے اور پھر اپنی پوری طاقت لگا کر اس دروازے کو لات ماری۔دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔
اس نے گن ہاتھ میں اٹھائی اور اندر ایک نظر جھانکا۔پھر وہ گن آگے کی طرف کرتا ہوا چلنے لگا۔اندر کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑ چکے تھے۔وہ حیران تھا بہت حیران۔سامنے سٹریچر خالی تھا۔جس پر لیٹا کر وہ لوگ لڑکیوں کے آرگنز نکالا کرتے تھے۔منہا وہاں نہیں لیٹی تھی۔اس کے ہاتھ سے گن نیچے گری۔

وہ تھوڑا آگے بڑھا تو اس نے دو آدمیوں کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھا۔ایک کا سر پھٹا ہوا تھا اور دوسرے کی ٹانگ پر گولی لگی تھی۔وہ دونوں بے ہوش زمین پر پڑے تھے۔ان کا خون بہہ رہا تھا لیکن وہ دونوں زندہ تھے۔سائڈ پر پڑی چارپائی پر وہ بیٹھی تھی۔اسے دیکھ کر براق کا سانس بحال ہوا۔مگر اس نے یہ سب کیسے کیا؟

"اب تم پوچھو گے میں نے یہ سب کیسے کیا۔باہر چل کر سب بتاتی ہوں ابھی کچھ دیر میں پولیس آنے والی ہے ان کو گرفتار کرنے۔"

وہ روانگی سے بولی تھی۔

منہا یہاں آنے سے پہلے پولیس کو کال کر کے آئی تھی۔براق اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔وہ کیا سوچ رہا تھا اور کیا ہوا۔وہ واقعی لاجواب کرنے والوں میں سے تھی۔اتنے میں باہر پولیس کی گاڑی کا

سائرن بجا۔ کچھ دیر میں ہی پولیس ان دونوں مجرموں کو اپنی گاڑی میں بیٹھا کر لے جا چکی تھی۔ ان کے باقی گینگ کو پکڑنا ابھی باقی تھا۔ وہ دونوں براق کی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ براق ابھی بھی کچھ حیران تھا لیکن وہ خاموش رہا۔ اسے ایسے دیکھ کر منہا بولنا شروع ہوئی۔

"تمہیں پتہ ہے یہ کیس حل کرنے میں میری مدد ایک لڑکی نے کی۔ جیسے یہ قاتل لڑکیوں کو ٹریپ کر رہا تھا۔ اس نے بھی اسے ویسے ہی ٹریپ کیا۔ آج جب اس قاتل نے اس لڑکی کو ملنے کے لیے بلایا تو اس نے مجھے یہ سب بتایا اور پھر۔۔۔۔" کچھ دیر پہلے کے منظر اب اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔

منہا سنسان گلی میں کھڑی کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ تبھی اس کے پیچھے سے کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ وہ جان بوجھ کر بیوقوفوں کی طرح

کھڑی رہی۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ کسی نے اب اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ منہا نے اپنا سانس روک لیا۔ اگر اس نے ایک سانس بھی لیا تو سب ختم۔ وہ بے ہوشی کا ڈرامہ کرنے لگی۔ سب اس کے پلین کے مطابق ہو رہا تھا۔ وہ لمبا سا آدمی اسے گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لایا اسے گاڑی میں پیچھے لیٹا کر خود گاڑی چلانے لگا۔ وہ تیزی سے گاڑی چلاتا ہوا اپنے اڈے تک جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک ویران سے گاؤں میں آ کے رکی۔ اس آدمی نے منہا کو گاڑی سے نکالا اور اس گھر کی طرف بڑھا۔ اندر جا کر سٹریچر پر منہا کو لٹایا۔ آج وہ ایک اور شکار لایا تھا۔ اس کا ساتھی منہا کے آرگنز نکالنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔

جو آدمی اسے یہاں لے کر آیا تھا وہ چارپائی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کا کام ختم ہو گیا تھا۔ دوسرا آدمی منہا کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ منہا کے سر

کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ منہا نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔وہ گن لوڈ کر کے ساتھ لائی تھی۔بڑی سی چادر اپنے اوپر لپیٹنے کی وجہ سے اس کے پاس گن نظر نہیں آرہی تھی۔اس نے جیب سے گن آرام سے نکالی اور بنا دیکھے نیچے اس آدمی کی ٹانگ پر چلائی۔یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ وہ سمجھ بھی نا پایا۔انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ ایسے ٹریپ ہوجائیں گیں۔چارپائی پر بیٹھا وہ لمبا سا آدمی گولی کی آواز سن کر چونکا۔

منہا سٹریچر سے نیچے اتری پاس ہی ایک پتھر پڑا تھا۔اس نے وہ اٹھایا۔ابھی وہ آدمی اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ منہا نے اس آدمی کی طرف پتھر زور سے پھینکا۔پتھر سیدھا اس کے سر پر لگا تھا۔آدمی کا سر بھاری ہورہا تھا۔لیکن وہ خود کو سمبھالتا ہوا منہا کی طرف بڑھا۔اس نے منہا کے پیٹ پر مکا مارنے کی کوشش

کی۔وہ سائڈ پر ہو چکی تھی۔وار خالی گیا تھا۔اب منہا نے اسے پیچھے بالوں سے پکڑا اور اس کا سر دیوار میں دے مارا۔چند سیکنڈ چکر کھانے کے بعد وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

دوسری جانب جس آدمی کو گولی لگی تھی۔وہ درد سے تڑپ رہا تھا۔گولی ابھی بھی اس کی ٹانگ کے اندر تھی۔اس سب کے ایک منٹ بعد ہی براق دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا۔

"ٹھیک ہے آپ نے سب خود ہی کرنا تھا لیکن آپ مجھے بتا تو سکتی تھیں نا؟اگر آپ کو کچھ ہو جاتا؟" وہ شکوہ کر رہا تھا۔منہا اسے بتائے بنا ادھر آئی تھی۔

"میں کسی فلم کی ہیروئن نہیں ہو جسے کوئی ہیرو آکر بچائے گا۔مجھ اپنی حفاظت خود کرنی آتی ہے۔"وہ چپ ہو گیا تھا۔اسے نا جانے کیوں برا لگا تھا۔کیا منہا اسے اتنا غیر سمجھتی تھی؟

وہ دونوں چلتے چلتے گاڑی تک پہنچ چکے تھے۔

براق آج جیسے اس کے لیے بھاگا بھاگا آیا تھا اس کا ایک ہی مطلب تھا کہ اسے خود سے زیادہ منہا کی پرواہ تھی۔وہ دل میں یہ سوچ کر مسکرائی تھی۔آج اسے براق کی ضرورت نہیں تھی۔لیکن پھر بھی اپنے لیے براق کو فکرمند دیکھنا اسے اچھا لگا تھا۔

براق گاڑی میں بیٹھ کر اسے کیچڑ سے باہر نکال رہا تھا۔تھوڑی دیر ریس دینے کے بعد گاڑی باہر نکل آئی تھی۔اس نے گاڑی موڑ کر منہا کے پاس روکی۔اس نے شیشہ نیچے کر کے منہا کی طرف دیکھا اور براق کا لٹا ہوا چہرا اداسی سے مسکرا دیا۔

"اب اندر بیٹھ جائیں۔مان لیں کہ گھر تک جانے کے لیے آپ کو میری ضرورت ہے۔" وہ اسے چڑا رہا تھا۔منہا چپ کر کے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

——☆☆☆☆☆——

اپارٹمنٹ میں پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا۔ابھی سائڈ ٹیبل پر اس نے موبائل رکھا ہی تھا کہ کسی کی اسے کال آئی۔وہ تھکا ہوا تھا لیکن کال ضروری تھی۔

"جی بولیں۔۔۔۔" فون اٹھاتے ہی اس نے سیدھا کام کی بات کی۔

"جلدی سے گودام میں آؤ۔" مہتشم حکم دے رہا تھا۔

"اس وقت؟ خیریت ہے؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"ہاں فوراً ادھر پہنچو۔" وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

اب وقت تھا گینگ کی پہلی واردات کا۔کیا وہ اس واردات میں کامیاب ہو سکیں گے؟

NOVEL HUT

باب نمبر 3

ہائسٹ

پل کے اوپر چند پولیس والے کھڑے نیچے بہتے پانی میں کچھ تلاش کر رہے تھے۔پل ویران تھا۔پولیس کی گاڑی کے ساتھ فٹ پاتھ پر ایک سپورٹس بائیک گرا پڑا تھا۔نیچے پانی میں ایک انسانی جسم تیرتا ہوا محسوس ہوا۔جیسے بے جان پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔اس کا منہ پانی سے باہر تھا۔

وہ چہرا جانا پہچانا تھا۔

وہ لائلہ سلطان تھی۔

پانی میں تیرتا اس کا بدن اب پانی کے اندر جارہا تھا اور وہ ڈوب چکی تھی۔۔۔۔۔

——☆☆☆☆☆——

2 روز قبل

لائلہ پلاننگ روم میں داخل ہوئی تو سامنے کرسی پر مہتشم بیٹھا تھا۔لائلہ نے سیاہ رنگ کا سویٹر اور جینز کے اوپر ڈینم جیکٹ پہنی رکھی تھی۔ مہتشم ابھی کچھ دیر پہلے ہی واپس آیا تھا۔احمر نے لائلہ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے اسے سب بتا دیا تھا۔لائلہ مہتشم کے چہرے پر غصہ دیکھتے ہی یہ سب سمجھ چکی تھی۔وہ خاموشی سے اندر داخل ہوئی اور مہتشم کے بلکل سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھی۔

"میرے پیچھے سے تم نے جو کچھ کیا، وہ مجھے پتہ چل چکا ہے۔" لائلہ نے ایک نگاہ احمر پر ڈالی۔ اس کے علاوہ یہ کام کوئی اور نہیں کر سکتا تھا۔

"تم نے احمر کو دھمکایا میں اس کے لیے تمہیں معاف کرتا ہوں۔ تم نے اس قاتل سے چکر چلایا میں اس کے لیے بھی تمہیں معاف کرتا ہوں۔ لیکن تم منہا سے ملی یہ ناقابلِ برداشت ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔ لائلہ چپ رہی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ اس وقت بولی تو بات اور بگڑے گی۔ کبھی کبھی آپ کی خاموشی آپ کو طوفان سے بچا لیتی ہے۔

"آخر اتنا بے وقوفانہ مشورہ تمہیں کس نے دیا؟"

"کسی نے نہیں یہ میرا اپنا فیصلہ تھا۔" لائلہ بہت سوچ سمجھ کر بولی تھی۔

"تم جانتی ہو تمہاری اس حرکت کی وجہ سے ہمارے گینگ کو کتنا نقصان ہو سکتا تھا؟ لیکن نہیں تم صرف اپنا سوچتی ہو۔ گینگ سے تمہیں کوئی سروکار نہیں۔"

"ہم اپنی پہلی واردات کے اتنے قریب ہیں اور اگر کوئی پولیس والا تمہیں پہچان لیتا تو سب ختم ہو جاتا۔۔۔۔۔۔آخر تم اتنا بڑا خطرہ مول کیسے لے سکتی ہو؟" وہ غصے میں چلایا تھا اور اس کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔ مہتشم کا غصہ جائز تھا۔

"مجھ پر چلائیں مت ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ آپ یہاں کے باس ہیں۔"وہ آگے سے غرائی تھی۔ مہتشم نے اپنا غصہ پینے کی کوشش کی۔

"تم میری جتنی مرضی پسندیدہ ہو مگر میں گینک کو کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔اس لیے بہتر ہے تم اپنا انتظام خود کر لو۔میں تمہیں

اس گینگ سے نکالتا ہوں۔"اور یہ سب سن کر احمر فاتحانہ مسکرایا تھا۔اس کی چال کامیاب ہوئی تھی۔لائلہ ناحیران ہوئی تھی نا غصہ وہ پہلے ہی جانتی تھی کہ مہتشم کا یہی ردے عمل ہوگا۔

"تم رات تک یہاں رک سکتی ہو صبح ہوتے ہی چلی جانا۔" مہتشم کے لیے لائلہ کو نکالنا بہت مشکل تھا۔لیکن اصول سب کے لیے برابر تھے۔

"میں اپنا انتظام خود کرلوں گی۔مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے، مہتشم صاحب۔" دو ٹوک بات کرکے وہ وہاں سے اٹھی اور سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں لائلہ کو اس طرح نکالو گا۔وہ ہمارے کھیل کی رانی تھی۔" مہتشم کو افسوس ہوا تھا۔

لائلہ اپنے کمرے میں کھڑی سوٹ کیس میں اپنے کچھ کپڑے ڈال رہی تھی۔اس نے حفاظت کے لیے گن اپنی ایک جیب میں ڈالی اور دو چاقو اپنی دوسری جیب میں ڈالے۔وہ تیز قدم اٹھاتی کمرے سے نکلی۔کمرے کے باہر ہی شیلا کھڑی تھی۔وہ نم آنکھوں کے ساتھ اپنی دوست کو الوداع کرنے آئی تھی۔

"مجھے معاف کردینا میری وجہ سے تم پر اتنی بڑی مصیبت آگئی۔" شیلا شرمندہ تھی مگر لائلہ کو جیسے اس بات کا کوئی غم نہیں تھا۔اگر تھا بھی تو وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔لائلہ سلطان اپنے غم کا اشتہار نہیں لگاتی تھی۔

"کوئی کسی کو مصیبت میں نہیں ڈالتا ہماری زندگی میں جو ہوتا ہے وہ ہماری اپنی وجہ سے ہوتا ہے۔تم نے تو بس مشورہ دیا تھا۔اس پر عمل کرنا نہ کرنا میرے ہاتھ میں تھا۔"وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔

"خیر اپنا خیال رکھنا پھر کبھی ملیں گے ۔" لائلہ نے اسے گلے لگایا تھا۔ شیلا نے بھی لائلہ کو اتنی زور سے گلے لگایا تھا۔ جیسے وہ اسے چھوڑنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ لائلہ تھوڑی افسردہ ہوئی تھی۔ آسان نہیں ہوتا اپنے دوستوں کو چھوڑ کر جانا۔ پھر اس نے ہمت کر کے شیلا کو اپنے سے الگ کیا اور آگے بڑھی۔ لائلہ جتنا مرضی انکار کر لے لیکن یہ گینگ اب اس کی فیملی تھی وہ ان سب کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

"امی بتا رہی تھیں کہ تمہیں بخار ہو رہا ہے۔" ٹیرس پر بیٹھی منہا ہمایوں سے بات کر رہی تھی۔

"ہاں تھوڑا بہت، خیر چھوڑو۔" وہ تھوڑا ناراض ناراض سا لگ رہا تھا۔

"کیا کوئی بات ہے؟" منہا اس کا یہ لہجا سمجھ گئی تھی۔

"نہیں کوئی بات نہیں ہے۔"وہ سرد لہجے میں بول رہا تھا۔

"دیکھو ڈرامے نہیں کرو، سیدھی بات کرو۔" اب وہ تھوڑا تپ کر بولی تھی۔

"کچھ نہیں بس سوچ رہا تھا کہ پہلے ہماری تقریباً روز ملاقات ہوتی تھی اور اب اتنے اتنے دن بات تک نہیں ہوتی۔"وہ منہا کو یاد کر رہا تھا۔

"ہاں اب ہم دونوں ہی مصروف ہوتے ہیں۔وقت ہی نہیں ملتا۔"

"منہا وقت ملتا نہیں وقت نکالنا پڑتا ہے ،اپنے پیاروں کے لیے۔"

منہا کے بغیر وہ ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا تھا۔لیکن نا جانے کیوں اپنے دل کی بات منہا سے کہہ نہیں پاتا تھا۔

"کہہ تو ٹھیک رہے ہو۔خیر اب کوشش کروں گی کہ روز بات ہو سکے آخر ہم اتنے اچھے دوست ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی تھی۔

"ہاں اچھے دوست ہیں۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا تھا۔

("بس اچھے دوست؟کاش میں کبھی تمہیں بتا پاتا کہ تم میرے لیے صرف دوست نہیں، میرا سب کچھ ہو۔") دل کی بات ہمیشہ کی طرح دل میں رہ گئی تھی۔

"تم اپنا خیال رکھا کرو اُدھر ہم سب نہیں ہیں تمہاری کیئر کرنے کے لیے۔"منہا اس کے لیے فکرمند تھی۔

"ہاں ضرور۔"وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ چلتے چلتے گودام سے تھوڑی دور آگئی تھی۔باہر گھنا جنگل تھا جس میں وہ اکیلی چل رہی تھی۔جنگل میں ہر طرف خاموشی تھی۔اس کی

آہٹ سے ایک ایک پتہ ہل رہا تھا۔چاند کی روشنی میں یہ منظر جتنا حسین تھا اتنا ہی خوفناک بھی تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جائے گی، کہاں رہے گی اور آگے کیا کرے گی۔ابھی وہ اپنی سوچ میں چل رہی تھی کہ سامنے سے ایک گاڑی اس کی طرف آتی دیکھائی دی۔گاڑی کی آگے والی لائٹس جل رہی تھیں۔وہ گاڑی کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے چلتی گئی۔گاڑی میں بیٹھے براق نے اسے دیکھ کر گاڑی روکی۔

براق گاڑی میں سے نکلا۔وہ حیران ہوا تھا۔اس نے لائلہ کی طرف قدم بڑھائے۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" براق نے حیرانی سے سوال کیا۔لائلہ اب اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں ۔۔۔۔۔وہ ویسے بھی اب میں گینگ کا حصہ نہیں ہوں ۔ مہتشم مجھے گینگ سے نکال چکا ہے۔"اس نے سیدھی بات کی تھی۔

لائلہ اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی۔وہ ہمیشہ اس کی آنکھوں میں دیکھا کرتی تھی اور ہر بار کی طرح اسے براق کی نگاہ میں حیا نظر آئی تھی۔وہ باقی مردوں کی طرح ہوس کا مارا نہیں تھا۔وہ سب لڑکیوں کی دل سے عزت کرتا تھا اور اس کی آنکھیں اس بات کا زندہ ثبوت تھیں۔یہی چیز لائلہ کو پسند آئی تھی۔

"چلو میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھو۔اتنی رات کو تم کدھر جاؤ گی؟" وہ فکر مند ہوا تھا۔براق ایک اکیلی لڑکی کو ایسے جنگل میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔یہ اس کی تربیت کے خلاف تھا۔

"مجھے اپنی حفاظت خود کرنی آتی ہے۔" اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھی۔

"ایک تو تم لڑکیوں کو ہیرو بننے کا اتنا شوق کیوں ہے؟ ہم لڑکے مر گئے ہیں کیا؟"وہ ہی معصوم لہجہ۔

لائلہ اس کی بات سن کر مسکرائی تھی۔حالات کیسے بھی ہو وہ ہنسا دیتا تھا۔

"مجھے ہیرو بننے کا شوق نہیں ہے مگر میں۔۔۔۔" ابھی اس کا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ براق اس کی طرف بڑھا۔

"ایک دفعہ اسی طرح تم میرے پاس آئی تھی مجھے لینے اور میں تمہارے ساتھ چل پڑا تھا۔پھر آج میں تمہیں ایسے کیسے جانے دوں؟ بے فکر رہو تمہیں اغوا نہیں کر رہا صرف تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا رہا ہوں۔" اس نے لائلہ کے وہی الفاظ دہرائے تھے۔لائلہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔براق کی آنکھوں میں خود کے لیے وہ عزت

دیکھنا جس کے لیے وہ بچپن سے ترسی تھی، لائلہ کو اس شخص کی طرف کھینچ رہا تھا۔

"مگر مہتشم مجھے گینگ سے نکال چکا ہے۔"

"انہیں اپنے الفاظ واپس لینے ہوگے۔"براق نے ٹھان لی تھی کہ وہ لائلہ کو گینگ میں واپس لاکر رہے گا۔

"چھوڑو براق جانے دو اس بات کو۔میں تنگ آگئی ہوں اب ہر چیز سے لڑ لڑ کر مجھے سکون چاہیے بس۔" وہ واقعی تنگ آگئی تھی بچپن سے لے کر آج تک اپنے لیے خود لڑتے لڑتے۔

"تمہیں کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔جب میں کہہ رہا ہوں کہ مہتشم کو اپنے الفاظ واپس لینے ہونگےتو اسے لینے ہوگے۔ورنہ انجام کا ذمہ دار وہ خود ہوگا۔" لائلہ خاموش کھڑی رہی۔

"میں نے کہا گاڑی میں بیٹھو تو مطلب بیٹھو۔میں تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں ہاتھ نہیں لگانا چاہتا ورنہ خود تمہارا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں بیٹھا دیتا۔"وہ کسی لڑکی کو بھی شیلف پر پڑی چیز نہیں سمجھتا تھا کہ بنا پوچھے جب دل چاہا ہاتھ لگا دیا۔وہ واقعی حیا والا مرد تھا۔اور نا جانے کیوں لائلہ اس شخص کو انکار نہیں کر پائی۔اتنی عزت دینے والا مرد اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

لائلہ گاڑی کی طرف بڑھی۔وہ ابھی بھی خاموش تھی۔اس وقت اسے کسی کی ضرورت تھی جو اس کے لیے لڑے اور براق یہ سمجھ چکا تھا۔

کچھ لمحوں بعد وہ دونوں گودام میں پہنچے۔گودام میں پہنچ کر اس نے پلاننگ روم کا رخ کیا۔لائلہ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

پلاننگ روم میں مہتشم ٹیبل پر ایک نقشہ رکھے کچھ دیکھ رہا تھا۔براق اندر داخل ہوا تو مہتشم اس کی طرف متوجہ ہوا۔براق کے پیچھے لائلہ کو دیکھ کر اسے تھوڑی گڑبڑ محسوس ہوئی تھی۔

"آپ نے لائلہ کو گینگ سے نکالا؟" اس نے سیدھا سوال کیا تھا۔

"ہاں کیونکہ جو اس نے کیا۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔براق نے اسے ٹوکا تھا۔

"اگر لائلہ گینگ سے جائے گی تو میں بھی جاؤ گا۔" اس نے ایک سرد لہجے میں سیدھی بات کی تھی۔اور یہ سن کر جتنا شاک مہتشم کو لگا تھا اس سے کہی زیادہ لائلہ کو حیرت ہوئی تھی۔وہ اس کی ڈھال بن کر کھڑا تھا۔("کوئی ایسا ہو جو میری عزت کرے، میرے مشکل وقت میں میرا ساتھ دے۔اتنی ہمت رکھتا ہو کہ میرے لیے کسی سے بھی لڑنے کو تیار ہو جائے۔")لائلہ کے اپنے ہی الفاظ زہن میں گونجے

تھے۔وہ مسکرائی تھی ۔وہ فاتحانہ مسکرائٹ تھی۔کوئی تھا اس دنیا میں جسے اس کی فکر تھی۔

"اب تم مجھے دھمکی دو گے؟" مہتشم تھوڑے غصے میں بولا تھا۔

"غلط۔۔۔ میں دھمکی نہیں دیتا میں کر کے دیکھاتا ہوں۔میرے لیے یہ گینگ چھوڑنا کچھ مشکل نہیں مگر میرے جانے سے آپ کو مشکل ضرور ہو سکتی ہے۔"وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

مہتشم تھوڑی دیر خاموش رہا اور اس کی خاموشی دیکھ کر براق پھر بولنا شروع ہوا۔

"میں نے سنا ہے ہم اپنی پہلی واردات کے بہت قریب ہیں۔اس وقت آپ کو میری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔میرے بغیر آپ پولیس سے نہیں بچ سکتے۔منہا آپ کے پلین کو دو منٹ میں الٹ

دے گی۔تو بہتر ہوگا آپ اپنا فیصلہ واپس لے لیں۔"وہ مہتشم سے صاف صاف بات کر رہا تھا۔

"اور پورا گینگ میرے بارے میں کیا سوچے گا کہ میں نے ایک ایسے انسان کے کہنے پر اپنے الفاظ واپس لیے جو میرے انڈر کام کرتا ہے۔"

"پھر آپ سوچ لیں کہ آپ کو اپنی عزت بچانی ہے یا اپنے پلین کو کامیاب بنانا ہے۔ایک بات تو آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ لائلہ اس گینگ کا وہ رکن ہے جو ہر قسم کا خطرہ مول لے سکتی ہے۔میرے اور لائلہ کے بغیر آپ اپنے پلین میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔لیکن اگر آپ کو اپنی عزت اتنی ہی پیاری ہے تو میں اور لائلہ ابھی اور اسی وقت یہاں سے جا رہے ہیں۔"

اس وقت مہتشم کسی نئے جاسوس کو نہیں خرید سکتا تھا۔ اتنے کم وقت میں کسی اور جاسوس پر پولیس کو اعتبار کیسے ہوگا؟ مہتشم مجبور تھا اور اس مجبوری کا فائدہ براق نے خوب اٹھایا تھا۔ وہ تیز تھا بہت تیز۔ تھوڑی دیر مہتشم خاموش رہا۔ لیکن اپنے پلین کو بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ لائلہ کو نکال کر اسے پلین میں پہلے ہی بہت مشکل ہو رہی تھی اور اگر براق بھی چلا گیا تو مزید مشکل ہو سکتی تھی۔

"میں اپنا فیصلہ واپس لیتا ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ باہر نکلا۔ براق لائلہ کو واپس لے آیا تھا۔

"تم نے میرے لیے اتنا سب کیوں کیا؟" لائلہ نے حیرت سے سوال کیا۔

NOVEL HUT

"کیونکہ تم نے مجھے میری زندگی کی وہ خوشی واپس کی ہے جو مجھ سے کھو گئی تھی۔" منہا کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے جھلکا تھا۔ اگر اس دن وہ لائلہ کے ساتھ یہاں نا آتا تو منہا اسے دوبارہ کبھی نہیں ملتی۔

لائلہ کو سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

——☆☆☆☆☆——

دن کے گیارہ بجے ایک بہت ہی عالی شان بنگلے کے کچن میں منہا دو پولیس والوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے چاکلیٹ رنگ کے لانگ کوٹ کے نیچے سفید شرٹ اور ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔ بال آج پنسل کی مدد سے ہلکے ہلکے جوڑے میں بندھے تھے۔ وہ براق کو کال ملا رہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔ اس بنگلے کے ڈی فریزر میں سے ایک ملازمہ کی لاش ملی تھی۔ گھر کے مالک اور مالکن

بھی وہی اس کے ساتھ کھڑے تھے۔لاش کے جسم پر کوئی مارپیٹ کے نشان نہیں تھے۔وہ ڈی فریزر میں پوری رات بند رہنے کی وجہ سے برف کی طرح ٹھنڈی پڑی تھی۔منہا نے اس گھر کے مالک اور مالکن سے سوال کرنا شروع کیے۔

"لڑکی کا نام کیا تھا؟"

"ایمن" سمینا (گھر کی مالکن) بولی۔جب کے اشعر(گھر کا مالک) خاموش کھڑا رہا۔

"اور یہ ڈی فریزر میں کیسے پہنچی؟" اس نے شک کی نگاہ سے دونوں کو دیکھا تھا۔اور اس سردی میں بھی اشعر کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

"ہمیں نہیں پتہ یہ سب کیسے ہوا۔میں جب صبح کچن میں آئی تو ڈی فریزر میں یہ لیٹی ہوئی تھی اور پھر جب میں ایمن کے سرونٹ کوارٹر

میں گئی تو مجھے یہ خط ملا۔" سمینا تھوڑا گھبراتے ہوئے بولی۔پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا خط منہا کے حوالے کیا۔خط لال رنگ کے پین سے لکھا گیا تھا۔جو کہ کچھ اس طرح تھا۔

"میں ایمن علی اپنے پورے ہوش وہواس میں خود کشی کرنے جارہی ہوں۔میری موت کا ذمہ دار کوئی نہیں ہے۔بس میں تنگ آگئی ہو اس زندگی سے اب میں مرنا چاہتی ہوں۔"

منہا نے خط پڑھ کر ایک نظر اشعر اور اس کی بیوی کو دیکھا۔

"اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ اس نے خود کشی کی ہے تو کوئی قانونی کروائی بنتی ہی نہیں ہے۔" سمینا بہت ہمت کرکے بولی تھی۔جبکہ اشعر خاموش کھڑا تھا اور یہ بات منہا محسوس کر چکی تھی۔

"قانونی کروائی ہوگی یا نہیں یہ ہم فیصلہ کریں گیں آپ نہیں۔اس لیے مجھے ایمن کے سرونٹ کواٹر تک لے کر چلیں۔"وہ حکم دے رہی تھی۔

یہ سن کر سمینا نے اسے کچن کے پچھلے دروازے سے سرونٹ کوٹر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔وہ گھر کے پچھلے لان سے ہوتے ہوئے سرونٹ کواٹرز کی طرف بڑھی۔یہ کواٹرز ایک ایک کمرے پر مشتمل تھے۔کمرے بہت بڑے نہیں تھے۔ان میں ایک ایک الماری اور لیٹنے کے لیے سنگل بیڈ لگا ہوا تھا۔

منہا ایمن کے کمرے میں کھڑی ایک ایک چیز کو اوپر نیچے کر کے دیکھ رہی تھی۔لیکن ایسا کچھ نہیں ملا تھا جو ثبوت کے طور پر استعمال ہو سکے۔

"میں نے کہا تھا نا یہ ایک خود کشی ہے آپ اپنا اور ہمارا وقت برباد کر رہی ہیں۔" سمینا نے منہ چڑھاتے ہوئے بولا۔

"میں ایک انسپکٹر ہوں اور کیس حل کرنا میرا کام ہے۔تو میرا وقت تو برباد نہیں ہو رہا۔ لیکن اگر آپ کو اپنے وقت کی اتنی فکر ہے تو آپ یہاں سے جا سکتی ہیں۔" وہ دو ٹوک بات کرتی تھی۔ سمینا کا یہ سن کر منہ بن گیا تھا۔ منہا اسے اگنور کرتے ہوئے پھر سے تلاشی لینے لگی۔ اس کی نظر بیڈ کے ساتھ پڑے گلاس پر پڑی۔ گلاس میں دو گھونٹ دودھ بچا ہوا تھا اور یہی تھا وہ ثبوت جو وہ تلاش کر رہی تھی۔ ایک چیز تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی۔ اس نے تھوڑا سوچا پھر سمینا کی طرف دیکھا۔

"مجھے اس گھر کی سٹڈی میں لے کر چلیں۔" وہ پھر سے حکم دے رہی تھی۔

"اس کی چابی تو بس اشعر کے پاس ہوتی ہے۔"

"تو اشعر صاحب سے بولیں کہ سٹڈی کھولیں۔"

اور یہ سن کر سمینا باہر نکلتی دیکھائی دی۔

——☆☆☆☆☆——

وہ بڑے سے ہوٹل میں بیٹھا کسی کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے نارمل سی سویٹر کے نیچے ڈریس پینٹ پہنی ہوئی تھی۔رنگ صاف تھا۔ شکل سے وہ گلگتی لگتا تھا۔تبھی ہوٹل کے سامنے ایک بڑی سی گاڑی رکی۔گاڑی میں سے براق اترا تھا۔اس نے سیاہ پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔ہاتھ میں گھڑی اور آنکھوں پر چشمہ لگایا ہوا تھا۔بال آج پھر ماتھے پر بکھرے تھے۔

وہ ہوٹل کے اندر داخل ہوا۔سامنے ہی اس کا دوست مراد بیٹھا تھا۔مراد براق کو اس حلیے میں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔براق اس کے سامنے آکر بیٹھا۔

"واہ کیا ٹور شور ہے لگتا ہے کہ کوئی بڑا کلائنٹ مل گیا تجھے۔"مراد چمکتی آنکھوں کے ساتھ بولا تھا۔

"ہاں ایک بہت بڑا گینگ ہے۔"براق نارمل سے انداز میں بولا تھا۔یہ سن کر مراد کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"تو ڈفر تو تھا ہی لیکن اب پاگل بھی ہو گیا ہے کیا؟ دماغ جگہ پر ہے؟ اب تو گینگ کے لیے کام کرے گا۔"مراد کو یہ بات اچھی نہیں لگی تھی۔

"پہلے میں نے بھی سوچا تھا انکار کر دونگا مگر پھر۔۔۔۔"وہ یہ کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"پھر؟"

"چھوڑیہ بتا بھابھی کیسی ہیں؟" براق نے سوال بدلہ تھا۔مگر مراد بھی اسی کا دوست تھا۔اسی کی طرح ڈھیٹ تھا۔

"پہلے تو بتا تو نے انکار کیوں نہیں کیا؟"مراد وہی اٹکا ہوا تھا۔

"بس ہے ایک وجہ۔۔۔۔۔۔"

"اٹھارہ سال کا تھا جب ہماری دوستی ہوئی تھی۔مجھے تیرے بارے میں وہ باتیں بھی پتا ہوتی تھیں جو تو میرے ساتھ شیئر نہیں کرتا تھا۔جب تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر بنا آواز کے روتا تھا تو میں بھی تیرے ساتھ جاگتا تھا۔تیری تکلیف مجھے اپنی تکلیف لگتی تھی۔لیکن کبھی تجھے اس بات کا پتہ نہیں لگنے دیا کیونکہ میں تجھے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا اور اب تو مجھ سے ہی باتیں چھپا رہا ہے؟" مراد جذباتی ہوگیا تھا۔

"اچھا بھائی یہ ڈرامہ بند کر بتاتا ہوں۔" یہ سن کر جو مراد کی آنکھوں سے مگرمچھ کے آنسوں نکلنے والے تھے وہ وہی رک گئے۔

"تجھے یاد ہے دو سال پہلے میں نے تجھے ایک میڈم کا بتایا تھا۔جن کو میں نے شادی میں دیکھا تھا؟ ان کی گہری آنکھیں۔۔۔۔" وہ پھر سے منہا کے خیالوں میں کھو گیا تھا۔

"ہاں ہاں یاد ہے دو سال سے تو میرے کان کھا رہا ہے اب آگے بول۔" مراد تنگ آگیا تھا۔

"اس گینگ کی وجہ سے میں دوبارہ ان سے ملا۔تجھے پتہ ہے ان کا نام منہا ہے اور وہ انسپکٹر ہیں۔سب سے مزے کی بات میں ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔یہ آفر اتنی اچھی تھی کہ میں انکار نہیں کر سکا۔"

"اور اگر کل کو منہا کو تیرا سچ پتہ چل گیا کہ تو اسے دھوکہ دے رہا ہے پھر؟ دیکھ جن رشتوں کی بنیاد جھوٹ پر رکھی جائے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔" مراد فکرمند ہوا تھا۔

"میں کوئی انہیں دھوکا نہیں دے رہا۔میں صرف واردات کے وقت پولیس اور انہیں مس گائیڈ کروں گا تاکہ گینگ پکڑا نہ جائے۔اور ویسے بھی میرا پیار ان کے لیے سچا ہے۔جب وہ بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرنے لگیں گی تو میں انہیں سب سچ بتا دوں گا۔"

"اور تجھے لگتا ہے کہ وہ تجھے معاف کردے گی؟"

"بھائی پیار میں انسان قتل تک معاف کر دیتا ہے۔یہ تو بس ایک جھوٹ ہے۔میں ان سے محبت کرتا ہوں بہت زیادہ محبت۔ایک دو جھوٹ سے کچھ نہیں ہوتا۔" وہ نارمل انداز میں بولا تھا جیسے اسے ابھی اس چیز کی فکر ہی نہیں تھی۔

"خیر بتا بھابھی کون ہیں؟" براق نے بات بدلی۔

"تایا کی بیٹی۔" اور یہ سن کر براق نے مراد کو حیرانی سے دیکھا۔

"تمہارے ابا جان نے تمہارے تایا کا قتل کیا تھا اور تو نے ان کی ہی بیٹی سے شادی کرلی۔کتنا ظلم ہوا ہے اس لڑکی کے ساتھ۔"براق کو واضع برا لگا تھا۔

"اسی لیے تو شادی ہوئی ہے ہماری۔گاؤں کے بڑوں نے دونوں گھروں کے اختلافات ختم کرنے کے لیے ہم دونوں کی شادی کروائی ہے اور ویسے بھی وہ میرے ساتھ خوش ہے۔میں نے تھوڑی نا قتل کیا تھا۔"

"خیر کسی دن بھابھی سے ملا۔"

"ضرور" مراد مسکرا کر بولا۔

——☆☆☆☆☆——

شام کا وقت ہورہا تھا۔منہا اپنے گھر میں داخل ہوئی ۔ابھی وہ ٹی وی لاؤنج میں گھسی ہی تھی کہ اسے بی جان کے کمرے سے باتوں کی آوازیں آنے لگی۔وہ سیدھا بی جان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ کمرے کے بیڈ پر بی جان لیٹی تھیں اور ساتھ ہی سونیا بیگم بیٹھی ہوئی تھیں۔بیڈ کے ساتھ والی کرسی پر وہ بیٹھا تھا۔منہا صبح سے اسے کال کررہی تھی مگر وہ اسے اگنور کررہا تھا۔

"تم ادھر؟آج ایمن والے کیس میں کیوں نہیں آئے میرے ساتھ؟" وہ اسے دیکھ کر تپے ہوئے انداز میں بولی۔

"میں نے آج آفس سے چھٹی لی تھی۔" وہ نارمل سے انداز میں بولا۔

"اور مجھے بتانا بھی پسند نہیں کیا۔" اب کے وہ غصہ ہوئی تھی۔

"جیسے آپ مجھے سب بتاتی ہیں۔" منہا خاموش ہوگئی تھی۔ابھی وہ کچھ بولتی کہ براق اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا آنٹی مجھے اجازت دیں۔" وہ بڑی عزت کے ساتھ بولا تھا۔
سونیا نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔ منہا دروازے کے پاس کھڑی تھی اور وہ دروازے کے پاس سے ہو کر باہر نکل گیا۔ منہا اس کے پیچھے باہر لپکی۔

"اتنا غصہ کس چیز کا ہے تمہیں؟" وہ براق کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔ اور براق کے قدم وہی رک گئے تھے۔

"جیسے آپ کو نہیں پتہ۔" وہ طنز کر رہا تھا۔ براق واپس نہیں مڑا تھا ۔اس لیے منہا آگے آکر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی۔

"براق وہ سب بہت جلدی میں ہوا تھا۔ مجھے موقع ہی نہیں ملا تمہیں کچھ بتانے کا۔" وہ آرام سے بولی تھی۔

"اور اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟" وہ بے حد فکرمندی میں بول رہا تھا۔

"میں انسپکٹر ہوں براق میرے لیے یہ سب عام ہے۔کوئی بڑی بات نہیں تھی۔"وہ سچ کہہ رہی تھی۔یہ اس کی جاب کا حصہ تھا۔براق اس کو لے کر زیادہ ہی فکر مند ہو رہا تھا۔

"لیکن آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میں اتنا غیر ہوں آپ کے لیے؟" اس کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ہاں مجھے تمہیں بتانا چاہیے تھا۔اب تم بھی میری ٹیم کا حصہ ہو لیکن جیسے کہ میں نے پہلے بولا کہ سب بہت اچانک ہوا تھا۔"

براق کا منہ ابھی تک لٹکا ہوا تھا۔

"یہ جو منہ لٹکا ہوا ہے نا اسے سیدھا کرو بہت منحوس لگ رہے ہو قسم سے۔"وہ اسے چڑانے لگ گئی تھی۔

"میں تو معصوم سا آدمی ہوں آپ مجھے منحوس کہہ رہی ہیں؟"

"ہاں ہاں دنیا کی ساری معصومیت تم پر ہی تو ختم ہوتی ہے۔"منہا نے طنز کیا تھا۔براق اسے دیکھ کر بس ہنس دیا۔وہ کوئی منہا سے جیتنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے منہا سے ہار کر ہی مزہ آتا تھا۔

—☆☆☆☆☆——

اگلے دن براق اور منہا دونوں ہی اشعر صاحب کے گھر کے بڑے سے گارڈن میں موجود تھے۔باہر پولیس کی گاڑی کھڑی تھی۔گھر کے سارے ملازم اشعر اور اس کی بیوی دونوں وہی موجود تھے۔
"کچھ پتہ چلا آپ کو؟" سمینا نے براق اور منہا کو دیکھ کر سوال کیا۔
"جی جی بلکہ سمجھیں میں کیس حل کر چکی ہوں۔"وہ بڑے سکون سے بولی تھی۔اسے مزہ آتا تھا اپنی جاب میں، مجرم کو پکڑنا اس کے لیے ہمیشہ ایک چیلنج ہوتا تھا۔

"ایمن کے کمرے سے جو دودھ کا گلاس ملا تھا اس نے ہماری بہت مدد کی۔تو مسز اشعریہ کوئی خودکشی نہیں تھی۔" وہ پراعتماد تھی اور براق اس کے ساتھ کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔وہ ایک بار پھر سب کو لاجواب کرنے والی تھی۔

"اس گلاس سے جو دودھ ملا تھا اس میں نیند کی گولیاں ڈالی گئی تھیں۔ مطلب صاف ہے کہ ایمن کو سلانے کی کوشش کی گئی تھی تاکہ وہ کوئی شور نہ کرسکے۔دوسری مزے کی بات گلاس پر سے دو لوگوں کے فنگر پرینٹس ملے ہیں ۔ایک تو ایمن کے ہی ہیں اور دوسرے آپ لوگوں میں سے کسی کے ہیں۔"وہ سب کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ ہم ایمن کو ماریں گے؟ کیا بکواس ہے۔"اشعر صاحب منہا پر برسے تھے۔

"آواز نیچے۔۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ اگر میرا ہاتھ اٹھا تو بولنے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔" براق دو قدم آگے بڑھ کر منہا کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔ منہا اس کی طرف دیکھ کر فاتحانہ مسکرائی تھی۔

"تو چلیں اشعر صاحب آپ سے ہی شروع کرتے ہیں۔ اپنے فنگر پرینٹس دینا پسند کریں گے؟" منہا نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ اور اشعر صاحب کے چہرے پر گھبراہٹ نظر آنا شروع ہو گئی تھی۔

منہا نے پولیس سے وائرلیس فون پر بات کر کے بائیومیٹرک مشین اندر منگوائی تھی۔ یہ ایک چھوٹے ڈبے جتنی مشین ہوتی ہے جو کہ ایک سینسر کی طرح کام کرتی ہے۔ اس میں کچھ فنگر پرینٹس پہلے ہی ڈال دیے جاتے ہیں اور جب اس پر کوئی انسان اپنا انگوٹھا لگاتا ہے تو یہ پہلے ڈالے گئے فنگر پرینٹس کے ساتھ میچ کرنے کی کوشش کرتا

ہے۔اگر دونوں فنگر پرینٹس میچ ہوجائیں تو یہ گرین سگنل دیتا ہے۔وہ چھوٹی سی مشین اندر آچکی تھی۔اور ایک پولیس والا اسے لے کر کھڑا تھا۔منہا نے اشعر کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر اپنا انگوٹھا لگائے۔اشعر کو تو جیسے سانپ سونگ گیا تھا۔

"ابھی تو تم بڑا بول رہے تھے کہ ہم بکواس کر رہے ہیں۔تو اب لگاؤ اپنا انگوٹھا اور کرو ہمیں غلط ثابت۔" براق نے اس کے اڑتے ہوئے رنگ دیکھ کر بولا۔اشعر ابھی بھی چپ کھڑا تھا۔پھر براق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا انگوٹھا مشین پر لگایا۔اور مشین نے گرین سگنل دیا تھا۔سب ملازمین کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔اشعر نے مارے شرم کے آنکھیں بند کردی تھیں۔

"یہ یہ یہ ۔۔۔۔۔جھوٹ ہے ۔۔۔۔یہ مشین خراب ہے۔" سمینا اپنے شوہر کے دفاع میں بولی تھی۔اور اشعر خاموش کھڑا رہا۔

"صبر مسز اشعر ایک اور ثبوت بھی ہے میرے پاس۔جس پین سے وہ خط لکھا گیا تھا۔ویسا کوئی پین مجھے ایمن کے کمرے سے نہیں ملا۔لیکن ویسا پین مجھے اشعر صاحب کی اسٹڈی سے ضرور ملا تھا۔اب بقول آپ کے اسٹڈی ہمیشہ لوک رہتی ہے اور چابی صرف اشعر صاحب کے پاس ہوتی ہے۔"اس نے ایک اور ثبوت دیا تھا۔جو سب کو حیران کرنے کے لیے کافی تھا۔کوئی اتنی باریکی میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا جس طرح وہ سوچتی تھی۔

"ہاں میں نے ہی مارا ہے ایمن کو۔۔۔۔۔۔۔ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے اور وہ چاہتی تھی کہ میں اس سے شادی کرلوں۔لیکن یہ گھر گاڑی پیسہ سب سمینا کا ہے۔مجھے ڈر تھا اگر میں نے ایمن سے شادی کی تو سمینا مجھے گھر سے نکال دے گی۔لیکن ایمن اب مجھے دھمکیاں دینے پر آگئی تھی کہ اگر میں نے اس سے شادی نہ کی تو وہ

سمینا کو سب بتا دے گی۔ بس اسی ڈر کی وجہ سے میں نے اسے مارنے کا پلین بنایا۔" اشعر اپنے منہ سے اقرار کر چکا تھا۔ اور سمینا کو یہ سن کر گہرا صدمہ لگا تھا۔ انسان سب معاف کر سکتا ہے مگر بے وفائی نہیں۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ گینگ میں واپس آچکی تھی۔ مہتشم کا جو تھوڑا بہت غصہ تھا وہ بھی کم ہوگیا تھا۔ اس وقت گینگ واردات کے بہت قریب تھا اور وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔

"یار کیا ہیرو بن کر آیا تھا براق۔" شیلا لائلہ کے کمرے میں اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی خوشی سے بول رہی تھی۔

"ہاں اس نے میرا بہت ساتھ دیا۔ ورنہ ابھی میں جنگل میں پھر رہی ہوتی۔" وہ مسکرائی تھی۔

"تمہیں بھی تمہارا ہینڈسم ہیرو مل ہی گیا۔"شیلا آج بہت خوش تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔" وہ چھپا رہی تھی۔

"ایسا ہی ہے۔وہ بلکل تمہاری ٹائپ کا ہے۔تمہاری عزت کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر تمہارے لیے سٹینڈ لے سکتا ہے۔"

ہمیں کسی سے پیار ہونا ہو مگر ہمارے دوست ہمارے دماغ میں ایسی باتیں ڈال کر پیار ضرور کروا دیتے ہیں۔

"اچھا بس بس بہت ہوگیا تمہارا اب نکلو۔" لائلہ نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"ساری زندگی اکیلی ہی رہنا۔"وہ جو مسکرا رہی تھی تپ کر وہاں سے اٹھی اور باہر جانے لگی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

رات کا وقت تھا۔پلاننگ روم میں پورا گینگ موجود تھا۔ مہتشم ایک نقشے پر دیکھ کر سب کو کچھ سمجھا رہا تھا۔یہ نقشہ کسی بینک کا لگ رہا تھا۔اس نے کچھ کچھ جگہیں لال رنگ سے نقشہ پر ہائی لائٹ کر رکھی تھیں۔

"تو ہم لوگ بینک کے اندر جائیں گے کیسے؟" شیلا کا سوال آیا تھا۔

"ہم پولیس کی وردی پہن کر اندر جائیں گے۔کل صبح اس جنگل کے پاس جو ایرڈ روڈ ہے وہاں سے پولیس کی گاڑی گزرے گی۔ہمارا پہلا ٹارگٹ وہی گاڑی ہے۔" اس نے سوال آتے ساتھ ہی جواب دیا تھا۔

مہتشم نے ٹیبل پر پڑے ڈبے میں سے ریڈیو موبائل نکالے۔اور سب کو ایک ایک موبائل دیا۔وہ کالے رنگ کا موبائل تھا جس میں بس کال ہو سکتی تھی۔

NOVEL HUT

"میں نے بلیک مارکیٹ سے یہ موبائلز خریدے ہیں۔یہ اتنی پرانی ٹیکنالوجی ہے کہ ان کو ٹریس کرنے کے لیے آج کل کوئی سافٹ ویئر موجود ہی نہیں ہے۔ہم ان کے زریعے ہی آپس میں رابطہ کریں گیں۔"

"ہم اندر تو چلے جائیں گے،مگر واپس کیسے آئیں گے باہر تو پولیس ہوگی۔" سوال لائلہ کی طرف سے آیا تھا۔

مہتشم پرسرار طریقے سے مسکرایا۔

"اس راستے سے۔۔۔۔۔۔" اس نے نقشے پر ایک جگہ اپنی انگلی رکھ کر بتایا۔

اب باقی سب سوال کر رہے تھے اور مہتشم ان کو آگے کا سارا پلین بتا رہا تھا۔

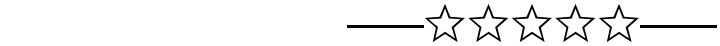

اگلی صبح

لائلہ اور شیلا بڑی بڑی چادروں میں خود کو لپیٹے ایرڈ روڈ پر کھڑی تھیں۔چادریں اتنی لمبی تھیں کہ سر سے لیکر پاؤں تک وہ اس میں لپٹی ہوئی تھیں۔منہ پر نقاب کیا ہوا تھا اور آنکھوں میں گھبراہٹ تھی۔روڈ کے ارد گرد گھنا جنگل تھا۔بڑے بڑے درخت اور جھاڑیوں میں وہ چاروں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔سب پلین کے مطابق چل رہا تھا۔سامنے سے پولیس کی گاڑی آتی دیکھائی دی۔گاڑی ان کے قریب آرہی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں کے اشارے سے مدد مانگ رہی تھیں۔

"ہم بے سہارا لڑکیوں کی کوئی مدد کرو پلیز۔"وہ دونوں روتے ہوئے آوازیں دے رہی تھیں۔گاڑی میں بیٹھے پولیس افسر نے ان کی طرف

دیکھ کر گاڑی روکی۔پھر آگے والی سیٹس پر بیٹھے دونوں پولیس آفیسر ان کے پاس آئے۔

"اتنی ویران سڑک پر آپ دونوں کیا کر رہی ہیں؟" ایک پولیس آفیسر نے سوال کیا۔وہ دونوں بہت ڈری اور گھبرائی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"ہم اپنے کالج کے ساتھ اس جنگل میں کیمپنگ کے لیے آئے تھے۔مگر اب ہم اس جنگل میں کھو گئے ہیں اور ہمیں نہیں پتہ کہ ہم گھر کیسے جائے گیں۔ہمیں تو یہاں کا کوئی راستہ بھی نہیں آتا۔" لائلہ پولیس والوں کو اپنے جال میں پھنسا رہی تھی۔

"پولیس انکل آپ ہماری مدد کریں گے نا؟ دیکھیں ہم دو اکیلی لڑکیاں اس جنگل سے اپنے گھر تک کیسے جائیں گی۔" شیلا زور زور سے روتے ہوئے بول رہی تھی۔دونوں کی ڈرامے بازی عروج پر تھی۔

"ٹھیک ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو آپ کے گھر تک پہنچا دیں گے۔" پولیس والے جال میں پھنس چکے تھے۔

یہ پولیس کی بڑی گاڑی تھی۔ ایک ڈالے کی طرح۔ انہوں نے گاڑی کا پچھلا دروازے کھولا وہاں آمنے سامنے دو اور پولیس والے بیٹھے تھے۔ وہ لائلہ اور شیلا کو دیکھ کر تھوڑا پیچھے ہو گئے۔ شیلا اور لائلہ پیچھے گاڑی میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئی۔

پیچھلا دروازہ بند کر کے دونوں پولیس والے واپس مڑے۔ ابھی وہ دونوں آگے پہنچے ہی تھے کہ جھاڑیوں میں سے حیمی اور جیمی گن ہاتھ میں لیے ان کی طرف بڑھے۔ انہوں نے پولیس کی وردی پہن رکھی تھی اور منہ پر کالا ماسک تھا۔ ابھی پولیس والے اپنی گن نکالنے لگے تھے کہ حیمی اور جیمی نے ان کے سر پر گن تانی۔ اتنے میں ہی مہتشم جھاڑیوں سے نکلا۔ اس کے ساتھ احمر بھی تھا۔ ان دونوں نے بھی

وہی پولیس کی وردی پہن رکھی تھی۔وہ دونوں حیران تھے کہ یہ پولیس والے ہوکر ہم پر حملہ کیوں کر رہے ہیں۔

"ہم کوئی پولیس والے نہیں ہیں اس لیے ہم سے اچھے کی امید مت رکھنا۔" مہتشم نے ان کے سارے اندیشے دور کردیے تھے۔

"اپنے آپ کو میرے حوالے کردو ورنہ یہ دونوں سیدھا تمہاری کھوپڑی اڑا دیں گے۔"

"ایک پولیس والے کو اس طرح دھمکانے کا انجام جانتے ہو؟"ایک پولیس والا غصے میں بولا تھا۔

"ابھی تم مجھے نہیں جانتے۔تین تک گنوں گا اگر تم لوگوں نے اپنے ہاتھ اوپر نہ کیے تو انجام بہت برا ہوگا۔"

گاڑی کے اندر تھوڑی تھوڑی آوازیں آرہیں تھیں۔ایک پولیس والے نے باہر جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی تو لائلہ نے شیلا کو اشارہ

کیا۔انہوں نے فوراً چادر میں چھپائی ہوئی گن نکال کر ان کے سر پر تانی۔

"ہلنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ یہ ساری گولیاں تمہاری کھوپڑی میں اتار دونگی۔"لائلہ نے دھمکی دی۔دونوں پولیس والے ایک لمحے کے لیے رکے۔لائلہ نے جس پولیس والے پر گن تان رکھی تھی اس نے اپنے ہاتھ سے گن پکڑنے کی کوشش کی۔لائلہ نے گن مزید زور سے اس پولیس والے کے سر پر ماری۔

"جتنی دیر تمہیں گن پکڑنے میں لگے گی نا اتنی دیر میں میں شوٹ بھی کر چکی ہونگی اور تیرا کام ختم۔"اب کے وہ اسے حقیقت بتا رہی تھی۔ابھی اور کچھ ڈرامہ کریٹ ہوتا اتنے میں دروازہ کھلا۔ مہتشم احمر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ان کے ساتھ وہ دونوں پولیس والے بھی تھے جو کہ ہاتھ اوپر کیے کھڑے تھے۔

چاروں پولیس والے اب ان کی گرفت میں تھے۔انہوں نے چاروں پولیس والوں کو ایک ساتھ رسی سے باندھا اور کچھ کالے بیگ گاڑی میں لوڈ کیے۔اب یہ گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

منہا انگڑائی لیتے ہوئے اپنے بیڈ سے اٹھی۔آج وہ گھر پر اکیلی تھی۔باقی سب اس کی خالہ کی بیٹی کی شادی پر لاہور گئے ہوئے تھے۔منہا کو چھٹی نہیں ملی تھی اس لیے وہ نہیں گئی۔منہا فریش ہوکر نیچے کی طرف لپکی۔اس نے سادہ سی سبز رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔بال نہانے کی وجہ سے گیلے تھے۔

اس کا موڈ شدید خراب تھا۔کیونکہ آج سونیا بیگم گھر پر نہیں تھیں جو اس کے لیے ناشتہ بناتی۔وہ منہ بنا کر کچن میں داخل ہوئی لیکن کوئی وہاں پہلے سے ہی موجود تھا۔ایک طرف چائے کا پانی چڑھایا ہوا تھا

اور دوسری طرف توا رکھا ہوا تھا۔ ابھی وہ انڈے توڑ رہا تھا کہ اس کی نظر منہا پر پڑی۔ ہمیشہ کی طرح وہ دل سے مسکرایا تھا۔ براق نے سیاہ ڈریس پینٹ اور شرٹ کے اوپر ایپرن پہن رکھا تھا۔ اس کا سیاہ لانگ کوٹ کرسی پر پڑا تھا۔

"تم ادھر کیا کر رہے ہو؟" منہا حیران ہوئی تھی لیکن غصہ نہیں۔ وہ کچن میں رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آنٹی نے کل بتایا تھا کہ وہ لاہور جا رہی ہیں تو میں نے سوچا آپ کا ناشتہ کون بنائے گا؟" وہ انڈے پھینٹ رہا تھا۔ منہا کے بنا کچھ کہے براق کو اس کی پروا ہوتی تھی۔ وہ منہا کو اچھے سے سمجھتا تھا۔ کب اسے کیا چاہیے براق کو سب پتہ تھا۔

"اور تم گھر کے اندر کس طرح آئے؟"

"جیسے پہلے آیا تھا۔" معصوم سے انداز میں جواب آیا تھا۔

"تمہاری یہ چھتیں اور دیواریں کودنے کی عادت کب جائے گی؟"وہ طنز کر رہی تھی۔

"انشا اللہ قیامت تک نہیں۔"جواب فوراً آیا تھا۔منہا نے "حد ہے" والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"خیر یہ بتائیں آملیٹ کیسا پسند ہے آپ کو؟" وہ انڈے پھینٹ چکا تھا۔

"کھا میں ہر طرح کا لیتی ہوں بس پکا نہیں سکتی۔"وہ خود پر طنز کر رہی تھی اور براق مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈائنگ پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

"تم نے اتنی اچھی ککنگ کہاں سے سیکھی؟"منہا نے پہلا نوالا لیتے ساتھ سوال کیا۔

"میں بہت عرصہ ہاسٹل میں رہا ہوں تو کھانا میں خود ہی بناتا تھا۔"

"ہمارا سگھڑ لڑکا ۔۔۔۔میں تو ہاسٹل میں رہ کر بھی باہر سے منگوا لیتی تھی۔"اسے ککنگ سے واقعی الجھن ہوتی تھی۔وہ دنیا کا ہر کام کر سکتی تھی سوائے ککنگ کے۔

"آپ بھی ہاسٹل میں رہتی تھیں؟"وہ تھوڑا چونکا۔

"ہاں میں او لیول کے بعد انگلینڈ چلی گئی تھی۔کچھ عرصہ ہاسٹل میں رہنے کے بعد میں نے اپارٹمنٹ کرائے پر لے لیا تھا۔"اور یہ بات براق کو آج پتہ چلی تھی۔

"لگتا ہے آپ شروع سے ہی اتنی امیر تھیں۔"

"میں انگلینڈ سکالر شپ پر گئی تھی اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ جاب بھی کرتی تھی۔تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں شروع سے ہی سیلف انڈپینڈنٹ تھی۔"

"پھر آپ پاکستان کیوں آئی وہی پر نوکری کرتیں۔"وہ چائے پیتے ہوئے بولا۔

"اپنا ملک اپنا ہوتا ہے۔ویسے بھی بابا کے انتقال کے بعد امی اور نور اکیلی ہوگئی تھیں۔میں انہیں ایسے چھوڑ کر خود وہاں کیسے رہ سکتی تھی۔"اپنے باپ کی موت کا ذکر کرتے ہوئے وہ تھوڑا افسردہ ہوئی تھی۔براق نے یہ محسوس کیا تھا۔پھر اس نے اس بارے میں اور کوئی سوال نہیں کیا۔

ابھی وہ دونوں کوئی اور بات کرتے کہ منہا کا فون بجا۔اس نے کال اٹھائی۔ دوسری طرف سے بات کا آغاز ہوچکا تھا۔فون سنتے ہی منہا کے ہوش اڑے تھے۔

"براق ہمیں جلدی چلنا ہوگا۔"وہ بہت جلدی میں نظر آتی تھی۔براق سمجھ چکا تھا کہ کیا ہوا ہے۔

"کیا ہوا ہے؟"وہ انجان طریقے سے پوچھ رہا تھا۔
"نیشنل بینک میں کچھ چور پولیس کی وردی میں گس آئے ہیں۔"وہ کافی پریشان تھی۔اور براق اس کا وقت ضائع کرنا چاہتا تھا۔
"کونسے والا بینک؟وہ جس میں صرف بڑے بڑے بزنس مینز کی سیونگز ہوتی ہیں؟"
"ہاں ملک کے امیر امیر بزنس مینز کی ساری سیونگز وہی پر موجود ہیں اور اب وہ سرکار پر پریشر ڈالیں گے۔یہ کوئی عام بات نہیں۔"وہ اچھی خاصی پریشان تھی۔وہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف تیار ہونے کے لیے بڑھی۔براق باہر کی طرف بڑھا۔گیراج میں منہا کی گاڑی کھڑی تھی۔
اس نے اوپر کی طرف دیکھا اور دل میں بولا ("ای ایم سوری منہا")

پھر گاڑی کے ٹائر سے ہوا نکالی اور وہاں سے بھاگا۔اس کا اصل مقصد تھا پولیس کا وقت ضائع کرنا اور منہا کے وہاں پہنچتے ہی یہ سب مشکل ہوجاتا۔براق نے باہر آکر اپنی گاڑی نکالی اور بینک کا رخ کیا۔

—☆☆☆☆☆—

بینک کی اس بڑی سی عمارت کے باہر پولیس کی دو گاڑیاں کھڑیں تھیں۔یہ سفید رنگ کی عمارت چار منزلہ تھی۔شہر میں آج تاجر برادرز کی ہڑتال تھی جس کی وجہ سے ارد گرد کی ہر دکان اور مالز وغیرہ بند تھے۔پولیس والے وہاں کھڑے اندر جانے کی ترکیب سوچ رہے تھے۔اتنے میں براق اپنی گاڑی سے اترا اور پولیس کی طرف بڑھا۔
"آپ لوگ ابھی تک اندر کیوں نہیں گئے؟"اس نے پھر سے انجان بنتے ہوئے سوال کیا۔

"سر بینک کے ہر داخلی دروازے پر لیزر بم لگائے گئے ہیں۔ اندر جانا ممکن نہیں ہے۔"پولیس والوں کی حالت اس وقت بہت بری تھی اور براق دل میں مسکرایا تھا۔

آخر سب ویسا ہی چل رہا تھا جیسا مہتشم نے پلین کیا تھا۔

"فوراً سے بم ڈسپوزل سکواڈ سے رابطہ کریں تاکہ وہ آکر بم ڈفیوز کرے۔"اب وہ اگلی تدبیر بتا رہا تھا۔

"سر جس پولیس کی گاڑی میں وہ چور آئے تھے۔ اس گاڑی میں سے چار پولیس والے بھی ملے ہیں۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ اس لیے ان کو ہسپتال بھیج دیا گیا ہے۔"اب دوسرا پولیس والا براق کو سب بتا رہا تھا۔

"ان کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔ ان کا بیان ہماری چوروں کو پکڑنے میں مدد کر سکتا ہے۔"براق تھوڑا سوچ کے بولا۔

دوسری طرف منہا اپنی گاڑی کے پاس غصے میں کھڑی تھی۔اس نے گرے رنگ کا لانگ کوٹ اور نیچے سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ اس گاڑی میں نہیں جا سکتی تھی۔اس نے اپنے آفس کال کی اور وہاں سے گاڑی منگوائی۔گاڑی کو آنے میں دس منٹ تو آرام سے لگ جانے تھے۔منہا نے فوراً براق کو کال ملائی اب وہی اس کی آخری امید تھا۔براق نے کال اٹھائی۔

"براق مجھے فوراً ساری ڈیٹیلز دو وہاں کیا ہو رہا ہے؟"وہ فکر مند تھی۔

"بینک کے ہر داخلی دروازے پر بم لگایا گیا ہے۔ ابھی میں نے بم ڈسپوزل سکواڈ کو بلایا ہے کچھ دیر میں وہ ادھر آجائیں گے۔"منہا کو تھوڑی تسلی ہوئی۔

"میری گاڑی کے ٹائر کی ہوا نکلی ہوئی ہے میں کچھ دیر میں پہنچ جاؤ گی۔لیکن تب تک براق تم سب سمبھال لینا۔آئی ٹرسٹ یو۔" وہ

بہت یقین سے کہہ رہی تھی اور براق کے ضمیر نے اسے جگانے کی کوشش کی تھی۔کیا وہ منہا کو دھوکا دے رہا ہے؟

"لیکن ایک بات سمجھ نہیں آرہی کہ یہ چور اندر گھسے کیسے؟"منہا اس بارے میں سوچ رہی تھی۔

کچھ دیر پہلے

ایرڈ روڈ سے وہ پولیس کی گاڑی بینک کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بینک کے باہر گاڑی آکر رکی۔بینک کے چار داخلی دروازے تھے جن پر دو دو سیکورٹی گارڈ کھڑے تھے۔ مہتشم گاڑی سے اترا اس کے ساتھ ہی لائلہ، شیلا اور احمر تھے۔وہ لوگ بینک کے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔اس وقت وہ کسی پولیس والے سے کم نہیں لگ رہے تھے۔

وہ لوگ مین گیٹ پر پہنچے تو دونوں گارڈز نے ان کو سلیوٹ کیا۔

"ہمیں ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ بینک پر حملہ ہونے والا ہے۔ سیکیورٹی کے لیے سب گارڈز کو ادھر بلائیں۔ ہمیں مل کر کچھ تدبیر بنانی ہوگی۔" مہتشم حکم دیتے ہوئے بولا۔ اس کے لہجے میں کافی رعب تھا۔ جیسے وہ کوئی سینئر افسر ہو۔

اتنا کہنے کی دیر تھی کے ایک سیکیورٹی گارڈ نے ریڈیو فون کی مدد سے باقی سیکیورٹی گارڈز کو ادھر بلایا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب ادھر موجود تھے۔ مہتشم ان کو اپنی باتوں میں لگا رہا تھا اور اس سب میں حیمی اور جیمی نے باقی تین دروازوں پر بم ایکٹیویٹ کر دیے تھے۔ جیسے ہی یہ سب کام مکمل ہوا حیمی نے اپنے فون کے ذریعے مہتشم کو سگنل دیا۔ مہتشم سمجھ چکا تھا کہ کام ہوگیا ہے۔ اس نے ان آٹھ سیکیورٹی گارڈز کو اپنی باتوں میں اتنا الجھا لیا تھا کہ وہ بس اسے ہی سن رہے تھے۔

اب باری تھی لائلہ کے ایکشن میں آنے کی۔اس نے اپنی جیب میں پڑا ایک گول سا انڈا زمین پر دے مارا۔انڈے کے ٹوٹتے ہی ہر جگہ اتنا دھواں ہوگیا تھا کہ کچھ دیکھائی نہیں دیا۔یہ دھواں اتنا زہریلا تھا کہ سونگتے ہی انسان کو تھوڑی دیر کے لیے اپاہج کر دیتا تھا۔یہی حال ان گارڈز کا ہوا تھا۔ مہتشم اور اس کے گینگ نے ماسک پہن لیا تھا اس لیے وہ اس سب سے محفوظ رہے۔ایک منٹ کے اندر ہی وہ سارے سیکیورٹی گارڈز زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔پھر وہ سب اندر گھسے ۔پیچھے سے حیمی اور جیمی بھی اس مین گیٹ پر بم لگا کر اندر چلے آئے۔

تھوڑی دیر بعد جب سیکیورٹی گارڈز کو ہوش آیا تو انہوں نے پولیس کو کال کی۔وہ لوگ اندر جانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ہر دروازے

پر لیزر بم لگا ہوا تھا۔یہ بم ایسا ہوتا ہے کہ اگر لیز کے پار کوئی بھی چیز جائے تو یہ پھٹ جاتا ہیں۔

اندر جاتے ہی ایک بڑا سا ہال نمایا ہوا جدھر سب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔کوئی فائل لیے کہی جارہا تھا اور کوئی اپنے کیبن میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔اندر گھستے ہی انہوں نے اپنے ساتھ لائے گئے کالے بیگ میں سے M4 گنز نکالی۔سارے لوگوں کے ہوش اڑے تھے۔

ان سب نے مل کر چھت کی طرف گولیاں برسانا شروع کی۔ اپنی جان بچانے کے لیے لوگ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔سب کے چہروں پر خوف تھا۔ایسے لگتا تھا کہ موت ان کے سر پر کھڑی تھی۔ایک منٹ مسلسل فائرنگ کرنے کے بعد وہ سب رکے۔اب مہتشم میگا فون پر بولنا شروع ہوا۔

"آپ سب لوگ ریلیکس ہوجائیں۔ اگر آپ سب ہماری بات مانیں گے تو کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔" اس کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی اور جو جہاں تھا وہ وہی رک گیا۔ ان کے چہروں پر خوف ابھی تک طاری تھا۔

"سب اپنے اپنے موبائل ہمارے حوالے کردیں اور ہاتھ اوپر کرکے نیچے بیٹھ جائیں۔" اس نے سب سے موبائلز لینے کا اشارہ کیا۔ احمر اور شیلا آگے بڑھے اور سب سے موبائل لینے لگے۔ سب ان کے قریب آنے سے پہلے ہی موبائل باہر نکال چکے تھے۔ کوئی بھی اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ انہوں نے سب کو قطار بنا کر ہال کے درمیان میں جمع کیا۔

"معاف کرنا دوستوں ہماری وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے آپ سب کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔"اب وہ دوبارہ بولا تھا۔پھر اپنی ٹیم کی طرف بڑھا۔

"احمر اور شیلا تم دونوں ان سب پر نظر رکھوں گے کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے۔اور حیمی جیمی تم دونوں چھت پر جاؤ اگر پولیس اندر گسنے کی کوشش کرے تو مجھے سگنل دینا۔لائلہ تم میرے ساتھ چلو۔"وہ حکم دے رہا تھا اور سب اپنے اپنے کام میں لگ چکے تھے۔

ہال کے سیدھے ہاتھ پر سیڑھیاں تھیں۔جو مینجر کے آفس تک جاتی تھیں۔ان کی گولڈن مچھلی وہی تھی۔وہی ایک انسان تھا جسے اس بینک کی ہر تجوری کے لاک کا پن پتہ تھا۔

مینجر اپنے بڑے سے دفتر میں نہیں تھا۔وہ گولیوں کی آواز سن کر پینک روم کی طرف بھاگا تھا۔پینک روم ایسا کمرہ ہوتا ہے جو ایسی ہنگامی حالت میں خود کو محفوظ رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ مہتشم پہلے ہی جانتا تھا کہ مینجر اس کمرے کی طرف ہی بھاگے گا۔اس نے اپنا وہ ریڈیو موبائل نکالا اور احمر کو کال ملائی۔

"احمر اس ویڈیو کا وقت آگیا ہے۔"اور اتنا کہنے کی دیر تھی کہ احمر نے اس کالے بیگ کی طرف قدم بڑھائے۔پھر اپنا لیپ ٹاپ نکالا اور کچھ کوڈنگ کی۔دو منٹ کے اندر اندر اس بینک کے اندر لگی ہر ٹی وی اسکرین پر ایک ہی ویڈیو چل رہی تھی۔

ویڈیو میں دو چھوٹے چھوٹے بچے ایک صوفے پر بیٹھے تھے اور ساتھ میں ایک خاتون بیٹھی تھیں۔تینوں کی ہلکی سی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ان کے سر پر ایک آدمی گن لیکر کھڑا تھا۔اس آدمی نے

ان تینوں کو بولنے کا اشارہ کیا تو وہ عورت ڈرتی ڈرتی بولنا شروع ہوئی۔

"فارس جو بھی یہ لوگ آپ سے کہہ رہے ہیں ان کی بات مان لیں ورنہ یہ مجھے اور ہمارے دونوں بچوں کو مار دیں گے۔"وہ رو رہی تھی اور فارس(مینجر)جو بھاگ رہا تھا اپنے سامنے چلنے والی اسکرین پر یہ دیکھ کر رکا۔انسان کتنا بھی مضبوط ہو وہ اپنی فیملی کے بارے میں حساس ہوتا ہے۔اس کا اپنی فیملی کے لیےپیار اسے کمزربنا دیتا ہے۔وہ دراز قد کا فارس جو شکل سے چالیس کے قریب قریب لگتا تھا اس کی شکل پر اب غصہ، خوف، ڈر مجبوری سب طاری تھا۔ مہتشم دوبارہ میگا فون میں بولا۔

"پیارے فارس چپ چاپ واپس اپنے دفتر میں آجاؤ ورنہ تم اپنے گھر والوں سے کبھی نہیں مل پاؤ گے۔" وہ بڑے آرام سے دھمکی

دے رہا تھا۔لائلہ اس کے ساتھ کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔اسے یہ سب کچھ خاص پسند نہیں آرہا تھا۔وہ ان بچوں کے لیے برا محسوس کر رہی تھی۔ان بچوں کے چہرے پر خوف دیکھ کر اسے اپنا ماضی یاد آیا تھا۔وہ خوف کبھی اس کے چہرے پر ہوتا تھا۔

تھوڑی دیر میں فارس تھک ہار کر خود ہی اپنے آفس میں واپس آگیا۔ مہتشم اور لائلہ وہاں کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

—☆☆☆☆☆—

وہ اپنے آفس کی بڑی سی گاڑی سے اتری۔براق کی اس پر نظر پڑی۔وہ کافی جلدی میں لگتی تھی۔

"ابھی تک بم ڈسپوزل سکواڈ آیا یا نہیں؟اور اندر کی کیا رپورٹ ہے؟"وہ آتے ساتھ سوال کرنا شروع ہوگئی تھی۔

"میم وہ بس راستے میں ہے ابھی میری ان سے بات ہوئی تھی۔باقی اندر کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔گولیوں کی آوازیں آنا بند ہوگئی ہیں۔"ایک پولیس والا جلدی جلدی اسے سب بتا رہا تھا۔

"مجھے فوراً بینک کا نقشہ چاہیے۔اندر جانے کا اور کوئی راستہ بھی ہوگا۔"آتے ساتھ اس کا دماغ چلنا شروع ہوگیا تھا۔براق کو یہ سن کر تھوڑی گھبراہٹ ہوئی تھی۔جیب میں ہاتھ ڈالے وہ وہاں سے دو قدم دور گیا۔

کچھ لمحوں میں ہی منہا کا فون بجا۔کوئی رونگ نمبر تھا لیکن اس نے فون اٹھایا۔

"تو تم بینک کے باہر پہنچ ہی گئی، انسپکٹر منہا۔"آواز کسی روبوٹ کی طرح لگ رہی تھی۔جیسے دوسری طرف سے کوئی وائس چینجز لگایا گیا

تھا۔اس نے اپنے ارد گرد گھوم کر دیکھا وہاں کوئی تو تھا جو اسے دیکھ رہا تھا۔

"ارے تم تو پریشان ہی ہوگئی۔"اوپر فارس کے آفس کی کھڑکی میں کھڑی لائلہ منہا کو دیکھ کر بولی۔

"تم ہو کون؟اور کس لیے کال کی ہے؟"وہ تھوڑا الجھی تھی۔

"باقی سب ٹھیک ہے مگر تم سوال بہت کرتی ہو۔"

"نہ اپنا وقت ضائع کرو نہ میرا۔"وہ تپ گئی تھی۔اس وقت وہ کسی مذاق کے موڈ میں نہیں تھی۔ابھی وہ فون بند کرتی کہ لائلہ پھر سے بولی۔

"بینک کے اندر آنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ اندر جتنے بھی لوگ ہیں سب بن موت مارے جائیں گے۔"

NOVEL HUT

"پہلی بات تم لوگ جو کچھ بھی چاہتے ہو میں ویسا ہونے نہیں دونگی۔دوسرا تمہاری ان دھمکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہونے والا۔میں کسی کی دھمکیوں سے ڈرتی نہیں ہوں۔"وہ غصے میں بولی تھی۔

"ایک ویڈیو بھیج رہی ہوں اس کو دیکھ کر اپنے فیصلے پر غور کرنا۔"اتنا کہہ کر وہ فون بند کر چکی تھی۔ایک منٹ کے اندر اندر منہا کو وہ ویڈیو مل گئی تھی۔

ایک پولیس والا گاڑی سے اتر کر منہا کی طرف بڑھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ میں بینک کا نقشہ تھا۔

"یہ نقشہ مجھے دو میں لے جاتا ہوں۔ تم بم ڈسپوزل اسکوڈ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو۔"براق جھٹ سے اس کے سامنے آکر بولا تھا۔اس نے براق کو نقشہ پکڑایا اور کسی کو کال ملانے لگا۔براق نے

ادھر اُدھر دیکھا ۔کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔پھر اپنے کوٹ کی اندر والی جیب سے ایک دوسرا نقشہ نکالا اور اصلی نقشہ اپنی کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔جس کام کے لیے وہ ادھر تھا وہ ہوچکا تھا۔اسے کوئی خیال آیا۔

اس دن جب سب پلاننگ روم میں کھڑے مہتشم سے سوال کررہے تھے تو براق نے سب کو ایک خطرے سے آگاہ کیا تھا۔

"جتنا میں منہا کو جانتا ہوں وہ ان بم سے رکنے والی نہیں ہے۔وہ ضرور نقشے کی مدد سے اندر جانے کا کوئی اور راستہ تلاش کرے گی۔"

"بلکل لیکن اسے وہی نقشہ ملے گا جس میں اندر جانے کا کوئی اور راستہ نہیں ہوگا۔اگر ایسی کوئی سچویشن آجائے تو تم نے اپنی جیب میں رکھے اس بٹن کو دبانا۔مجھے سگنل مل جائے۔اس کے فوراً بعد

ہی لائلہ منہا کو کال کر کے باتوں میں لگائے گی اور تم وہ نقشہ بدل ڈالو گے۔"

سب کچھ پلین کے مطابق ہوا تھا۔ منہا ابھی ابھی وہ ویڈیو دیکھ کر واپس مڑی تھی۔ اس کے پیچھے براق نقشہ لیے کھڑا تھا۔

"کیا ہوا آپ کو؟" وہ فکر مند ہوا تھا۔

"یہ چور ہماری سوچ سے بھی زیادہ چالاک ہیں۔ اندر انہوں نے سب کے سر پر بندوق تان رکھی ہے۔ ہمارا ایک قدم ان سب کی جان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔" وہ ان سب لوگوں کے لیے بے حد فکر مند تھی۔

"آپ فکر نہ کریں یہ دیکھیں نقشہ اس میں کوئی اور خُفیہ راستہ ضرور ہوگا اندر جانے کا۔" وہ ہمیشہ کی طرح اسے تسلی دے رہا تھا۔

NOVEL HUT

منہا نے اس کے ہاتھ سے نقشہ پکڑا۔ ابھی وہ نقشے پر غور کر ہی رہی تھی کہ بم ڈسپوزل سکواڈ آچکا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

بینک کے اندر احمر اور شیلا ان سب لوگوں پر نظر رکھے ہوئے کھڑے تھے۔

"آئی ایم سوری شیلا میں نے جو کچھ کیا میں اس کے لیے شرمندہ ہوں۔" احمر شیلا کے پاس کھڑا بولا۔

"اچھی بات ہے شرمندہ ہونا بھی چاہیے۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"کیا ہم دوبارہ سے۔۔۔۔۔"

NOVEL HUT

"سوچنا بھی نہیں۔ مہتشم کو سب بتا کر تم نے لائلہ کو بہت بڑی مصیبت میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔میں یہ بات نہیں بھول سکتی۔"

"چند دن کی دوستی تمہیں اتنی عزیز ہوگئی؟وہ لائلہ جیسی لڑکی مجھ سے زیادہ پیاری ہے تمہیں؟"وہ شکوہ کررہا تھا۔

"ہاں وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔وہ میری بہنوں کی طرح ہے۔اس لیے کچھ بھی بولنے سے پہلے ہزار بار سوچنا۔"وہ غصے میں بولی تھی۔

NOVEL HUT

اور احمر خاموش ہوگیا تھا۔

اوپر مہتشم اور لائلہ فارس کے ساتھ تجوری کے پاس کھڑے تھے۔ تجوری کا دروازہ نو فٹ لمبا اور گول شکل کا تھا۔دروازہ فارس کھول چکا تھا۔اندر پانچ پانچ ہزا کے بہت سے نوٹ موجود

تھے۔فارس کے چہرے پر واضع پریشانی تھی اور لائلہ اس کے سر پر گن تانے کھڑی تھی۔

مہتشم کا فون بجا۔کال حیمی کی تھی۔

"ہاں بولو حیمی۔"

حیمی اوپر چھت پر کھڑا تھا۔وہ بم ڈفیوز کرنے والوں کو آتے دیکھ چکا تھا۔

"سر وہ آگئے ہیں۔ ہمارے پاس بس کچھ منٹ ہیں۔"

"تم اور جیمی دونوں جلدی سے نیچے آؤ میرے پاس۔"

"لائلہ اب پلین فرار کی باری ہے۔"لائلہ کو اس کا ٹاس مل چکا تھا۔ مہتشم تجوری کے اندر گھسا۔اتنے سارے نوٹوں کی مہک سونگ کر مہتشم کو جو سکون مل رہا تھا وہ بس وہی جانتا تھا۔اس نے کچھ پیسے اٹھائے اور خوشی میں اوپر پھینکے۔

لائلہ نے فارس کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔لائلہ نے اس کے سر پر گن تان رکھی تھی اور فارس کے دونوں ہاتھ اوپر تھے۔لائلہ اس کو نیچے کی طرف لے کر جارہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی کہ اگر بینک میں سے نکلنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے تو یہ چور یہاں سے فرار کیسے ہوں گے؟" منہا نقشے پر غور کرنے کے بعد بولی تھی۔

"دیکھا آپ ویسے ہی پریشان ہورہی تھیں۔وہ لوگ جیسے ہی گیٹ سے باہر آئیں گے ہم ان ہے گرفتار کر لیں گیں۔"براق ایسے بول رہا تھا جیسے یہ کوئی چوہے بلی کا کھیل ہو۔

"تمہیں واقعی لگتا ہے کہ وہ ہمارے ہوتے ہوئے یہاں سے نکلے گے؟نا اتنے پاگل وہ ہیں نا ہی ہیں۔" وہ یہ گیم تھوڑا تھوڑا سمجھنا شروع ہوگئی تھی۔

لائلہ اور فارس پارکنگ ایریا تک آگئے تھے۔وہاں بہت سی گاڑیاں لائن میں کھڑی تھیں۔پارکنگ انڈر گراونڈ تھی جو کے مین روڈ سے جا ملتی تھی۔

"زرا سی بھی چلاکی کرنے کی کوشش کی تو تم اپنی بیوی بچوں سے دوبارہ کبھی نہیں مل پاؤ گے۔" لائلہ اسے دھمکی دے رہی تھی۔

"مگر مجھے کرنا کیا ہے؟" فارس نے گبھراتے ہوئے سوال کیا۔

"اپنی گاڑی میں بیٹھو۔"وہ تھوڑا چلا کر بولی تھی۔

اتنا کہنے کی دیر تھی اور وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف منہا براق اور باقی پولیس والے گیٹ پر کھڑے تھے۔ابھی تک بم ڈفیوز نہیں ہوا تھا۔منہا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح اندر چلی جائے۔

تیسری جانب مہتشم حیمی اور جیمی کے ساتھ مل کر سارے نوٹ بڑے بڑے بیگز میں ڈال رہا تھا۔ان کے ہاتھ تیز تیز چل رہے تھے۔پولیس کسی بھی وقت اندر آسکتی تھی۔چار بیگ بھر چکے تھے۔مزید تین بیگ وہ لوگ اس وقت بھر رہے تھے۔

بم ڈسپوزل سکواڈ کے بندے نے پیچھے کھڑے براق کو ایک نظر دیکھا۔اور اسے آنکھ کے اشارے سے کچھ کہنے کی کوشش کی اور براق سمجھ چکا تھا۔("بم ڈفیوز اسکوڈ کے لوگ راستے میں ہی بدل دیے جائیں گے اور وہ بم تب تک ڈفیوز نہیں کرے گا جب تک اسے سگنل نا مل جائے۔")براق اسے دیکھ کر فاتحانہ مسکرایا۔اب تک

سب پلین کے مطابق چل رہا تھا۔پولیس کو لگ رہا تھا کہ سب ان کی مرضی سے ہو رہا ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔واقعی مہتشم کو دماغ سے کھیلنا آتا تھا۔

فارس اپنی بڑی سی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔اس کی گاڑی کے شیشے ٹنٹڈ تھے۔جس کی وجہ سے باہر والا اندر کچھ نہیں دیکھ سکتا۔

"تم یہ گاڑی جتنی تیز چلا سکتے ہو اس سے بھی تیز چلاؤ گے۔اگر آج یہ گاڑی رکی تو سمجھو تمہاری فیملی ختم۔" وہ اسے دھمکی دے رہی تھی اور فارس اپنی فیملی کے پیار میں مجبور تھا۔گاڑی کی ایل ای ڈی سکرین پر اس کے گھر کی ویڈیو چل رہی تھی۔جدھر اس کی بیوی بچے ڈرے سہمے بیٹھے تھے۔اس نے گاڑی ساڑٹ کی اور روڈ کی طرف لے کر نکلا۔

اس کے جاتے ہی لائلہ نے شیلا کو کال کی۔

"فارس یہاں سے جا چکا ہے اب تمہاری باری ہے۔"
جو لوگوں کے فونز لیے گئے تھے ان میں سے ایک فون نکال کر شیلا نے پولیس کو کال ملائی۔
دو رنگنگ کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔
"ہیلو میں رملہ بول رہی ہوں-جن چوروں نے ہمیں بینک میں قید کیا تھا وہ یہاں سے فارس صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر فرار ہو رہے ہیں۔انہیں جلدی پکڑیں۔"کافی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں شیلا کی اداکاری جاری تھی۔
دوسری طرف سے گاڑی کا نمبر پوچھا گیا تھا اور شیلا نے مہتشم کا بتایا گیا نمبر پولیس کو بتایا۔
سارے بیگ نوٹوں سے بھر چکے تھے۔ مہتشم نے سارے گینگ کو تجوری کے پاس بلا لیا۔

——☆☆☆☆☆——

"لگتا ہے تم پہلی دفعہ کوئی بم ڈفیوز کر رہے ہو۔"منہا کی بس ہو گئی تھی پچھلے دس منٹ سے وہ مسلسل بم ڈفیوز کرنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"میم یہ کوئی عام بم نہیں ہے۔جس میں کوئی تار کاٹ کر یہ ڈفیوز ہو جائے گا۔"وہ برا مان گیا تھا اور منہا نے غصے سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

ایک پولیس والا جلدی جلدی میں گاڑی سے نکلا اور منہا کی طرف بڑھا۔اسے پیچھے سے کوئی کال آئی تھی۔

"وہ چور پارکنگ ایریا سے باہر نکل چکے ہیں۔ہمیں ان کا پیچھا کرنا ہوگا۔"وہ جلدی جلدی میں بتا رہا تھا۔یہ سن کر منہا حیران ہوئی تھی نقشے میں پارکنگ ایریا کا ذکر بھی نہیں تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" منہا چونکی۔

"اندر سے کسی نے کال کر کے بتایا ہے۔پارکنگ ایریا دوسرے روڈ کی طرف نکلتا ہے۔ لیکن ایک دوسرا راستہ ہے جدھر سے ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا پارکنگ ایریا کا؟ اتنے غیر ذمہ دار کیسے ہو سکتے ہو۔" براق فضول کی بحث کر کے وقت ضائع کر رہا تھا۔

"مجھے یہ کوئی چال لگ رہی ہے۔"منہا سوچتے ہوئے بولی۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ کو؟"براق حیران ہوا۔

"وہ چور جب اتنا کچھ پلین کر سکتے ہیں تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ اندر کوئی فون چھوڑیں گے؟"منہا کافی غور کر کے بولی۔

"اس وقت فارس کی گاڑی کا پیچھا کرنے کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" براق اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مگر میرا دماغ کچھ اور کہہ رہا ہے۔ اگر تم پہلے بتا دیتے تو اس وقت پارکنگ ایریا پر بھی ہماری ناکہ بندی ہوتی۔" وہ غصے میں پولیس والے پر برسی تھی۔

"میم اس وقت ہمیں ان کا پیچھا کرنا ہوگا سرکار کا آڈر آگیا ہے۔" پولیس والا سمبھل کر بولا تھا۔

"کیس میں حل کر رہی ہوں یا سرکار؟" وہ غصے میں تھی۔

"میم پیچھے سے آڈر ہے آپ کو ماننا ہوگا۔"

"منہا وہ درست کہہ رہا ہے۔ ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" براق نے پولیس والے کا ساتھ دیا تھا۔

وہ غصے میں اپنی آفس کی گاڑی کی طرف بڑھی۔ اسے دیکھ کر گاڑی کا ڈرائیور آگے آیا۔ لیکن اس نے ہاتھ کا اشارہ کرکے اسے ادھر ہی روکنے کا بولا۔

باقی سب پولیس والے بھی اپنی گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔براق اپنی گاڑی میں موجود تھا۔اندر سب لوگوں کو ریسکیو کرنے کے لیے چار پولیس والے یہی پر رکے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

تجوری کے باہر پورا گینگ کھڑا اپنی جیت کا جشن منا رہا تھا۔ مہتشم کی تین مہینوں کی محنت اور پلاننگ کے بعد آج قسمت اس پر مہربان ہوئی تھی۔وہ سب خوشی میں جھوم رہے تھے۔اتنا سارا پیسہ کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

"میں تو خوب ساری شاپنگ کروں گی۔"شیلا خوشی میں پاگل ہوگئی تھی۔

"ہاں اور شاپنگ مال میں کسی نے تمہیں پہچان لیا تو جیل میں سڑنا۔"لائلہ نے اس کی بات کا جواب دیا۔

"یہ رئیلٹی چیکس مت دیا کرو تم۔" اس کا منہ لٹک گیا تھا۔

"ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنا بھی ہے۔"

مہتشم سنجیدہ ہوا تھا۔ اس نے ایک بیگ اٹھایا۔ اسے دیکھا دیکھی سب نے اپنا اپنا بیگ اٹھایا۔ حیمی اور جیمی نے ایک کی بجائے دو دو بیگ اٹھائے تھے۔ ایک ایک اپنا اور ایک براق کا اور دوسرا لائلہ کا۔ لائلہ نے کوئی بیگ نہیں اٹھایا تھا اس کی منزل مختلف تھی۔ پھر وہ سب تجوری سے نیچے کی طرف بڑھے۔

دوسری طرف فارس گاڑی چلاتا ہوا بینک سے کوئی تیس کلو میٹر دور آگیا تھا۔ اس کے پیچھے ابھی بھی پولیس کی گاڑیاں لگی ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ گاڑی روک کر پولیس کو سب بتائے مگر سامنے سکرین پر لگی ویڈیو اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔

منہا نے اپنی گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔پھر گن نکال کر فارس کی گاڑی کے ٹائر پر ماری۔نشانہ خالی گیا تھا۔اس سے پیچھے براق کی گاڑی تھی۔اس نے مہتشم کو کال ملائی۔

"جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے بھاگو کیونکہ اب یہ کھیل ختم ہونے والا ہے۔"

"ہم بس نیچے کی طرف آ گئے ہیں۔"وہ لوگ سب سے نیچے والے فلور پر تھے۔

منہا کو دیکھا دیکھی آگے بیٹھے پولیس والے نے بھی ٹائر پر فائرنگ کی۔گولی سیدھا جا کے ٹائر پر لگی تھی۔فارس کی گاڑی روڈ پر ڈس بلینس ہو رہی تھی۔تھوڑے ہی لمحے بعد گاڑی رک چکی تھی۔

دوسری جانب بم ڈفیوز ہو چکا تھا۔فارس کی گاڑی نکلتے ہی اس بندے کو سگنل مل چکا تھا۔اس سے زیادہ وہ پولیس کو بے وقوف بنا بھی نہیں سکتا تھا۔

چاروں پولیس والے اندر داخل ہوئے تھے۔وہاں سب لوگ ابھی تک ڈرے سہمے بیٹھے تھے۔

مہتشم نے بینک کے ایک کونے میں سے گول سا ڈھکن اٹھایا۔ڈھکن نیچے گٹر کی طرف کھلتا تھا۔اس پورے شہر کے نیچے گٹر بنایا گیا تھا جو جگہ جگہ نالوں میں کھلتا تھا۔یہی وہ راستہ تھا جدھر سے انہوں نے فرار ہونا تھا۔یہ سب راستے نقشے میں نہیں تھے جو براق نے منہا کو دیا تھا۔ان کے رشتے میں جھوٹ شامل ہوگیا تھا۔

مہتشم کے پیچھے پیچھے سب لوگ نیچے گٹر میں اترے تھے۔وہاں گندہ پانی بہہ رہا تھا اور بدبو حد سے زیادہ تھی۔لیکن بینک سے نکلنے کا اور

کوئی راستہ نہیں تھا۔یہ ایک پورے انڈر گراؤنڈ شہر کی طرح تھا۔جس میں چلنے کے کھلے کھلے راستے تھے۔

وہ اس اندھرے گٹر میں چلتے جارہے تھے۔گندہ پانی ان کے پاؤں کے ٹخنوں تک آرہا تھا۔ مہتشم نے بڑی ٹارچ جلائی اور سب کو کچھ کچھ راستہ دیکھائی دینے لگا۔

وہ چاروں پولیس والے ہال کے اندر سے ایک ایک کرکے سب کو باہر نکال رہے تھے۔سب لوگ زندہ سلامت تھے۔کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنی گاڑی سے نیچے اتری۔سب پولیس والے بھی روڈ پر گاڑی کھڑی کرکے فارس کی گاڑی کی طرف بڑھے۔فارس اپنی گاڑی سے

نکل چکا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی پولیس والوں کو اپنی بے وقوفی کو اندازہ ہو چکا تھا۔

منہا نے بے اختیار اپنا سر پیٹا۔ اسے پہلے ہی شک تھا لیکن وہ باقی لوگوں کے حساب سے چل رہی تھی۔ اسے خود سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا تھا۔

منہا نے فارس سے چند سوال کیے۔ وہ وہاں کا مینجر تھا اسے بینک کے ہر راستے کا پتہ تھا۔

پھر منہا نے بینک کے اندر موجود ایک پولیس والے کو کال ملائی۔ کال فوراً اٹھا لی گئی تھی۔

"یس میم۔" وہ جو ہال کے باہر کھڑا سب لوگوں کو نکال رہا تھا اس نے بات کا آغاز کیا۔

"وہ لوگ ہمیں بے وقوف بنا رہے تھے۔یہ گاڑی صرف ہمیں گمراہ کرنے کے لیے تھی۔وہ ابھی بھی بینک کے اندر موجود ہیں۔"اسے غصہ بھی تھا اور افسوس بھی۔

"میم ہم ابھی سارا بینک چیک کرتے ہیں۔"

"سارا بینک چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ لوگ ضرور انڈر گراونڈ گٹر کے راستے سے نکلے ہونگیں۔"منہا کو ان کا پلین سمجھ آچکا تھا۔

"ٹھیک ہے میم ہم ابھی چیک کرتے ہیں۔"اتنا کہہ کر اس نے فون کاٹا اور اپنے باقی ساتھیوں کو اپنے پاس بلایا۔وہ چاروں اب نیچے والے فلور کی طرف بھاگ رہے تھے۔

مہتشم اپنے گینگ کے ساتھ آگے کی طرف بھاگ رہا تھا مگر لائلہ صرف چل رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ پولیس ان کے پیچھے ضرور آئے گی۔لائلہ کو انہیں روکنے کا ٹاسک ملا تھا۔

دوسری طرف منہا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔براق اس کے پاس آیا۔منہا کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا شک اور بے یقینی تھی۔براق یہ محسوس کر چکا تھا۔

"آپ مجھ پر شک نہیں کر سکتیں۔"

"اس وقت مجھے خود پر بھی شک ہو رہا ہے۔ابھی میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔دوسروں کی بات مان کر ہی مجھے آج اتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔" اسے خود پر سب سے زیادہ غصہ تھا۔

"میں آپ کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"وہ یہ دل سے کہہ رہا تھا۔اس نے چاہے منہا کو اس چوری میں گمراہ کیا ہو لیکن وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

"ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔مجھے کہی جانا ہے۔"منہا کو سمجھ لگ گئی تھی کہ اب ان چوروں کا پیچھا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"کدھر جا رہی ہیں آپ؟"براق کو حیرت ہوئی۔

مگر منہا اگنور کرتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی۔ اس وقت وہ کسی کو کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی۔براق سمجھ گیا تھا کہ وہ تھوڑے غصے میں ہے۔اس وقت اسے وہی کرنے دینا چاہیے جو وہ چاہتی ہے۔

باقی پولیس والے بینک کی طرف دوبارہ روانہ ہو گئے تھے۔براق وہاں اکیلا کھڑا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

وہ چاروں پولیس والے بھی اس گٹر میں پہنچ چکے تھے۔وہاں کافی اندھیرا تھا۔ان کے قدموں کی چاپ لائلہ سن چکی تھی۔باقی گینگ کے لوگ کافی آگے جا چکے تھے مگر لائلہ وہی تھی۔

ایک پولیس والے نے دیوار پر لگے بورڈ پر ایک بٹن دبایا۔اس تنگ جگہ میں مختلف لائٹس آن ہوگئی تھیں۔ان لائٹس کی روشنی بہت کم تھی مگر راستہ دیکھا جا سکتا تھا۔یہ گٹر پہلے سیدھا جاتا تھا اور کوئی پچاس قدم کے بعد ایک موڑ تھا۔اس موڑ پر لائلہ کھڑی تھی۔اس نے پولیس والوں کی طرف جھانکا۔وہ آگے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

لائلہ کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔اس نے گن پولیس والوں کے پاؤں کی طرف چلانا شروع کی۔حملہ اچانک ہوا تھا۔وہ سب چوکنے

تھے۔ کچھ دیر بعد لائلہ نے فائرنگ روکی۔ وہ سب اپنے اپنے مورچے بنا کر چھپ چکے تھے۔ اب حملہ کرنے کی باری ان کی تھی۔ لائلہ کی طرف گولیوں کی برسات ہوئی تھی لیکن وہ دیوار سے پیچھے ہو کر خود کو ان گولیوں سے بچا چکی تھی۔

پولیس نے حملہ روکا تھا اور وہ آگے کی طرف بڑھے تھے۔ ابھی انہوں نے کچھ قدم ہی آگے بڑھائے تھے کہ لائلہ نے پھر حملہ شروع کیا۔ سب پولیس والے سائڈ پر دیوار کے ساتھ لگ گئے تھے۔ ان کے پاس چھوٹی چھوٹی گنز تھیں جن میں کچھ ہی بلٹس تھیں۔

کچھ لمحے مسلسل فائرنگ کے بعد لائلہ سانس لینے کے لیے رکی تھی۔ اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگ آگے بڑھے۔ پولیس اس کے تھوڑے قریب پہنچ چکی تھی۔ موقع دیکھ کر پولیس نے دوبارہ فائرنگ شروع کی۔ لائلہ نے بھی جان بوجھ کر انہیں فائرنگ

کرنے دی۔وہ چاہتی تھی کہ پولیس والوں کی بلٹس ختم ہوجائیں اور وہ کامیاب ہوئی تھی۔جب تک پولیس اس کے پاس پہنچی۔ان کی گن خالی ہوچکی تھی۔

لائلہ خود ان کے سامنے آئی۔وہ چاہتی تو صرف چند گولیوں کی بات تھی اور وہ سب وہاں ڈھیر ہو جاتے۔لیکن پھر اسے ان کے بچوں کا خیال آیا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اور بچہ اس کی طرح یتیمی کی زندگی گزارے۔

——☆☆☆☆☆——

منہا ایک ہسپتال کے وارڈ میں کھڑی تھی۔جن پولیس والوں کی گاڑی میں مہتشم لوگ بینک تک آئے تھے۔ان کو ہوش آچکا تھا۔

"مجھے تفصیل سے سب بتاؤ کہ آخر ہوا کیا تھا۔"منہا نے ایک سٹریچر پر لیٹے پولیس والے سے پوچھا۔

پھر اس نے منہا کو ساری کہانی بتائی کہ کس طرح لائلہ اور شیلا نے ان کو ٹریپ کیا اور پھر کس طرح ان کی گاڑی پر حملہ ہوا۔

"اور کوئی ایسی بات جو ہماری مدد کر سکے؟"

"جی میم جب انہوں نے ہمیں باندھ دیا تھا تو وہ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔"اس کی آنکھوں کے آگے صبح کا منظر چلنے لگا۔

وہ اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔اور اس کے ساتھ لائلہ اور مہتشم بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے۔اس نے ان کی باتوں پر غور کیا۔

"ہم چوری تو کرنے جا رہیں مگر اس میں بہت خطرہ ہے۔"لائلہ فکرمند تھی۔

"ارے دیکھو جتنا زیادہ خطرہ اتنا زیادہ فائدہ۔" مہتشم بولا تھا۔

"مختار شاہ ہمیں ہمارا حصہ تو دے گا نا؟"

"ہاں ہاں نہ دیا تو ہم اس کا پول کھول دیں گے۔"

"کیسا پول؟" لائلہ حیران ہوئی۔

"اس کے گھر کی اسٹڈی میں ایک کتابوں کی الماری کے پیچھے خفیہ کمرہ ہے۔ جدھر وہ یہ سارا چوری کا پیسہ رکھے گا۔" مہتشم نے پولیس والے کو دیکھا۔ وہ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ مہتشم لائلہ کو دیکھ کر پراسرار طریقے سے مسکرایا تھا۔ تیر نشانے پر لگا تھا۔ وہ ایک بار پھر پولیس کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

"میم اس نے مختار شاہ کا نام لیا تھا۔ ہمارے مشہور سیاست دان جو پچھلے ماہ ہی الیکشن ہارے ہیں۔"

"مگر وہ ایسا کیوں کریں گے؟" منہا کو تھوڑا عجیب لگا تھا۔

"ان سیاست دانوں کا کیا پتہ میم۔ اس دفعہ سیٹ نہیں ملی تو انہیں کرپشن کا موقع نہیں ملا۔ اس لیے ایسے چوری کروائی ہوگی۔ جن کو

حرام کھانے کی عادت ہوجائے وہ کبھی بھی حق حلال کا نہیں کھا سکتے۔"

منہا کوئی جواب دیے بغیر وہاں سے نکلی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ کی طرف ایک پولیس والا بڑھا۔اس نے وہ مشین گن زور سے اس کے سر میں دے ماری۔وہ گن اتنی بھاری تھی کی اس کا سر پھٹ چکا تھا اور وہ اس کی وقت بے ہوش ہوچکا تھا۔

اب مزید دو پولیس والے اس کی طرف بڑھے۔لائلہ نیچے کی طرف جھکی۔اس نے ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر زمین سے اٹھائے۔ان کا دوسرا پاؤں پہلے ہی ہوا میں تھا۔لائلہ کے پاؤں اٹھاتے ہی وہ دونوں منہ کے بل زمین پر گرے۔ابھی وہ اٹھتے کہ لائلہ نے ان کے اوپر وہی انڈا پھنکا جو بینک کے باہر اس نے سیکورٹی گارڈز پر پھینکا

تھا۔ تھوڑا تھوڑا دھواں ہونا شروع ہوگیا تھا۔مگر پانی کی وجہ سے دھواں اوپر نہیں آیا تھا اور نا ہی زیادہ پھیلا تھا۔وہ دونوں لیٹے لیٹے کھانس رہے تھے۔

اب رہ گیا تھا چوتھا پولیس والا۔اس نے لائلہ کی طرف گن تان رکھی تھی۔لائلہ اس کو دیکھ کر پراسرار طریقے سے مسکرا رہی تھی۔

"ہلنا مت ورنہ گولی مار دونگا۔"پولیس والا لائلہ کو دھمکی دے رہا تھا۔

لائلہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں گن نہیں تھی۔

"چلا گولی۔۔۔" لائلہ نے اسے چیلنج کیا تھا۔

NOVEL HUT

"میں واقعی چلا دونگا۔"

"تو چلانا دونوں کا وقت ضائع نا کر۔" وہ لاپرواہی میں بول رہی تھی۔

پولیس والے نے گولی چلائی تھی مگر گن خالی تھی۔وہ ہنسی تھی۔پولیس والے کے ہوش اڑے تھے۔

لائلہ نے کلا بازی کھا کر پولیس والے کو نیچے گرایا۔ابھی وہ اوپر اٹھتا کہ لائلہ نے اس کی ناک پر مکا مارا تھا۔پھر وہ مکوں کی برسات کرنے سے رکی نہیں۔اس نے پولیس والے کے پیٹ میں زوردار لات ماری تھی۔لائلہ نے لانگ بوٹ پہن رکھے تھے جو اس کے پیٹ پر کافی زور سے لگے تھے۔وہ خود کو سمبھال رہا تھا اور لائلہ اسے بری طرح مار رہی تھی۔اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنا شروع ہوگیا تھا۔

وقت کم رہ گیا تھا۔بینک کے باہر باقی پولیس والے آچکے تھے۔لائلہ نے اوپر ایک روشن دان سے باہر جھانکا۔یہ بینک کے پچھلے حصے پر ایک روڈ تھی۔اس نے روشن دان کا ڈھکن ہٹایا۔اور وہاں سے باہر نکلی۔باہر آکر اس نے اوپر سے پولیس کی جیکٹ اتاری۔لائلہ نے نیچے سیاہ ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔بینک کے ساتھ ہی چھوٹا سا مال

تھا اور اس کے آگے ہی پارکنگ میں بہت سے موٹر سائیکل کھڑے تھے۔وہ ان کی طرف بھاگی۔

پولیس بینک کے اندر آرہی تھی۔تبھی اس زخمی پولیس والے نے اپنی جیب سے فون نکال کر کال ملائی اور لائلہ کے فرار کے بارے میں آگاہ کیا۔باقی پورا گینگ جا چکا تھا۔صرف ایک لائلہ ہی تھی جو ان چوروں کو پکڑنے میں مدد کر سکتی تھی۔اندر آتی پولیس میں سے کچھ لوگ واپس باہر کی طرف بھاگے۔انہوں نے گاڑی جلدی سے سٹارٹ کرکے بینک کے پچھلے حصے کا رخ کیا۔

لائلہ نے وہاں ہر بائیک پر نظر دوڑائی۔مہتشم کا بتائی گی بائیک پہلی لائن میں ہی کھڑی تھی۔وہ سیاہ رنگ کی سپورٹس بائیک تھی۔اس نے جلدی سے بائیک کو باہر نکالا اسے سٹارٹ کیا۔اسے پیچھے سے پولیس کی گاڑی آتی دیکھائی دی۔لائلہ نے جلدی سے موٹرسائیکل کو

ریس دی اور ہیلمٹ پہن کر بائیک بھگائی۔پولیس اب اس کا پیچھا کر رہی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

براق اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔اس نے کوٹ اتار کر اسی طرح اپنی الماری میں لٹکایا۔(جیب میں وہ اصلی نقشہ ابھی تک موجود تھا۔)

پھر اس نے مہتشم کو کال ملائی۔مہتشم ابھی ابھی اس انڈر گراونڈ گٹر سے نکل کر روڈ پر آیا تھا۔روڈ بلکل سنسان تھا۔ادھر سے انہوں نے اپنے گودام تک جانا تھا۔

جب تک لائلہ پولیس کو اپنے پیچھے لگا کر رکھے گی تب تک وہ لوگ گودام میں پہنچ جائیں گے۔

یہی ان کا پلین تھا۔

مہتشم نے کال اٹھائی۔
"سب کچھ پلین کے مطابق ہوا۔" براق پرسرار مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔
"منہا کدھر ہے ابھی؟" مہتشم کا پہلا سوال تھا۔
"جیسا کہ میں نے کہا تھا۔منہا کیس کو وہاں سے حل کرے گی جہاں سے سب شروع ہوا تھا۔وہ انہی پولیس والوں سے ملنے گئی ہے۔"وہ منہا کی سائیکی سمجھ چکا تھا۔
"اور کیس حل ہونے کی بجائے مزید الجھ جائے گا۔" مہشم مسکرایا تھا۔کتنا اچھا لگتا ہے جب سب آپ کی مرضی سے ہو۔
"ہاں سارا شک مختیار شاہ پر جائے گا۔ویسے آپ کے بندے نے سہی خبر تو دی تھی نا؟"براق کو تھوڑا شک ہوا۔

"ہاں ہاں وہ بندہ بہت عرصے سے مختیار شاہ کے گھر کام کر رہا ہے۔ سٹڈی میں واقعی خفیہ کمرہ ہے جدھر وہ سارا کرپشن کا پیسہ رکھتا ہے۔ اب پولیس وہاں چھاپا مارے گی اور شک یقین میں بدل جائے گا۔" اب تک انہوں نے جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا تھا۔

براق کال کاٹ چکا تھا۔

("سوری میڈم جی آج میں آپ کے خلاف تھا۔ مگر اتنا سارا پیسہ کسے برا لگتا ہے؟") وہ اپنے ضمیر کو مطمین کر رہا تھا۔ براق کو یقین تھا کہ منہا اسے معاف کردے گی۔ کیا واقعی؟

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

لائلہ بائیک بھگا رہی تھی اور پولیس کی گاڑی اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ وہ جس تیزی سے بائیک چلا رہی تھی۔ پولیس کے لیے اسے پکڑنا مشکل ہو رہا تھا۔

پیچھے سے گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔گولی ٹائر پر ماری گئی تھی۔لائلہ وہاں سے کٹ مار کر پہلے ہی سائڈ ہو چکی تھی۔اب وہ روڈ کراس کر کے ایک پل پر آچکی تھی۔جس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا۔پانی بہت گہرا نہیں تھا اور نا ہی پل بہت اونچا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا پولیس اب زیادہ دور نہیں تھی ۔کچھ ہی لمحوں میں پولیس اس کے ساتھ ہوگی۔بچنے کا اب کوئی راستہ نہیں تھا۔لیکن اگر آج وہ پکڑی گئی تو اس کا پورا گینگ پھنس جائے گا۔اسے پورا گینگ عزیز تھا اور آج سب اس پر ڈیپنڈ کرتے تھے۔لائلہ کو وہ وقت یاد آیا جب مہتشم نے اسے جیل سے نکلوایا تھا۔وہ کتنی ڈری اور سہمی ہوئی تھی۔ مہتشم اس کے لیے فرشتہ بن کر آیا تھا۔اور آج مہتشم کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اس کے ہاتھ میں تھی۔لائلہ کچھ بھی ہو سکتی تھی مگر احسان فراموش نہیں۔

اس نے بائیک مزید تیز کی، اتنی زیادہ سپیڈ کی وجہ سے بائیک بے قابو ہو چکی تھی۔پیچھے آتی پولیس حیران تھی کہ آخر یہ کر کیا رہی ہے۔ کچھ لمحوں بعد پولیس کی گاڑی اس سے ایک قدم دوری پر تھی۔ پولیس نے گاڑی سائڈ پر کی۔اب لائلہ کا بائیک اور پولیس کی گاڑی بلکل ساتھ ساتھ تھے۔

"خود کو ہمارے حوالے کردو۔YOU ARE UNDER ARREST" گاڑی آگے کی طرف بھاگاتا ہوا پولیس والا بولا۔

"YOU KNOW WHAT? EAT MY DUST" لائلہ نے انہیں چڑاتے ہوئے چیخ کر بولا۔ابھی پولیس والا اس کے ٹائر پر گولی مارنے والا تھا کہ لائلہ نے بائیک فٹ پاتھ کی طرف گھمایا۔بائیک گھمانے کی وجہ سے جو پل پر مٹی تھی۔ وہ ہوا میں اڑی۔ مٹی سیدھا پولیس والے کی آنکھوں میں گئی تھی۔اس نے اپنی بات سچ کر کے

دیکھائی تھی۔بریک مار کر لائلہ سلطان نے بائیک کو فٹ پاتھ پر چھوڑا اور پل سے چھلانگ لگائی۔اس نے ہلیمٹ اتار کر نیچے پھینکا تھا۔اور پولیس یہ سب دیکھ کر حیران تھی۔وہ لڑکی کسی کی سمجھ میں آنے والی چیز نہیں تھی۔

لائلہ سلطان پانی میں اندر تک ڈوب چکی تھی۔پولیس نے نیچے جھانکا لیکن وہ پانی میں ایسے گم ہوئی جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہیں تھا۔

پانی میں آگ کا کیا حال ہوتا ہے؟

——☆☆☆☆☆——

رات کا وقت تھا۔مختیار شاہ کے بنگلے کے باہر پولیس اور میڈیا کا رش لگا ہوا تھا۔خبر بلکل سچی تھی۔اس خفیہ کمرے میں سے پیسوں کا ڈھیر ملا تھا۔اب مختیار شاہ جتنا بھی انکار کرے لیکن وہ پھنس چکا تھا۔

منہا پولیس کے ساتھ مختیار شاہ کو گرفتار کرتے ہوئے اس کے بنگلے سے باہر نکلی۔ میڈیا یہ سب کور کر رہا تھا۔ انہیں بینک کی چوری سے بھی بڑی خبر مل گئی تھی۔ چاہے مختیار شاہ نے چوری کی ہو یا نہیں مگر پولیس اب ایک نئے کیس میں پھنس چکی تھی۔

لیکن کوئی تھا جو اس جال میں نہیں پھنسا تھا۔

("یہ کیس اتنا آسان کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر وہ لوگ اتنی بڑی چوری کر سکتے ہیں تو وہ اپنے ہی لیڈر کا نام لینے کی بے وقوفی کیوں کریں گیں؟") اپنی گاڑی میں بیٹھ کر یہ باتیں منہا کے دماغ میں گھوم رہی تھیں۔ لیکن ابھی وہ کچھ نہیں بول سکتی تھی۔ کیونکہ سارے ثبوت کے مطابق یہ کیس مختیار شاہ کی گرفتاری پر ختم ہو چکا تھا۔

اس نے اپنے بیگ سے موبائل نکالا اور کوئی نمبر ڈائل کیا۔

کچھ ہی لمحوں میں کال اٹھا لی گئی تھی۔

"علی جس روڈ پر تم لوگوں کی گاڑی پر حملہ ہوا تھا وہاں کی لوکیشن مجھے ای میل کرو۔" براق شاید بھول گیا تھا کہ منہا کیس کی جڑ تک جائے گی۔اگر منہا کو اڈے کا پتہ چل گیا تو سب ختم۔

دوسری طرف سے اوکے کا جواب آیا تھا۔

وہ تھکی تھکی نظر آرہی تھی۔گھر جا کر اس نے سیدھا سونے کا ارادہ کیا تھا۔

ابھی وہ گاڑی سٹارٹ کرنے والی تھی کہ ایک رونگ نمبر سے اسے کال آئی۔

NOVEL HUT

منہا نے کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو سویٹ ہارٹ۔" ایک بھاری آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی اور یہ آواز سن کر منہا جیسے بت بن گئی تھی۔ماضی کے کچھ لمحے

اس کی آنکھوں کے آگے جھلکے تھے۔کیا ماضی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا؟

"کک ککو۔کو۔۔کوو کون؟"اس نے خود کو سمبھالتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے بھول گئی؟چلو میں خود یاد کروا دیتا ہوں۔میں سارم بول رہا ہوں بےبی۔"

اور یہ نام سن کر منہا کے ہوش اڑ چکے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

براق کی گاڑی گودام کے باہر رکی۔آج وہ بہت خوش تھا۔وہ پل بھر میں امیر ہونے والا تھا۔براق نے جلدی سے اندر کا رخ کیا۔پلاننگ روم میں سے سب کی جشن منانے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اندر میز پر پیسے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔اور سب خوشی میں ناچ رہے تھے۔براق ان کو دیکھ کر مسکرایا۔پھر وہ مہتشم کے ساتھ والی کرسی پر جا کر بیٹھا۔

براق نے تھوڑی دیر بعد کچھ کمی محسوس کی۔صرف وہی اس کی غیر موجودگی محسوس کرتا تھا۔

"لائلہ کدھر ہے؟" براق نے مہتشم کے کان میں پوچھا۔اور یہ سن کر مہتشم کو بھی تھوڑی فکر ہوئی۔اس نے وقت دیکھا۔رات کے نو بج رہے تھے۔لائلہ اب تک نہیں آئی تھی۔

"واقعی بہت دیر ہوگئی ہے اب تک تو اسے آجانا چاہیے تھا۔" مہتشم فکر مندی سے بولا۔

لائلہ کدھر تھی؟

——☆☆☆☆☆——

رات کے وقت اس پل پر تین پولیس والے کھڑے تھے۔وہ ابھی ابھی نیچے پانی میں سے واپس آئے تھے۔اسی لیے بھیگے ہوئے تھے۔زمین پر ایک لڑکی کی لاش پڑی تھی۔جو انہوں نے پانی سے نکالی تھی۔لاش کے اوپر سفید چادر ڈالی گئی تھی۔

"سر پانی میں سے اس لڑکی کی لاش ملی ہے۔"وہ کسی کو فون پر بتا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی لڑکی ہے جو ان چوروں کے ساتھ شامل تھی؟"دوسری طرف سے سوال ہوا تھا۔

"جی سر اور کون ہو سکتا ہے۔اس کا چہرا تو میں ہیلمٹ کی وجہ سے نہیں دیکھ پایا مگر کپڑے وہی ہیں۔"

اتنا کہہ کر اس نے کال کاٹی۔

"بے وقوف لڑکی خود کو ہمارے حوالے کر دیتی تو زیادہ سے زیادہ کچھ سال کی جیل ہوتی، اس طرح مرتی تو نا۔ کچھ زیادہ ہی چالاک بن رہی تھی۔"وہ طنز کر رہا تھا۔

NOVEL HUT

باب نمبر 4

منافق

شام کا وقت تھا۔پورا ادینبورگ بارش میں بھیگ چکا تھا۔وہ ایک بینچ پر بیٹھا اپنے خیالوں میں گم سم تھا۔اس کا لانگ کوٹ بارش میں گیلا ہو رہا تھا۔ٹوپی پہنے سر نیچے جھکائے وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ جو کہہ کر گئی تھی

ملیں گے ہم دوبارہ

کسی بھیگی شام میں
کسی بارش کے سنگم میں
کسی ڈوبے کل میں
کسی اداس رات میں
لیکن ملیں گے ہم دوبارہ
یہ وعدہ ہے میرا

وہ چار سال سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن بعض اوقات انتظار بہت لمبا ہو جاتا ہے۔ وہ جاتے جاتے اس کی خوشیوں بھری زندگی ویران کر گئی تھی۔ وہ زندگی جینے والا لڑکا اب بس زندگی گزار رہا تھا۔

"جانتا ہوں تمہارا آنا ممکن نہیں کیونکہ تم اب اس دنیا میں نہیں ہو۔ مگر یہ دل اس سچ کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔" بعض

اوقات سچ اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ ہم اپنے جھوٹ پر یقین کر لیتے ہیں تاکہ ہماری امیدیں ، ہمارے خواب نہ ٹوٹیں۔

"چار سال سے روز اس امید پر سوتا ہوں کہ صبح کا سورج مجھے نہ دیکھنا پڑے اور میں تم سے جا ملوں اُس جہاں میں۔"وہ اندر سے ٹوٹا ہوا تھا،ہارا ہوا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔ جیسے ماضی کی بری یادیں اس کی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چل رہی تھیں۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر بے اختیار اس کی آنکھ سے آنسو گرا۔پل بھر میں اس کا ماضی اس کے سامنے واپس آگیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کسے بتائے ۔کس سے مدد مانگے۔ منہا اپنے گناہوں کا کسی کو ہم راز نہیں بنانا چاہتی

تھی۔وہ اتنی کمزور تو نہیں تھی کہ اسے کسی کی ضرورت ہو مگر آج وہ خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔

اس نے اپنے فون کی فوٹو گیلری کھولی۔سامنے ہی اس کے باپ کی تصویر تھی۔منہا نے ان کی تصویر کو دیکھا۔اس کی آنکھیں بلکل اپنے باپ پر گئی تھیں۔آنکھ سے آنسو ٹپک کر موبائل کی سکرین پر گرا اور کچھ ماضی کے لمحے اسے یاد آئے تھے۔

وہ اٹھارہ سالہ منہا اپنے انگلینڈ والے اپارٹمنٹ کے ٹی وی لاونج میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھی تھی۔منہا کے اے لیول کا آخری سال تھا۔اسی سلسلے میں جہانزیب (منہا کے والد) انگلینڈ آئے تھے۔وہ کل رات ہی پہنچے تھے اور رات کو منہا گھر کافی لیٹ آئی تھی۔

"رات کو آپ کدھر تھیں؟" اپنے غصہ پر قابو پاتے ہوئے جہانزیب نے نرمی سے سوال کیا۔

"وہ میں دوستوں کے ساتھ باہر گئی تھی۔مجھے پتہ ہوتا کہ آپ آرہے ہیں تو میں کبھی نا جاتی۔"وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

"اتنی رات کو؟اور ان کے ساتھ آپ گئی کدھر تھیں؟" دوسرا سوال آیا تھا۔منہا اب نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔کچھ بھی ہو وہ اپنے باپ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتی تھی۔

"وہ میں وہ۔۔۔۔"اس سے جھوٹ نہیں بولا جارہا تھا۔

"آپ جانتی ہیں نا ہم صرف باپ بیٹی نہیں بلکہ اچھے دوست بھی ہیں اور دوستوں سے کچھ نہیں چھپاتے۔"وہ منہا کی گھبراہٹ سمجھ چکے تھے۔

"آپ کو سن کر بہت غصہ آئے گا۔مگر بابا سچ میں میں وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔مجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ میرے دوست وہاں جارہے ہیں۔" وہ شرمندہ تھی۔ اس کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے

NOVEL HUT

تھے۔جہانزیب صاحب نے نرمی سے منہا کا ہاتھ پکڑا۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"میں نے آج تک آپ پر غصہ کیا ہے؟ آپ مجھے سب بتا سکتی ہیں۔"وہ منہا کو اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہے تھے۔منہا نے نظر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھنا چاہا مگر نہیں دیکھ پائی۔پھر وہ ہمت کر کے بولنا شروع ہوئی۔

"میرے دوستوں نے مجھے بولا تھا کہ وہ لوگ گھومنے جا رہے ہیں تو میں بھی تیار ہو گئی۔مگر جب میں ان کے ساتھ گاڑی سے اتری تو وہ ایک ڈانس کلب تھا۔میں وہاں نہیں جانا چاہتی تھی لیکن ان سب کے اصرار کرنے پر میں ان کے ساتھ اندر چلی گئی۔بابا مجھ سے انجانے میں بہت بڑا گناہ ہو گیا۔میں۔۔۔۔میں نے وہاں ڈانس کیا

بابا میں۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔"اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے وہ پھوٹ کر روئی تھی۔

"اللہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔میں کیا کرو اب؟ میں اس شرمندگی کے مارے مرجاؤ گی بابا۔"وہ کسی بچے کی طرح آوازوں کے ساتھ رو رہی تھی۔جہانزیب نے افسوس کے ساتھ اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔مگر اپنی اولاد کے برے اعمال پر ان کو سمجھانا والدین کا فرض ہے۔

"آپ کو اپنے گناہ پر شرمندگی اور افسوس ہے ،تو یہ اچھی بات ہے۔جانتی ہیں احساسِ جرم بھی نصیب والوں کو ہوتا ہے۔ ورنہ بہت سارے لوگوں کو اپنا گناہ دکھائی بھی نہیں دیتا۔آپ خود کو خوش نصیب سمجھیں کہ اللہ نے آپ کو اس قابل سمجھا کہ آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکیں۔وہ چاہتا تو آپ کل رات ہی مر

جاتیں۔ لیکن اس نے آپ کو مہلت دی، اب اس مہلت کو ضائع نہیں کرنا۔"جہانزیب صاحب ہر حالات میں مثبت سوچتے تھے۔

"کیا اللہ مجھے معاف کردے گا؟"وہ بچوں کی طرح پوچھ رہی تھی۔

"اللہ معاف کردیتا ہے منہا لیکن اس کی بھی ایک شرط ہے کہ آپ اس گناہ کو جڑ سے چھوڑ دیں تاکہ آپ کی توبہ میں صداقت شامل ہو سکے۔یہ نہیں کہ آج افسوس ہوا تو چھوڑ دیا اور کل پھر وہی گناہ کر ڈالو۔"وہ اسے نرمی سے سمجھا رہے تھے۔ماں باپ کو اسی طرح اپنے بچوں کے گناہوں پر انہیں سمجھانا چاہیے۔

"اگر میں یہ گناہ کبھی دوبارہ نا کروں تو یہ میرا پیچھا تو نہیں کرے گا نا؟"جیسے اسے کسی چیز کا ڈر تھا۔

"جو گناہ اللہ کی رضا کے لیے چھوڑا جائے وہ آپ کا پیچھا کبھی نہیں کرتا۔"وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولے۔

"بابا آیئم سوری میں نے اپنی نادانی میں آپ کا مان توڑ دیا۔ کتنی امید سے آپ نے مجھے انگلینڈ بھیجا تھا۔آپ مجھے واپس لے جائیں۔میں نے آپ کا اعتبار توڑا ہے۔"وہ اب بھی اپنے باپ سے نظر نہیں ملا پارہی تھی۔

"ہاں مجھے افسوس ہوا یہ سب سن کر کیونکہ مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنے باپ سے جھوٹ نہیں بولا۔اور ویسے بھی جو لوگ آپ کے دل کے قریب ہوتے ہیں انہیں ایک دوسرا موقع تو دینا چاہیے۔اس لیے آپ ادھر ہی رہ کر اپنی پڑھائی مکمل کریں۔"وہ مسکرا کر بولے تھے اور منہا کو تسلی ہوئی۔

"بابا میں نے تو وہ گناہ زندگی میں کبھی دوبارہ نہیں کیا لیکن پھر بھی آج وہ میرے سامنے آکھڑا ہوا۔"وہ شکوہ کر رہی تھی۔

واقعی میں اس دن کے بعد سے جو منہا کو کلب وغیرہ کا کہتے تھے منہا نے ان سب سے دوستی توڑ دی تھی۔وہ دوبارہ مڑکر کبھی بھی رات کو ان میں سے کسی کے ساتھ باہر نہیں گئی۔وہ گناہ اس نے ایسے بھلا دیا تھا جیسے وہ اس کی زندگی میں تھا ہی نہیں۔وہ روز اس امید کے ساتھ اللہ سے معافی مانگتی تھی کہ اللہ اسے کسی کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہونے دے گا۔نہ ہی اس دنیا میں اور نہ ہی قیامت میں۔

——☆☆☆☆☆——

NOVEL HUT

کچھ گھنٹے پہلے

لائلہ نے چھلانگ لگاتے ہی اپنی جیب سے آکسیجن ماسک نکالا اور فوراً اسے لگایا۔یہ کام صرف چند سیکنڈ میں کیا گیا تھا۔وہ ہوا میں بہت تیزی سے نیچے کی طرف گر رہی تھی۔لیکن پانی میں داخل

ہوتے ہی اس کی رفتار آہستہ ہوگئی تھی۔وہ پانی کے اندر تھی۔اس نے اپنے ہاتھ پاؤں کی مدد سے تیرنے کی کوشش کی۔وہ پانی کے اندر تیر رہی تھی لیکن پانی اتنا گندہ تھا کہ اوپر پل پر کھڑے آدمی کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔وہ اب تیرتے ہوئے پل کے بلکل نیچے آگئی تھی۔اس نے اپنا منہ باہر نکالا ماسک اتارا اور کھل کر سانس لیا۔لیکن ابھی رکنے کا وقت نہیں تھا۔وہ دوبارہ تیرنا شروع ہوئی اور پل کے کنارے تک پہنچی۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا پولیس ابھی نیچے نہیں آئی تھی۔کنارے کے پاس چھوٹا سا جنگل تھا۔وہ جنگل کے اندر داخل ہوئی۔ٹھنڈے پانی سے باہر نکلنے کے بعد اس کا بدن گیلا پڑا تھا۔وہ سردی سے کانپ رہی تھی لیکن اس وقت وہ رک نہیں سکتی تھی۔اس نے جنگل کا رخ کیا۔

لائلہ اندر جنگل کے درختوں کے بیچ میں بھاگتی ہوئی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور جنگل میں اندھیرا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ وہ کافی تیز بھاگ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ جلد ہی جنگل سے باہر نکل آئی تھی۔ اس کے سامنے ایک سنسان سڑک تھی۔ وہ ابھی بھی اپنے پیچھے دیکھتے ہوئے سڑک کراس کر رہی تھی۔

سڑک پر ایک موٹر ہوم اس کے قریب آتی دیکھائی دی۔ لائلہ اپنی ہی دھن میں سڑک پر بھاگ رہی تھی۔ موٹر ہوم سیاہ رنگ کی تھی اور آگے ڈرائیونگ سیٹ پر وہ بیٹھا تھا۔

سیاہ رنگ کی جیکٹ کے نیچے سیاہ ہی رنگ کی ٹی شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔ ہاتھ میں راڈو کی گھڑی اور آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا تھا۔ اس کا رنگ صاف اور سفید تھا۔ لائلہ کو سامنے دیکھ کر اس

نے موٹر ہوم کو بریک لگائی۔ اگر وہ بریک نا لگاتا تو لائلہ موٹر ہوم کے نیچے آجاتی۔

بریک کی آواز سن کر لائلہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ بھی غصے میں اپنی موٹر ہوم سے اترا اور تیز قدم اٹھاتا لائلہ کی طرف بڑھا۔ وہ دراز قد تھا مگر عمر میں تھوڑا کم لگتا تھا۔ لائلہ اپنی جگہ پر ساکن کھڑی تھی۔

"بی بی تمہیں روڈ کراس کرنا نہیں آتا؟" اس نے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتارا۔ اس کی آنکھیں گہرے نیلے رنگ کی تھی جیسے نیلا آسمان ہو۔ بائیں آنکھ میں تل تھا جو کہ بے حد دلکش لگ رہا تھا۔ لیکن لائلہ نے اتنا غور نہیں کیا تھا۔

"تمہیں کیا مسئلہ میں جیسے مرضی روڈ کراس کروں۔" وہ آگے سے تپی تھی۔

"بھاگ تو تم ایسے رہی تھی جیسے تمہارے پیچھے پولیس لگی ہو۔"یہ سن کر لائلہ کو تھوڑی گھبراہٹ ہوئی تھی۔

"میں بچوں کے منہ نہیں لگتی اس لیے میرے آگے سے ہٹو اور مجھے جانے کا راستہ دو۔"وہ اسے چڑاتے ہوئے بولی تھی اور ازلان چڑ چکا تھا۔

"میں پورے اکیس سال کا ہوں محترمہ۔"

"میں تم سے بہت بڑی ہوں تو تم میرے آگے بچے ہی ہو۔"لائلہ اس سے پانچ یا چھ سال بڑی تھی۔لیکن وہ اس لڑکے کے سامنے کھڑی اس سے چھوٹی لگ رہی تھی۔

"ہاں تو کیا ہوا؟ عمر سے کیا ہوتا ہے قد تو میرا ہی لمبا ہے۔"وہ بچوں والے جواب دے رہا تھا۔

"دیکھو زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میرا قد بلکل سہی ہے تم کچھ زیادہ ہی لمبے ہو۔"لائلہ کو قد والی بات بری لگی تھی۔دونوں ایک دوسرے کے لیے انجان تھے لیکن بات ایسے کر رہے تھے جیسے ایک دوسرے کو بہت عرصے سے جانتے ہیں۔

"ویسے یہ تم گیلی کیوں ہو رہی ہو؟" اس نے لائلہ کو سردی میں کانپتے دیکھا۔

"تم اتنا فری کیوں ہو رہے ہو؟سوال ایسے کر رہے ہو جیسے میرے بھائی ہو۔"لائلہ آگے چلنے کے لیے بڑھی تھی۔وہ وقت برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تمہارے بھائی ہو میرے دشمن۔مجھے تمہارا بھائی بننے کا کوئی شوق نہیں۔"لائلہ نے اسے مڑ کر گھورا تھا۔

"ویسے تم چاہو تو میرے کپڑے پہن سکتی ہو بس تھوڑے لمبے ہی ہوں گے۔"وہ لڑکا جسے اپنے کپڑوں سے عشق تھا۔ وہ لائلہ کو اپنے کپڑے آفر کر رہا تھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔میں جلدی میں ہوں۔" اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"دیکھ لو ازلان خان کے کپڑے قسمت والوں کو ملتے ہیں۔"وہ ناز کر رہا تھا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو؟"لائلہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ادھر کھڑی اپنا وقت برباد کیوں کر رہی تھی۔

"حد ہے ایک تو میں بھلائی کرنا چاہ رہا ہوں اور اوپر سے تم مجھے پاگل کہہ رہی ہو۔"وہ برا مان گیا تھا۔

ہو یک دم تیز ہو گئی تھی۔ سردی کے موسم میں وہ دونوں اس اندھری اور سنسان سڑک پر کھڑے فضول کی بحث کر رہے تھے۔ لائلہ پہلے سے زیادہ کانپنا شروع ہو گئی تھی۔ اس نے ابھی بہت آگے جانا تھا اور اس کا بیمار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"مگر سوٹ میں اپنی مرضی کا پہنو گی۔" وہ مان گئی تھی۔

"جی مناسب۔" وہ طنز کر رہا تھا۔

لائلہ اگنور کرتی ہوئی موٹر ہوم کے اندر داخل ہوئی۔ وہ باہر ہی کھڑا تھا۔ موٹر ہوم کے اندر ایک سنگل بیڈ اور دو کرسیاں بڑے شان سے لگی ہوئی تھی۔ بیڈ کے سامنے ہی ٹی وی لگا ہوا تھا۔ اندر ایک چھوٹا سا واش روم بھی تھا۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے کی طرح تھا جو کہ نہایت صاف ستھرا اور پیارا لگ رہا تھا۔ سائڈ پر ہی چھوٹی سی الماری تھی۔ جس میں کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ اس نے نیلے رنگ کا شلوار

قمیض نکالا اور اسے پہننے لگی۔ شیشے ٹنٹڈ تھے اس لیے باہر سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا تھا۔لائلہ نے ازلان کو باہر کسی سے فون پر بات کرتے دیکھا۔اس کے دماغ میں عجیب سے خیال آرہے تھے۔اگر ازلان نے پولیس کو بلا لیا؟

"یہ جتنا معصوم دکھ رہا ہے اتنا ہے نہیں۔"دماغ نے سگنل دیا تھا۔لائلہ نے بیڈ کے ساتھ والی کھڑکی کھولی باہر چھلانگ لاگئی۔ازلان دوسری طرف کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔وہ اس سے چھپ کر دوسرے طرف بھاگی۔

تھوڑی دیر بعد ازلان جب کھڑکی کھلی دیکھ کر اندر آیا تو بیڈ پر لائلہ کے جوتوں کے نشان تھے۔اس نے بیڈ کے اوپر چڑھ کر باہر چھلانگ لگائی تھی۔اور اپنی بیڈ شیٹ گندی دیکھ کر ازلان کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"لائلہ کدھر ہے؟" اس نے مہتشم کے کان میں پوچھا۔ اور یہ سن کر مہتشم کو بھی تھوڑی فکر ہوئی تھی۔ اس نے وقت دیکھا رات کے نو بج رہے تھے۔ لائلہ اب تک نہیں آئی تھی۔

"واقعی بہت دیر ہو گئی ہے۔ اب تک اسے آجانا چاہیے تھا۔" مہتشم فکر مندی سے بولا۔

تبھی لائلہ اندر داخل ہوئی۔ اس نے وہی نیلے رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا۔ لائلہ کو آج شلوار قمیض میں سب نے پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ سب اسے گھور رہے تھے۔ شیلا نے آگے بڑھتے ہوئے اسے گلے لگایا۔

لائلہ کی نظر مہتشم سے ملی اور وہ دونوں پراسرار طریقے سے مسکرائے۔

لائلہ اپنے خیال میں گم ہوئی تھی۔
پلاننگ والے دن جب سب لوگ جا چکے تھے تب مہتشم لائلہ کو اس کا ٹاسک سمجھا رہا تھا۔
"جانتی ہو سب سے مشکل کیا ہے؟پولیس کو اپنے پیچھے آنے سے روکنا۔وقتی طور پر ہم انہیں گمراہ کر سکتے ہیں مگر فارس کے باہر جاتے ہی سمجھو گیم ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"لائلہ بہت غور سے سن رہی تھی۔
"تم پولیس کو اپنے پیچھے لگاؤ گی۔انہیں ایسا ہی لگنا چاہیے کے تم پھنس گئی ہو۔وہ ہمیں چھوڑ کر تمہارا پیچھا کریں گے۔تمہیں پاس والے مال کی پارکنگ سے میرا بائیک مل جائے گا۔اس کو لے کر اس پل تک آنا۔"وہ نقشے پر ہاتھ رکھے اسے راستہ بتا رہا تھا۔اور لائلہ کو یہ ایڈونچر سن کر ہی مزہ آرہا تھا۔وہ خطروں کی کھلاڑی تھی۔

"تم اس بہتے پانی میں چھلانگ لگاؤگی۔پانی بہت گہرا نہیں ہے تمہیں بس خود کو سمبھالتے ہوئے پل کے نیچے آنا ہے۔ وہاں سے اس جنگل کی طرف بھاگنا۔" مہتشم اسے نقشے پر ہر جگہ بتا رہا تھا۔

"لیکن اگر میری لاش انہیں پانی میں نہیں ملی تو وہ میرا پیچھا کرنے ضرور آئیں گے۔"سوال بلکل درست تھا۔

"سرد خانے سے ایک لاش چوری کرکے اسے پانی میں پھینک دینا کونسا مشکل ہے؟" وہ مسکرایا تھا۔

"کیا ہوگیا ہے سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"وہ حیران تھی۔

"سب نے پہلی بار تمہیں اس حالت میں دیکھا ہے۔"شیلا اس کے کان میں بولی تھی۔واقعی لائلہ سلطان نے پہلی بار شلوار قمیض پہنی تھی اور وہ اس پر بہت اچھا لگ رہا تھا۔

اسے زندہ سلامت دیکھ کر براق کو تسلی ہوئی تھی۔اسے لائلہ سے دلی ہمدردی تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر لائلہ کی طرف بڑھا۔

"شکر ہے تم آگئی ورنہ مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کہی تمہیں کچھ ہوتو نہیں گیا۔"براق اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں لائلہ سلطان ہوں تم نے مجھے ہلکا لے لیا۔"وہ جتا رہی تھی اور براق مسکرایا تھا۔

"ہاں جانتا ہوں تم بہت بہادر ہو۔اب جاکے آرام کرو تھک گئی ہوگی۔اپنا خیال رکھا کرو لڑکی۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا اور لائلہ کو بس اس کی ہی سمجھ آتی تھی۔

"ہاں پہلے نہا لوں پھر آرام کروں گی۔"وہ کافی تھکی ہوئی تھی۔

"سونے سے پہلے قہوہ ضرور پی لینا ٹھنڈا لگ جائے تمہیں۔"وہ فکر مند ہوا تھا۔

"ہاں ضرور۔"لائلہ اسے دیکھ کر بولی تھی۔پاس کھڑی شیلا دونوں کو باتیں کرتا دیکھ ہلکا سا کھانسی۔لائلہ اور براق اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"تم دونوں کی بات ہوگئی ہوتو لائلہ چلیں؟ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"شیلا نے لائلہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ہاں میں ویسے بھی بس جارہا ہوں۔"براق نے مہتشم کی طرف قدم بڑھائے۔

"تم چلو زرا اوپر۔" لائلہ حیران تھی کہ آخر ایسی کیا بات ہے؟

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

براق اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہورہا تھا۔اسے سامنے سے منہا اپنے گھر سے نکلتی دیکھائی دی۔اتنی رات کو وہ کہاں جا رہی تھی؟اس نے منہا کی طرف رخ کیا۔

"آپ اس وقت کدھر جارہی ہیں؟"اس نے منہا کو دیکھ کر بولا۔
"تھوڑی طبیعت خراب ہے۔سوچا ڈاکٹر سے چیک اپ کروا آؤں۔"وہ آج بجھی بجھی لگی رہی تھی۔اسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ وہ بیمار ہے۔

براق نے منہا کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے دیکھتے ہوئے اجازت طلب کی۔منہا نے بے اختیار ہاں میں سر ہلایا تھا۔دوسرے ہی لمحے اس نے منہا کا ہاتھ پکڑا تھا۔براق کو اپنا دل بہت تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔جیسے دل ابھی نکل کر باہر آجائے گا۔اس نے آج پہلی بار منہا کو چھوا تھا۔کچھ لمحوں کے لیے وہ منہا کا ہاتھ چھوڑنا بھول گیا تھا۔جیسے وقت تھم گیا تھا اور دنیا کی ہر چیز رک گئی ہو۔منہا کو اس کا ہاتھ پکڑنا برا نہیں لگا تھا۔وہ خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد خود پر قابو پاتے ہوئے براق نے منہا کے ماتھے کو ہاتھ لگایا۔ وہ واقعی بخار میں تپ رہی تھی۔

"آپ کو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔ چلیں میرے ساتھ میں لے جاتا ہوں آپ کو ڈاکٹر کے پاس۔" اس نے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ منہا بھی ہوش میں واپس آئی۔

"میں خود چلی جاتی ہوں۔ تمہیں ویسے ہی زحمت ہوگی۔" وہ آج عجیب برتاؤ کر رہی تھی۔ منہا ذہنی طور پر کسی بات میں الجھی ہوئی تھی۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ اکیلی جائیں تو مجھ پر لعنت ہے۔ چلیں میری گاڑی میں۔" اس نے منہا کو چلنے کا اشارہ کیا۔ بنا کچھ بولے منہا اس کی گاڑی کی طرف بڑھی۔

"یہ سوٹ کس کا ہے؟" کمرے میں آتے ساتھ شیلا کا پہلا سوال یہی تھا۔

"ایک پاگل راستے میں ملا تھا، پیچھے ہی پڑگیا تھا۔" ازلان کی باتیں اس کے دماغ میں گھومی تھیں۔

"کون پاگل اپنے کپڑے کسی کو دیتا ہے۔" وہ حیران ہوئی تھی۔

"خیر چھوڑو، یار شیلا ہم سب امیر ہوگئے ہیں۔ جیسے یہ کوئی خواب ہو۔" وہ بہت خوش تھی۔

"ہاں یار میں تو پورا مال خرید لونگی اتنے پیسوں سے۔"

"مہتشم جانے دے ہی نہ دے مال تمہیں۔" وہ پھر رئیلٹی ی چیک دے رہی تھی۔

"براق ہے نا تم اسے بولنا وہ مہتشم سے بات کرے گا۔" شیلا نے فوراً حل نکالا تھا۔

"مہتشم سے بات تو میں خود بھی کرلوں گیں۔تم بتاؤ تم نے کیا بات کرنی تھی؟"

"یار وہ۔۔۔۔" شیلا کو سمجھ نہیں آیا وہ کیسے بتائے۔

"ڈرامے نہ کرنا سیدھی بات کرو۔"وہ دو ٹوک لہجے میں بولی تھی۔

"احمر نے مجھ سے معافی مانگی ہے اور دوبارہ ریلیشن شپ کی آفر کی ہے۔"اس نے بھی سیدھی بات کی تھی۔

"تم اب بھی اسے یاد کرتی ہو؟" لائلہ نے سوال کیا تھا۔

"ہاں بہت زیادہ مگر میں اس کے ساتھ دوبارہ ویسا ہی تعلق نہیں بنانا چاہتی جس میں صرف اس کی مرضی چلے اور ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ وہ صرف اپنی سنتا ہے۔"اس وقت وہ الجھی ہوئی تھی۔

"میں ایسا کیا کروں کہ وہ مجھے بھول جائے۔"

"تم بار بار وہ لمحے یاد کرو جب اس نے تمہیں تکلیف دی۔وہ اذیت، وہ تکلیف جب تم دوبارہ محسوس کرو گی تو فیصلہ کرنا خود ہی آسان ہوجائے گا۔"وہ اسے سمجھا رہی تھی۔

"لیکن اس نے خوشیاں بھی تو بہت دی ہیں۔"

"ہاں میں جانتی ہوں اس نے تمہیں بہت خوش بھی رکھا ہے مگر دیکھو جن رشتوں کا کوئی انجام ہی نا ہو انہیں ختم کر دینا چاہیے۔جب اس نے تم سے شادی ہی نہیں کرنی تو کیا فائدہ ایسے ریلیشن کا؟"

"یار شاید اس بار وہ شادی کے لیے مان ہی جائے۔"

"تم اس وقت الجھی ہوئی اس لیے بہتر ہے کچھ دنوں بعد سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔"

"میں احمر سے بات کر کے دیکھتی ہوں۔وہ اس بار انکار نہیں کرے گا مجھے یقین ہے۔"وہ ارادہ کر چکی تھی۔لائلہ بنا کچھ بولے واش کی طرف بڑھی۔

—☆☆☆☆☆—

براق منہا کے ساتھ ہسپتال سے باہر نکل رہا تھا۔ڈاکٹر نے کچھ گولیاں دی تھیں۔جن کا شاپر براق نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔
"کمال ہے آپ نے صبح کے بعد کچھ نہیں کھایا۔اسی لیے بی پی بھی کم تھا آپ کا۔"وہ اسے بچوں کی طرح ڈانٹ رہا تھا۔
"صبح سے چوری والے معاملے میں اتنا الجھی ہوئی تھی کہ کچھ ہوش ہی نہیں تھی۔"وہ اصل بات گول کر گئی تھی۔کیا اسے براق کو بتانا چاہیے؟نہیں براق اس کے بارے میں کیا سوچے گا؟

"ڈاکٹر نے آپ کو ٹیکا لگایا ہے جس کی وجہ سے آپ کو اچھی نیند آئے گی۔جب ڈاکٹر کہہ رہی تھی کہ ادھر ہسپتال میں ہی لیٹ جائیں ،تو آپ کیوں نہیں لیٹی؟" وہ پھر ڈانٹ رہا تھا۔

"گھر ایسے ہی اکیلا چھوڑ دوں؟امی وغیرہ بھی ایک دو دن میں آئیں گی۔"وہ سڑک کراس کرکے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

"میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"اس نے منہا کو گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر بولا۔منہا نے ہاں میں سر ہلا دیا۔آج وہ کسی بات پر بھی بحث نہیں کر رہی تھی۔

"یہ گاڑی اندر سے لاک کر لیں اور شیشے بھی اوپر کر لیں میں آتا ہوں بس۔"وہ اسے اکیلا گاڑی میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا لیکن اسے ساتھ بھی نہیں لے کر جا سکتا تھا۔اس نے منہا کو گاڑی کی چابی دی تاکہ وہ گاڑی سٹارٹ کرکے ہیٹر آن کرلے۔رات کے بارہ بجے گاڑی روڈ پر

اکیلی تھی ، اسی لیے براق زیادہ فکر مند تھا۔ وہ ہسپتال کی کینٹین کی طرف قدم بڑھا رہا تھا اور منہا نے گاڑی اندر سے لاک کر کے تھوڑی تھوڑی آنکھیں بند کیں۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ ٹیکے کی وجہ سے سو چکی تھی۔

براق کینٹن سے جوس اور کچھ کھانے کی چیزیں لے کر گاڑی کی طرف واپس آرہا تھا۔ وہ واپس گاڑی کے پاس پہنچا تو منہا اندر سو رہی تھی۔ منہا اتنی گہری نیند سو رہی تھی کہ براق نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن گاڑی لاک تھی۔ اس نے جیب میں ہاتھ مارا تو اسے یاد آیا کہ چابی تو وہ منہا کو ہی دے گیا تھا۔

وہ باہر کھڑا منہا کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ منہا اندر سوتی ہوئی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اس کی زلفیں بکھری ہوئی تھیں جنہیں وہ سمیٹنا

چاہتا تھا۔براق اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔پھر گاڑی سے ٹیک لگا کرہاتھ باندھ کر وہی کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہلکی ہلکی نیند کے آغوش میں آچکا تھا۔

براق اس سردی میں باہر روڈ پر تو کھڑا ہو سکتا تھا مگر منہا کی نیند خراب نہیں کر سکتا تھا۔وہ پوری رات باہر روڈ پر گاڑی سے ٹیک لگائے سوتا اور جاگتا رہا۔

جب صبح کا سورج نکلا تو گاڑی پر روشنی پڑی۔روشنی کی وجہ سے منہا کی یک دم آنکھ کھلی۔باہر گاڑی سے ٹیک لگائے براق کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔پھر اسے احساس ہوا کہ وہ گاڑی اندر سے لاک کرکے خود سوگئی تھی۔منہا مسکرائی تھی۔براق صرف اس کے لیے پوری رات اس ٹھنڈ میں باہر سویا۔منہا نے گاڑی سے باہر قدم

رکھا تو براق بھی نیند سے بیدار ہو چکا تھا۔ اس نے منہا کو شال لپیٹے خود کی طرف آتے دیکھا۔

"کاش میری ہر صبح اتنی ہی حسین ہو۔" اس نے ہلکا سا بولا تھا جو کہ منہا کو سنائی نہیں دیا تھا۔

"تم ساری رات باہر کھڑے رہے میرے ساتھ خود بھی بیمار ہونے کا ارادہ ہے؟" وہ براق کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ اتنے مزے سے سو رہی تھیں۔ جگانا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔" وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

"گھر چلیں؟" وہ اداس اداس لگتی تھی۔

"کوئی بات ہوئی ہے؟" براق نے اس کا بجھا ہوا چہرا دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کچھ چھپا رہی ہیں۔"وہ اس کی طرف دیکھ کر بول رہا تھا۔

"نہیں یار تم گھر چلو ابھی۔"وہ چڑتے ہوئے بولی۔

"ہاں جیسا آپ کہیں۔" وہ گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔منہا بھی واپس گاڑی میں بیٹھی۔

——☆☆☆☆☆——

رات کا وقت تھا۔براق ایک عالی شان ہوٹل میں بیٹھا کسی کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے سیاہ پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔آج اس نے مراد اور اس کی بیوی(شانزے) کو کھانے پر باہر دعوت دی تھی۔منہا کے لیے سوپ وہ بنا کر اسے دے آیا تھا۔

ابھی وہ مراد کو کال کرنے ہی والا تھا کہ سامنے سے مراد شانزے کے ساتھ آتا ہوا دیکھائی دیا۔شانزے نے سیاہ رنگ کا گاؤن پہن رکھا

تھا۔سر پر لال رنگ کا ڈپٹا تھا۔آنکھوں میں سرمہ لگائے وہ اچھی لگ رہی تھی۔

مراد اور شانزے براق کے بلکل سامنے آکر بیٹھے تھے۔ان کے آتے ہی براق نے کھانے کا آڈر دیا۔

"بھابھی صرف آپ کی وجہ سے میں اس کو بھی کھانا کھلا رہا ہوں۔"اس نے مراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

"تو جو مرضی کرلے میں اپنا بل نہیں دینے والا۔" وہ بھی ڈھیٹ تھا۔

"بھابھی یہ بہت کنجوس ہے شروع سے۔آپ کو تو تنگ نہیں کرتا شاپنگ کے معاملے میں؟"اس نے شانزے کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔شانزے جو دونوں کی باتیں چپ کر کے سن رہی تھی وہ براق کی طرف مڑی۔

"نہیں نہیں میں جتنی مرضی شاپنگ کرلوں یہ کبھی انکار نہیں کرتے۔"وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"میں نے سنا تھا محبت انسان کو بدل دیتی ہے اورآج دیکھ بھی لیا۔واقعی محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے۔"وہ ان دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر بولا تھا۔

"غلط نفرت محبت سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔نفرت کا رشتہ اتنا گہرا ہوتا ہے کہ انسان ہر وقت صرف اپنے دشمن کے نقصان کے بارے میں ہی سوچتا رہتا ہے۔نفرت آپ کے اندر کا وہ جانور جگا دیتی ہے جو انسان کی صیح اور غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔"وہ ایک پرسرار طریقے سے بولی تھی۔براق نے مراد کی طرف دیکھا تھا۔مراد نے بات سمبھالنے کی کوشش کی۔

"ارے تم دونوں کس بحث میں پڑ گئے ہو چھوڑو ان باتوں کو۔"اس نے شانزے کا ہاتھ پکڑ کر اسے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔شانزے نے منہ موڑ لیا تھا۔جو بھی تھا براق کو یہ لڑکی بہت عجیب لگی تھی۔

"دو دن بعد تیرا برتھ ڈے ہے کیا پلین ہے پھر تم دونوں کا؟" براق نے خود بھی بات بدلی۔

"شانزے تو گلگت جارہی ہے اس کے ابو کی برسی ہے تو ہمارا کوئی پلین نہیں۔اب تو ہی سرپرائز دے گا مجھے۔"وہ بڑے حق سے بولا تھا۔

"بھائی مجھے تیری آج تک سمجھ نہیں آئی تو خود ہی اپنی برتھ ڈے کا سرپرائز کیسے مانگ لیتا ہے؟میں پچھلے دس سالوں سے تجھے سرپرائز دے دے کر تنگ آگیا ہوں۔تھوڑا بڑا ہوجا اب۔" وہ ہنسا تھا اس پر۔

"ہاں اور اس بار بھی تو ہی سرپرائز دے گا میں نے بول دیا ہے۔"وہ جیسے حکم دے رہا تھا۔براق ابھی کوئی جواب دیتا کہ کھانا آچکا تھا۔اس نے ہار مانتے ہوئے کھانا شروع کیا۔

کھانے سے فارغ ہوکر ویٹر نے ان تینوں سے ان کا نام اور ریویو ایک پیپر پر لکھنے کا بولا۔پہلے شانزے نے ریویو لکھا پھر مراد اور پھر براق نے۔

شانزے نے اپنا نام "شانزے مراد" لکھا تھا اور اس نام کو دیکھ کر براق مسکرایا تھا۔ایسے ہی ایک دن منہا بھی "منہا براق" لکھے گی۔سوچ کر ہی اسے خوشی ہو رہی تھی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنے کمرے میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔ساتھ پڑا موبائل بجا تھا۔نمبر سارم کا تھا۔کال دیکھتے ہی اسے عجیب سی الجھن ہونے

لگی تھی۔اس نے پہلے تو کال کاٹنا چاہی مگر پھر ہمت کر کے کال اٹھائی۔وہ خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"وہ غصے میں بولی تھی۔

"وہ بات اصل میں یہ ہے کہ تمہاری وہ اُس رات کی تصویریں میری گیلری میں کب سے پڑی ہیں۔"اور جس بات کا منہا کو ڈر تھا وہی ہوا۔وہ جہاں بیٹھی تھی وہی جم گئی تھی۔

"تمہیں واٹس ایپ کر رہا ہوں دیکھ کر بتاؤ کہ اپنی انسپکٹر کو ایسی حالت میں دیکھ کر لوگوں کو کیسا لگے گا؟" وہ طنز کر رہا تھا۔منہا نے کان سے فون ہٹایا اور واٹس ایپ کھولا۔

وہ اٹھارہ سالہ منہا ٹوپ اور جینز میں ایک کلب میں کھڑی ناچ رہی تھی۔یہ دیکھ کر منہا کو گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ پچھلے دس سالوں سے منہا ہر نماز میں اپنے اللہ سے اس گناہ کی معافی مانگی

تھی۔وہ انجانے اور کم عمری میں جو کچھ کر گئی تھی ۔آج اس کے سامنے دوبارہ آکھڑا ہوا تھا۔وہ خود کو یوں رسوا ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"سوچ رہا ہوں کسی بڑے سے پیج پر تمہاری یہ تصاویر دے دوں۔لوگ بھی تو دیکھیں کہ تم اپنی جوانی میں کیا کچھ کرتی آئی ہو۔"وہ اسے ڈرا رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" وہ خود کے آنسو کنٹرول کر رہی تھی۔کیا اس کی دس سال کی توبہ ضائع گئی تھی؟کیا کوئی گناہ چھوڑ دینے سے وہ مڑ کر واپس نہیں آتا؟

"اب آئی نا تم کام کی بات پر میں بس تمہارے ساتھ مل کر کچھ لمحے رنگین کرنا چاہتا ہوں۔پھر تم خود میرے موبائل سے یہ تصویریں

ڈیلیٹ کر دینا۔"منہا کو اس کی نیت سمجھ آچکی تھی۔وہ اب بھی اُسی طرح گھٹیا تھا۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر اور تمہاری اس آفر پر۔آئندہ مجھے کال کرنے کی کوشش کی تو سیدھا جیل میں جاؤ گے۔آئی بات سمجھ میں؟"وہ الٹا اسے ہی دھمکی دے رہی تھی۔

"جیل کی دھمکی کسی اور کو دینا۔تمہارے پاس میری بات ماننے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔ورنہ جو ذلت میں تمہیں دونگا اس کو تم برداشت نہیں کر سکوگی۔"اب کے وہ چلایا تھا۔منہا نے فون بند کر دیا تھا۔وہ اب اور برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

رسوائی کا خوف ہی اسے رونے پر مجبور کر رہا تھا۔وہ رونا شروع ہوئی تو رکی نہیں۔آج عرصے بعد اس نے خود کو بے بس محسوس کیا تھا۔کوئی بھی لڑکی سب برداشت کر سکتی ہے مگر اپنی ذلت

نہیں۔جو لوگ اسے فخریہ نظر سے دیکھتے تھے اب وہ اسے ایک حقارت بھری نگاہ سے دیکھیں گیں۔انسان کا ایک گناہ اس کی سو اچھائیوں پر بھاری پڑ جاتا ہے۔

اسے اپنے کمرے کا دروازہ ناک ہوتا محسوس ہوا۔کوئی باہر کھڑا تھا۔منہا نے اپنے آنسو صاف کیے اور دروازہ کھولا۔سامنے ہی براق کھڑا تھا۔ہاتھ میں آئسکریم تھی۔وہ آج پھر دیوار سے چھلانگ لگا کر اندر آیا تھا۔

"تم یہاں؟" اس نے آنکھیں نیچے کرتے ہوئے بولا۔

"پہلے میری طرف دیکھیں۔"براق نے کچھ عجیب محسوس کیا تھا۔وہ لڑکی ہمیشہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی تھی اور آج وہ نظریں چرا رہی تھی۔

منہا نے براق کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھیں لال تھیں جیسے آنکھوں سے آنسوں نہیں خون بہہ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟اور آپ نے یہ اپنی کیا حالت بنائی ہوئی ہے؟یہ میری منہا تو نہیں لگ رہی۔"براق نے آج پہلی بار اسے "میری منہا" کہا تھا۔منہا نے براق کی طرف غور سے دیکھا۔کیا اس نے کچھ غلط سنا؟کیا یہ شخص اس کی مدد کر سکتا تھا؟

"کچھ نہیں ہوا بس ویسے ہی۔" وہ واپس مڑی تھی۔

"جب آپ کو جھوٹ بولنا نہیں آتا تو کیوں بول رہی ہیں؟"

"ایسا کچھ نہیں ہے براق تم غلط سمجھ رہے ہو۔"وہ بات گول کر رہی تھی۔

"ہاں غلط تو میں سمجھ رہا تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ضرور کچھ ہوا ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہی ہیں۔آپ کو ایسے دیکھ کر مجھے

تکلیف ہو رہی ہے مجھ پر رحم کریں۔"وہ ایک درد بھری آواز میں بولا تھا۔

منہا بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔وہ آگے بڑھا اور منہا کے پاس جا کر اس کے پاؤں میں زمین پر بیٹھا۔اس نے منہا کی طرف دیکھا وہ رو رہی تھی۔براق نے منہا کو اتنا بے بس پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"آپ مجھے پر اعتبار کرتی ہیں نا؟میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کا مان کبھی نہیں توڑوں گا۔"وہ بہت پیار سے بولا تھا۔

"میں تمہاری نظروں میں نہیں گرنا چاہتی۔"وہ اس کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

"یقین کریں دنیا کی کوئی طاقت آپ کو میری نظروں میں نہیں گرا سکتی۔آپ مجھے ہر حالات میں اپنے ساتھ پائیں گی۔" وہ آرام سے بول رہا تھا۔

NOVEL HUT

"براق میں ایسی دلدل میں پھنس چکی ہوں جہاں سے میں نکلوں تو بھی مجھ پر کیچڑ اچھلے گا اور اگر نا نکلو تو تب بھی۔"وہ بے دلی سے اسے بتا رہی تھی۔

"براق آپ کو اس دلدل میں اکیلے نہیں ڈوبنے دے گا۔میں آپ پر کیچڑ تو کیا ایک آنچ بھی نہیں آنے دونگا۔"

منہا نے براق کو غور سے دیکھا۔وہ واقعی منہا پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دے سکتا تھا۔منہا کو اس وقت محسوس ہوا تھا کہ اگر پوری دنیا میں کوئی اعتبار کے قابل ہے تو وہ صرف "براق ہشام" ہے۔اسے آج تک کسی ہیرو کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔لیکن آخر وہ ایک انسان تھی اور انسان زندگی کی ہر جنگ اکیلے نہیں لڑ سکتا۔اسے کسی نا کسی مقام پر دوسرے انسان کی ضرورت پڑتی ہے۔

"میں جب اے لیول کر رہی تھی تو ایک رات میں اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گھومنے نکلی۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ سب کلب جا رہے ہیں۔وہ مجھے بھی زبردستی اپنے ساتھ اندر لے گئے براق میں۔۔۔"بولتے بولتے اس کے لب روکے تھے۔ہمت ٹوٹی تھی اور براق نے محسوس کیا تھا کہ منہا کو کسی چیز کا ڈر تھا۔ججمنٹ کا ڈر "آپ بولیں میں سب سن رہا ہوں۔اور یقین مانیں میں کبھی آپ کو جج نہیں کروں گا کیونکہ یہ کام رب کا ہے میرا نہیں۔میں کون ہوتا ہوں آپ کو جج کرنے والا؟ہمارے اعمالوں کی سزا اور جزا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔پھر ہم پتہ نہیں کیوں انسانوں سے ڈرتے ہیں۔" وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔جو بات براق کو کل کسی اور طرح سے پتہ چلتی اچھا تھا کہ وہ خود بتا دے۔

"میں نے وہاں ڈانس کیا اور میرے ایک کلاس فیلو نے میری اجازت کے بغیر میری کچھ تصویریں کلک کیں۔ اب وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے کہ اگر میں نے اس کی شرط نا مانی تو وہ یہ تصویریں لیک کر دے گا۔" اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اور براق کا یہ سب سن کر خون کھول اٹھا تھا۔ کوئی منہا کی طرف آنکھ بھی اٹھائے یہ اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔

"بات یہ نہیں ہے کہ میں اس کو ایسا کرنے سے روک نہیں سکتی یا میں اس سے ڈر گئی ہوں۔ لیکن بات ہے میری ریپوٹیشن، میرے مقام کی۔ میں پولیس کا سہارا لوں تو تب بھی انہیں سب بتانا پڑے گا۔ اگر میں خود کوئی قدم اٹھاتی ہوں تو سارم کو صرف ایک منٹ لگے گا تصویریں لیک کرتے ہوئے۔ پھر جو لوگ مجھ سے پیار کرتے ہیں، جن کے دل میں میرے لیے عزت ہے وہی لوگ مجھے جج کریں

گیں۔"وہ پھنس چکی تھی۔براق نے غصہ ضبط کرتے ہوئے چپ رہنے کا فیصلہ کیا۔

"بابا نے بولا تھا اگر کوئی گناہ خدا کی خاطر چھوڑو تو وہ کبھی پیچھا نہیں کرتا۔میں نے وہ گناہ کبھی دوبارہ نہیں کیا براق میں اللہ سے اس گناہ کے لیے واقعی شرمندہ ہوں لیکن میں لوگوں کے آگے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی۔"

"اللہ کے بعد مجھ پر بھروسہ رکھیں۔پوری دنیا بھی اگر آپ کے خلاف ہوگئی نا تو براق ہشام آپ کے لیے پوری دنیا سے لڑ جائے گا۔"اس نے منہا کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔اس سب کو سننے کے بعد بھی براق کے دل میں منہا کے لیے پہلے جتنی ہی عزت تھی۔منہا کو یقین نہیں ہوا تھا کہ براق نے ایک بار بھی اسے اس

کے گناہوں پر شرمندہ نہیں کیا تھا۔اسے اس مرد سے اپنائیت اور لگن محسوس ہوئی تھی جیسے کوئی دل کا رشتہ ہو۔

"اس کمینے کی شرط کیا ہے؟"وہ سارم کا نام تک نہیں لینا چاہتا تھا۔

"وہ چاہتا ہے کہ میں اس سے ملنے جاؤں۔"

"اسے میسج کریں کے آپ کو اس کی شرط منظور ہے۔"اس کے دماغ کی گھنٹی بجی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

بڑے سے شادی ہال میں بی جان بیٹھی ہمایوں سے بات کر رہی تھیں۔ارد گرد لوگوں کا رش تھا۔سب شادی میں مگن تھے۔

"ہاں ہاں نگین کی شادی بہت اچھے سے ہوگئی۔"بی جان ہمایوں کو بتا رہی تھیں۔

"چلیں شکر ہے آپ لوگ کب واپس جا رہے ہیں؟" ہمایوں نے کافی پیتے ہوئے پوچھا۔

"بس کل شام کو واپسی ہے۔" بی جان اسے واپسی کا بتا رہی تھیں۔

"چلیں اچھا ہے منہا بھی اکیلی ہے گھر پر۔"

"اب بس تم بھی چھٹی لے کر واپس آجاؤ بہت ہو گیا کریئر سیٹ۔ میں تمہاری اور منہا کی بات آگے بڑھاتی ہوں۔" یہ سب سن کر ہمایوں کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ منہا مان جائے گی؟" اسے بس منہا کے انکار کا ڈر تھا۔

"کیسے منع کر سکتی ہے وہ؟ آخر تم میں کمی ہی کیا ہے؟ اور ویسے بھی میں خاندان کی بڑی ہوں۔ میرے فیصلے کے آگے کس کی جرات کہ وہ انکار کرے؟"

NOVEL HUT

"بی جان بات کمی کی نہیں ہے بات منہا کی ہے۔وہ اپنے علاوہ کسی کی نہیں سنتی۔"

"میرا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے۔میں تمہیں تمہاری محبت دلوا کر رہوں گی۔"وہ بھی ضدی تھیں۔ہمایوں بی جان کو سب سے زیادہ عزیز تھا۔

محبت کی یہ جنگ شروع ہو چکی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔وہ کل کی سوئی اب اٹھی تھی۔لائلہ اتنا کبھی نہیں سوتی تھی لیکن اتنے عرصے بعد وہ خوب تھکی تھی۔ صبح شیلا بھی اسے تنگ کرنے نہیں آئی تھی۔وہ کمرے سے نیچے اتری تو گودام کے پچھلے حصے کا رخ کیا۔وہاں براق کو کھڑا

دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھی۔براق نے اس کو اپنی طرف آتا دیکھا تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم تو بڑا سوئی ہو۔"وہ چائے کا کپ پیتے ہوئے بولا۔

"پہلی بار زندگی اتنی پرسکون لگ رہی ہے۔"وہ فریش تھی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔"وہ خوش ہوا تھا۔لائلہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم زندگی جینا سیکھ رہی ہو۔میں واقعی تمہارے لیے بہت خوش ہوں۔"وہ زیرے لب مسکرایا۔یہ سن کر لائلہ اپنی خوشی بیان نہیں کر سکتی تھی۔وہ اپنے جذبات ظاہر کرنے میں شروع سے ہی بری تھی۔براق کو اس کی فکر اور پروا تھی۔آج تک زندگی میں کسی نے بھی لائلہ سلطان کی اتنی فکر نہیں کی تھی۔اور جو چیز

انسان کو کبھی نا ملی ہو وہ اگر تھوڑی سی بھی ملے تو انسان کو بہت زیادہ لگتی ہے۔

"میں نے سنا ہے تم چائے اچھی بناتے ہو۔" اس نے مہتشم سے اس بارے میں سنا تھا۔

"بلکل درست سنا ہے۔" وہ فخر سے بولا تھا۔

"میرے لیے ایک کپ چائے بناؤ پھر میں مانو گی۔" وہ اسے چڑا رہی تھی۔

"براق ہشام صرف اپنے لیے چائے بناتا ہے۔" لائلہ نے ٹیڑھی نظر سے اسے دیکھا۔براق بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔لائلہ نے اس کے ہاتھ سے زبردستی کپ چھینا اور چائے کی ایک گھونٹ لی۔براق چپ کھڑا رہا۔

"لائلہ سلطان کو بھی صرف ہاں سننے کی عادت ہے۔"وہ اس کا کپ ہاتھ میں پکڑے باہر کی طرف بڑھی۔

"کسی کی چائے چوری کرنا بہت بری بات ہے، لائلہ سلطان۔" وہ پیچھے سے چلایا تھا۔

"شرافت کی زبان تمہیں سمجھ نہیں آتی نا، براق ہشام۔" وہ آگے چلتی ہوئی زور سے بولی۔

—☆☆☆☆☆—

منہا نے اپنی دوست کا نمبر ملایا تھا۔آج اتوار تھا اس لیے وہ گھر ہی تھی۔منہا نے سادہ سا سبز رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا۔

"سارم کو میرا نمبر تم نے دیا تھا حنا؟"وہ اپنی دوست پر برسی تھی۔

"یار اس نے مانگا تھا ویسے بھی وہ ہمارا دوست تھا۔"

"کل کو کوئی چرسی میرا نمبر مانگے گا تو تم اس کو بھی میرا نمبر دے دوگی؟" وہ بے حد غصہ ہوئی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے؟مجھے لگا اسے کوئی کام ہوگا اس لیے دے دیا نمبر۔کیوں اس نے کچھ کیا ہے؟"وہ حیران تھی کہ منہا اتنا غصہ کیوں ہورہی ہے۔

"نہیں کچھ نہیں مگر آئندہ میری اجازت کے بغیر تم کسی کو بھی میرا نمبر نہیں دوگی۔"وہ غصہ کنٹرول کرتے ہوئی بولی تھی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے تم ریلکس ہوجاؤ۔" منہا نے کوئی بھی جواب دیے بغیر فون بند کردیا تھا۔

پھر اس نے سارم کو کال ملائی۔

وہ نارمل سے قد کا سارم ٹی شرٹ جینز پہنے اپنے فلیٹ میں بیٹھا تھا۔فون کی پہلی رنگ پر ہی اس نے کال اٹھائی۔

"ہیلو منہا بے بی۔۔۔۔"

"مجھے بے بی کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ورنہ زبان نکال کر ہاتھ میں دے دونگی۔"وہ غصہ ہوئی تھی۔

"تمہاری اکڑ ابھی تک نہیں گئی۔"وہ اس کا غصہ دیکھ کر بولا تھا۔

"اپنا اڈریس بھیجو میں آج آرہی ہوں تم سے ملنے۔"اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے سیدھی بات کی تھی۔

سارم یہ سن کر ہنسا تھا۔چڑیا جال میں پھنس گئی تھی۔

"آخر تم مان ہی گئی۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر پولیس کو ساتھ لانے کی کوشش بھی کی تو انجام بہت برا ہوگا۔"وہ بلیک میل کر رہا تھا۔

"کوئی پولیس نہیں آئے گی یہ میرا وعدہ ہے۔"وہ اس کی بکواس برداشت کر رہی تھی۔

"کافی سمجھدار ہو گئی ہو تم۔"

منہا نے کوئی جواب دیے بغیر فون کاٹا۔وہ اس کے اور زیادہ منہ نہیں لگنا چاہتی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

شام کا وقت تھا۔براق ایک بلڈنگ کے باہر اترا۔یہ بلڈنگ اس کے اپارٹمنٹ سے کافی دور تھی۔اس نے سیاہ جینز اور شرٹ کے اوپر سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔سر پر کیپ پہنی تھی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ واضع نہیں ہو رہا تھا۔اس نے بلڈنگ کی پچھلی سائیڈ کا رخ کیا۔بلڈنگ کافی اونچی تھی جس میں دیگر فلیٹس تھے۔اس نے دیوار سے اوپر چڑھنا شروع کیا۔وہ ان کاموں میں ماہر تھا۔تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھڑکی سے بلڈنگ کے اندر گھسا۔پھر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔بلڈنگ کے اندر کوئی کیمرہ نہیں تھا۔ویسے بھی اس علاقے کے سارے کمرے وہ احمر کو بھاری رقم دے کر ہیک کروا

چکا تھا۔سامنے سیڑھیاں تھی اور دائے بائے فلیٹس تھے۔اس نے اوپر کا رخ کیا۔

سارام اپنے فلیٹ میں کھڑا تیار ہورہا تھا۔اس نے اچھے سے کپڑے پہنے بال جیل سے پیچھے کیے۔فریج کی طرف رخ کیا اور وہاں سے شراب کی بوتل نکال کر ٹی وی لاؤنج میں رکھی۔پھر اس نے سارے فلیٹ میں ایئر فریشنر کیا۔

براق منہا کے بتائے گئے فلیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

منہا اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھی دعائیں کر رہی تھی۔

"اللہ مجھے رسوا ہونے سے بچالے، میں جانتی ہوں میں بہت گناہ گار ہوں مگر آپ سے زیادہ اور کون بہتر جانتا ہے کہ میری توبہ سچی تھی۔میں دس سال بعد آج تک آپ سے شرمندہ ہوں۔"وہ رو رہی تھی اپنے خدا کے سامنے۔

براق اوپر چڑھ رہا تھا۔ سارم کا فلیٹ سب سے اوپر والی منزل پر تھا۔

سارم نے اپنے فلیٹ کی لائٹس آف کیں رومانٹک میوزک لگایا۔ وہ پورا ماحول بنا چکا تھا۔

وہ جائے نماز سے اٹھی اور بیڈ پر آکر بیٹھی۔

"آج اللہ کے بعد میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے براق اینڈ آئی ٹرسٹ یو۔" وہ دل سے بولی تھی۔

براق سارم کے فلیٹ کے باہر کھڑا تھا۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ سارم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ آخر وہ گھڑی آگئی تھی جس کا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

براق باہر سر نیچے جھکائے کھڑا تھا۔ سارم نے دروازہ کھولا۔ سامنے منہا کی جگہ کسی انجان لڑکے کو دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔ ابھی وہ

کچھ بولتا کہ براق نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر گھسیٹا۔وہ فلیٹ اندر سے لاک کر چکا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ اپنے کمرے میں بیٹھی کسی خیال میں گم تھی۔وہ بنا بات کے مسکرا رہی تھی۔شیلا کمرے میں داخل ہوئی لیکن لائلہ اپنے خیال میں ایسی گم تھی کہ اسے شیلا کے آنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔

"مجھے تو یہ محبت کی آمد لگ رہی ہے۔"شیلا نے اس کے پاس آکر بولا تھا۔لائلہ اپنے خیال سے بیدار ہوئی۔

"پتہ ہے شیلا مجھے لگتا تھا کہ میں کبھی محبت کر ہی نہیں سکتی۔جتنی نفرتیں میں نے اپنے ارد گرد دیکھی تھیں محبت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"وہ شیلا کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

"براق واقعی میں بہت اچھا ہے۔تم بہت لکی ہو یار۔جس طرح وہ تمہاری عزت کرتا ہے تمہارا خیال رکھتا ہے یہ بہت انمول ہے۔انسان محبت کے بغیر رہ سکتا ہے عزت کے بغیر نہیں۔"اسے اپنا دکھ یاد آیا تھا۔احمر اس سے محبت تو کرتا تھا مگر اس کی عزت نہیں کرتا تھا۔

"میں جس چیز کے لیے بچپن سے ترسی ہوں لگتا ہے جیسے وہ مجھے مل گی ہے۔"وہ مسکرا رہی تھی۔

"میری دعا ہے تم ایسے ہی مسکراتی رہو۔"شیلا اسے ایسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔لیکن وہ اداس بھی تھی۔لائلہ نے یہ محسوس کیا تھا۔اسے احمر سے واقعی محبت تھی۔

"تم نے احمر سے بات کی؟"

"موقعہ ہی نہیں ملا۔" وہ اداسی سے بولی

——☆☆☆☆☆——

"تم ہو کون گھٹیا انسان؟"سارم چلایا تھا۔اور براق نے اس کے منہ پر مکا مارا تھا۔حملہ بہت اچانک تھا۔سارم مکا کھا کر زمین پر گرا تھا۔

"تیری ہمت بھی کیسے ہوئی میری منہا پر گندی نظر ڈالنے کی؟تیری یہ آنکھیں میں نوچ کر باہر نکال لونگا۔"براق پر جنون سوار تھا۔وہ منہا کے بارے میں پاگل تھا۔اس نے سارم کے اوپر چڑھ کر اسے مکے مارنا شروع کیے۔اس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔

سارم خود کو سمبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن براق کی گرفت بہت مضبوط تھی۔براق نے اس کی آنکھ پر مکا مارا تھا۔اس کی آنکھ سوج چکی تھی۔وہ جنون میں اپنے آپے سے باہر ہوگیا تھا۔اسے منہا

کے آنسو یاد آئے تھے۔کوئی منہا کو تکلیف دے اور وہ براق کے ہاتھوں سے بچ جائے ، ایسا ممکن نہیں تھا۔

سارم نے خود کو سمبھالتے ہوئے براق کےپیٹ میں ٹانگ ماری۔براق جو اپنے آپے سے باہر ہو کر اسے مار رہا تھا وہ چونکا۔سارم کا منہ خون سے لت پت تھا۔وہ زمین سے اٹھا اور شراب کی بوتل اٹھا کر براق کر سر پر دے ماری۔بوتل ٹوٹتے ہی فرش گیلا ہوگیا تھا۔براق کے ماتھے سے تھوڑا خون نکلا تھا۔لیکن اسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔اس وقت سارم کے وجود سے زیادہ اسے کوئی چیز تکلیف نہیں دے رہی تھی۔

وہ پھر سے سارم کی طرف بڑھا اور اس کا سر دیوار میں دے مارا۔سارم کا سر پھٹ چکا تھا۔براق نے اس کےپیٹ میں لات ماری تو اس کے منہ سے خون باہر آیا۔

"آج تو میرے ہاتھوں نہیں بچ سکتا۔"وہ چینخا تھا۔

"مجھ۔۔۔۔۔مجھ مجھے معاف کردو مم۔۔۔۔مم میں میں سب تصویریں ڈیلیٹ کردو گا۔"وہ اپنی جان بچانے کے لیے منت کر رہا تھا۔مگر براق کو اس پر زار سا بھی رحم نہیں آیا تھا۔اس نے سارم کو اپنے ساتھ گھسیٹھا اور اس کا سر دیوار میں دے مارا۔وہ درد سے چیخا تھا۔براق نے ایک بار پھر اس کا سر دیوار میں مارا۔سارم اب بے ہوش ہوچکا تھا۔براق نے اسے چھوڑا تو وہ سیدھا زمین پر جا گرا۔سارم کا خون ابل ابل کر باہر آرہا تھا۔اس کی حالت دیکھنے کے قابل بھی نہیں تھی۔براق کے ہاتھ پر اس کا خون تھا جو اس نے سارم کی شرٹ سے صاف کیا۔پھر براق نے اس کے کمرے کا رخ کیا۔اس کا لیپ ٹاپ اور موبائل اٹھایا اور سارم کو ادھر مرنے کے

لیے چھوڑ کر وہ باہر نکلا۔جس راستے سے وہ آیا تھا وہ وہی سے نیچے اترا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

اس نے گاڑی میں بیٹھ کر خود کو ٹھنڈا کیا۔ پھر مسکرایا۔اس کا کام مکمل ہوگیا تھا۔

براق نے لیپ ٹاپ یا موبائل ایک بار بھی نہیں کھولا تھا۔جب کے اسے پاسوڈز ہیک کرنے آتے تھے۔وہ واقعی منہا کو رسوا نہیں ہونے دے سکتا تھا،یہاں تک کے اپنے سامنے بھی نہیں۔اس نے ایک بار بھی منہا کی وہ تصاویریں دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

منہا باہر لان میں ٹہل رہی تھی۔وہ کافی پریشان تھی۔آخر وہاں کیا ہوا ہوگا۔

تبھی براق گھر میں اپنے پرانے طریقے سے داخل ہوا۔ منہا کو اسے دیکھ کر تھوڑی تسلی ہوئی تھی۔ وہ براق کی طرف بھاگی۔

براق کے سر سے جو خون نکل رہا تھا۔ اس کے کپڑے کافی گندے ہو رہے تھے صاف لگ رہا تھا کہ کافی برا جھگڑا ہوا تھا۔

"یہ لیں آپ کی امانت۔" اس نے لیپ ٹاپ اور موبائل منہا کو پکڑایا۔

"اس نے تمہیں یہ سب آسانی سے تو نہیں دیا ہوگا۔" منہا نے براق کی چوٹ دیکھ کر بولا تھا۔

"کچھ کیا ہے تم نے اس کے ساتھ؟"

"اُسے بس ایک لمبے ٹرپ پر بھیجا ہے امید ہے خوب مزے کرے گا۔" سارم کا سوچ کر ہی اس کا خون کھولتا تھا۔

"سیدھا بتاؤ کیا کیا تم نے؟براق کہی تم نے اسے مار۔۔۔۔"جملہ مکمل نہیں ہوا تھا۔

"زندہ ہے ابھی تک میرے بس میں ہوتا تو جان سے مار دیتا۔"اسے شدید غصہ آرہا تھا۔

"پھر کیا کیا تم نے؟" اسے شک ہورہا تھا۔

"کیا آپ اس کی بات کرنا بند نہیں کر سکتیں؟یہ نا ہو کہ میں سچ میں اسے جاکر جان سے مار دوں۔"اسے واقعی برا لگا تھا۔(جیلسی یونو)

"اچھا تم اندر چلو میں تمہارے سر پر دوائی لگاتی ہوں۔"اس سب میں منہا کو براق کی چوٹ کا خیال اب آیا تھا۔

"شکر ہے آپ کو میرا خیال بھی آیا۔"وہ مسکرایا تھا۔

اندر چل کر منہا نے فرسٹ ایڈ بوکس نکالا۔روئی پر دوائی لگائی اور براق کی طرف بڑھی۔وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔منہا نے تھوڑا جھک

کر اس کے ماتھے پر دوائی لگانا شروع کی۔براق بس اس کی خوبصورت آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔یہ لمحہ یہ احساس اس کے لیے بہت عزیز تھا۔منہا جو اپنے میں مگن اس کے ماتھے پر دوائی لگا رہی تھی۔ اس نے براق کو اپنی طرف دیکھتا محسوس کیا۔اس کی آنکھ میں اتنی حیا تھی کہ منہا کو غیر آرام دہ محسوس نہیں ہوا تھا۔

دوائی لگانے کے بعد منہا اس کے لیے ہلدی والا دودھ لے کر آئی۔

"کیا بات ہے آج بڑی خدمت ہو رہی ہے میری۔"اس کا موڈ ٹھیک ہو چکا تھا۔منہا نے "حد ہے" والے انداز میں سر ہلایا اور ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو براق سچ میں تم نے میرے لیے جو کیا ہے میں کبھی بھی نہیں بھول سکتی۔"وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔

"میں نے کیا کیا؟ ابھی کچھ ہوا تھا جو مجھے یاد نہیں؟ تبھی میں کہوں میرا سر بھاری کیوں ہو رہا ہے۔" وہ جیسے سب بھول چکا تھا۔ منہا نے دل میں اس مرد پر رشک کیا تھا۔

"ایک بار پھر تھینک یو۔" وہ اس کا یہ احسان نہیں بھول سکتی تھی۔ براق نے منہا کو تسلی دینا چاہی۔

"اب آپ شرمندہ کر رہی ہیں مجھے دیکھیں اگر توبہ سچی ہو تو اللہ کبھی رسوا نہیں ہونے دیتا۔" وہ سچ بولا تھا۔

"اگر انسان سمجھ جائے کہ ان کے کم عمری میں کیے گئے گناہ یوں ان کے سامنے آجاتے ہیں تو کوئی بھی شخص گناہ کرنے سے پہلے دس ہزار بار سوچے۔" وہ حقیقت بتا رہی تھی۔ براق نے دودھ کا ایک گھونٹ لیا۔

"خیر پاسورڈ ہیک کر کے تصویریں تو تم نے ڈیلیٹ کر دی ہونگی؟" وہ براق کو دیکھ کر بولی۔

"نہیں میں نے کہا تھا نا میں آپ کو کسی کے سامنے بھی رسوا نہیں ہونے دونگا۔میں پاسورڈ کھول دونگا تصویریں آپ خود ڈیلیٹ کریں گی۔"

منہا کو اس آدمی پر فخر محسوس ہوا تھا۔ اس نے درست بندے پر بھروسہ کیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

اگلی صبح منہا اپنے کمرے میں جم کے لیے تیار ہو رہی تھی۔رات کو ہی سونیا وغیرہ واپس آچکے تھے۔وہ باہر نکلی تو براق بھی گلی میں واک کرتا ہوا دیکھائی دیا۔وہ اس کی طرف لپکی۔

نور اپنے کمرے میں لیٹی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"یار میں نے بتایا تو تھا جب تک آپی کی شادی نہیں ہوجاتی امی کبھی بھی ہمارے رشتے کے لیے نہیں مانیں گی۔" وہ کسی لڑکے سے بات کر رہی تھی۔

"دیکھو میں لنڈن شفٹ ہو جاؤ گا اگلے مہینے اس سے پہلے ہم نکاح تو کر سکتے ہیں نا۔" دوسری طرف سے ایک کم عمر لڑکا بولا تھا۔

"تمہاری بات درست ہے مگر امی نہیں مانیں گی۔" اسے پتہ تھا کہ جب تک منہا کی شادی نہیں ہو جاتی اس کا شادی کا نمبر نہیں آئے گا۔

"تم بات تو کر کے دیکھو۔"وہ ضد کر رہا تھا۔

"اچھا میں آپی سے بات کروں گی وہ ہی امی کو سمجھا سکتی ہیں۔"

دوسری طرف بی جان اپنے کمرے میں بیٹھی سونیا سے باتیں کر رہی تھیں۔

"آخر تم نے اپنی بیٹی کو کب تک گھر بیٹھا کر رکھنا ہے؟ اٹھائیس برس کی ہوگئی ہے وہ بس اب اس کی شادی کرو۔"بی جان سونیا کو روز ایک ہی بات بولتی تھیں۔

"امی جان وہ کوئی بھیڑ بکری تو ہے نہیں جس کی زبردستی شادی کروا دوں۔جب اس کا دل ہوگا تبھی شادی کرونگی نا۔"سونیا بیگم اپنی بیٹی کی وکالت کر ہی تھیں۔

"کچھ دنوں تک ہمایوں آرہا ہے۔بس اب میں دونوں کی شادی کروا کرہی رہوں گی۔"وہ ضد پر آچکی تھیں۔

"میرے لیے منہا کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے۔اس کی مرضی کے خلاف میں اس کی کسی سے بھی شادی نہیں کرونگی۔"جو مرضی ہو اپنی اولاد سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

بی جان نے غصے میں گردن موڑ لی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

منہا آفس میں ابھی ابھی داخل ہوئی تھی۔اسے اپنی دوست کی کال آئی۔

"ہاں بولو حنا۔"وہ جلدی میں چلتے ہوئے بول رہی تھی۔

"یار تمہیں ایک بری خبر دینی تھی۔"

"کیا ہوگیا؟"وہ چونکی تھی۔

"سارم پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا ہے۔اس بیچارے کو اتنا مارا کہ وہ کومہ میں ہی چلا گیا۔ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ وہ کبھی بھی کومہ سے باہر نہیں آسکے گا۔" اور منہا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ خوش ہو یا افسوس کرے۔

"شکر کرو وہ زندہ ہے۔ورنہ جو اس کی حرکتیں تھیں نا اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا تھا۔"

"کہہ تو ٹھیک رہی ہو۔اس کے فلیٹ سے شراب کا پورا کارٹن ملا ہے۔پتہ نہیں کتنی لڑکیوں کو وہ آج تک ہریس کر چکا ہے۔"حنا نے منہا کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"بعد میں بات کرتے ہیں ابھی میں آفس میں ہوں۔"

"اوکے بائے۔"حنا نے فون بند کیا۔

وہ اپنے آفس کے اندر آکر بیٹھی۔منہا نے بے اختیار براق کے بارے میں سوچا۔وہ واقعی ایسا مرد تھا جو نصیب والی لڑکیوں کو ملتا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

ازلان اپنی موٹر ہوم ایک ویران جنگل کے پاس روکے کچھ لکڑیوں کو آگ لگائے بیٹھا تھا۔اس دن بیڈ کی چادر سے اسے لائلہ کا ایک بال ملا تھا۔جسے وہ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

ناجانے کیوں اس نے وہ بال اپنے پاس سمبھال کر رکھ لیا تھا۔لائلہ اسے بتائے بغیر وہاں سے چلی گئی تھی۔اسے اس بات کا غصہ تھا۔آخر اس نے اس کی مدد کی اور وہ بنا کوئی شکریہ بولے چلی گئی۔

"پتہ نہیں کیا نام ہوگا اس کا۔عجیب ہی لڑکی تھی بنا کچھ بتائے ایسے غائب ہوئی جیسے میں اسے اغوا کرلونگا۔"وہ غصہ بھی ہو رہا تھا اور اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"خیر جو کوئی بھی تھی بال بلا کے حسین تھے۔"

لائلہ کے کالے لمبے بالوں کی کیا ہی بات تھی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

براق اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔اس کا سر تھوڑا بھاری ہو رہا تھا۔وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔بنا جوتے اتارے وہ سیدھا بیڈ پر

لیٹتے ہی سوگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا فون بجا تھا مگر اسے کوئی ہوش نہیں تھی۔ مسلسل اس کا فون بجتا رہا مگر اس نے فون نہیں اٹھایا۔ صبح کو جب اس نے فون دیکھا تو مراد کی دس مس کالز آئی ہوئی تھیں۔آج اس کی برتھ ڈے تھی اور براق اسے وش کرنا بھول گیا تھا۔وہ ہمیشہ اپنی برتھ ڈے پر رات کے بارہ بجے براق کو کال کیا کرتا تھا۔اسے گفٹ میں کیا چاہیے وہ پہلے ہی بتا دیتا تھا۔

براق نے جلدی سے جم کا سوٹ پہنا اور باہر نکلا۔جم سے واپسی پر وہ سیدھا مراد کی طرف جائے گا، اس نے ارادہ کر لیا تھا۔

جم میں ایکسرسائز کرکے وہ باہر نکلا تو منہا بھی باہر نکلتی دیکھائی دی۔

"آپ میرے ساتھ چلیں گی؟"وہ بڑے مان سے پوچھ رہا تھا۔

"کدھر جانا ہے؟"منہا نے گھڑی کی طرف دیکھا آفس میں ابھی ٹائم تھا۔

"میرے دوست کی برتھ ڈے ہے۔اصل میں وہ میرا ایک ہی دوست ہے۔ سمجھے میری فیملی میں بس وہی ہے۔"مراد اس کے بھائی کی طرح تھا۔

"تمہارا دوست ہے تم جاؤ میں کیا کرونگی؟"

"چلیں نا ابھی وقت ہے آفس میں، بس تھوڑی دیر میں ہم واپس آجائیں گے۔"وہ ضد کر رہا تھا۔

"اچھا چلو چلتے ہیں۔"وہ تیار ہوگئی تھی۔

پھر وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔براق نے منہا کی طرف دیکھا وہ آج پھر سے پہلے والی منہا لگ رہی تھی پرسکون اور پر اعتماد۔

وہ گاڑی چلاتے ہوئے آگے کی طرف بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک بلڈنگ کے باہر رکی تھی۔مراد اپنے فلیٹ میں رہتا تھا۔براق نے اسے کال ملائی مگر وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔شاید ناراض تھا۔

"سب جانتا ہوں اس کے ڈرامے۔اب غصے میں کال نہیں اٹھا رہا۔"وہ منہا کو بتا رہا تھا۔

"تم اس کی بیوی کو کال کرلو۔"وہ بلڈنگ کے اندر چل رہے تھے۔

"بھابھی تو گلگت گئی ہوئی ہیں۔ان کے ابو کی برسی ہے کل۔"وہ مراد کو کال ملاتے ہوئے بولا۔

اب وہ دونوں مراد کے فلیٹ کے باہر کھڑے تھے۔براق نے بیل دی مگر کوئی باہر نہیں آیا تھا۔براق کو حیرانی ہوئی تھی۔اس نے تین بار مزید بیل دی۔پھر اس نے دروازہ بجانے کی کوشش کی تو دیکھا دروازہ کھلا پڑا تھا۔وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔براق کو عجیب سی

بے چینی ہو رہی تھی۔ وہ آگے آگے چل رہا تھا اور منہا اس کے پیچھے پیچھے۔

براق تیز قدم اٹھاتا مراد کے کمرے میں داخل ہوا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم زنجیر ہوئے تھے۔ سامنے کا منظر دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے ہلنا بھول گیا تھا۔ جیسے اس کا سانس اٹک گیا تھا۔ منہا بھی اندر داخل ہوئی تھی۔ سامنے بیڈ پر مراد خون میں لت پت لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پیٹ میں بہت بار چاقو مارے گئے تھے۔ مراد کا پورا بیڈ اس کے خون سے بھرا تھا۔ براق کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا تھا۔ وہ اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا، وہ تو اس کی فیملی تھا۔ اپنے ماں باپ کی موت کے بعد وہ آج ایک بار پھر خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا۔

براق قدم آگے بڑھانا چاہ رہا تھا لیکن وہ سیدھا چل بھی نہیں پایا تھا۔ منہا نے آگے قدم بڑھائے۔ وہ مراد کے پاس کھڑی تھی۔ مراد بستر پر سیدھا لیٹا تھا۔ اس کے پیٹ میں کم سے کم دس بار تو چاقو مارا گیا تھا۔ سردی کی وجہ سے خون فرش پر جم چکا تھا۔ براق نے دیوار کا سہارا لے کر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ مراد اسے ایسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

("میں تو تیرے ساتھ ہو میرے بھائی۔")وہ دو قدم آگے آیا تھا آنکھوں میں بے یقینی بھری ہوئی تھی۔

("کیا ہوا اگر تمہاری امی نہیں ہے میری امی بھی تو تمہاری امی ہی ہیں نا۔")

اس نے اپنی آنکھیں بھیگتی محسوس کی تھیں۔

NOVEL HUT

("مجھے تیرے بارے میں وہ باتیں بھی پتہ ہوتی تھیں جو تو مجھے نہیں بتاتا تھا۔")

وہ مراد سے آج نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔مراد کو اس کے بارے میں سب پتہ ہوتا تھا مگر اسے مراد کے بارے میں کچھ نہیں۔

("میں تجھے چھوڑ کر نہیں جانے والا۔")

وہ آج جا چکا تھا۔ براق نے ایک بار پھر اپنے کسی قریبی کو کھو دیا تھا۔

منہا براق کی طرف مڑی۔اس وقت براق کو تسلی کی ضرورت تھی۔اسے براق سے ہمدردی ہو رہی تھی۔براق مراد کے پاس پہنچ چکا تھا۔وہ نیچے زمین پر بیٹھا اور مراد کا ہاتھ پکڑا۔ہاتھ بے جان پڑا تھا۔

"ایک بار اٹھ جا پلیز۔۔۔۔ ایک بار۔۔۔۔ میرا بھائی نہیں ہے؟"وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بول رہا تھا۔اسے ایسے دیکھ کر منہا بھی افسردہ ہوئی تھی۔براق کے آنسو نہیں تھم رہے تھے ۔وہ بیان نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔

"کاش میں نے تیری کال اٹھالی ہوتی مجھے معاف کردے مراد۔" ایک اور ملال اس کی زندگی میں شامل ہوچکا تھا۔

"براق ہمت کرو ۔کچھ لوگوں کی زندگی بہت کم لکھی ہوتی ہے۔تم خود کو سمبھالو۔"منہا اسے تسلی دے رہی تھی لیکن براق پر آج کچھ اثر نہیں کر رہا تھا۔

منہا کی اچانک نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے کاغذ پر پڑی۔اس نے آگے بڑھ کر وہ کاغذ اٹھایا۔

اس پر صرف ایک لفظ لکھا تھا ۔ "منافق"

وہ حیران ہوئی تھی کہ آخر اس کا کیا مطلب تھا۔ تھوڑی دیر بعد براق زمین سے اٹھ چکا تھا۔ چاہے وہ جتنا مرضی ٹوٹا ہو لیکن وہ مرد تھا۔ اسے خود کے جذبات پر قابو کرنا تھا۔ہماری سوسائٹی ایک مرد کو روتا ہوا قبول نہیں کر سکتی۔

اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور منہا کی طرف دیکھا۔ منہا اس کی تکلیف سمجھ سکتی تھی۔اس نے براق کی طرف وہ کاغذ بڑھایا۔ براق نے کاغذ کھولا اس پر منافق لکھا دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔مگر اس وقت وہ شدید غم میں تھا اسے اس کی بلکل کچھ سمجھ نہیں آرا تھا۔

"میں بھابھی اور دیگر لوگوں کو فون کرکے بتا دوں ،پھر جنازے کا انتظام بھی کرنا ہے۔"وہ ہمت پکڑ چکا تھا۔

NOVEL HUT

مرد ہونا آسان نہیں ہوتا۔آپ کو مشکل وقت میں بھی خود کو خود ہی سمبھالنا پڑتا ہے۔جہاں عورت کا ایک آنسو دیکھ کر پوری دنیا پگھل جاتی ہے۔ادھر مرد کے آنسوں دیکھ کر لوگ اس پر کمزوری کا لیبل لگا دیتے ہیں۔

براق نے باہر ہوا میں آکر سانس لیا پھر شانزے کو کال ملا کر سب بتایا۔کچھ مراد کے کولیگز کو فون کر کے انہیں اطلاع دی۔اسے باہر دیکھ کر منہا بھی اس کے پاس آئی۔

"براق یہ ایک پولیس کیس ہے ہم اسے ایسے دفن نہیں کر سکتے۔"

"آپ کیا چاہتی ہیں کہ میں اپنے دوست کی لاش کو سرد خانے میں کئی دن تک سڑنے دوں اور پھر آخر میں انصاف ملنے کا انتظار کروں۔پلیز اس کی روح کو سکون لینے دیں ،میں مراد کو آج ہی دفن کرونگا۔"وہ اپنے دوست کی لاش کو بھی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

"براق میں سمجھ سکتی ہوں کہ تم کیا محسوس کر رہے ہو لیکن کیا تم مراد کے قاتلوں کو ایسے ہی جانے دو گے؟"

"نہیں میں مراد کے قاتلوں کو اس سے بھی دردناک موت دوں گا۔انہوں نے مجھ سے میرا بھائی نہیں میرا بازو چھینا ہے۔جس کی قیمت انہیں دینی ہوگی۔"اس کی آنکھیں تکلیف سے بھری تھیں اور دماغ پر جنون سوار تھا۔

"ہوش سے کام لو براق قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش مت کرو۔"وہ اسے سمجھا رہی تھی مگر براق کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

NOVEL HUT

منہا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس وقت براق کو سمجھائے یا پولیس کو کال کرے۔

"ٹھیک ہے میں پولیس کو کال نہیں کررہی لیکن میں خود پورے فلیٹ کی تلاشی لونگی اور مراد کے قتل کیس کی فائل بھی تیار کرونگی۔تم خود سے کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔"منہا اسے ایک بار پھر سمجھا رہی تھی ۔سارم والے معاملے سے اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ براق جنون میں کس حد تک جاسکتا ہے۔براق نے اس کی بات سن کر بس ہاں میں سر ہلا دیا۔

منہا نے پورے فلیٹ کی تلاشی لی مگر اسے کچھ خاص نہیں ملا تھا۔قاتل بہت چالاک تھا۔مراد کے پیٹ میں جس چاقو کے نشان تھے وہ کمرے میں موجود نہیں تھا۔منہا نے کچن کا رخ کیا۔ وہاں چھوریوں کے ریک میں سب سے اوپر ایک چاقو تھا جو ابھی گیلا تھا۔ جیسے اسے ابھی گھنٹے پہلے ہی صاف کیا گیا ہو۔سائڈ پر تھوڑا سا خون باقی رہ گیا تھا۔منہا نے وہ چاقو اٹھایا اور باہر نکلنے لگی۔ تبھی

اسے سنیک میں دو چائے کے کپ پڑے نظر آئے۔ اگر مراد گھر پر اکیلا تھا تو دو چائے کے کپ کیوں؟

کچھ ہی گھنٹوں میں سب لوگ فلیٹ میں آ گئے تھے۔ شانزے بھی دو گھنٹوں میں وہاں پہنچ گئی تھی۔ اس کا رو رو کر برا حال تھا۔ شادی کو صرف چند مہینے ہی ہوئی تھے اور یہ سب ہو گیا تھا۔ کل اس کے باپ کی برسی تھی اور آج اس کا شوہر بھی مر گیا تھا۔ وہ ایک بار پھر تنہا رہ گئی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

شام کے وقت وہ مراد کو اپنے ہاتھوں سے پاس والے قبرستان میں دفنا رہا تھا۔ اس نے اپنے دوست کو غسل بھی خود دیا تھا اور اس کی نمازِ جنازہ بھی خود پڑھائی تھی۔ باقی لوگ مراد پر مٹی ڈال کر وہاں سے جا چکے تھے۔ لیکن وہ وہی مراد کی قبر کے پاس بیٹھا رہا۔

"جانتا ہے جب میری امی کا انتقال ہوا تو میں بلکل تنہا ہوگیا تھا۔اس وقت تو نے مجھے سمبھالا تھا۔لیکن آج تو بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔اب مجھے کون سمبھالے گا؟"آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکا تھا۔

دوست کی جدائی انسان کو اندر سے مار دیتی ہے۔

وہ کافی دیر وہاں بیٹھا رہا پھر اندھیرا دیکھ کر قبرستان سے اٹھا اور اپنے اپارٹمنٹ کی طرف گاڑی کو بڑھایا۔

شانزے کو اس کی ضرورت کا سامان وہ دے آیا تھا۔وہ اس کے دوست کی بیوہ تھی اس کا خیال رکھنا براق کا فرض تھا۔

براق نے اپارٹمنٹ میں آکر اپنے کمرے کا رخ کیا۔وہ اس وقت کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔اسے اکیلے وقت گزارنا تھا۔

براق کو بیتے پل یاد آرہے تھے۔جب وہ پہلی بار اپنی ماں کی موت کے بعد اس شہر میں آیا تھا۔مراد نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی

تھی۔اس کی امی براق کو مراد سے بھی زیادہ پیار کرتی تھیں۔اسے مانو اپنی فیملی مل گئی تھی۔

مراد کے اس پر بہت احسان تھے لیکن اس نے براق کو کبھی کچھ نہیں جتایا۔وہ واقعی سچا دوست تھا۔اس کا جانا براق کو اندر سے کھا گیا تھا۔وہ کسی دو سال کے بچے کی طرح رو رہا تھا۔اسے کھل کر رونے کا موقع اب ملا تھا۔یہاں کوئی نہیں تھا اسے دیکھنے والا بس وہ اور اس کے ملال تھے۔زندگی نے براق ہشام کو کچھ دیا ہو یا نا دیا ہو مگر ملال خوب دیے تھے۔

کچھ لمحوں بعد ہی براق کے اپارٹمنٹ کی گھنٹی بجی۔اس وقت وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔لیکن دروازے پر جو کوئی بھی تھا وہ مسلسل گھنٹی بجاتا رہا۔

براق تنگ آکر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔آنسو صاف کرتے ہوئے دروازہ کھولا۔وہ دروازے پر کھڑے شخص کو اچھی بھلی سنا دیتا اگر وہاں منہا نا کھڑی ہوتی۔

منہا نے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں لال تھیں۔

"اندر آئیں۔" وہ کسی کے سامنے نہیں روتا تھا۔ صبح مراد کو اس حالت میں دیکھ کر وہ بھول گیا تھا کہ منہا بھی ادھر کھڑی تھی۔

"آنسو کیوں صاف کیے؟ انہیں بہنے دو تاکہ تمہارا غم کم ہو سکے۔"منہا نے اندر آتے ہوئے بولا۔

اب وہ دونوں ٹی وی لاونج میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"نہیں وہ تو ویسے ہی آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا۔"وہ بات سنبھال رہا تھا۔

"براق تم گہرے صدمے میں ہو اور اس وقت تمہیں کسی ایسے کی ضرورت ہے جو تمہارے اندر کا غم سنے۔"وہ براق سے ہمدردی کر رہی تھی۔وہ اسی لیے آئی تھی۔اس کی سب سننے۔

"کوئی نہیں ہے میری سننے والا جو تھے سب چلے گئے۔"وہ بکھر چکا تھا۔

"میں ہوں نا تمہارے پاس۔" اس نے بڑے مان سے کہا تھا اور یہ سن کر براق نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔کیا واقعی منہا اس کے غم کا ساتھی بن سکتی ہے؟

"کچھ عرصے میں ہی ہم دونوں کی انڈر سٹینڈنگ اتنی اچھی تو ہو گئی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے سب کہہ سکیں۔تم اور میں ہر چیز میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔تو غم بانٹنے میں کیوں نا دیں؟"وہ

براق کو کمفرٹ کر رہی تھی۔اگر حالات مختلف ہوتے تو براق کو یہ الفاظ خوش کرنے کے لیے کافی تھے۔

"آپ سہی کہہ رہی ہیں مگر۔۔۔"اسے تھوڑا عجیب لگ رہا تھا منہا کو سب بتانا۔

"سارم والے معاملے میں تم نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔تو آج میں بھی یہاں سے نہیں جانے والی جب تک تم مجھے سب بتا نہیں دیتے۔"وہ ضد کی پکی تھی۔براق تھوڑی دیر خاموش رہا۔منہا چپ کرکے وہی بیٹھی رہی وہ آج یہاں سے نہیں جانے والی تھی۔براق کو آخر اپنی خاموشی توڑنی پڑی۔

"جانتی ہیں آپ میں نے آج تک اپنے باپ کو نہیں دیکھا۔میری زندگی میں آج تک باپ کےپیار کی کمی ہے۔جو میں چاہ کر بھی پوری

نہیں کر سکتا۔"وہ بولنا شروع ہوا تھا۔اس کی زندگی کا پہلا ملال۔منہا اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی لیکن وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔

"پھر جب مجھے پتہ چلا کہ میری ماں کی وجہ سے میرے بابا گھر چھوڑ کر گئے تھے تو میں اپنی ماں کو غصہ میں چھوڑ کر چلا گیا۔میرا غصہ وقتی تھا منہا میں اپنی ماں کے بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔لیکن میرے جانے کہ کچھ دن بعد ہی وہ۔۔۔۔"اس کی ہمت ٹوٹی تھی۔یہ اس کی زندگی کا دوسرا اور سب سے بڑا ملال تھا۔منہا کی آنکھوں میں براق کے لیے درد تھا۔براق نے گہرا سانس لیا۔

"وہ مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئی۔دنیا کہتی ہے میں نے اپنے ماں باپ کی لڑائی کراوائی۔اپنی ماں کو میں نے مارا۔آپ بتائے کوئی اولاد ایسا کیسے کر سکتی ہے؟"وہ منہا کی طرف دیکھ کر بچوں کی طرح سوال کررہا تھا۔منہا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"کوئی اولاد اپنی ماں کو کیسے مار سکتی ہے؟ میں صرف ناراض تھا ان سے میں ۔۔۔۔"وہ اب ہمت کھو چکا تھا۔آج اتنے سالوں بعد سچ اس کی زبان سے نکلا تھا۔اس کے بے اختیار آنسو نکلے۔منہا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ براق کی تکلیف کیسے کم کرے۔مگر اس شخص کو ایسے دیکھ کر نا جانے کیوں اس کا دل ڈوب رہا تھا۔

"میں ہر اس شخص کو کھو دیتا ہوں جو میرے دل کے قریب ہوتا ہے۔"آج تک واقعی اس نے اپنے سب پیاروں کو کھویا تھا۔اس کی زندگی میں بس ملال تھے اور یہ منہا کو آج پتہ چلا تھا۔

"میں نا اپنی ماں کو بچا پایا نا ہی اپنے دوست کو۔اس چیز کا ملال مجھے ساری زندگی رہے گا۔"وہ سر جھکائے بولا تھا۔

"میں تمہاری تکلیف تو کم نہیں کر سکتی مگر میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں ہر مشکل وقت میں تمہارا ساتھ دونگی خود کو اکیلا مت سمجھو۔"وہ اسے

تسلی دے رہی تھی۔یہ سن کر براق نے یک دم اس کی طرف دیکھا ۔منہا اس کی آخری خوشی تھی۔اگر اس نے منہا کو بھی کھو دیا تو وہ سب ہار جائے گا۔

"آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گی۔"وہ بہت امید سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔منہا ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔"یہ الفاظ نہیں براق کی خوشی کی وجہ تھی۔وہ اداسی سے مسکرایا۔

"تم نے کچھ کھایا؟"منہا نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں بھوک نہیں ہے۔"اس کا دل ابھی تک اداس تھا۔

"میں کچھ بنا دیتی ہوں۔"منہا نے کہہ تو دیا تھا مگر ککنگ کے نام پر اسے بس چائے اور کباب فرائی کرنے آتے تھے۔

"نہیں میں صبح کو کچھ کھا لونگا۔"

"تم آج صبح سے بھوکے ہو میں بنا دیتی ہوں۔"وہ کچن کی طرف بڑھی۔کچن اوپن تھا اس لیے براق کو وہ کچن میں کام کرتی نظر آرہی تھی۔منہا نے فریج کھولا بریڈ نکالی انڈے پھینٹے۔براق خاموش بیٹھا رہا۔

منہا نے بریڈ ٹوسٹر میں ڈالے۔فرائی پین میں آئل ڈال کر انڈا فرائی کیا۔یہ تھی اس کی ککنگ جو براق چلتے پھرتے کر لیتا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

اندھیرے کمرے وہ اکیلا بیٹھا تھا۔سر جھکائے اپنے ملال کا بوجھ اٹھا رہا تھا۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کا چہرہ واضع ہوا۔براق کی آنکھوں سے خون کے آنسوں نکل رہے تھے۔چہرہ بلکل بجھا ہوا تھا۔وہ مسکراتا ہوا براق ہشام بلکل نہیں لگ رہا تھا۔

"تمہارے غصے اور ضد کی وجہ سے میری جان گئی۔"اس کے سامنے سفید کپڑوں میں صوفیا کھڑی تھی۔وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"میں نے کتنا روکا تھا کہ مت جاؤ براق میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"وہ اس کے گرد چکر کاٹتے ہوئے بول رہی تھی۔

"تم نے مجھے مارا ہے براق تم نے۔"اب کے وہ چیخی تھی۔اور براق جو کب سے اس سب سے انکار کر رہا تھا وہ یک دم ساکن ہوا تھا۔یہ الفاظ نہیں خنجر تھا جو اس کے دل میں اترا گیا تھا۔

"میں نے نہیں مارا آپ کو۔۔۔۔ماما میرا یقین کریں۔"وہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔اس کا منہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔وہ مسلسل رو رہا تھا۔لیکن ملال تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

"میں نے تو تجھے اپنا بھائی کہا تھا تو مجھے بھی نہیں بچا پایا۔"اس نے ایک بار پھر نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی ماں کے آگے سفید کپڑوں میں مراد کھڑا تھا۔براق نے حیرانی سے اسے دیکھا۔مراد اور اس کی ماں دونوں اس کو ناراضگی سے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے معاف کر دے مراد میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔۔۔"الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔رو رو کر اس کا گلا خشک ہو چکا تھا۔اس میں اب اور ہمت نہیں تھی۔۔

صوفیا اور مراد دونوں براق کے ارد گرد گول چکر کاٹ رہے تھے۔

"تم نے ہمیں مارا براق تم نے۔" ان کے منہ سے بس یہی الفاظ نکل رہے تھے۔

وہ بار بار نفی میں سر ہلا رہا تھا۔براق اپنے پیاروں کو کیسے مار سکتا تھا؟اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ کچھ بولے۔صوفیا اور مراد

اب اس کے قریب آرہے تھے۔اسے ان دونوں سے خوف آرہا تھا۔ان کے بڑھتے قدم براق کو اپنے آپے سے باہر کر رہے تھے۔

"میں نے نہیں مارا۔۔۔۔"وہ آنکھیں بند کر کے چینخا تھا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے بسر پر لیٹا ہوا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔نا اس کی ماں نا اس کا دوست۔ براق کا سانس اوپر نیچے ہو رہا تھا وہ ایک بھیانک خواب سے جاگا تھا۔اس نے پاس ٹیبل پر پڑی ٹیبلٹ اٹھائی اور اپنے منہ میں ڈالی۔پانی کا گلاس پی کر انہیں نیچے کیا۔

وہ اب لمبی سانس لے کر خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دوسروں کی تکلیف وہ منٹوں میں سمجھ جاتا تھا لیکن اپنی تکلیف کو وہ ہمیشہ نظر انداز کرتا تھا۔براق واقعی خود کو سب کے لیے قصور وار

سمجھتا تھا۔اسی لیے ایسے خواب روز دیکھنا اس کا معمول تھا۔آج اس کی ماں کے ساتھ مراد بھی ان خوابوں میں شامل ہوگیا تھا۔

وہ اپنے ملال کا قیدی تھا۔

——☆☆☆☆☆——

اگلے دن وہ مراد کے فلیٹ والی گلی میں کھڑا سی سی ٹی فوٹیج دیکھ رہا تھا۔گلی میں کوئی آتا یا جاتا دیکھائی نہیں دیا تھا۔منہا اس کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ وہ ایک اور کیس پر کام کر رہی تھی۔مراد کا کیس پولیس کے ریکارڈ میں درج نہیں کیا گیا تھا۔اس لیے منہا آفس ٹائمنگ پر مراد کا کیس حل نہیں کر سکتی تھی۔

براق نے گرے رنگ کا لونگ کوٹ پہن رکھا تھا۔جس کے نیچے سیاہ ہائی نیک اور سیاہ پینٹ تھی۔آج نا بال بنائے ہوئے تھے اور نا ہی

شیو۔حالت سے وہ کافی تھکا تھکا معلوم ہوتا تھا۔اس نے منہا کو کال ملائی۔

"آپ مراد کی طرف آسکتی ہیں؟"منہا جو اپنے آفس میں بیٹھی کوئی فائل تیار کر رہی تھی اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"ہاں لینچ کا ٹائم ہونے والا ہے میں بس پندرہ منٹ تک آتی ہوں۔"

براق نے اوکے کہہ کر فون بند کیا۔

تھوڑی دیر بعد منہا وہاں پہنچ چکی تھی۔اس نے بھورے رنگ کے کوٹ کے نیچے سکن رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ براق کی طرف بڑھی۔

"ارد گرد کے لوگوں سے پوچھ تاچھ کرنی ہے مگر لوگ پولیس کو ہی سچ بتاتے ہیں۔"منہا سمجھ گئی تھی کہ براق نے اسے یہاں کیوں بلایا تھا۔

"میں گاڑی سے اپنا کارڈ نکال لو پھر پوچھ تاچھ کرتے ہیں۔"وہ اپنا انسپکٹر والا کارڈ اٹھانے کے لیے گاڑی کی طرف بڑھی۔

براق بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ارد گرد کے فلیٹس میں رہنے والوں سے پوچھ تاچھ کرنے لگے۔ لیکن جیسے ہر ایک کی زبان پر تالے تھے۔

مراد کے فلیٹ کے سامنے والے فلیٹ میں ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا۔براق اور منہا ان کے فلیٹ میں کھڑے ان سے سوال کر رہے تھے۔

"بیٹا میں سچ بتا رہا ہوں جس رات مراد کا قتل ہوا اس رات میں جاگ رہا تھا۔مجھے نا کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی نا ہی کسی کے بیل بجانے کی۔" دونوں فلیٹ ایک دوسرے سے دو قدم دور تھے۔ گھنٹی کی آواز دونوں کے گھروں تک آتی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ مراد اپنے فلیٹ کا دروازہ کھلا چھوڑ دے اور کوئی بھی اندر داخل ہو جائے۔"براق کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔

"آپ نے کہا آپ اس دن جاگ رہے تھے تو کیا آپ نے مراد کی کوئی چیخوں کی آوازیں سنی تھیں۔"منہا نے اگلا سوال کیا تھا۔

"نہیں بیٹا مجھے کوئی آواز نہیں آئی۔"وہ صاف انکار کر رہے تھے۔

"مراد کے پیٹ میں دس بار وار کیا گیا وہ ایک بار بھی نہیں چیخا میں مان ہی نہیں سکتا۔اسے ایک خراش بھی آجاتی تھی تو وہ پورا گھر سر پر اٹھا لیتا تھا۔"براق کو تھوڑا شک ہوا۔

"شرافت سے تم سچ بتاتے ہو یا میں کوئی اور طریقہ استعمال کروں؟"براق نے بوڑھے کو اپنا بھاری ہاتھ دیکھایا۔منہا نے مارے غصے کے آنکھیں بند کرلی تھیں۔

"بیٹا میں سچ کہہ رہا ہوں۔"بوڑھا تھوڑا ڈر گیا تھا۔
"کہی تم نے ہی تو مراد کو نہیں مارا۔"براق واقعی پاگل ہو چکا تھا۔
"براق دماغ درست ہے؟یہ کونسا طریقہ سے تفشیش کا۔"منہا کو غصہ آیا تھا۔وہ بہت ان پر فیشنل برتاؤ کر رہا تھا۔
مراد کے کیس کو لے کر وہ بہت زیادہ جنونی ہوگیا تھا۔منہا کی بات سن کر اس نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔

—☆☆☆☆☆—

کچھ دن اسی طرح گزر گئے۔براق آہستہ آہستہ زندگی کی طرف واپس آرہا تھا۔مراد جاتے جاتے اس کی خوشیوں کا کچھ حصہ لے گیا تھا۔کم سے کم منہا اس کے ساتھ تھی اور وہ اس کے لیے مسکرانے کی کوشش کرتا تھا۔

براق روز دفتر سے واپسی پر شانزے کی طرف جاتا تھا۔ اسے کسی بھی چیز کی کمی نا ہو براق نے اس کی ٹھان لی تھی۔

وہ فلیٹ کے باہر سے ہی شانزے کو اس کی ضرورت کی چیزیں پکڑا کر چلا جاتا تھا۔وہ عدت میں تھی اس لیے سامنے نہیں آتی تھی۔

"بھابھی آپ کو کسی قسم کی بھی کوئی ضرورت ہو تو آپ مجھے کال کر دیا کریں۔"وہ دروازے کے باہر کھڑا بول رہا تھا۔شانزے فلیٹ کے اندر کھڑی تھی۔

"شکریہ براق تم نے میرا بہت خیال رکھا۔بس کچھ دن بعد تمہاری یہ تکلیف بھی ختم ہو جائے گی۔"

"ارے بھابی تکلیف کیسی آپ میرے بھائی کی بیوہ ہیں۔ویسے آپ کہی جا رہی ہیں؟"اسے لگا شاید وہ گلگت واپس جا رہی تھی۔

"تمہیں بہت جلد پتہ چل جائے گا۔ہر راز کے کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔"

براق کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

سونیا بیگم منہا کے ساتھ براق کی طرف تعزیت کے لیے آئی تھیں۔منہا نے سادہ سا کرتا پجامہ پہن رکھا تھا۔براق نے بھی سادہ سی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔ابھی ان تینوں نے مراد کی مغفرت کی دعا کی تھی کہ منہا نے اچھا موقع دیکھ کر براق کی توجہ اس کاغذ کی طرف بڑھانے کی کوشش کی۔

"براق ہمیں جو کاغذ ملا تھا مراد کے پاس سے تم نے اس کا کچھ پتہ کیا؟"

"اس پر ایک لفظ لکھا تھا منافق اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔"وہ حیران تھا۔

"شاید اس منافق لفظ میں ہمارے لیے کوئی ہنٹ ہو۔"منہا کے دماغ سے وہ لفظ نہیں نکل رہا تھا۔

"منافق تو ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ۔ایسے لوگ آپ کے منہ پر بہت اچھے بنتے ہیں۔ جیسے ان سے زیادہ کوئی آپ کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔دشمن سے زیادہ ہمیں ایسے لوگوں سے خطرہ ہوتا ہے۔دشمن سامنے سے وار کرتا ہے اور ایک منافق آپ کی پیٹھ میں چھرا گھوپنتا ہے۔"سونیا بیگم ان دونوں کی مدد کر رہی تھیں۔

"انسان کو سب سے زیادہ اگر کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے تو وہ ہے منافقت۔ہم لوگوں کے چہرے نہیں پڑھ سکتے اس لیے ہمیں اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ کون ہمارے ساتھ مخلص ہے اور کون ہمارے لیے دل میں بغض پال کر بیٹھا ہے۔"وہ دونوں سونیا کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔

"ہمارے پیارے رسول کے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے عبداللہ بن ابی کو مدینہ کا سرادر چنا گیا تھا۔مگر جب ہمارے رسول نے مدینہ میں قدم رکھا تو اس وقت مدینہ میں اسلام کا بول بالا تھا۔مدینہ کے لوگوں نے اپنے تمام معاملات حضرت محمد ﷺ کے سپرد کر دیے۔اسی وجہ سے عبداللہ بن ابی کے سینے میں آپ ﷺ سے ذاتی بغض اور عناد پیدا ہو گیا اور وہ دل ہی دل میں آپ ﷺ سے جلنے کڑھنے لگا۔عبداللہ بن ابی نے بظاہر اسلام قبول کر لیا اور ظاہری طور پر اللہ

اور اس کے رسول کے تمام احکامات کی پابندی شروع کردی۔ لیکن دل سے وہ منافق تھا۔ غزوہ احد کے وقت اس نے اپنے تین سو لوگوں کے ساتھ جنگ سے پیچھے ہٹنے کا اعلان کیا اور رسول ﷺ کو دھوکا دیتے ہوئے احد کے میدان سے بھاگ گیا۔یہی منافق شخص حضرت عائشہ پر تہمت لگانے میں بھی پیش پیش تھا۔"وہ انہیں بتا رہی تھیں کہ مناقین نے تو ہمارے رسول کو بھی نہیں چھوڑا تو ہم کیا چیز ہیں؟ہمیں کوئی دھوکا دے دے تو ہم فوراً اللہ سے ایسے شکوہ کرتے ہے جیسے اللہ نے بہت ظلم کردیا۔

"ہماری زندگی میں عبداللہ بن ابی جیسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔جو ہم سے حسد اور جلن کی آگ میں جل رہے ہوتے ہیں اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا۔"منہا نے اپنی ماں کا ساتھ دیا تھا۔

براق گہری سوچ میں جا چکا تھا۔آخر وہ کون تھا جس سے مراد کو خطرہ تھا۔کون تھا وہ منافق جس نے مراد کو دھوکا دیا تھا۔منہا براق کو کھویا ہوا دیکھ کر دوبارہ بولی۔

"براق یہ قاتل جو کوئی بھی ہے وہ مراد کے بہت قریب تھا۔مراد کے قتل والے دن مجھے کچن سے دو چائے کے کپ ملے تھے۔یعنی قاتل اور مراد دونوں نے بیٹھ کر چائے پی تھی۔"منہا نے براق کو خبردار کیا تھا۔

"آپ کو اس پر کوئی فنگر پرنٹس ملے تھے؟"براق نے سوال کیا۔

"نہیں وہ دونوں گلاس دھو کر رکھے ہوئے تھے۔"

"آپ ایک دفعہ مجھے وہ پرچی دیکھا سکتی ہیں جو مراد کے کمرے سے ملی تھی۔"اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔

منہا نے براق کی طرف وہ کاغذ بڑھایا۔براق نے کاغذ دیکھا تو وہ حیران ہوا تھا۔

"یہ مراد کی لکھائی نہیں ہے۔مرادم کو ٹرائی اینگل کی طرح لکھتا تھا وہ م کو گول لکھتا ہی نہیں تھا۔"حیرت کی بات تھی۔لیکن اس سے ملتی جلتی لکھائی اس نے کہی دیکھی ضرور تھی اور اسے اب یاد نہیں آرہا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے یہ اس قاتل نے لکھا ہے؟مگر وہ ایسا کیوں کرے گا؟" منہا نے سوال کیا۔

"مجھے نہیں پتہ مگر یہ جو کوئی بھی ہے وہ چاہتا ہے کہ میں اسے پکڑو۔"

"اچھا بیٹا تم دونوں کیس پر ڈسکشن کرو میں چلتی ہوں رات کا کھانا بنانا ہے۔"سونیا بیگم اٹھی تھیں۔

ان کے جانے کہ بعد وہ دونوں کیس پر کافی ڈسکشن کرتے رہے۔مگر کیس حل نہیں ہورہا تھا۔براق کے جذباتی فیصلے کی وجہ سے منہا مراد کا پوسٹ مارٹم بھی نہیں کر پائی تھی۔ورنہ کیس کب کا حل ہو جاتا۔جو بھی تھا یہ کیس براق کو خود حل کرنا تھا۔

"تم نے کہا تھا شانزے گلگت ہے؟"منہا کو کافی دنوں سے یہ چیز پریشان کر رہی تھی۔

"ہاں کیوں کیا ہوا؟"منہا کے سوال پر اسے تعجب ہوا۔

"تو گلگت سے وہ اسلام آباد دو گھنٹوں میں کیسے پہنچ گئی؟" بات درست تھی۔

"شانزے بھابھی ایسا نہیں کر سکتی آپ ان پر شک نا کریں۔"اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"براق اس وقت سب پر شک کرنا بنتا ہے۔اگر اس دن تم نے جلدی نا کی ہوتی مراد کو دفنانے کی تو ابھی تک کیس حل ہوجاتا۔"اسے براق پر تھوڑا غصہ تھا۔

"مجھ سے مراد کی وہ حالت نہیں دیکھی جارہی تھی۔آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔قاتل کو میں ڈھونڈ لونگا بس مجھے پچھلی گلی کی سی سی ٹی وی فوٹج مل جائے۔مراد کے کمرے کی کھڑکی اس گلی میں ہی کھلتی ہے۔"

منہا کوئی جواب دیے بغیر اٹھی اور براق کو خداحافظ کرکے باہر کی طرف لپکی۔

براق ابھی اس سب کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا فون بجا۔

NOVEL HUT

"تمہارے دوست کا سن کر بہت افسوس ہوا۔" فون پر لائلہ تھی۔ اتنے دنوں سے براق گودام نہیں گیا تھا اور اسے آج مہتشم نے مراد کی موت کا بتایا تھا۔

"اللہ اس کی مغفرت کرے۔" براق نے جواب دیا۔

"آمین۔ ویسے اس کی موت کیسے ہوئی؟" اسے اس بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔

"اس کا قتل کیا گیا ہے اور میں انہی قاتلوں کو ڈھونڈنے میں مصروف ہوں۔"

"اگر میری کوئی مدد چاہیے اس بارے تو میں مدد کر سکتی ہوں۔" وہ تنہا نہیں تھا۔

"اس وقت تو مجھے بھی سمجھ نہیں آرہا کہ آخر مراد جیسے اچھے آدمی کو کون مار سکتا ہے۔" وہ واقعی الجھا ہوا تھا۔

"اس دنیا میں کوئی اعتبار کے قابل ہے؟ہمیشہ کوئی قریبی ہی ہمیں نقصان پہنچاتا ہے۔ کبھی سنا ہے کسی سے کہ مجھے ایک انجان آدمی نے دھوکا دیا؟جو دل کے قریب تر ہوتا ہے وہی انسان سب سے بڑا دھوکا دیتا ہے۔"اس نے زندگی کی تلخ حقیقت بتائی تھی۔

"جس شخص کو ہم کہتے ہیں کہ یہ تو میرے بہت قریب ہے یہ مجھے ہرٹ کر ہی نہیں سکتا یقین کرو وہ شخص ایک الگ طریقے سے ہرٹ کرکے جاتا ہے۔"وہ پھر سچ بولی تھی۔

"مگر مراد کے قریب تو میں تھا میرے علاوہ تو۔۔۔۔"یک دم اس کے دماغ میں ایک نام گونجا تھا۔کیا منہا کا شک درست تھا؟

"تھینک یو لائلہ تم نے میری بہت سی مشکل آسان کردی۔"براق کا دماغ بجلی کی طرح تیز تھا۔

"اپنے مشکل وقت میں ہمیشہ تم لائلہ سلطان کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔"وہ فخر سے بولی تھی۔

براق نے وہ پرچی دوبارہ کھولی "م" اس کے دماغ میں گھوما تھا۔گول "م" اس نے پہلے کہی دیکھا تھا۔دماغ تیزی سے چل رہا تھا۔یک دم اسے وہ ڈنر والا ریویو یاد آیا۔ "شانزے مراد" وہ شانزے تھی جو "م" کو گول لکھتی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

گھر کے گیٹ کی گھنٹی بجی تو منہا گیٹ کھولنے کے لیے اس کی طرف بڑھی۔اس نے گیٹ کھولا۔سامنے ہمایوں کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔وہ یوں اچانک آگیا تھا۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز؟"وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"تم اچانک؟"اب وہ دونوں اندر جا رہے تھے۔

"بی جان کا حکم تھا کہ میں فوراً واپس آؤ تو میں چھٹیاں لے کر آگیا۔ ویسے بھی تمہارا برتھ ڈے بھی آرہا ہے اور ہر دفعہ کی طرح اس بار بھی تمہارا برتھ ڈے میں ہی سیلبرٹ کروں گا۔" وہ اسے سب بتا رہا تھا۔ منہا نے اسے اندر چلنے کا بولا۔ منہا کا برتھ ڈے اس بار بہت سپیشل ہونے والا تھا۔

ہمایوں کو دیکھ کر بی جان کا چہرا خوشی سے باغ باغ ہوگیا تھا۔ وہ سب گھر والے ڈائینگ پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ آج اتنے عرصے بعد سب نے اتنے شوق سے کھانا کھایا تھا۔ بی جان سربراہی کرسی پر بیٹھی تھیں۔ ان کے الٹے ہاتھ پر ہمایوں بیٹھا تھا۔ ہمایوں کے ساتھ سونیا بیٹھی تھیں۔ اور ان کے سامنے ہی منہا اور نور بیٹھی تھیں۔

"بس اب میں ہمایوں کی شادی کر رہی ہوں۔" بی جان نے خاموشی توڑی تھی۔

"ہاں بی جان جلدی سے کردیں میں تو اس کی شادی میں خوب ڈانس کروگی۔"منہا نے بی جان کا ساتھ دیا تھا۔سونیا بیگم مسکرائی تھی اور ہمایوں کے گلے میں چاول اٹکے تھے۔

"کوئی دلہن اپنی ہی شادی میں ڈانس کرتی ہے؟"بی جان نے اسے ٹوکا تھا۔

اور منہا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ بی جان نے کیا بولا ہے۔ہمایوں کی شادی میں وہ دلہن؟

"میں نے تمہاری اور ہمایوں کی بات پکی کردی ہے۔"

یہ الفاظ نہیں پتھر تھے جو منہا پر گرے تھے۔اس کا منہ سرخ ہوچکا تھا۔اس نے ایک نظر سونیا بیگم کو دیکھا۔وہ آنکھیں چراتے ہوئے کھانا کھانے لگی۔

کیا منہا اپنے حق کے لیے بولے گی؟

——☆☆☆☆☆——

براق اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔اس نے شانزے کو کال کی وہ فون نہیں اٹھارہی تھی۔اس کا شک یقین میں بدل رہا تھا۔

("نفرت کا رشتہ اتنا گہرا ہوتا ہے کہ انسان ہر وقت صرف اپنے دشمن کے نقصان کے بارے میں ہی سوچتا رہتا ہے۔")اسے شانزے کی باتیں یاد آرہی تھیں۔

اس نے غصے میں گاڑی گھمائی۔اگر یہ سب شانزے نے کیا تھا تو وہ آج اس کے ہاتھوں بچنے والی نہیں تھی۔

("نفرت آپ کے اندر کا وہ جانور جگا دیتی ہے جو انسان کی صیح اور غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔")

اس نے گاڑی کو جہاز کی طرح اڑانے کی کوشش کی۔وہ جنون میں پاگل ہورہا تھا۔اس کے قریبی لوگوں کو کوئی نقصان پہنچائے وہ یہ براشت نہیں کرتا تھا۔

("گلگت سے وہ اسلام آباد دو گھنٹوں میں کیسے پہنچ گئی؟")پہلے وہ اس بات سے انکار کر رہا تھا۔مگر لائلہ کی بات سن کر اسے لگا تھا کہ شانزے ایسا کر سکتی ہے۔اسے شانزے کی لکھائی یاد آئی تھی۔اس ڈنر والے دن شانزے نے م کو گول لکھا تھا۔جیسے اس کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔

اس نے شانزے کو دوبارہ کال کی۔اس بار کال اٹھالی گئی تھی۔

"کدھر ہو تم۔" براق کا لہجا سرد تھا۔

"میں نے کدھر جانا ہے۔"وہ ٹی وی لاونج میں بیٹھی تھی۔

"سنا تھا جب کوئی قاتل پکڑا جارہا ہو تو وہ بھاگتا ہے اپنی جان بچانے کے لیے۔"اور اس کی بات سن کر شانزے پراسرار طریقے سے مسکرائی تھی۔

"آخر تمہیں پتہ چل ہی گیا۔کافی دیر لگادی تم نے تو۔مجھے لگا تھا کہ تم اسی دن سمجھ جاؤ گے۔" براق جو انتظار کر رہا تھا کہ شانزے اس بات سے انکار کرے گی وہ حیران ہوا تھا۔

"چونک گئے؟میں تو تمہیں بہت چالاک سمجھتی تھی تمہارے لیے ایک پرچی بھی چھوڑی تھی چلو دیر آئے درست آئے۔"وہ بلکل پرسکون تھی۔

"میں تمہیں چھوڑو گا نہیں۔۔۔۔اب تم کہی بھی بھاگ جاؤ میں تمہیں دنیا کے ہر کونے سے ڈھونڈ نکالوں گا۔"وہ غصے میں چلایا

تھا۔براق ایک ہاتھ سے سٹرنگ کنٹرول کرتا ہوا شانزے سے فون پر بات کر رہا تھا۔

"میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔کب سے مجھے اس لمحے کا انتظار تھا۔"وہ آخر چاہتی کیا تھی؟

"آخر میرے دوست نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟" وہ جاننا چاہتا تھا۔

"میرے باپ نے کیا بگاڑا تھا ان کا؟تم کیا سمجھتے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ ایسے ہی ہنسی خوشی زندگی گزارتی۔میرے باپ کےپیٹ میں پانچ بار چاقو مارا گیا تھا۔میں نے اسی دن خود سے وعدہ کرلیا تھا کہ میں مراد کےپیٹ میں دس بار چاقو ماروں گی۔"وہ چیخی تھی۔براق نے فون بند کیا۔بات کرنے کا وقت نکل چکا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد براق کی گاڑی مراد کے فلیٹ کے باہر آکر رکی۔جیب میں پڑی پستول باہر نکالی اور اسے لوڈ کیا۔اب وہ اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ جنونی آدمی تھا اور اس وقت شانزے کا خون اس کے سر پر سوار تھا۔براق آج شانزے کو اپنے ہاتھوں سے مارے گا، یہ تو طے تھا۔کیا واقعی براق ہشام قتل بھی کر سکتا تھا؟

NOVEL HUT

NOVEL HUT

باب نمبر 5

ملاپ

وہ پانچ سالہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ پہاڑوں کے بیچ پتھر پر بیٹھا تھا۔اس کی ماں لکڑیوں کی آگ پر چکن کڑائی بنا رہی تھی۔پاس میں ہی اس کا باپ اپنے چھوٹے بیٹے کو لیے بیٹھا تھا۔

وہ بچہ بار بار دور بیٹھی ایک لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔دیکھنے میں وہ کافی پریشان اور ڈری ہوئی لگتی تھی۔اس نے کوئی کوٹ یا سویٹر تک نہیں پہن رکھا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہر جگہ اندھیرا ہو چکا تھا۔وہ لڑکی ابھی تک وہاں بیٹھی تھی۔وہ بچہ اپنی چھوٹی سی فیملی کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔

"ماما اور سالن ڈالیں۔"اس کی ماں نے پلیٹ اوپر تک بھر دی تھی لیکن وہ پھر بھی اور سالن ڈالنے کا کہہ رہا تھا۔

"بس بیٹا مجھے پتہ ہے تم نے تھوڑا سا ہی کھانا ہے اور چاہیے ہوا تو بعد میں لے لینا۔"

"میں اپنے لیے نہیں اس لڑکی کے لیے سالن مانگ رہا ہوں۔وہ کب سے ہمیں کھانا کھاتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔"اس کی ماں نے مڑ کر دیکھا تو واقعی وہ لڑکی کب سے اسی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ماما دو روٹیاں بھی دے دیں۔میں اس کو کھانا دے کر آتا ہوں۔" بچے نے بڑی معصومیت کے ساتھ بولا تھا۔اس کی ماں ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"تمہیں سب کا کتنا خیال ہوتا ہے میرے پیارے بیٹے۔تمہارا دل واقعی بہت نرم ہے۔اللہ تمہیں رحم دل اور مہربان بنائے۔" اس کی ماں نے بڑی شفقت کے ساتھ اس کے گال پکڑتے ہوئے بولا۔ پھر وہ اٹھا اور اس لڑکی کی طرف بڑھا۔اس بچے کو اپنی طرف آتا دیکھ کر لائلہ تھوڑا ڈر گئی تھی۔

"ڈرو نہیں میں تو تمہارے لیے کھانا لایا ہوں۔"وہ بچہ معصومیت سے بولا تھا۔

لائلہ نیچے ایک پتھر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ساتھ ہی وہ بچہ بھی بیٹھ گیا۔اس نے لائلہ کے سامنے کھانا کیا۔لائلہ کافی دیر سے بھوکی تھی اس نے بنا کچھ سوچے سمجھے کھانا شروع کردیا۔وہ بچہ لائلہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔جب لائلہ کےپیٹ میں تھوڑا سا آسرا ہوگیا تو اس نے بچے کی طرف دیکھا۔

"تم مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟" لائلہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"میں تمہیں نہیں تمہارے بالوں کو دیکھ رہا ہوں۔یہ بہت پیارے ہیں۔" اس نے معصومیت بھرے لہجے میں جواب دیا۔اس عمر میں بھی لائلہ کے بال بے حد حسین تھے۔

"تمہارے ماما بابا کہاں ہیں؟"اس نے سوال کیا تو لائلہ کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔

"میرے۔۔۔میرے ماما بابا نہیں ہیں۔"اس نے آنکھیں بند کر کے ایک سانس میں بولا۔

"اگر تمہارے ماما بابا نہیں ہیں تو تم اس دنیا میں کیسے آئی؟" اس نے اپنی عقل کے حساب سے سوال کیا تھا۔اور لائلہ نا جانے کیوں ہنس دی تھی۔

"میرا مطلب تھا کہ ان کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔"چہرہ دوبارہ سنجیدہ ہوا تھا۔

اس بچے کے چہرے پر اداسی چھا گئی تھی۔اسے کسی کا دکھ اپنا دکھ لگتا تھا۔

NOVEL HUT

ابھی وہ کچھ بولتا کہ اس کی ماں نے اسے آواز دی اور اپنی ماں کی آواز پر وہ واپس بھاگا۔

لائلہ خواب سے بیدار ہوئی۔آخر اس کا پہلا ہمدرد کون تھا؟ وہ آج تک نہیں جان پائی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

"کس سے پوچھ کر آپ نے میرا رشتہ طے کیا ہے؟" منہا نے غصہ ضبط کرتے ہوئے آرام سے پوچھا۔

"میں اس خاندان کی بڑی ہوں مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔"بی جان نے رعب دار لہجے میں جواب دیا تھا۔باقی سب خاموش تھے۔مگر منہا خاموش نہیں رہ سکتی تھی۔

"آپ میری زندگی کا فیصلہ میری اجازت کے بغیر نہیں کر سکتی اور ویسے بھی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔"اس نے صاف الفاظ میں انکار کیا تھا۔

"آخر کیوں نہیں کرنی تمہیں شادی؟عمر دیکھو اپنی اگلے ہفتے تم پورے انتیس کی ہوجاؤ گی۔کب تک گھر بیٹھنے کا ارادہ ہے؟"بی جان اس پر برسی تھیں۔ منہا کے لیے یہ بات نئی نہیں تھی۔ خاندان کا ہر بندہ اس سے یہی سوال کرتا تھا۔

"اپنے باپ کے گھر میں بیٹھی ہوں کسی اور کے گھر میں نہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری اتنی ہی فکر ہے تو میں جلد شادی کرلوں گی۔ مگر اپنی مرضی کے انسان کے ساتھ۔آپ مجھے اور ہمایوں کو زبردستی کے رشتے میں نہیں باندھ سکتی۔"وہ بہت آرام سے بات کر رہی تھی۔بی جان اس کو عزیز تھیں پر اپنے حق کے لیے بولنا اس کا

فرض تھا۔ منہا کا یہ جواب سن کر ہمایوں کو لگا تھا کہ کسی نے اس کا دل نکال کر باہر رکھ دیا ہو۔ منہا کے دل میں اس کے لیے کچھ نہیں تھا۔

"ہمایوں میرا بیٹا ہے، اسے میرے کسی فیصلے پر اعتراض نہیں ہے۔ تم اپنی بات کرو تمہیں کیا اعتراض ہے؟ آخر ہمایوں میں کیا کمی ہے؟ تم دونوں بچپن سے ساتھ ہو۔ ایک دوسرے کو جانتے ہو اور اتنے اچھے دوست بھی ہو۔" بی جان کو منہا کا انکار برا لگا تھا۔

"بی جان بات کمی کی نہیں ہے۔ ہمایوں بہت اچھا ہے مگر میں نے کبھی اس کے بارے میں اس طرح نہیں سوچا۔ ہاں ہم اچھے دوست ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اچھے لائف پاٹنرز بھی بن سکتے ہیں۔ شادی کوئی عام بات نہیں ہے، پوری زندگی کا ساتھ ہے اور میں اپنا لائف پاٹنر بہت سوچ سمجھ کر چنوں گی۔" وہ بی جان کے

فیصلے سے بار بار انکار کر رہی تھی اور یہ سب ان کو غصہ دلانے کے لیے کافی تھا۔

"تم ہم سب پر بوجھ بنتی جا رہی ہو، منہا۔ اسی لیے میں کہتی تھی کہ لڑکیوں کو اتنا مت پڑھاؤ دیکھا اب یہ ہمارے سروں پر چڑھ کر ناچ رہی ہیں۔ آخر کون تم سے شادی کرے گا اس عمر میں؟ کوئی بھی رشتہ آتا ہے تو ان کی سب سے پہلی ڈیمانڈ لڑکی کی کم عمری ہوتی ہے۔ تمہاری عمر میں تو ہمارے چھ چھ بچے ہوتے تھے۔ یہ تو تم میرا اور ہمایوں کا احسان مانو کہ تمہارا رشتہ مانگ لیا ورنہ اب تمہارے لیے کوئی اچھا رشتہ نہیں آنے والا۔" بی جان آج بھی پچھلے زمانے میں جی رہی تھیں جہاں سولہ سولہ سال کی لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ بی جان کی ان باتوں نے سونیا بیگم کو بہت تکلیف پہنچائی

تھی لیکن وہ پھر بھی خاموش رہی۔ہمایوں یہ سب روکنا چاہتا تھا مگر نہ وہ منہا کو کچھ کہہ سکتا تھا نہ بی جان کو۔

منہا کو یہ باتیں تیر کی طرح چبھی تھیں۔اس کی برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی۔

"مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے کہ میرے لیے رشتے آئے نا ہی میں ان لڑکیوں میں سے ہوں جو ساری زندگی بس ایک شہزادے کا انتظار کرتی ہیں۔میں اپنا اچھا برا اچھے سے سمجھتی ہوں ،اس لیے بہتر ہوگا آپ میری فکر کرنا چھوڑ دیں۔"اس نے گہرا سانس لیا تھا۔بی جان اس وقت غصے کے مارے لال ٹماٹر ہو رہی تھیں۔

"اور رہی بات احسان کی تو آپ اپنے پوتے کا رشتہ اپنے پاس ہی رکھیں۔ایسے ڈھیروں رشتے میں کئی سالوں سے رجیکٹ کرتی آرہی ہوں۔"وہ دو ٹوک بات کرتی تھی۔

"اب میں اس گھر میں ایک منٹ نہیں رک سکتی ہمایوں چلو ادھر سے۔"بی جان غصے میں اٹھ کر باہر کی طرف نکلی تھیں۔ہمایوں نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔سونیا بیگم افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بی جان کو روکنے کے لیے پیچھے بھاگی۔ہمایوں نے منہا کو ایک نظر دیکھا منہا نے نگاہیں نیچے کرلی تھیں۔ہمایوں کے لیے وہ سب بول کر اسے برا لگ رہا تھا۔

پھر ہمایوں بھی باہر کی طرف لپکا۔

"آخر آپ چاہتی کیا ہیں؟آپ کی وجہ سے میری بھی شادی کی عمر نکل جائے؟" ساتھ بیٹھی نور ایک سرد لہجے میں بولی تھی۔

"سچ تو یہ ہے کہ آپ کو اکیلے رہ کر عیاشی کرنے کا موقع مل رہا ہے جو شادی کے بعد آپ سے چھین لیا جائے گا۔بی جان نے سہی بولا ہے آپ ہم سب پر بوجھ ہیں۔"وہ بکواس کیے جارہی تھی اور منہا کو

یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہی نور ہے جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے پالا۔ان کے باپ کے انتقال کے بعد اس نے نور کا باپ بھائی بن کر اس کی حفاظت کی تھی ۔اسے پڑھایا لکھایا تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو نور، اس سے پہلے میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے۔"وہ اپنے بہت سے جذبات قابو کئے بیٹھی تھی۔

"میں کوئی بکواس نہیں کرہی پورا خاندان آپ کے بارے میں یہی کہتا ہے۔جاب تو بس ایک بہانا ہے ۔اصل میں تو آپ کو باہر جاکر رنگ رلیاں منانے کا موقع مل رہا ہے۔پھر آپ شادی کیوں ہی کریں گی۔" اور یہ سن کر منہا کا ہاتھ نور پر اٹھا تھا۔وہ اس کے بارے میں ایسا سوچتی ہے؟اس کی اپنی بہن؟

نور اپنے منہ پر تھپڑ کھانے کے بعد غصے سے منہا کو دیکھ رہی تھی۔ منہا کو افسوس تھا کہ اس نے اپنی بہن پر ہاتھ اٹھایا۔ مگر نور نے بات ہی ایسی کی تھی جو ناقابل برداشت تھی۔

"میں ایک لڑکے کو پسند کرتی ہوں اور صرف آپ کی وجہ سے دو سالوں سے میں اسے ٹال رہی ہوں۔ لیکن اب اور نہیں، وہ کچھ دنوں میں پاکستان سے باہر جارہا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میرا اور اس کا نکاح کردیا جائے۔" منہا کو اصل بات اب سمجھ آئی تھی۔

"امی سے بات آپ خود کریں گی اسی ہفتے میرا نکاح کروائیں ورنہ میں گھر سے بھاگ جاؤں گی اور اس کی زمہ دار صرف آپ ہونگی۔" وہ غصے میں اپنا آخری فیصلہ سناتے ہوئے باہر نکلی۔ اور منہا ادھر بیٹھی کافی دیر تک سوچتی رہی۔ کیا یہ تھا اس کی قربانیوں، اس کی محنت کا

بدلہ؟یہ باتیں اگر کسی اور نے بولی ہوتی تو اسے فرق بھی نہیں پڑتا مگر اپنی سگی بہن کے منہ سے یہ سب سننا اسے اندر سے کھا گیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق نے دھکا دے کر فلیٹ کا دروازہ کھولا۔اندر بلکل خاموشی تھی۔وہ ایک ہاتھ میں گن لیے جنون میں پاگل آگے بڑھ رہا تھا۔کچھ قدم آگے چلنے کے بعد وہ ٹی وی لاونج میں پہنچا۔جیسا اس نے سوچا تھا سامنے کا منظر اس کے بلکل برعکس تھا۔اس کے ہاتھ سے گن ادھر ہی گر گئی تھی۔

شانزے صوفے پر سیدھی لیٹی تھی۔اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔براق نے اس کے ہاتھ میں ایک پرچی دیکھی۔وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کی طرف جھکا اور وہ پرچی شانزے کے ہاتھ سے لینے کی کوشش کی۔

شانزے کے دوسرے ہاتھ نے کچھ حرکت کی تھی۔وہ اپنے نیچے ایک چاقو دبائے بیٹھی تھی۔اس نے اپنے دوسرے ہاتھ میں چاقو مضبوطی سے پکڑا اور براق کی کمر میں مارنے کی کوشش کی۔براق یہ حرکت محسوس کر چکا تھا۔اس نے اپنا دوسرا ہاتھ پیچھے کی طرف موڑ کر چاقو پکڑا۔چاقو اس کی کمر سے بس دو انگلیاں دور تھا۔ براق نے اس کی طرف دیکھا۔شانزے بھی اپنی آنکھیں کھول چکی تھی۔وہ اپنا پورا زور لگاتے ہوئے چاقو اندر کی طرف دھکیل رہی تھی اور براق نے چاقو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"پلین بہت اچھا تھا مگر میں اتنی آسانی سے نہیں مرنے والا۔"وہ اسے چڑا رہا تھا۔

"تم بھی اپنے دوست کی طرح ہی مرو گے۔"یہ کہتے ہوئے اس نے چاقو اپنی پوری قوت کے ساتھ اندر کرنے کی کوشش کی۔اس بار

براق چاقو چھوڑ چکا تھا۔چاقو اندر کی طرف آرہا تھا اور وہ اس کے نیچے سے نکل گیا تھا۔چاقو سیدھا صوفے میں گھسا تھا۔

شانزے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ اور براق ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔اس نے صوفے میں سے چاقو نکالا۔براق کے ہاتھ خالی تھی۔اس کا دماغ ہی اس کا سب سے بڑا ہتھیار تھا۔

شانزے چاقو لے کر اس کی طرف بڑھی تھی۔اس نے براق کے پیٹ کا نشانہ لیا تھا۔براق نے شانزے کا چاقو والا ہاتھ پکڑا اور اسے گھومایا۔وہ پورا گھوم چکی تھی اور اب وہ براق کی طرف کمر کے بل کھڑی تھی۔شانزے کے لیے یہ سب بہت اچانک تھا۔براق نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت بہت مضبوط کرلی تھی۔اس نے شانزے کا ہاتھ پکڑ کر اس ہی کی گردن پر رکھا۔شانزے چاقو کو باہر کی

طرف کھینچ رہی تھی اور براق اسے پکڑے کھڑا تھا۔وہ اپنے ہی جال میں پھنس گئی تھی۔

"جانتی ہو مجھ میں اور مراد میں کیا فرق ہے؟اس کا دل نرم تھا میرا نہیں۔تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے اور تمہیں مارتے ہوئے مجھے زرا بھی افسوس نہیں ہوگا۔"وہ سرد لہجے میں بولا۔

"اور جانتے ہو مرد اور عورت میں کیا فرق ہے؟جب ایک عورت بدلہ لیتی ہے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔اس لیے تمہیں ایک ایسی عورت کے شر سے ڈرنا چاہیے جو انتقام کی آگ میں جل رہی ہو۔"شانزے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بولی تھی۔براق نے اپنی گرفت اور مضبوط کی تھی۔

شانزے کو اپنی ہار تسلیم نہیں تھی۔اس نے براق کے ٹانگوں کے بیچ میں لات ماری۔براق یک دم نیچے کی طرف جھکا تھا۔اسے کافی

درد ہو رہا تھا اور شانزے نے اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چاقو براق کی طرف تیزی سے مارنے کی کوشش کی۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ نے جینز اور اس پر کھلا سا سویٹر پہن رکھا تھا۔ شیلا اسے مہتشم کے کمرے میں دھکیل رہی تھی اور لائلہ اسے آرام سے چلنے کا بول رہی تھی۔

لائلہ نے دروازہ نوک کرنے کے بعد کمرے میں قدم رکھا۔ مہتشم سامنے بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ لائلہ کے اندر آتے ہی اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔" مہتشم اسے اس وقت دیکھ کر حیران تھا۔ پھر وہ اس کی بات سن کر آگے بڑھا۔

NOVEL HUT

"شیلا تم بھی اندر آجاؤ دروازے کی دوسری طرف سے سہی سے آواز نہیں آئے گی۔"لائلہ نے اپنی ہنسی روکی تھی۔شیلا حیران تھی کہ آخر مہتشم کو کیسے پتہ چلا۔وہ ڈرتی ڈرتی اندر گھسی۔

"اب بولو کیا بات ہے؟" مہتشم نے دونوں کو دیکھ کر بولا۔

"وہ میں اور شیلا شاپنگ کرنے جانا چاہتے ہیں۔"لائلہ نے سیدھی بات کی تھی اور شیلا کو جواب کا انتظار تھا۔

"لیکن ان دنوں بہت خطرہ ہے۔پولیس ہمیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہی ہے۔"وہ دونوں ہی مہتشم کا جواب جانتی تھیں۔

"آپ لڑکی نہیں ہیں نا اس لیے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ہماری کتنی ضرورتیں ہوتی ہیں۔آپ لڑکیوں کو شاپنگ کرنے سے کیسے روک سکتے ہیں؟ جب ہر برینڈ پر سیل لگی ہوئی ہے۔"شیلا معصوم سا منہ بنا کر اپنی ڈرامے بازی کر رہی تھی۔

"میرے خیال سے تم دونوں کے پاس پیسوں کا ڈھیر ہے تو تم لوگوں کو سیل کی کیا ضرورت؟" مہتشم اچھے موڈ میں تھا۔

"سیل کا اپنا مزہ ہے۔ویسے بھی میں نے پچھلے چار مہینوں سے شاپنگ نہیں کی۔"شیلا ضد کر رہی تھی۔

"ہم کل شاپنگ پر جا رہے ہیں۔باقی پولیس سے بچنا میرا کام ہے۔میں اس بات کا خیال رکھوں گی۔"لائلہ مہتشم کو صرف بتا رہی تھی۔اجازت کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

"اگر تم دونوں پکڑی گئی تو۔۔۔۔"بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔

"تو جو مرضی ہو جائے ہم اپنے گینگ کے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گی اور کچھ دنوں میں ہی آپ ہماری ضمانت کروا دیں گے۔یہ پلین ہم ہزار بار سن چکے ہیں۔"لائلہ نے اس کی بات خود مکمل کی تھی۔

"ٹھیک ہے کل تم لوگ چلے جانا مگر جلدی واپس آنا۔"وہ چوری کامیاب ہونے کے بعد بہت اچھے موڈ میں رہنے لگا تھا ورنہ وہ کبھی اجازت نہیں دیتا۔

لائلہ اور شیلا ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

——☆☆☆☆☆——

سونیا بیگم اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھیں۔آنکھوں سے آنسوں گر رہے تھے۔ آج جو کچھ ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

منہا ان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔اسے دیکھتے ہی سونیا نے اپنے آنسو صاف کیے۔منہا کو اپنی ماں کو ایسے دیکھ کر دکھ ہوا تھا۔وہ اپنی ماں کے قدموں میں آکر بیٹھی۔

"میں جانتی ہو میں نے آج بی جان سے تھوڑی بد تمیزی کر ڈالی مگر امی آپ خود بتائیں کیا میں شوق سے گھر بیٹھی ہوں؟" وہ اپنی ماں کو اپنے دل کا حال بتانا چاہتی تھی۔

"چھ سال پہلے جب ابو کا انتقال ہوا تو ہم بلکل بے سہارا ہو گئے تھے۔تب میں نے اپنا ایم فل آدھا چھوڑ کر نوکری شروع کی۔نور کی پڑھائی ،گھر کا راشن، گیس اور بجلی کا بل اور دیگر گھر کے اخراجات میں نے اپنے ذمہ لیے تھے۔تب کدھر تھے یہ سارے رشتے دار جو آج مجھ پر اس طرح کے بہتان لگاتے ہیں؟" آج نور کی باتوں نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔اس کی باتیں سن کر سونیا بیگم پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھیں۔منہا کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔

"بابا مجھے ہمیشہ اپنا بیٹا کہتے تھے اور ان کے جانے کہ بعد مجھ لگا آپ دونوں میری ذمہ داری ہیں۔میں آپ دونوں کو یوں چھوڑ کر اپنا گھر

کیسے بسا لیتی؟ اس وقت میں نے اپنی زندگی کے خوبصورت لمحے انجوائے کرنے کی بجائے ذمہ داریاں اٹھائی تھیں اور آج میری اپنی بہن مجھ سے کہہ رہی کہ میں نوکری اپنی عیاشی کی وجہ سے کرتی ہوں۔"آخری بات بولتے ہوئے اس کی آنکھ سے آنسو نکلے تھے۔

"نور نے کہا ایسا؟وہ ایسا کیسے بول سکتی ہے تمہیں۔میں اس کی خبر لوں گی اچھے سے۔"سونیا بیگم کو یہ سن کر دکھ پہنچا تھا۔

"چھوڑ دیں وہ غصے میں بول گئی ہوگی۔ویسے بھی سب یہی تو بولتے ہیں، نور نے بول دیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔"لوگ تو اپنی کہہ دیتے ہیں انہیں کیا پتہ سننے والے پر کیا گزرتی ہے۔

"منہا تم جانتی ہو تم اپنے باپ کی لاڈلی تھی۔انہوں نے تمہیں بلکل اپنے جیسا ہمت اور صبر والا بنایا ہے۔میں جانتی ہوں آج مجھے تمہارا ساتھ دینا چاہیے تھا۔مگر میرا یقین کرو میں تمہاری مرضی کے خلاف

تمہاری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھیں۔

"ابھی آپ مجھے چھوڑیں اور نور کا سوچیں۔ہم پہلے اس کی شادی کر دیتے ہیں۔"منہا یہی بات کرنے یہاں آئی تھی۔

"میں تمہاری شادی سے پہلے اس کی شادی کیسے کر سکتی ہوں؟ لوگ دس باتیں بنائیں گے۔"سونیا بیگم کو لوگوں کی پرواہ تھی۔

"امی لوگ تو اب بھی باتیں کرتے ہیں۔ان کو چھوڑیں نور کا سوچیں ،وہ ایک لڑکے کو پسند کرتی ہے اور کچھ دنوں میں وہ لڑکا ملک سے چلا جائے گا۔اس کے جانے سے پہلے ہم ان دنوں کا نکاح کر دیتے ہیں۔"منہا نے نور کی بات سونیا کے آگے رکھی تھی۔

"یہ سب تم سے نور نے کہا ہے نا بولنے کو؟ اچھی طرح جانتی ہے وہ کہ میں اس بات پر کبھی راضی نہیں ہونگی۔"

"امی اس سے پہلے کہ نور کے دل میں میرے خلاف زہر ابھرے آپ اس کی مرضی سے اس کا نکاح کردیں۔گھر کا ماحول بلا وجہ خراب ہوگا۔ویسے بھی پرسوں کو میں نے لڑکے کی فیملی کو بلا لیا ہے۔آپ ان کے ساتھ مل کر اس ہفتے کا کوئی دن فائنل کر لیں۔"وہ نور کا اور اپنا رشتہ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ارے اتنی ساری تیاری کیسے ہوگی ایک ہفتے میں؟" سونیا بیگم کو شادی کی تیاری کی فکر ہوئی تھی۔

"میں ہوں نا سب انتظام کر لوں گی آپ فکر نا کریں۔بس لڑکے سے مل لے کر تسلی کرلیں ویسے تو نور نے مجھے جتنا بتایا ہے، سننے میں اچھی فیملی لگ رہی ہے۔باقی جو اللہ کو منظور۔"وہ اپنی ماں کو تسلی دے رہی تھی۔

"واقعی میں تمہارا دل بہت بڑا ہے۔مجھے تم پر فخر ہے ، منہا۔"سونیا نے فخریہ انداز میں بولا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

شانزے نے چاقو براق کی طرف تیزی سے مارنے کی کوشش کی۔براق نے اپنی ٹانگ گھما کر اس کی ٹانگوں پر ماری ، وہ لڑکھڑاتی ہوئی نیچے گری۔براق کھڑا ہوا تھا اور ارد گرد دیکھا، گن وہاں صوفے کے پاس پڑی تھی۔اس نے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی تبھی شانزے نے چاقو سیدھا اس کے پاؤں میں مارا تھا۔چاقو اس کے لونگ بوٹ میں اندر تک جا چکا تھا۔اس نے درد سے آنکھیں بند کی تھیں۔جب شانزے نے چاقو باہر نکالا تو براق کے بوٹ میں سے خون باہر نکل رہا تھا۔شانزے نے اسے کمزور کر دیا تھا۔پھر وہ اٹھی اور براق کو یوں درد سے کراہتے ہوئے دیکھا۔وہ درد کو برداشت کر

رہا تھا۔شانزے نے براق کو دھکا دے کر صوفے پر گرایا۔درد کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ خود کو سمبھال نہیں پارہا تھا۔خون ابھی تک ابل ابل کر باہر آرہا تھا۔

"براق ہشام تیار ہوجاؤ مرنے کے لیے۔"وہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔براق خاموش تھا۔اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا۔شانزے براق کے اوپر چڑھی تھی۔اس نے چاقو براق کی طرف بڑھایا۔وہ یک دم وار نہیں کرتی تھی بلکہ آہستہ آہستہ چاقو اندر گھساتی تھی تاکہ درد زیادہ ہو۔یہی وہ براق کے ساتھ کرنے والی تھی۔اس نے براق کےپیٹ پر چاقو کی نوک رکھ کر اندر گھسانے کی کوشش کی۔تھوڑا سا چاقو اندر گیا تھا کہ براق کا خون نکلنا شروع ہوگیا۔اس کی شرٹ پر خون کے داغ پڑ رہے تھے۔براق کے پاؤں میں پہلے ہی تکلیف ہورہی تھی اور اب پورا چاقو اس کے اندر جانے

والا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ہی چہرہ آیا تھا "منہا" کا چہرہ۔کیا یہ ہے موت؟کیا وہ ایسے مرے گا؟نہیں وہ ایسے نہیں مرنا چاہتا تھا۔

براق نے اچانک سے چاقو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر گھمایا۔شانزے جو چاقو کے ساتھ ساتھ خود بھی براق کے قریب ہورہی تھی چاقو اب اس کےپیٹ میں تھا۔

"کہا تھا نا تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے۔"شانزے کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔بازی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ابھی تک جو چاقو براق کےپیٹ کے اندر جارہا تھا، وہ اس کے اپنےپیٹ میں گھس گیا تھا۔براق نے چاقو پورا اس کے اندر دھکیلا تھا اور شانزے کو چیخ مارنے کا بھی موقع نہیں ملا۔

براق نے اسے دھکا دیتے ہوئے خود سے جدا کیا اور وہاں سے اٹھا۔ لڑکھڑاتے ہوئے وہ کھڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا۔کھڑکی پوری دیوار میں بنی ہوئی تھی جو کہ اس نے اپنے ہاتھ کی مدد سے کھولی۔اس کا خون ابھی تک نکل رہا تھا۔گلی بلکل سنسان تھی یہی وقت تھا یہاں سے فرار ہونے کا۔

اس وقت وہاں پڑی شانزے کے اندر نفرت اور انتقام کی آگ جل رہی تھی۔اس نے چاقو اپنے پیٹ سے باہر نکالا تھا۔اس کی کچھ سانسیں ابھی باقی تھیں۔قمیض خون میں لت پت تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

"اگر میں مرونگی تو بچو گے تم بھی نہیں ،براق ہشام۔"وہ چیخی تھی اور براق جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا اس کی طرف متوجہ ہوا۔وہ زندہ تھی اب تک؟

شانزے چاقو لے کر براق کی طرف پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی۔وہ جب براق کے قریب پہنچی تو وہ سایڈ پر ہوا۔شانزے جو اندھا دھند بھاگتی ہوئی آرہی تھی وہ کھڑی سے باہر نکلی۔براق نے کھڑکی میں دیکھا تو شانزے زمین کی طرف تیزی سے گر رہی تھی اور کچھ ہی لمحوں میں اس کا بدن نیچے زمین پر بے جان پڑا تھا۔خون پوری روڈ پر پھیل چکا تھا۔

انتقام کی یہ جنگ ختم ہوئی تھی۔

براق لنگڑاتے ہوئے باہر کی طرف لپکا۔پھر اس نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں سے نکلنے والے خون کی وجہ سے فرش پر نشان پڑرہے تھے۔اس نے مراد کے کمرے کا رخ کیا۔

کمرے میں بیٹھ کر اس نے اپنے جوتے اتارے۔اس کے پاؤں پر واضع چاقو کا بڑا سا نشان تھا۔اس نے اپنی شرٹ اتاری تو ادھر

پیٹ پر بھی ہلکا سا نشان تھا۔اگر وہ وقت پر چاقو نا موڑتا تو شانزے پورا چاقو اندر گھسا چکی ہوتی۔

براق نے اپنی شرٹ پھاڑی اور چھوٹا سا ٹکڑا اپنے پاؤں کے گرد باندھا تاکہ خون رک سکے۔پھر اس نے شیشے میں خود کو دیکھا۔اسے اس وقت اگر کسی چیز کا افسوس تھا تو بس پیٹ پر پڑے اس نشان کا تھا۔وہ جم کا شوقین تھا اور اتنی محنت سے جو اس نے بوڈی بنائی تھی اس پر چاقو کا نشان برا لگ رہا تھا۔

"اب میں ایک ہفتے تک جم نہیں جا سکوں گا۔"اسے افسوس ہوا تھا۔

براق نے مراد کی الماری کھولی اور ایک شرٹ نکال کر وہ پہننے لگا۔اسے اس وقت مراد کی یاد آئی تھی۔اگر وہ یہاں ہوتا تو کبھی بھی اسے یہ نا پہننے دیتا۔آنکھ نم ہوئی تھی بہت سی یادیں جھلکی

تھیں۔مگر یہ وقت بھاگنے کا تھا۔اس نے جوتے پہنے اپنی شرٹ ہاتھ میں اٹھائی اور لنگڑاتے ہوئے باہر نکلا۔باہر آکر اس نے فرش سے اپنا خون صاف کیا اور اپنی گن اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف لپکا۔ نیچے روڈ پر شانزے کی لاش کو دیکھ کر وہ رکا تھا۔اس کا سارا خون روڈ پر بہہ رہا تھا۔آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ اس کی طرف بڑھا۔

"کاش میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار پاتا، اب افسوس ہو رہا ہے مجھے۔"وہ پراسرار طریقے سے مسکرایا تھا۔شانزے خود وہاں سے نیچے گر کر مری تھی۔اسے شانزے کے مرنے کا افسوس نہیں تھا۔ اسے یہ افسوس تھا کہ وہ شانزے کو اپنے ہاتھوں سے نہیں مار پایا۔ وہ واقعی ایک جنونی انسان تھا۔جسے اپنے دشمن پر زرا بھی ترس نہیں آتا تھا۔شانزے کو یہاں چھوڑ کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

شام کے چھ بج رہے تھے۔

ایک بڑی سی روڈ پر سیاہ رنگ کی لمبر گینی اندھا دھند چلتی دیکھائی دی۔ اندر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ایک نوجوان لڑکا نشے کی حالت میں گاڑی چلا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں گہرے کالے رنگ کی تھیں۔ شرٹ کے آدھے بٹن کھلے تھے اور اس کے ایبس واضع نظر آرہے تھے۔ رنگت صاف اور سفید تھی۔ وہ واقعی ایسا مرد تھا جس کو دیکھ کر کوئی لڑکی بھی خود پر قابو نہیں پا سکتی تھی۔ ساتھ والی سیٹ پر اس کا ملازم بیٹھا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے صاحب کو نشے میں دھت دیکھ کر گاڑی آہستہ کرنے کا بول رہا تھا۔

روڈ پر ایک لڑکا کھڑا اس دور سے آتی ہوئی گاڑی کی ویڈیو بنا رہا تھا۔ آج اس کی ویڈیو پر بہت لائکس آنے والے تھے۔ فٹ پاتھ پر

ایک عورت اپنی چھوٹی سی بیٹی کو لیے کھڑی تھی۔وہ عورت کافی جلدی میں لگتی تھی۔

روڈ پر سگنل ریڈ ہوا تھا۔اس وقت سب گاڑیوں کے رکنے کا وقت تھا۔اس عورت نے جلدی سے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھایا اور روڈ کراس کرنے لگی۔

"چھوٹے صاحب گاڑی روکے آگے سگنل ریڈ ہے۔"ملازم نے بڑی ہمت کرکے بولا تھا۔

مگر اس بگڑے ہوئے امیر زادے کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔عورت ابھی روڈ کے بیچ میں پہنچی تھی کہ اسے تیز سپیڈ میں چلتی ہوئی گاڑی اپنی طرف آتی دیکھائی دی۔اس نے ہاتھ کا اشارہ کرکے رکنے کا کہا مگر گاڑی نہیں رکی۔پھر وہ روڈ پر بھاگ کر فٹ پاتھ کی طرف بڑھنے لگی۔لیکن اتنے میں وہ گاڑی سے ہٹ ہوئی۔وہ اپنی

بیٹی سمیت ہوا میں اڑ رہی تھی۔اور جب وہ واپس روڈ پر آکر گری تو گاڑی نے اسے اپنے نیچے کچلتے ہوئے اس کی موت کو یقینی بنایا۔

وہ امیر زادہ اپنی موج مستی میں دو لوگوں کی جان لے گیا تھا۔اس نے گاڑی پھر بھی نہیں روکی اور آگے کی طرف چلتا گیا۔یہ سب اس ویڈیو بنانے والے لڑکے نے ررریکارڈ کیا تھا۔

"چھوٹے صاحب یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔۔۔"ملازم کے ہوش اڑے تھے۔

"کتنی دفعہ بولا ہے کہ مجھے گاڑی چلاتے وقت تنگ مت کیا کرو۔اب کیا ہوا ہے؟"وہ لاپرواہی اور غصے میں بولا تھا۔

"آپ نے ایک عورت اور اس کے بچے کو اپنی گاڑی کے نیچے دے دیا ہے۔"اسے پریشانی کے عالم میں پسینے آرہے تھے۔

"سو وٹ؟دنیا میں روز ہزاروں لوگ مرتے ہیں۔ڈیڈ یہ سب دیکھ لیں گے تم مجھے یہ چھوٹے موٹے مسئلے نا بتایا کرو۔"اسے زرا سا بھی فرق نہیں پڑا تھا۔وہ اس وقت اپنے نشے میں ڈرائیونگ کے مزے لے رہا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ سلطان سیاہ رنگ کا لونگ کوٹ پہنے آنکھوں پر چشمہ لگائے ایک بڑے سے مال میں داخل ہو رہی تھی۔بال ہمیشہ کی طرح کھلے چھوڑے گئے تھے۔یہی حال شیلا کا تھا۔سر پر بڑی سی ٹوپی پہنی تھی جس کی وجہ سے دونوں کا آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔

"شکر ہے کہ ہم کہی باہر نکلے۔گودام میں رہ رہ کر میں پاگل ہو گئی تھی۔"شیلا کی خوشی کا آج کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"پاگل تو تم شروع سے ہی ہو کوئی نئی بات کرو۔"لائلہ نے اسے فوراً ریلٹی چیک دیا تھا۔

"آج تم جو مرضی کہہ لو میرا موڈ بہت اچھا ہے۔"شاپنگ میں اس کی جان تھی۔

مال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔وہ دونوں بڑی احتیاط سے لوگوں کے بیچ میں سے گزر رہی تھیں۔

شیلا مال کی ایک ایک دکان میں گھس رہی تھی اور پاگلوں کی طرح ہر دوسری چیز خرید رہی تھی۔

اس وقت وہ دونوں ایک بڑی سی ڈیزائنر شاپ پر کھڑی تھیں۔ہر طرف کام سے بھرے ہوئے کپڑے لٹک رہے تھے۔شیلا نے ایک سرخ رنگ کی کام سے بھری لمبی میکسی نکالی۔شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

"یہ کیوں لے رہی ہو اب؟"پاس کھڑی لائلہ نے پوچھا تھا۔
"باس اس دن بتا رہے تھے نا کہ ہمارا اگل ٹارگٹ ایک رائل ویڈنگ ہے۔وہاں پر پہنوں گی یہ۔"وہ بڑی خوشی سے بتا رہی تھی۔
"شادی تمہاری ہو رہی ہے جو اتنا کام والا سوٹ پہن رہی ہو؟"اس نے طنز کیا تھا۔
"تھیم ویڈنگ ہے یار لڑکیاں لمبی گھیروں والی پھولی ہوئی فراک اور لڑکے پینٹ کوٹ پہنے گے۔پورے ملک میں بس اس شادی کی دھوم ہے۔میں تو سب سے زیادہ تیار ہو کے جاؤ گی۔"اسے عرصے بعد تیار ہونے کا موقع مل رہا تھا۔
"خدا کو مانو یار لال رنگ دولہن پہنتی ہے،کوئی اور کلر دیکھ لو۔"وہ اس کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے بولی تھی۔
شیلا نے منہ بناتے ہوئے وہ میکسی واپس رکھی۔

"تم بھی اپنے لیے کچھ لے لو شادی میں یہ جینز نا پہن جانا۔" اب کے شیلا نے طنز کیا تھا۔ لائلہ کوئی جواب دیے بنا اپنے لیے کوئی اچھا سا سوٹ دیکھنے لگی۔ پھر اس نے سیاہ رنگ کی پیروں تک آتی پروم نکالی۔ وہ بلکل سادہ سی پورے بازوں کی فراک لگ رہی تھی، جو کافی پھولی ہوئی تھی۔ وہ کسی فیری ٹیل کی وائبز دے رہی تھی۔

"میں یہ لے رہی ہوں۔" لائلہ کو یہ سادہ سی پروم اچھی لگی تھی۔

"اتنی سادہ سی؟" شیلا کو اتنی خاص نہیں لگی تھی۔

"ہاں تو ہم ادھر چوری کرنے جائیں گے نا کہ شادی میں ناچنے۔" وہ سیدھی بات کرتی تھی۔

شیلا نے لائلہ کو اس کے حال پر چھوڑتے ہوئے خود کے لیے پھر سے کام سے بھری ہوئی دوسری پروم نکالی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

پولیس کی ناکا بندی سڑک پر لگائی گئی تھی۔ناکا بندی کے اندر منہا کچھ پولیس والوں کے ساتھ کھڑی تھی۔اس نے لانگ کوٹ کے ساتھ ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔بالوں کی اونچی سی پونی کی ہوئی تھی۔

روڈ پر پڑی اس عورت کی حالت دیکھنے کے قابل بھی نہیں تھی۔ہڈیوں کا چورا بن چکا تھا۔ناکا بندی کے باہر اس کا شوہر کھڑا پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔

"مجھے فوراً اس سڑک کی سی سی ٹی وی فوٹیج چاہیے۔"منہا نے حکم دیا تھا۔

"یس میم۔" ایک پولیس والا سر ہلاتا ہوا اپنے کام پر لگ گیا تھا۔

تبھی ناکا بندی کے اندر وہ آتا دیکھائی دیا۔آج وہ تھوڑا لنگڑا کر چل رہا تھا۔منہا اس کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا میرے سپائڈر مین کو؟"

"میں سپائڈر مین؟" وہ حیرت سے بولا۔

"حرکتیں تو تمہاری بلکل سپائڈر مین والی ہیں۔ہر دوسرے دن دیواروں اور چھتوں پر لٹکے ہوتے ہو۔آج کونسی دیوار چڑتے ہوئے نیچے گرے تھے؟" اس نے براق کو لنگڑاتے ہوئے دیکھ کر اپنا اندازہ لگایا تھا۔

"اللہ جی بس حرکتیں سپائڈر مین جیسی ہیں۔قسمت سپائڈر مین جیسی نا ہوجائے۔" وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر معصوم سے لہجے میں بولا تھا۔

"تم نا الٹے کام کرنا چھوڑ دو۔ضرور تم کسی دیوار سے گرے ہو اور اب عزت رکھنے کے لیے بتا نہیں رہے۔"اس نے براق کا مزاق اڑایا تھا۔

"میں دیوار سے نہیں گر سکتا۔اس کام میں کافی ماہر ہوں میں۔"اس نے مسکراتے ہوئے اپنی تعریف کی تھی۔

"تمہیں پتہ چلا شانزے اپنے فلیٹ سے نیچے گر کر مر گئی۔اس کے ہاتھ میں چاقو بھی تھا جو اس کے پیٹ میں مارا گیا تھا۔"منہا کو یہ سب پولیس رپورٹ کے مطابق پتہ چلا تھا۔بات کرتے کرتے وہ تھوڑا الجھی تھی۔

"ہاں مجھے پتہ ہے۔"اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"براق کہیں تم نے تو اسے نہیں مارا؟"منہا کو شک ہوا تھا۔

"کاش میں نے اسے مارا ہوتا۔لیکن اسے اس کی انتقام کی آگ نے مارا ہے۔"منہا نے براق کی آنکھیں پڑھنے کی کوشش کی تھی۔کیا وہ سچ بول رہا ہے؟ براق کو اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ منہا اس پر شک کر رہی ہے۔اس نے اپنا فون نکالا اور کل رات اپنی اور

شانزے کی فون پر ہوئی باتیں منہا کو سنائی۔جس میں وہ صاف صاف مراد کے قتل کا اقرار کر رہی تھی۔

"ہاں کل رات میں اس کو مارنے گیا تھا۔لیکن میں نے اسے نہیں مارا۔" وہ منہا کو اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔

"اور میں کیسے یقین کروں؟براق مجھے پوری بات بتاؤ۔" منہا جاننا چاہتی تھی کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔

"کل رات جب میں اس کو مارنے گیا تو اس نے الٹا مجھ پر ہی قاتلانہ حملہ کر دیا۔پہلے اس نے میرے پاؤں پر چاقو مارا اور پھر وہی چاقو میرے پیٹ میں مارنے کی کوشش کی میں۔۔۔۔۔"وہ رکا تھا۔ منہا مسلسل اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھی، اب تک کی ساری کہانی اسے سچی لگی تھی۔

"میں نے چاقو کا رخ موڑا اور وہ سیدھا اس کے پیٹ میں گھس گیا۔یہ سب سیلف ڈیفنس میں آتا ہے۔قانونی اور شرعی طور پر مجھے اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔اگر میں چاقو نا موڑتا تو وہ میری جان لے لیتی۔"وہ سچ کہہ رہا تھا، سلف ڈیفنس کے طور پر کوئی قانون اسے سزا نہیں دے سکتا تھا۔

"وہ نیچے کیسے گری؟"منہا کو اگلا سوال یہی تھا۔براق نے گہرا سانس لیا۔یہ لڑکی کتنا شک کرتی تھی۔

"میں کھڑکی میں کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کوئی گلی میں ہے یا نہیں۔اتنے میں پتہ نہیں وہ کیسے اٹھی اور چاقو لے کر میری طرف بھاگی۔میں کھڑکی سے سائڈ پر ہوا۔وہ خود کو نہیں روک پائی اور سیدھا نیچے جا کر گری۔"اس نے بڑے آرام سے یہ سب بولا تھا۔اس کے لہجے میں کہی بھی گھبراہٹ نہیں تھی۔نا ہی وہ نظریں چرا رہا تھا جو کہ عام

طور پر جھوٹے لوگ کرتے ہیں۔براق منہا کی آنکھوں میں اپنے لیے شک نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"آپ کو مجھ پر یقین ہے یا نہیں؟"اس نے بڑے مان سے پوچھا تھا۔

"بات یقین کی نہیں ہے براق۔شانزے کی موت پر سب سے پہلا شک تم پر جاتا ہے۔"اس نے آرام سے بولا تھا۔

"اس کی موت پر شک کسی پر نہیں جاتا کیونکہ اس نے خود وصیت کی تھی کہ میری موت جیسے بھی ہو اس کا ذمہ دار مراد ہوگا۔اب مراد تو زندہ ہے نہیں تو اس کی موت کا ذمہ دار کون ہوا؟" براق نے اسے سب حقیقت بتائی تھی۔

"یہ سب میں بھی جانتی ہوں۔پولیس نے یہ کیس چلنے سے پہلے ہی بند کردیا تھا۔"

"پھر بھی آپ نے مجھ پر شک کیا۔"وہ منہا کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔

"ہاں کیونکہ میں تمہیں جانتی ہوں ۔تم جنون میں اپنے آپے سے باہر ہوجاتے ہو۔"

"بڑا جاننے لگ گئی ہیں مجھے، خیر تو ہے؟" معصوم سے لہجے میں جواب آیا تھا۔

"اس کیس پر بات کرلیں معصوم آدمی؟" منہا نے معصوم اسے طنز میں بولا تھا۔

"میں کچھ بھی کرلوں میں رہوں گا معصوم ہی۔آپ بس بلا وجہ مجھ پر شک کرتی ہیں۔" منہا نے "حد ہے" والے انداز میں سر ہلایا۔

ابھی وہ دونوں کوئی اور بات کرتے کہ اتنے میں ایک پولیس والا ان کے پاس آیا۔

"اس روڈ کی ساری سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ کردی گئی ہیں۔" اور یہ سن کر منہا کا پارا ہائی ہوا تھا۔

"کیا بکواس ہے؟ آخر گاڑی کونسی تھی ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے۔"وہ تپ چکی تھی۔

"کسی بڑے بندے کا ہاتھ لگتا ہے اس میں، ورنہ ایسے ہی پورے روڈ کی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ نہیں ہوجاتی۔" براق نے اپنا تیز دماغ استعمال کیا تھا۔

منہا گہری سوچ میں گم تھی آخر اب کیا کیا جائے۔ایک اور پولیس والا بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا۔

"میم ایک لڑکا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اس ایکسیڈنٹ کی پوری ویڈیو اس کے پاس ہے۔" یہ سنتے ہی منہا اس

لڑکے سے ملنے کے لیے بھاگی تھی۔براق خود کو سمبھالتے ہوئے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

منہا اس لڑکے کے پاس کھڑی موبائل میں پوری ویڈیو دیکھ رہی تھی۔اس نے گاڑی کا نمبر نوٹ کیا اور اسے آگے اپنی ٹیم کے پاس فارورڈ کیا۔

وہ لڑکا یہ ویڈیو پہلے ہی ہر سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر لگا چکا تھا۔اور لاکھوں لوگوں نے یہ ویڈیو دیکھ لی تھی۔لیکن کسی کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ آخر اندر کون بیٹھا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں منہا کو ای میل آئی۔یہ گاڑی باہر سے امپورٹ کروائی گئی تھی۔گاڑی شاہ نواز صاحب کے بیٹے ہادی کی تھی۔شاہ نواز اس ملک کے بڑے بزنس مینز میں شامل ہوتا تھا۔ایسے کسی کو روڈ پر کچلنے کی ہمت کوئی امیر باپ کی اولاد ہی کر سکتی تھی۔

"یہ تو شاہ نواز صاحب کے بیٹے ہادی کی گاڑی ہے۔"منہا نے رپورٹ پڑھ کر ساتھ کھڑے پولیس والے اور براق کو سنائی تھی۔ لیکن وہ بھول گئی تھی کہ ساتھ میں وہ لڑکا بھی کھڑا تھا۔ اس لڑکے نے فوراً سے پولیس والوں سے اپنا فون واپس لیا اور وہاں سے بھاگا۔ تھوڑی دور آکر اس نے ہر سوشل میڈیا پر یہ بات پھیلا دی تھی کہ یہ ایکسیڈنٹ کس نے کیا ہے۔

"میم کیس حل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ابھی کچھ ہی دیر میں آپ کو اوپر سے آڈر آئے گا کہ آپ یہ کیس بند کردیں۔" ایک پولیس والے نے اپنے سسٹم کی عکاسی کی تھی۔

"میں یہ کیس کسی حالت میں نہیں چھوڑوں گی۔اس امیر زادے کی وجہ سے دو جانیں گئی ہیں۔"وہ بھی ضد کی پکی تھی۔

"آپ چلیں میرے ساتھ ہم آگے کیس پر ڈسکشن کرتے ہیں۔"براق نے اسے وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔منہا براق کے ساتھ ساتھ آگے چلنے لگی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اور شیلا ہاتھوں میں ڈھیر سارے شاپر اٹھائے فوڈ کورٹ کی طرف بڑھ رہی تھیں۔وہ دونوں اپنی باتوں میں مگن بنا آگے دیکھے چل رہی تھیں۔سامنے سے ایک آدمی ان کے قریب آرہا تھا۔وہ بھی اپنے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔

بے دھیانی میں لائلہ اور اس آدمی کی ٹکر ہوئی تھی۔لائلہ کے چشمے دور جا کے گرے تھے۔اور وہ آدمی زمین پر گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"معاف کرنا بیٹا۔"آدمی بڑی نرمی سے بولا تھا۔یہ آواز سن کر جیسے لائلہ کو شاک لگا تھا۔

وہ آدمی زمین سے اٹھا اور ان دونوں کی طرف دیکھا۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ دونوں ہی حرکت کرنا بھول گئے تھے۔

لائلہ کی آنکھوں میں ڈھیروں شکوے تھے۔

"کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟" سعد صاحب نے شرم سے آنکھیں بند کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ وہی بچی تھی جس کو وہ ناران میں یوں تنہا چھوڑ آئے تھے۔

"اب بات کرنے کے کچھ نہیں بچا۔" لائلہ نے ایک سرد لہجے میں بولا تھا۔ ماضی کی بری یادیں اور تکلیفیں اس کی آنکھوں کے آگے کسی فلم کی طرف چل رہی تھیں۔

"ایک دفعہ میری بات سن لو۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔" وہ منت کر رہے تھے۔ لائلہ نے آنکھیں موڑ لی تھیں۔

NOVEL HUT

"آپ دونوں بات کریں۔میں یہ پاس والی دکان سے ہو کر آتی ہوں۔"شیلا نے خود کو وہاں غیر اہم سمجھا تھا۔

اس کے جاتے ہی لائلہ نے سعد صاحب کو فوڈ کورٹ میں چلنے کا اشارہ کیا۔ناجانے کیوں مگر وہ ان کی بات سننا چاہتی تھی۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔لائلہ خاموش تھی اور سعد صاحب شرمندہ تھے۔

"میں تم سے معافی نہیں مانگوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے معاف کرو۔میں اس قابل ہی نہیں ہو کہ میرا گناہ معاف کیا جائے۔"ان کے دل پر بہت بڑا بوجھ تھا اپنے گناہوں کا بوجھ۔

لائلہ خاموش رہی، اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"میں جانتا ہوں ایک چھوٹی سی بچی کے لیے اس دنیا میں اکیلے رہنا کتنا مشکل ہے۔میں چاہ کر بھی تمہارے ساتھ ہوئی زیادتی کو کم نہیں

کر سکتا۔"ان کی آنکھوں سے آنسو جھلکے تھے۔لائلہ نے بہت مشکل سے خود پر قابو پایا۔

"آپ کچھ نہیں جانتے۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں۔میں نے کیا کیا برداشت کیا، کتنی ماریں کھائی، کتنی تکلیفوں سے مجھے گزرنا پڑا۔آپ کو کسی چیز کا اندازہ نہیں ہے۔" وہ شکوہ کر رہی تھی۔

"میں شرمندہ ہوں تم سے، میں نے ہمیشہ تمہیں تمہارے حق سے محروم رکھا۔لیکن اب اور نہیں زندگی کا کچھ پتہ نہیں کب ساتھ چھوڑ دے۔تمہاری چاچی تو فاطمہ کی موت کے بعد پاگل ہو گئی ہیں۔وہ دیواروں میں اپنا سر مارتی ہے، اندھیرے میں چیخنے لگ جاتی ہے۔" لائلہ کو ان کے لیے افسوس ہوا تھا۔اس کی چچی کے ساتھ کا رمہ ہوا تھا۔

"میں ایک یتیم کی مزید حق تلفی نہیں کر سکتا۔ سلطان بھائی نے تمہارے پیدا ہوتے ہی ساری پراپرٹی اور گھر وغیرہ تمہارے نام کر دیا تھا۔ اور وہ میرے پاس تمہاری امانت ہیں۔ تم جب چاہوں مجھ سے اپنا حق لے سکتی ہو۔" وہ اپنے گناہوں کا بوجھ کم کرنا چاہتے تھے۔

"کونسا حق؟ آپ کو میرے حق کی تب یاد نہیں آئی تھی، جب میں سٹور روم میں چیختی تھی۔ منت کرتی تھی کہ مجھے باہر نکالیں، میں پورا پورا دن بھوکا رہتی تھی۔ چچی جان کی ماریں کھاتی تھیں۔ تب آپ کبھی میرے حق میں نہیں بولے۔ اصل زیادتی آپ نے کی ہے میرے ساتھ۔ میں تو آپ کے بھائی کا خون تھی۔ ان انجان پہاڑوں کے بیچ میں مجھے تنہا چھوڑتے ہوئے آپ کو زرا بھی رحم نہیں آیا؟ اس کے بعد میرے ساتھ کیا کیا ہوا، آپ کچھ نہیں جانتے۔ میری

پوری زندگی برباد ہو گئی۔مجھے وہ بننا پڑا جو میں کبھی بھی نہیں بننا چاہتی تھی۔" اب کے وہ برسی تھی۔چوری وہ کوئی شوق سے نہیں کرتی تھی ،وہ ایسے کرنے پر مجبور کردی گئی تھی۔سعد صاحب نے نظریں جھکالی تھیں۔

"میں ہر گناہ ،ہر زیادتی کو ماننے کے لیے تیار ہوں۔مگر خدا کے نام پر مجھ سے اپنا حق لے لو۔مجھے سلطان بھائی کے سامنے تھوڑا سا منہ دیکھانے لائق چھوڑ دو۔" وہ صرف گزارش کر سکتے تھے۔لائلہ نے تھوڑا سوچنا چاہا۔

"میرا جواب آپ کو جلد مل جائے گا۔ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔" وہ تھوڑا الجھی ہوئی تھی ۔کیا اسے اپنا حق لینا چاہیے؟ آج تک اس نے اپنا حق خود چھینا تھا۔لیکن آج پہلی بار اسے اپنا حق مل رہا تھا۔

ابھی وہ دونوں کوئی اور بات کرتے کہ لائلہ کی نظر سامنے والی ٹیبل پر پڑی۔

——☆☆☆☆☆——

براق گاڑی چلا رہا تھا اور ساتھ منہا بیٹھی لیپ ٹاپ پر کام کر رہی تھی۔منہا کا فون بجا تھا۔

"یس سر۔" اس نے فون اٹھاتے ہوئے عزت سے بولا۔آگے سے کچھ کہا گیا تھا۔

"مگر سر میں ایسے کیسے کیس کو چھوڑ دوں؟آدھا کیس حل ہوگیا ہے بس ہادی کو پکڑنا باقی ہے۔" وہ تھوڑا حیران ہوئی تھی۔

" سمجھنے کی کوشش کرو شاہ نواز صاحب کی پہنچ اوپر تک ہے۔ہمارے ملک میں ان کا بہت بڑا نام ہے۔آدھا پاکستان تو ان کا مقروض ہے۔"وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا کہ ان کا نام کتنا بڑا ہے۔مجھے صرف کیس سے فرق پڑتا ہے اور وہ میں پورا حل کر کے رہوں گی۔"اس نے اتنا کہہ کر فون بند کیا تھا۔

"کیا ہوا؟" براق نے اس کے بگڑتے موڈ کو دیکھا تھا۔

"وہی جو ہونا تھا۔ بڑے آدمی کا نام سنتے ہی ان کے گناہ چھپانے کی کوششیں جاری ہیں۔" وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس ملک میں کیا ہوتا تھا۔

"آپ یہ کیس نہیں چھوڑیں گی ،میں آپ کے ساتھ ہوں۔" اس نے منہا کو تسلی دی تھی۔

"منہا اپنا کیس کبھی نہیں چھوڑتی چاہے اسے کسی بھی حد تک جانا پڑے۔" وہ اپنے کام کے بارے میں اٹل تھی۔ پھر اس نے لیپ

ٹاپ پر لائیو نیوز چینل نکالا۔نیوز چینل پر بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔نیوز کچھ اس طرح تھی۔

"ناظریں آپ کو ایک اہم خبر سے آگاہ کرتے چلیں کہ آج شام کے وقت مشہور بزنس مین شاہ نواز کے بیٹے ہادی شاہ کی گاڑی کے نیچے آکر دو لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔پولیس اب تک ہادی شاہ کو پکڑنے میں ناکام رہی۔کیا اس ملک میں کسی کو انصاف ملے گا یا پہلے کی طرح سب کو خاموش کروا دیا جائے گا؟ جاننے کے لیے ہمارے ساتھ رہیں۔" ساتھ میں ہادی کی تصویر لگائی گئی تھی اور وہ ویڈیو بھی چلائی جا رہی تھی جس میں صاف پتہ چل رہا تھا کہ اس نے ہی ایکسیڈنٹ کیا ہے۔

"اتنے ثبوتوں کے بعد بھی ہمارا سسٹم ہمیں خاموش کروانے کی کوشش کر رہا ہے۔" منہا کو افسوس ہوا تھا۔

"سب کے سب ان امیر زادوں کے وہ پالتو کتے بنے ہوئے ہیں، جو اپنے مالک کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔"براق نے اس کا ساتھ دیا۔

منہا نے سوشل میڈیا کھولا تو ہر طرف بس ہادی اور اس کیس کی باتیں ہو رہی تھیں۔بہت ساری عوام اس عورت کے حق میں آواز اٹھا رہی تھی۔تو وہی پر بہت سارے لوگ ہادی کی حمایت میں بول رہے تھے۔

"یہ اتنا پیارا ہے اسے جیل میں نہیں جانا چاہیے۔"منہا نے ایک لڑکی کا ٹویٹ پڑھا تھا۔

NOVEL HUT

"کون ہیں یہ لوگ؟"منہا نے اپنا سر پیٹا تھا۔

"کوئی بات نہیں غلطی تو ہو جاتی ہے انسان سے، میری مقتول کے شوہر سے گزارش ہے کہ وہ میرے ہادی کو معاف کر دیں۔"اگلا ٹویٹ کچھ اس طرح تھا۔یہ بھی کسی لڑکی کی طرف سے کیا گیا تھا۔

ایسے بے شمار ٹویٹ کیے گئے اور سب کے سب کم عمر لڑکیوں کی طرف سے تھے۔ کچھ نے تو باقاعدہ ہادی کے حق میں کیمپن سٹارٹ کردی تھی۔

"ہماری عوام جاہل کی جاہل ہی رہے گی۔" براق نے طنز کیا تھا۔

"مطلب اگر وہ پیارا ہے تو کیا اسے قتل کرنے کی اجازت ہے؟"

منہا کو ایسے لوگوں کی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔

براق نے ٹیڑھی نظر کرکے ہادی کی تصویر دیکھی تھی۔

"اتنا بھی کوئی پیارا نہیں ہے۔ آنکھیں دیکھیں ٹیڑھی سی ہیں۔" وہ برا مان گیا تھا۔

"براق تم نے اپنی آنکھیں ٹیڑھی کی ہوئی ہیں۔" منہا اسے اور چڑا رہی تھی۔

NOVEL HUT

"جو بھی ہو یہ کوئی اتنا حور پرا نہیں ہے جس پر لڑکیاں مر رہی ہیں۔"وہ جل رہا تھا۔

"یہ پرا کیا ہے؟"منہا کو ہنسی آئی تھی۔

"پری کا مذکر پرا۔ اب یہ بھی میں پڑھاؤ آپ کو؟" معصوم سے لہجے میں وہ ہر بات کر دیتا تھا۔

یہ سن کر منہا کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ان کا گھر آچکا تھا۔براق نے گاڑی روکی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ کے سامنے والی ٹیبل پر ایک فیملی بیٹھی تھی۔ان کے ساتھ ایک گیارہ سال کی بچی کھڑی تھی۔ان کے ٹیبل پر تین کرسیاں خالی تھی لیکن اس بچی کو وہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔اس نے پھٹے

پرانے کپڑے پہن رکھے تھے اور وہ پوری فیملی کو مزے سے برگر کھاتے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

اگر اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلا نہیں سکتے تو اپنے ملازمین کو ساتھ لاتے ہی کیوں ہیں؟کیا ان لوگوں کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے؟

اس معصوم بچی کو ایسے کھڑا دیکھ کر لائلہ کو اپنا آپ دیکھائی دیا تھا۔وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور اس بچی کی طرف بڑھی۔

"کیا میں یہ پوچھ سکتی ہوں کہ آپ یہاں کیوں کھڑی ہو؟" اس نے بچی سے بڑے آرام سے بات کی تھی۔بچی کافی ڈری اور سہمی ہوئی لگتی تھی۔اس کے جسم پر جگہ جگہ مارپیٹ کے نشان تھے۔اس نے اپنے مالکوں کی طرف دیکھا۔

"او بی بی تم کون ہو اور یہ ہماری ملازمہ ہے۔" عورت بڑے غصے میں لائلہ کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

"ملازمہ ہی ہے نا کوئی منڈی سے خریدا ہوا جانور تو نہیں نا جسے جہاں دل کیا کھڑا کر دیا۔" وہ آگے سے برسی تھی۔

"تم ہوتی کون ہو ہمارے معاملے میں بولنے والی؟" عورت اپنی کرسی سے اٹھی تھی۔

"میں جو کوئی بھی ہوں لیکن تم جیسے گھٹیا لوگوں کا علاج کرنا اچھے سے جانتی ہوں۔" وہ بھی لائلہ سلطان تھی۔

عورت غصے میں بے قابو ہو گئی تھی۔پورا فوڈ کوڑ ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تیری اتنی ہمت۔۔۔۔۔" اس عورت نے لائلہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔لائلہ نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔اسے اس عورت میں اپنی مالکن دیکھائی دی تھی۔وہ پہلے والی لائلہ نہیں تھی جو مار کھا لیتی

تھی۔اس نے عورت کا ہاتھ پکڑ کر موڑا تھا۔وہ عورت پورا گھومی تھی۔لائلہ میں اتنی جان ہوگی اس عورت کو اندازہ نہیں تھا۔

"اپنے آپ پر اٹھنے والا ہر ہاتھ لائلہ سلطان کاٹ دیتی ہے۔" اس نے عورت کے کان میں بولا تھا۔ایک آدمی کھڑا ویڈیو بنا رہا تھا۔پیچھے سے شیلا نے اس کا فون کھینچا تھا۔اس نے فوراً ویڈیو ڈیلیٹ کی۔

وہ عورت درد سے کراہ رہی تھی اور اس کا شوہر لائلہ سے اسے چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

NOVEL HUT

"میرا بازو چھوڑ۔۔۔۔"وہ درد سے چلائی تھی۔

"پہلے اس بچی پر کی گئی اپنی زیادتیوں کی معافی مانگ پھر چھوڑوں گی تیرا بازو۔" لائلہ نے اپنی شرط رکھی تھی۔عورت پہلے تو اپنی انا میں آئی۔اتنے لوگوں کے سامنے وہ اس بچی سے کیسے معافی مانگے۔لائلہ

نے اس کا بازوں اور زور سے پکڑا تھا۔اب کے اسے لگا تھا کہ اس کا بازو الگ ہوجائے گا۔

"میں معافی مانگتی ہو تم سے آمنہ بیٹا۔" اس عورت نے اپنی جان بچانے کے لیے معافی مانگی تھی۔

"کتنے عرصے سے کام کر رہی ہے یہ تمہارے پاس؟" لائلہ نے سوال کیا تھا۔

"ایک سال سے۔" جواب اس کے شوہر نے دیا تھا۔

"تو ایک سال کی جتنی تنخواہ بنتی ہے اس بچی کے ہاتھ میں رکھو۔" لائلہ نے اگلا حکم دیا تھا۔اس آدمی نے تھوڑا سوچنے کا وقت لیا۔لائلہ نے اس کی بیوی کی گردن دبوچی تھی۔لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"میں۔۔۔میں دے رہا ہوں۔" آدمی نے ڈرتے ہوئے اپنا والٹ نکالا۔چند ہزار نکال کر بچی کے ہاتھ میں رکھے۔لائلہ نے جھٹ سے اس عورت کو چھوڑا۔وہ اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

لائلہ نے اس بچی کی طرف دیکھا۔وہ اپنی مالکن کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

"اگلی بار اگر کوئی تمہارا حق کھانے کی کوشش کرے تو تم نے اس کا ایسا ہی حال کرنا ہے۔یہاں کوئی تمہیں تمہارا حق نہیں دے گا۔تمہیں اپنا حق چھیننا پڑے گا۔"لائلہ نے نرمی سے اسے زندگی کا فلسفہ سیکھایا تھا۔

وہ واپس مڑی تو اس کے پیچھے ہی سعد صاحب کھڑے تھے۔اس کے دماغ میں کچھ آیا تھا۔

"کیا آپ اپنی غلطی کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں؟" لائلہ نے ان کو دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"ہاں میں تمہیں تمہارا حق دے کر۔۔۔"بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔

"آپ اس بچی کی اچھے سے پرورش کریں گے۔اسے بلکل اپنی بیٹی کی طرح پالیں گے۔صرف یہی ایک طریقہ ہے اپنی غلطی ٹھیک کرنے کا۔اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں آپ کو ہر زیادتی کے لیے معاف کردوں گی۔" اس کے لیے وہ سب کچھ معاف کرنا مشکل تھا۔لیکن وہ ایک اور لائلہ سلطان کو جنم لیتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"جیسا تم کہو گی میں ویسا ہی کرونگا۔" انہیں امید کی کرن نظر آئی تھی۔سعد صاحب نے بچی کا ہاتھ پکڑا۔اب سے وہ ان کی ذمہ داری تھی۔

"آپ ایک لائلہ سلطان کی زندگی تو برباد ہونے سے نہیں بچا پائے۔ لیکن کوشش کیجئے گا کہ کوئی اور بچہ لائلہ سلطان کی طرح برباد نا ہو۔" اس نے ایک درد بھر لہجے میں سعد صاحب سے بولا تھا۔پھر وہ واپس مڑی۔سعد صاحب میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ اسے روکیں۔

لائلہ سلطان دل کی بہت اچھی تھی۔بس وقت اور حالات نے اس کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

بڑے سے لان میں شاہ نواز ٹہل رہا تھا۔آج شام جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد پورا میڈیا اس پر تھو تھو کر رہا تھا۔وہ نہایت غصے میں تھا۔ہادی سر جھکائے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"کتنی بار بولا ہے کہ خود پر قابو رکھا کرو۔تمہاری وجہ سے میری تیس سالوں کی کمائی گئی عزت خاک میں مل گئی۔"وہ ہادی پر غصے میں برسے تھے۔ہادی خاموش کھڑا تھا۔

"پورا میڈیا تمہارے اور میرے خلاف بول رہا ہے۔تم میری نظروں سے دور ہوجاؤ۔۔۔۔۔" شاہ نواز غصے میں چلایا تھا۔

"ڈیڈ چند پیسوں کی ہی تو بات ہے۔ان کی جیب پیسوں سے بھر دیں پورا میڈیا خاموش ہوجائے گا۔" اسے اپنے پیسے کا بہت ہی رعب تھا۔

"کس کس کو پیسہ دوں؟ لاکھوں لوگ تمہارے خلاف کیمپین بنا کر بیٹھے ہیں۔تم نے مجھے کہی کا نہیں چھوڑا،دل تو چاہتا ہے کہ۔۔۔۔" ان کا بھاری ہاتھ ہادی پر اٹھنے ہی والا تھا کہ وہ رکے۔اکلوتے بیٹے کو ملازموں کے سامنے مارا تو کیا عزت رہ جائے گی۔

"اشرف تم ہادی کو گاؤں والی پرانی حویلی میں لے جاؤ۔جب یہاں معاملہ ٹھنڈا ہوجائے گا تو واپس آجانا۔" انہوں نے اپنے خاص ملازم کو حکم دیا تھا۔

"ڈیڈ میں نہیں جارہا گاؤں میں رہنے ،آپ مجھے انگلینڈ بھیج دیں۔" ہادی موقعے کی نزاکت کو سمجھ ہی نہیں رہا تھا۔

"تم اپنی بکواس بند کرو۔جو میں نے بولا ہے وہی ہوگا۔" شاہ نواز نے اسے چپ کروایا تھا۔

یہ سن کر ہادی غصے سے وہاں سے چلا گیا۔اشرف اس کے پیچھے پیچھے گیا تھا۔

NOVEL HUT

ان کے جانے کے بعد شاہ نواز نے کسی کو کال ملائی تھی۔

"میر صاحب کیا حال ہیں؟" شاہ نواز نے بڑے آرام سے بات کی تھی۔

"بس حالات بہت تنگ ہو گئے ہیں سر کیا کریں مہنگائی ہی اتنی ہے۔"دوسری طرف سے باتوں ہی باتوں میں پیسے کی ڈیمانڈ کر دی گئی تھی۔

"دس لاکھ کا چیک تیار کر رہا ہوں آپ کے لیے اور بتائیں کیا چاہیے؟" وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا۔ساری گیم پیسے کی تھی۔

"آپ حکم کریں سر مجھ غریب سے کیا کام ہے؟" وہ بڑے جوش سے بولا تھا۔

"ہادی والے کیس کو ہیڈ کون کر رہا ہے؟" وہ سیدھا بات پر آیا تھا۔

"انسپکٹر منہا میں نے تو اسے فون کر کے فوراً کیس بند کرنے کا بولا تھا مگر وہ نہیں مانی ،بڑی ہی ضدی ہے۔"وہ اپنی صفائی دے رہا تھا۔

"مجھے اس کا نمبر بھیجو۔جب پیسے کا لالچ ملے گا تو خود ہی کیس بند کر دے گی۔" انہوں نے طنز کیا تھا۔

دوسری طرف سے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا گیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا ابھی اپنے کمرے میں پہنچی تھی۔اس ہفتہ کی رات کو نور کا نکاح فائنل ہو چکا تھا۔اسے ابھی بہت سارے کام کرنے تھے۔اوپر سے یہ کیس بھی حل کرنا تھا۔وہ بہت زیادہ مصروف تھی۔

اس کا فون بجا۔

کال ہمایوں نے کی تھی۔

"ابھی میں تمہیں ہی کال کرنے والی تھی۔"اس نے بڑے آرام سے بولا تھا۔

"یہ ہادی کے کیس کا کیا چکر ہے؟ پورا سوشل میڈیا پاگل ہو گیا ہے۔"وہ کافی پیتے ہوئے بولا تھا۔

"ہاں بہت ہائی پروفائل کیس ہے۔شاہ نواز کا کہنا ہے کہ ان کا بیٹا پچھلے دو دن سے ملک سے باہر ہے۔لیکن پھر بھی وہ اس عورت کی فیملی کو پیسے دینے کے لیے تیار ہیں۔" پھر وہ کھڑکی کی طرف بڑھی۔ساتھ والے اپارٹمنٹ کی طرف جھانکا۔مگر وہ وہاں سے نظر نہیں آرہا تھا۔

"ڈھٹائی کی حد دیکھو پہلے سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ کروا دی۔پھر اپنے بیٹے کو ہی باہر بھیج دیا اور اب اس ویڈیو کو بھی جھوٹا بول رہے ہیں۔جیسے ہم تو دو سال کے دودھ پیتے بچے ہیں نا جنہیں سچ نہیں پتہ۔" وہ اسے سب بتا رہی تھی۔

"تم یہ کیس چھوڑ دو۔" ہمایوں نے اس کی باتیں نظر انداز کرتے ہوئے اسے اپنا مشورہ دیا تھا۔اور منہا کو حیرانی ہوئی تھی بے حد حیرانی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟میں انسپکٹر منہا ہوں۔کسی کے آگے میری جوتی بھی نا جھکے۔"وہ اپنی ضد کی پکی تھی۔

"تم شاہ نواز کو نہیں جانتی وہ تمہارا کریئر برباد کردے گا۔بات کو سمجھو منہا تم ان سے نہیں لڑسکتی۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"عوام میرے ساتھ ہے تم میرے ساتھ ہو اور ب۔۔" براق کا نام پورا نہیں ہوا تھا کہ ہمایوں نے اس کی بات کاٹی۔

"میں اس سب میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔شاہ نواز کے مجھ پر بہت سے احسان ہیں، میں ان کے خلاف نہیں جا سکتا۔" ہمایوں نے اسے صاف انکار کیا تھا۔

"کونسے احسان؟کہی تم بھی تو اس کے پالتو کتوں میں سے ایک نہیں؟" منہا کو حیرت ہوئی تھی۔کیا ہمایوں بھی رشوت خور تھا؟

"منہا آج کل کے زمانے میں پیسہ کسے برا لگتا ہے؟ شاہ نواز تمہیں بھی کال کر کے پیسے کی آفر کرے گا۔ تم جتنے مرضی پیسے مانگ لینا، بس کیس بند کر دو۔" شاہ نواز نے اپنا پہلا بندہ اس کی طرف بھیجا تھا۔ اسے ہمایوں سے اس سب کی امید نہیں تھی۔

"مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے سالوں میں نا میں تمہیں سہی سے جان پائی اور نا تم مجھے۔ منہا اپنے ضمیر کا سودا کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ میں حق اور سچ کا ساتھ دوں گی چاہے مجھے برباد ہی کیوں نا ہونا پڑے۔ جب میرا اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو، تو میں اپنے رب کا حکم کیسے نا مانوں؟" وہ اسے صاف صاف اور کھری کھری سنا رہی تھی۔

"تم واقعی ایک ضدی اور انا پرست لڑکی ہو، جسے صرف اپنی انا پیاری ہے۔" سچ کا سامنا کرکے ہمایوں کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔

"ضد ہے تو پھر ضد ہی سہی۔ مگر میں صرف اپنے رب سے ڈرتی ہوں تم جیسوں کی طرح کسی انسان کی جی حضوری نہیں کرتی۔"

"اور آئندہ مجھ سے کوئی رابطہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، منہا تمہارے لیے مر گئی۔" وہ ایسی ہی تھی، ایک لمحہ لگاتی تھی رشتہ ختم کرنے میں۔

ہمایوں نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ اس سب میں اس نے منہا کو بلا وجہ کھو دیا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح وہ منہا کو منا لے گا۔ کیا واقعی؟

"تم نے اپنا حق کیوں نہیں لیا؟" شیلا نے کمرے میں گھستے ساتھ سوال کیا تھا۔

"پتہ نہیں۔" اسے واقعی سمجھ نہیں آیا تھا۔

"تم اپنے باپ کی پراپرٹی بیچ کر ایک نئی زندگی شروع کر سکتی ہو۔زندگی تمہیں ایک اور موقع دے رہی ہے یا شاید زندگی تمہارے ساتھ کی گئی ہر زیادتی کا ہرجانہ بھر رہی ہے۔" شیلا نے اس کے ساتھ بیٹھ کر اسے سمجھایا تھا۔

"ایک دم سب اتنا اچھا کیوں ہو رہا ہے؟ مجھے ایک اچھی دوست مل گئی۔مجھے میری پسند کا میری عزت کرنے والا مرد مل گیا اور اب میرے حق کی پراپرٹی۔ کچھ غلط ہے اس سب میں۔" سب یک دم اچھا ہو گیا تھا، اس کی زندگی پرفیکٹ ہونے لگی تھی۔

"اف میرے اللہ کچھ غلط نہیں ہے۔تم فضول میں منفی سوچ رہی ہو خود کو مثبت کرنے کی کوشش کرو۔زندگی تم پر مہربان ہورہی ہے میری دوست۔"وہ لائلہ کو کسی بچے کی طرح سمجھا رہی تھی۔

"مجھے اس سب کی عادت نہیں ہے۔میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔پرفیکٹ چیزیں مجھے راس نہیں آتی۔" آسان نہیں ہوتا سب تلخیوں کو بھول کر آگے بڑھنا۔

"لائلہ میری جان یہی تو زندگی ہے کبھی ہمیں سب مل جاتا ہے اور کبھی ہم سے سب چھین لیا جاتا ہے۔زندگی کبھی پرفیکٹ نہیں ہوتی ہمیں بس ہر حالات میں صبر کرنا ہوتا ہے۔تمہارا ماضی دردناک تھا تو مستقبل اچھا ہوگا۔اب اپنے گزرے کل کا سوچ سوچ کر اپنا آج مت خراب کرو۔جو زندگی دے رہی ہے اسے خوشی سے اپناؤ۔" لائلہ نے اس کی طرف دیکھا تھا۔وہ آج کافی سمجھ دار لگ رہی تھی۔

"زندگی اتنی پرفیکٹ لگنے لگی ہے کہ مجھے سب کچھ چھن جانے کا ڈر لگ رہا ہے۔پتہ ہے شیلا پہلے میں بلکل نڈر تھی مجھے کوئی چیز خوف زدہ نہیں کرتی تھی۔ لیکن اب مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں میں اپنے پیاروں کو کھو نا دوں۔ جیسے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے زندگی اور مشکل ہوگئی ہے۔" اسے زندگی نے پہلی بار اتنے مخلص لوگ دیے تھے اور اب وہ انسکیور ہوگئی تھی۔ایک عجیب سا خوف اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔

"زندگی کبھی بھی آسان نہیں ہوتی۔ سمجھوتے اور صبر کرکے اسے آسان بنانا پڑتا ہے۔"

"ہاں ہاں سمجھ گئی ہوں میں تمہاری بات، اب اور لیکچر نہیں سننا مجھے۔"

NOVEL HUT

"جب میں چلی جاؤ گی نا تو تم میری ان ہی باتوں کو یاد کرو گی۔" شیلا نے اسے خبردار کیا تھا۔

"کیوں تم کدھر جا رہی ہو۔" لائلہ کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔

"میں نے کل رات احمر سے بات کی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ چوری ہماری آخری چوری ہوگی۔ پھر ہم کسی اور ملک میں جا کر اپنی نئی زندگی شروع کریں گے۔" شیلا بہت خوش تھی۔

"اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔" لائلہ کو غصہ آیا تھا۔

"یار کل سے موقع ہی اب ملا ہے۔" وہ اپنی صفائی دے رہی تھی۔

"جاؤ اب نکلو یہاں سے میں نہیں کر رہی تم سے بات۔" لائلہ نے منہ موڑا تھا۔

شیلا اب اسے منانے میں لگی ہوئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

شام کا وقت تھا۔لان میں منہا اور براق سونیا بیگم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

"آنٹی آپ نے فکر ہی نہیں کرنی۔شادی کے سارے انتظام میں خود دیکھ لونگا۔" براق سونیا بیگم کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔

"بس بیٹا منہا پر بڑی ذمہ داری ہے۔تم اس کی مدد کروا دینا۔" وہ بڑے مان سے بولی تھیں۔

"ہال تو میں نے اور منہا نے آج بک کرلیا تھا۔کھانا بھی ڈیسائیڈ ہوگیا ہے۔اب بس شاپنگ رہ گئی ہے وہ تو نور خود ہی کرلے گی اپنی۔" وہ سونیا کو سب بتا رہا تھا اور سونیا کو تسلی ہوئی تھی۔

چائے کے کپ خالی ہو چکے تھے۔سونیا بیگم ٹرے میں چائے کے خالی کپ ڈال کر اندر کی طرف لپکی۔

"اب ہم کچھ کیس پر بات کر لیں؟آج کا سارا دن تو شادی کی تیاری میں نکل گیا۔ "منہا کو کیس حل کرنے کی جلدی تھی۔

"ہادی اپنے گھر پر نہیں ہے اور شاہ نواز نے جو ہادی کے انگلینڈ کے ٹکٹ دیکھائے تھے وہ فیک تھے۔ہادی کوئی دو دن پہلے انگلینڈ نہیں گیا۔"براق نے بولنا شروع کیا۔

"اس کے دوستوں سے معلوم ہوا ہے کہ اُس شام کو وہ ان کے ساتھ تھا۔ہادی نے کچھ زیادہ ہی نشہ کر لیا تھا۔پھر نشے کی حالت میں اس نے ڈرائیونگ کرنے کی ضد پکڑلی۔اس کے ملازم نے اسے ڈرائیونگ کرنے سے روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں رکا۔" براق نے اسے ساری رپورٹ دی۔

"تمہارے کہنے کے مطابق وہ اس وقت گاڑی میں اکیلا نہیں تھا۔اس کا ملازم بھی اس کے ساتھ تھا۔پھر اس ملازم کا پتہ کرو وہ گواہ کے

طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔"منہا نے اسے اس کا اگلا ٹاسک دیا تھا۔

"اس کا ملازم مر جائے گا مگر ہادی کے خلاف گواہی نہیں دے گا۔" براق نے سچ بتایا تھا۔

"جب ہم اس کی کمزوری پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے سے گواہی دے گا۔"منہا جانتی تھی کہ سچ کیسے نکلوانا ہے۔

"میں جانتا ہوں اس کیس کے سلسلے میں آپ کو کافی پریشریز کیا جائے گا۔ دھمکیاں ملیں گی لیکن آپ نے اپنی ہمت نہیں ہارنی۔"وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔

"چاہے جو بھی ہو آپ یہ کیس بند نہیں کریں گی۔ ہمیشہ کی طرح میں آپ کے ساتھ ہوں اور آپ کو نقصان پہنچانے والے ہر شخص کو

پہلے مجھ سے ٹکرانا ہوگا۔" وہ جانتا تھا کہ جب منہا کیس بند نہیں کرے گی تو شاہ نواز دوسرے طریقے اپنائے گا۔

منہا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا ،وہ یہ سب دل سے کہہ رہا تھا۔براق اس کے ساتھ تھا، منہا کے لیے یہی کافی تھا۔

"تھینک یو براق مجھے اب تک ہر شخص نے یہ کیس چھوڑنے کا بولا تھا۔تم پوری دنیا میں وہ واحد شخص ہو جو میرے ساتھ کھڑا ہے۔" اسے براق پر فخر محسوس ہوا تھا۔براق ہلکا سا مسکرا دیا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا اور براق کے لیے یہ ہفتہ کافی مصروف ثابت ہوا تھا۔دو دن میں ہی پورا سوشل میڈیا خاموش ہوچکا تھا۔ایک منہا تھی جو اکیلی کیس کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔اسے پولیس کی طرف سے کوئی سپورٹ

حاصل نہیں تھی۔سب سمجھے تھے کہ وہ خود ہی تنگ آکر کیس چھوڑ دے گی۔لیکن سب منہا کو غلط سمجھے تھے۔

منہا نے شاہ نواز کے ہر ایک گھر پر چھاپا پڑوایا تھا۔ہادی کہیں نہیں ملا تھا۔اب بس ایک حویلی بچی تھی لیکن اس کی آفیشل ہفتے اتوار کی چھٹی آگئی تھی۔وہ اس حویلی میں پیر والے دن جائے گی،اس نے ارادہ کیا تھا۔

منہا نے شاہ نواز کو مجبور کردیا تھا کہ وہ خود اس سے بات کرے۔اس نے منہا کو کال ملائی تھی۔

"میں شاہ نواز بات کر رہا ہوں۔" منہا کے فون اٹھاتے ساتھ وہ بولا تھا۔

"جی جی شاہ نواز صاحب بتائیں کیا کام ہے مجھ سے؟" وہ بڑے آرام سے بولی تھی۔

"میں مقتول کے گھر والوں کو معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔بس تم کیس بند کردو۔" وہ سیدھا بات پر آئے تھے۔

"کیس پھر بھی ہوگا۔نشے کی حالت میں ڈرائیونگ کرنا قانونی جرم ہے۔" وہ ابھی بھی کیس پر قائم تھی۔

"میں اس کو بھی دیکھ لونگا تم بس یہ کیس چھوڑ دو بدلے میں جتنی رقم مانگوگی میں دینے کو تیار ہوں۔" انہوں نے رشوت کی آفر کی تھی۔

"ہر کسی کا ضمیر بکاؤ نہیں ہوتا۔میں یہ کیس نہیں چھوڑوں گی۔" وہ اپنی بات پر اب بھی قائم تھی۔

"تم بہت پچھتاؤ گی۔میری ایک فون کال سے تمہارا سارا کریئر تباہ ہو سکتا ہے۔" وہ اسے دھمکی دے رہا تھا۔

"مجھے اس کا کوئی دکھ نہیں ہوگا۔کم سے کم میرے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔اب تمہیں جو کرنا ہے وہ کرلو۔" اس نے جواب سیدھا منہ پر مارا تھا۔

"تم اس جنگ میں ہار جاؤ گی، انسپکڑ منہا۔" وہ تھوڑے غصے میں بولے تھے۔

"میں جیتوں یا ہاروں دونوں صورتوں میں تمہاری ہار پکی ہے، شاہ نواز۔" وہ بھی آگے سے غرائی تھی۔

اور اتنا سن کر شاہ نواز نے فون بند کیا۔اب کوئی سخت قدم اٹھانے کی باری تھی۔

منہا کو اس ملک کے سسٹم پر افسوس ہوا تھا۔یہاں ہر اس شخص کو خاموش کروا دیا جاتا تھا جو حق کا ساتھ دینا چاہتا تھا۔کیا یہ ہے

اسلامک ری پبلک آف پاکستان؟جہاں پر پیسہ بولتا ہے اور حق کی آواز کو دبایا جاتا ہے۔

—☆☆☆☆☆—

ہفتے کی رات

منہا کا گھر لائٹس سے سجا ہوا تھا۔ہر طرف مہمان ہی مہمان تھے۔اچانک شادی کا سن کر سب کو ہی حیرانی ہوئی تھی۔آدھا خاندان تو اس بات پر شکوہ کر رہا تھا کہ بڑی بیٹی سے پہلے چھوٹی بیٹی کی شادی کیوں کی۔بی جان اور ہمایوں غیروں کی طرح سیدھا ہال میں آئے تھے۔بی جان ابھی تک ناراض تھیں اور ہمایوں منہا کا انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ ہال میں آئے اور وہ اس سے معافی مانگے۔

براق گیٹ سے اندر داخل ہو رہا تھا۔اس نے سیاہ رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا۔اوپر سیاہ ہی رنگ کی ویسٹ کوٹ پہن رکھی

تھی۔ قمیض کی آستینیں اوپر چڑھائی ہوئی تھی۔ہاتھ میں گھڑی لگائے، بال آج اچھے سے بنائے ہوئے تھے۔وہ آج کافی دنوں بعد تیار ہوا تھا اور بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔

سونیا بیگم بھی تیار ہو کر براق کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

"کھانا میں دیکھ آیا ہوں سب اچھے سے پک رہا ہے۔نور کو بھی میں پالر سے ہال میں چھوڑ آیا ہوں۔ابھی اس کا فوٹو شوٹ ہو رہا ہے۔باقی حمزہ سے میری بات ہو گئی تھی، وہ لوگ بس برات لے کر نکلنے والے ہیں۔" براق نے سونیا بیگم کو سب تفصیل سے بتایا تھا۔

"شکریہ بیٹا، تم نے نور کو بلکل اپنی بہن سمجھ کر اس کی شادی کی تیاریاں کروائی ہیں۔جبکہ ہمارے اپنے رشتے دار مہمانوں کی طرح ہال میں بیٹھے ہیں۔" ان کا اشارہ ہمایوں کی طرف تھا۔

"ارے کیسی بات کردی آپ نے۔آپ لوگ میری فیملی ہیں،چلیں میں آپ کو بھی ہال تک چھوڑ دوں۔" اس نے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

"نہیں بیٹا میں تو عائشہ کی گاڑی میں چلی جاؤ گی۔تم منہا کو لے آنا اپنے ساتھ، میڈم کمرے میں کھڑی تیار ہو رہی ہے۔میں نے کہا بھی تھا پارلر سے ہو جانا تیار مگر مجال ہے جو میری سنے۔" سونیا بیگم کو کافی غصہ آیا ہوا تھا۔

"آپ جائیں میں دیکھتا ہوں۔"اس نے فوراً اندر کا رخ کیا۔وہ جیسے جیسے اوپر جا رہا تھا اس کی دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔آخر منہا کیسی لگ رہی ہوگی؟ وہ اسے دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"کام پورا ہونا چاہیے۔" شاہ نواز کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"جی باس کام آج رات تک ہوجائے گا۔" دوسری طرف سے ایک آدمی بھاری آواز میں بولا تھا۔

"اور یہ بات راز رہنی چاہیے ۔اگر سوشل میڈیا پر اس کے بارے میں کسی کو بھی پتہ چلا تو یاد رکھنا تم لوگ زندہ نہیں بچو گے۔" شاہ نواز نے دھمکی دی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

"بیچاری منہا نے سب انتظام خود کیا۔آپ سے کہا بھی تھا کہ مجھے پھوپھو کی طرف جانے دیں۔" ہمایوں بی جان سے بات کر رہا تھا۔اس نے نیلے رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا۔

"اکیلے کیوں کرتی، وہ ہے نا ان کا پڑوسی اس نے مدد کروائی ہوگی۔کافی اچھا لڑکا ہے۔" بی جان کو براق اچھا لگتا تھا۔

"کون پڑوسی؟" ہمایوں کو حیرت ہوئی۔

"منہا کے ساتھ ہی کام کرتا ہے ، براق نام ہے۔ اکیلا رہتا ہے اپنے اپارٹمنٹ میں۔" بی جان اسے سب بتا رہی تھیں۔
ہمایوں کے دماغ میں یہ نام گونجا تھا۔ اس نے یہ نام پہلے بھی کہیں سنا ہوا تھا۔ مگر کہاں؟ یہ اسے یاد نہیں آرہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

براق کمرے میں داخل ہوا تھا۔ منہا شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے لائٹ پرپل رنگ کا کھلے گھیروں والا لہنگا اور چولی پہن رکھی تھی۔ اس کی چولی لہنگے کے بیلٹ سے نیچے تک تھی۔ منہا نے بال نیچے سے ہلکے ہلکے کرل (CRUL) کر کے کمر پر کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں چھوٹا سا بریسلٹ اور گلے میں ہلکی سی چین پہنی ہوئی تھی۔ وہ زیادہ جیولری نہیں پہنتی تھی۔ میک اپ بھی ہلکا سا کیا ہوا تھا۔ آنکھوں کو کاجل کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

براق دروازے پر پہنچ کر ایک لمحے کے لیے ٹھہرا تھا۔ اتنا خوبصورت نظارہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ وہ جیسے کوئی حور لگ رہی تھی۔ براق کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ منہا نے شیشے میں پیچھے براق کو کھڑے دیکھا تو وہ اس کی طرف مڑی۔ ابھی براق صرف اس کا سائڈ پوز دیکھ کر نہیں سمبھلا تھا کہ وہ اب اس کے سامنے منہ کر کے کھڑی ہو گئی۔ اس نے میک اپ بلکل ہلکا کیا ہوا تھا لیکن وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ آخر کون اس کو دیکھ کر خود پر قابو پا سکتا تھا؟

وہ براق کی طرف بڑھ رہی تھی۔ براق کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی نے اسے سگنل دیا۔ اس نے ہاتھ اوپر کر کے گھڑی میں دیکھا۔ اتنے میں منہا بھی اس کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی۔ دونوں کی نظر اب گھڑی پر تھی۔

گھڑی کے مطابق اس وقت براق کی دل کی دھڑکن اب نارمل تھی۔وہ بے قابو ہورہا تھا۔منہا نے ہلکا سا بلش کیا تھا۔

"کیسی لگ رہی ہو میں؟" اس نے براق کو دیکھ کر بولا تھا۔

"جنت کی حور لگ رہی ہیں۔" براق بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم نے کہاں دیکھ لی جنت کی حور؟" منہا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"دیکھی تو نہیں ہے۔لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بلکل آپ جیسی ہوگی۔" اس نے منہا کی تعریف کی تھی۔

وہ دو لمحوں کے لیے خاموش ہوئی تھی۔پھر یک دم اسے کچھ یاد آیا۔

"ہم لیٹ ہورہے ہیں، بارات آجائے گی۔" منہا کو فکر ہوئی تھی۔

"ہاں تو چلیں میں آپ کو ہی لینے آیا تھا۔" براق منہا سے نظر اب تک نہیں ہٹا پایا تھا۔

"میری لپسٹک ہی ڈیسائیڈ نہیں ہو رہی۔ اتنی بار بدل چکی ہوں۔"
اسے اب الجھن ہو رہی تھی۔ پھر یک دم اس کے دماغ میں کچھ آیا تھا۔

"تم ادھر بیٹھو۔" اس نے براق کو بیڈ کے سامنے لگے صوفے پر بیٹھنے کا بولا۔ براق حکم مانتے ہوئے بیٹھ گیا۔

وہ جلدی سے میک اپ باکس لائی۔ اس میں چار پانچ ہی لپسٹکس تھیں۔ اس نے ایک لیپ سٹک کھولی اور براق کو اپنے ہونٹ آگے کرنے کا کہا۔

"آپ کیا کرنا چاہ رہی ہیں؟ مجھے آپ کے ارادے اچھے نہیں لگ رہے۔" براق کو سمجھ نہیں آئی تھی۔

"فضول ہی بولنا تم بس۔" اس نے منہ بناتے ہوئے بولا۔

"یار میں نے اگر اب لپسٹک لگا کر بدلی تو سارا میک اپ خراب ہوجائے گا۔میں تمہارے ہونٹوں پر لپسٹک لگا کر چیک کرتی ہوں جو اچھی لگے گی وہی لگاؤ گی۔" وہ بڑی اکسائٹمنٹ سے کہہ رہی تھی۔

"معاف کریں مجھے۔۔۔۔۔میں نہیں لگا رہا توبہ توبہ۔" براق نے فوراً انکار کیا تھا۔

"جب میں کہہ رہی ہوں کہ چپ کر کے بیٹھو تو چپ کر کے بیٹھو۔بس دو منٹ کی بات ہے پھر تم اتار دینا۔" منہا بڑے مان سے کہہ رہی تھی۔اس نے دوبارہ لپسٹک اس کی طرف بڑھائی۔

"میں لڑکا ہوں، منہا۔" اس نے خود کو بچانے کے لیے دلیل دی تھی۔

"اور اچھے لڑکے لڑکیوں کی بات مانتے ہیں۔" اب کے اس نے شان سے بولا تھا۔

براق خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔ بھلا منہا کو وہ کیسے انکار کرے؟
منہا نے اس کے ہونٹوں پر ایک لپسٹک لگائی تھی اسے پسند نہیں آئی ۔پھر اس نے ٹشو سے ہونٹ صاف کیے۔وہ لپسٹک لگا رہی تھی اور براق بس اس کی آنکھوں میں گم بیٹھا رہا۔اسے کوئی ہوش نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔وہ واقعی جادو گرنی تھی جو براق کو اپنے سحر میں لے لیتی تھی۔منہا نے تیسری بار لیپسٹک لگائی تھی یہ والا رنگ اسے پسند آیا تھا۔
پھر اس نے براق کو ٹشو دیا اپنے ہونٹ صاف کرنے کے لیے اور خود شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر لپسٹک لگانے لگی۔
اس کے بعد وہ دونوں شادی ہال کے لیے نکلے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

شادی ہال میں پہنچتے ہی وہ دونوں الگ الگ ہوئے تھے۔براق پیچھے کی طرف کھانے کا حساب کتاب دیکھنے بھاگا تھا۔اور منہا برات کے استقبال کا انتظام دیکھ رہی تھی۔ہمایوں منہا کو دیکھ کر اس کی طرف آیا تھا مگر وہ اسے نظر انداز کرتی ہوئی نور کے پاس چلی گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد بارات آگئی تھی اور اب دلہا اور دلہن سٹیج پر بیٹھے تھے۔سب گھر والے ادھر ہی موجود تھے۔نکاح کی تقریب شروع ہوچکی تھی۔نکاح کے فوراً بعد کھانا لگانا تھا۔سونیا بیگم نے ہمایوں کو اپنی طرف اشارہ کیا۔

"پیچھے دیگیں پک رہی ہیں۔براق اپنی نگرانی میں سب بنوا رہا ہوگا۔اس سے پوچھو کہ اور کتنا وقت ہے کھانے میں۔" سونیا کے کہتے ہی وہ فوراً پیچھے کی طرف لپکا۔

دوسری طرف براق پچھلے دروازے سے ہال میں داخل ہورہا تھا۔کھانا تیار تھا، بس سونیا بیگم سے اجازت لینی تھی۔

ہمایوں پچھلے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ سامنے سے آتے براق کو دیکھ کر وہ رکا۔وہ حیران ہوا تھا۔براق ادھر کیا کررہا ہے؟جتنا شاک ہمایوں کو لگا تھا اس سے کہیں زیادہ براق کو لگا تھا۔ہمایوں اس کی حقیقت جانتا تھا،اگر اس نے منہا کو بتا دیا تو کیا ہوگا؟

دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔یہ ہال کا پیچھلا حصہ تھا جو کہ بلکل خالی تھا۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم یہاں کیا کررہے ہو؟" ہمایوں نے غصے سے سوال کیا تھا۔

"میں جو مرضی کروں تمہیں اس سے مطلب؟" جواب الٹا دیا گیا تھا۔

"تم جیسا جاسوس یہاں کسی کی جاسوسی ہی کرنے آیا ہوگا۔" اس نے طنز کیا تھا۔

"اور تم جیسا رشوت خور جو پیسے کے لیے کسی کو بھی غیر قانونی طور پر اندر بند کر دیتا ہے۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" اس نے ہمایوں کو آئینہ دکھایا تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو نور میری کزن ہے اور تم منہا کے ساتھ کونسی جاب کر رہے ہو؟ میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں کہ منہا سے دور رہو۔" وہ دھمکی دے رہا ہوں۔

"اور تو اپنی زبان سے منہا کا نام تک نا لے۔ ورنہ بولنے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔" وہ بھی آگے سے برسا تھا۔

"میں اس کا کزن ہوں اور۔۔۔۔"بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"کزن ہونا تو کزن ہی رہو، زیادہ بھائی بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"اس نے ہمایوں کو الٹا اور چڑایا تھا۔

ابھی ہمایوں کوئی جواب دیتا کہ پیچھے سے منہا آتی دیکھائی دی تھی۔

"براق تم ادھر کھڑے ہو، جلدی میرے ساتھ آؤ۔" اس نے ہمایوں کو ایک بار اور اگنور کیا تھا۔

"آپ پہلے آنٹی سے پوچھ دیں کہ میں کھانا لگوا دوں یا نہیں۔" وہ جو ابھی غصے میں تھا، بڑی نرمی سے بولا۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے منہا۔" ہمایوں کافی جلدی میں لگتا تھا۔ منہا نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔

"تم کوئی ملازم نہیں ہو بلکہ ہماری فیملی کا حصہ ہو چلو آؤ فیملی فوٹو بنوانی ہے اور امی بھی تمہارا پوچھ رہی ہیں۔ کھانا ویٹرز لگا لیں گے۔" اس

نے براق کی طرف دیکھ کر بولا تھا اور براق نے فاتحانہ نگاہوں سے ہمایوں کو دیکھا تھا۔

"آپ چلیں میں بس ویٹرز کو بتا دوں کھانا لگانے کا۔" وہ اب منہا کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔

ہمایوں یہاں خود کو کباب میں ہڈی سمجھ رہا تھا۔اس نے منہا کا بازو زور سے پکڑا۔

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا؟مجھے تمہیں اس شخص کے بارے میں کچھ بتانا ہے۔"اس نے منہا کی طرف غصے سے دیکھ کر بولا تھا۔براق سے یہ سب برداشت نہیں ہوا تھا۔آنکھوں میں شدید غصہ اترا تھا۔وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ اس کا جنون اور غصہ بہت برا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور میرا بازو چھوڑو۔"اس نے تپے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ہمایوں نے اس کا بازو نہیں چھوڑا تھا۔

"پہلے میری بات سنو۔۔۔"وہ چلایا تھا۔

منہا نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا تھا۔ہمایوں کو شاک لگا تھا۔

"میں نے کہا مجھے تم سے بات نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔۔۔۔"وہ چیخی تھی۔ہمایوں نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔

"جب انہوں نے کہا ہے کہ ان کا بازو چھوڑو، انہوں نے تم سے کوئی بات نہیں کرنی تو تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟" براق نے ہمایوں کا گریبان پکڑا تھا۔اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ہمایوں نے بھی براق کا گریبان پکڑا تھا۔دونوں کی آنکھوں میں

جنون طاری تھا۔براق ہمایوں کو مکا مارنے والا تھا کہ منہا نے اپنی خاموشی توڑی۔

"براق تم میرے ساتھ چلو ،میں نور کی شادی میں کوئی تماشہ نہیں چاہتی۔" اس نے براق کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔منہا کو مان تھا کہ براق اس کی بات نہیں ٹالے گا۔

براق نے ہمایوں کو گھوری کرواتے ہوئے اسے چھوڑا۔

"آج تو بچ گیا تو میرے ہاتھ سے آئندہ نہیں بچے گا۔" اس نے ہمایوں کے کان میں بولا تھا۔پھر وہ منہا کے ساتھ اندر کی طرف داخل ہوا۔ہمایوں وہاں غصے میں کھڑا رہا۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

بارات جاچکی تھی اور سب مہمان بھی واپس جارہے تھے۔بی جان کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔اس لیے ہمایوں انہیں لے کر پہلے ہی

جا چکا تھا۔ سونیا بیگم گھر کے لیے نکل رہی تھیں۔ براق اور منہا یہاں کھڑے تھے۔ انہوں نے سارا حساب کتاب کرنا تھا۔ منہا اپنے بیگ میں آرام دے پجامہ اور شرٹ رکھ کر لائی تھی ۔ وہ اتنے کام والے کپڑوں کی عادی نہیں تھے۔ اس لیے بارات کے نکلتے ہی وہ کپڑے بدل چکی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہال سے باہر نکلے۔ براق کے دل میں ہمایوں کو دیکھ کر ایک خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اسے اب جلد سے جلد اپنے دل کی بات منہا سے کرنی تھی۔

تھوڑی دیر بعد براق گاڑی چلا رہا تھا اور منہا ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ براق کی گاڑی مارگلہ کے پہاڑوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ منہا تھوڑا حیران ہوئی تھی۔

"یہ تو ہمارے گھر کا راستہ نہیں ہے۔" منہا نے مارگلہ کے پہاڑوں پر چڑتے ہوئے بولا تھا۔

"ہاں کیونکہ ہم کہیں اور جا رہے ہیں۔" اس نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"کدھر؟؟" اس نے حیرانی سے سوال کیا تھا۔

"سم تھنگ سپیشل۔" براق نے بڑے پیار سے بولا تھا۔ منہا خاموش ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی مونال کے باہر رکی تھی۔ وہاں آج کوئی گاڑی نہیں کھڑی تھی لگتا تھا کہ پورا مونال خالی تھا۔

براق کو جس گھڑی کا سب سے زیادہ انتظار تھا۔ وہ گھڑی آچکی تھی۔ اس نے منہا کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

"یہ سارا مونال خالی کیوں ہے؟" منہا کو حیرت ہوئی۔

"ہاں کیونکہ میں نے پورا مونال بک کروا لیا تھا۔"اس نے عام سے لہجے میں بولا تھا۔

اندر روف ٹوپ پر ہر طرف غبارے لگائے گئے تھے۔مونال کسی دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ساتھ ہلکا ہلکا میوزک بھی لگا ہوا تھا۔پورا رومانٹک ماحول بنایا گیا تھا۔

براق آگے آگے چل رہا تھا اور منہا اس کے پیچھے پیچھے۔پھر وہ مونال کے کنارے پر آکے رکا۔ادھر سے نیچے پورا اسلام آباد نظر آرہا تھا۔وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے اور پیچھے اسلام آباد کا منظر تھا۔یہ رات کافی حسین لگ رہی تھی۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا۔"اسے زندگی میں پہلی بار اتنی گھبراہٹ محسوس ہورہی تھی۔

"ایسی کیا بات تھی جو گاڑی میں نہیں ہو سکتی تھی؟" منہا نے حیرت سے سوال کیا تھا۔

"وہ مجھے وہ۔۔۔"وہ بہت گھبرا رہا تھا۔

"براق مجھے جلدی گھر جانا ہے ،صاف صاف بتاؤ۔"اسے الجھن ہوئی تھی۔

"صاف بات یہ ہے کہ مجھے کسی سے محبت ہے۔"اس نے ہمت کرکے ایک سانس میں بولا تھا۔

منہا کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہوئی تھی۔کیا وہ جو سمجھ رہی تھی ۔وہ سچ تھا؟

"کوکک۔۔۔کون پسند ہے۔" دل تیزی سے دھڑکا تھا۔براق نے ایک نظر اسے دیکھا۔منہا بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی ۔یہاں چاند کے نیچے ان دونوں کے سوا کوئی نا تھا۔

"میری آنکھوں میں آپ کے سوا کون ہے؟" براق نے سیدھی بات کی تھی۔آخر دل کی بات زبان پر آگئی تھی۔منہا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہے۔مگر وہ بے اختیار مسکرائی تھی۔

"میں جانتا ہوں آپ کو یہ سب حیران کر رہا ہوگا۔ لیکن سچ یہی ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے اور آج سے نہیں پچھلے دو سالوں سے۔میں نہیں جانتا کہ آپ کا رد عمل کیا ہوگا۔لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ اب میرے دل پر آپ کے سوا کسی کا حق نہیں ہے۔"وہ بڑے پیار سے سب بول رہا تھا۔منہا تو جیسے بت بن گئی تھی۔وہ سب کو منہ پر جواب دینے والی منہا آج خاموش تھی۔

"آپ کے سامنے میرے لیے پوری دنیا بے مقصد ہے۔میں چاہ کر بھی آپ کا خیال خود سے جدا نہیں کر پاتا۔زندگی میں میں نے بہت کچھ کھویا ہے منہا مگر میں آپ کو نہیں کھو سکتا۔آپ میری زندگی کی

آخری خوشی ہیں۔" یہ تو صرف الفاظ تھے۔ اصل تو اس کی آنکھیں بول رہی تھی۔ منہا کو براق کے پیار کی شدت ان میں دیکھائی دی تھی۔

"آپ کو اپنے نام کا مطلب پتہ ہے؟" شاید آج وہ سب کہہ دینا چاہتا تھا۔

منہا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ جیسے خود گونگی ہو گئی تھی۔

"منہا کا مطلب ہے تحفہ۔ آپ واقعی میرے لیے اللہ کا تحفہ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ لگتا ہے اس نے میری زندگی کی ہر مشکل کے بعد والی آسانی کو آپ کی شکل میں عطا کیا ہے۔" اب کے وہ منہا کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی اور اس کو کھولا۔ پھر وہ منہا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"کیا آپ اس معصوم آدمی کی شریکِ حیات بننا پسند کریں گی؟" اس نے منہا کے سامنے ڈائمنڈ کی انگوٹھی کی تھی۔جو چاند کی روشنی میں چمک رہی تھی۔وہ یہ انگوٹھی بہت عرصہ پہلے ہی خرید چکا تھا، بس اصل وقت کا انتظار تھا۔منہا ابھی بھی خاموش کھڑی تھی۔براق کو تھوڑی پریشانی ہوئی۔

"کیا آپ کو یہ معصوم آدمی نہیں پسند؟" اس نے منہا کی طرف دیکھا۔

"ایسی بات نہیں ہے براق۔میں بس اتنی جلدی فیصلہ نہیں کر سکتی۔میں تمہاری فیلنگز کی قدر کرتی ہوں مگر شادی بہت بڑا فیصلہ ہے۔مجھے کچھ وقت چاہیے۔" اس نے آرام سے بولا تھا۔

"بلکل اور وقت لینا بھی چاہیے یہ آپ کا حق ہے۔مگر یہ انگوٹھی رکھ لیں۔"اس نے اب اٹھ کر انگوٹھی اس کی طرف بڑھائی۔

"اگر فیصلہ میرے حق میں ہوا تو یہ انگوٹھی پہن لیجئے گا۔آپ جس دن یہ انگوٹھی پہنیں گی اس دن میں سمجھو گا کہ میری محبت جیت گئی ہے۔" اس نے بڑے پیار سے کہا تھا۔منہا نے ناچاہتے ہوئے بھی انگوٹھی کی ڈبی پکڑی۔

"میں جانتا ہوں کہ اب ہم دونوں کی سچویشن کافی عجیب ہو گئی ہے۔لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کوئی فیصلہ نہیں کر لیتیں سب پہلے جیسا رہے۔میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا۔"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ کچھ بھی ہو جائے بس ہم پہلے کی طرح ہر حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔تم مجھے بہت عزیز ہو ،براق۔" یہ سن کر براق کو دل سے خوشی ہوئی تھی۔

"اب گھر چلیں؟" براق نے وقت دیکھا تھا۔رات کافی ہو چکی تھی۔

"نہیں جی پہلے ہم آئسکریم کھائیں گے۔" منہا اور لیٹ نائٹ آئسکریم نا کھائے ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

"جو حکم آپ کا میڈم جی۔" اس نے بڑے لاڈ سے کہا تھا۔

اب وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔

آج موسم بہت پیارا تھا۔تیز ہوا چل رہی تھی اور مارگلہ کی پہاڑیوں میں ہر طرف ہریالی اس منظر کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔منہا نے اپنا موبائل نکالا اور گاڑی کے سامنے والے شیشے کے ساتھ ٹیک لگا کر رکھا۔وہ اس خوبصورت نظارے کی ویڈیو بنانا چاہتی تھی۔

روڈ بلکل سنسان تھا۔تبھی سامنے روڈ کے بیچ میں ایک گاڑی کھڑی دیکھائی دی۔اس کے ساتھ ہی چار غنڈے نما لوگ کھڑے تھے۔وہ ان دونوں کا ہی انتظار کر رہے تھے۔براق نے گاڑی روکی۔منہا نے براق کی طرف دیکھا اور براق نے منہا کی طرف۔

"یہ ضرور شاہ نواز کے بندے ہیں۔"منہا کو سمجھ لگ چکی تھی۔
"آپ کتنے لوگوں کو سمبھال سکتی ہیں؟" براق نے سیدھا سوال کیا تھا۔

"دو آدمی تو آرام سے۔" منہا نے جواب دیا تھا۔
"آپ اس موٹے والے کو سمبھالیں میں باقی تین کو دیکھتا ہوں۔"
اتنا کہہ کر وہ نیچے اترا تھا۔منہا نے شکر ادا کیا تھا کہ اس نے لہنگا اتار دیا تھا۔وہ بھی گاڑی سے باہر اتری۔
وہ چاروں ہاتھ میں ڈنڈے لے کر کھڑے تھے۔منہا اور براق ایک ساتھ آگے بڑھے تھے۔

ان چاروں نے منہا اور براق کی طرف رخ کیا۔منہا نے اپنے بالوں کو بھاگتے ہوئے باندھا۔پاس پہنچ کر اس نے اس موٹے آدمی کے پیٹ میں اپنا سر مارا تھا۔منہا نے سب سے نازک جگہ وار

کیا تھا۔وہ موٹا آدمی اپناپیٹ پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔پھر منہا نے اس کی کمر میں مکا مارا۔

براق نے باقی تینوں کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ تینوں جنگلیوں کی طرح اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ایک نے براق کے منہ پر مکا مارنے کی کوشش کی تھی ،دوسرے نے اس کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی۔براق نے اپنا منہ نیچے کرکے اپنی ٹانگیں ہوا میں اچھالی تھی۔مکا اس آدمی کے اپنے ہی منہ پر آکر لگا تھا۔براق نے اپنی ٹانگ اٹھا کر ایک آدمی کو ماری تھی وہ تھوڑی دور جا کر گرا۔پھر براق نے ایک آدمی کے ہاتھ سے ڈنڈا کھینچا۔

منہا اس موٹے کا سر پاس والی پہاڑی میں مار چکی تھی۔اس کا سر خون سے بھرا ہوا تھا۔منہا نے اس کے ہاتھ سے ڈنڈا پکڑا۔

جس آدمی کو براق نے ٹانگ ماری تھی وہ اب تک نیچے گرا پڑا تھا۔براق نے ڈنڈا ایک آدمی کے سر پر مارا تو اس نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔براق اسے زمین پر لٹا کر اسے مار رہا تھا۔اچانک اس کے پیچھے ایک اور غنڈا چلتا ہوا دیکھائی دیا۔ براق کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے۔

منہا یہ دیکھ کر بھاگی تھی۔اس نے پیچھے سے اس آدمی کے سر میں ڈنڈا مارا تھا۔براق جو پاگلوں کی طرح دوسرے آدمی کو مار رہا تھا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔پھر منہا کو دیکھ کر مسکرایا۔وہ دونوں ان سب کی حالت بری کر چکے تھے۔

"کیا کمال کا لڑتی ہیں آپ۔" منہا کی تعریف کیے بنا وہ نہیں رہ سکتا تھا۔

"تم بھی کوئی کم جنون میں نہیں لڑتے۔"

اب وہ دونوں آپس میں بات کر رہے تھے۔

براق کو کچھ محسوس ہوا تھا۔جس آدمی کو اس نے لات ماری تھی وہ ان سے تھوڑی دور پستول لیے کھڑا تھا۔اس نے منہا کا نشانہ لے کر پستول چلائی۔براق نے منہا کو سائڈ پر دھکا دیا تھا اور خود اس کی جگہ پر آیا۔گولی براق کو لگی تھی۔اس نے کہا تھا کہ منہا کو نقصان پہنچانے والے ہر شخص کو پہلے اس سے ٹکرانا ہوگا اور اس نے یہ ثابت کر کے دیکھایا تھا۔جتنا اچانک یہ سب ہوا تھا منہا ابھی تک شاک میں تھی۔دور سے پولیس کا سائرن بجا۔وہ آدمی پستول پھینک کر وہاں سے فرار ہوا۔

منہا براق کی طرف بھاگی۔

"براق تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔تتت۔۔۔۔ تم تم چلو گاڑی میں بیٹھو ہم ابھی ہسپتال جائیں گے۔"وہ بہت زیادہ فکر مند تھی۔براق روڑ

پر نیم بے ہوش پڑا تھا۔ کچھ لمحوں میں ہی اس کا کافی خون روڈ پر پھیل چکا تھا۔پولیس کی گاڑی وہاں آکر رکی تھی۔ان تینوں غنڈوں کو پولیس نے گرفتار کیا۔

اب وہ براق کو ہسپتال لے کر جا رہے تھے۔

—☆☆☆☆☆—

براق ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔اسے بازو پر گولی چھو کر گزری تھی۔ لیکن خون زیادہ بہنے کی وجہ سے تھوڑی کمزوری ہو گئی تھی۔ منہا باہر ڈاکٹر کی بتائی گئی دوائیاں لینے گئی ہوئی تھی۔

براق کا فون بجا تھا۔اس کے ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔خود کو سمبھالتے ہوئے اس نے فون اٹھایا۔

"کدھر ہو براق؟ اتنے دن ہو گئے تم گودام نہیں آئے۔"لائلہ اسے یاد کر رہی تھی۔

"ابھی تو میں ہسپتال کے بستر پر لیٹا ہوں۔" وہ نارمل سے انداز میں بولا تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ تم ٹھیک تو ہونا؟ مجھے کیوں نہیں بتایا؟ کب سے ہو ادھر؟ اور کونسے ہسپتال میں ہو؟" لائلہ نے ایک ساتھ فکرمندی کے عالم میں بہت سے سوال کر ڈالے تھے۔

"تمہیں تو سوال پسند نہیں تھے اور آج اتنے سوال؟" وہ اسے چڑا رہا تھا۔

"مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔ جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے؟" وہ اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں تھی۔

"دو دن بعد گودام آؤ گا۔ پھر بتاؤ گا تمہیں سب کچھ۔" وہ لائلہ کے ساتھ اب سب شئیر کرنے لگا تھا۔ وہ اس کی بہت اچھی دوست تھی۔

"تم مجھے ہسپتال کا ایڈریس بھیجو میں ابھی آرہی ہوں۔" وہ براق کو دیکھے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔

"مہتشم تمہیں نہیں آنے دے گا۔اور ویسے بھی اتنی رات کو آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ الٹا اس کے لیے فکر مند ہوا تھا۔

"مہتشم کو میں سمبھال لونگی تم مجھے ایڈریس بھیجو۔ورنہ تمہاری لوکیشن ٹریس کرنا کچھ مشکل نہیں۔" وہ ضد کی پکی تھی۔

"اچھا اچھا بھیج رہا ہوں۔مگر یہاں پر منہا بھی ہے اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا تو مسئلہ ہوجائے گا۔" اسے خطرہ لاحق ہوا تھا۔

"میں کوئی پاگل نہیں ہوں جو اس کے سامنے آؤنگی۔تم بس ایڈریس بھیجو۔"وہ تپ کر بولی تھی۔

براق نے فون بند کرکے ایڈریس بھیجا تھا۔

لائلہ نے بڑی سی کالی چادر اپنے گرد لپیٹی اور نیچے کی طرف بھاگی۔ سب سو چکے تھے۔ گودام کا دروازہ اس وقت کھلتے ہی سب جاگ جاتے۔ اس نے تہہ خانے کا رخ کیا۔ وہ اس اندھرے راستے سے باہر نکلنے والی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

ایک گھنٹے بعد

لائلہ سلطان براق کے مقابل بیٹھی تھی۔ براق اسے سب کہانی بتا چکا تھا کہ کیسے اسے گولی لگی تھی۔

"شاہ نواز میرے ہاتھوں نہیں بچے گا۔ "لائلہ غصے سے بولی تھی۔

"ابھی جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا وقت ہے۔" براق نے اسے سمجھایا تھا۔

"ہم ان کی ہی چال ان کے خلاف چلیں گے۔"براق نے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔اس کے دماغ میں جو پلین آیا تھا وہ منہا کو پہلے ہی بتا چکا تھا۔منہا اسی کی تیاری کے لیے باہر گئی تھی۔ اب وہ سارا پلین لائلہ کو بتانے والا تھا۔

"مگر کیسے؟" لائلہ کو سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تو پلین یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔" اس نے تفصیل سے لائلہ کو بتایا تھا۔لائلہ کو پلین پسند آیا تھا۔

"لائلہ سلطان تمہارے ساتھ ہے ،براق ہشام۔" لائلہ نے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

پھر چند لمحوں بعد وہ باہر نکلی اور دوسری طرف سے منہا آتی دیکھائی دی تھی۔منہا نے لائلہ کا چہرا نہیں دیکھا تھا لیکن براق کے کمرے سے ایک لڑکی کو نکلتے دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔

منہا جلدی سے اندر کمرے کی طرف لپکی۔

"یہ لڑکی کون تھی؟" اندر آتے ساتھ اس نے پہلا سوال کیا تھا۔وہ جو لیٹا سیب کھا رہا تھا۔ ایک پل کے لیے رکا۔

"وہ دراصل وہ۔۔۔"اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

"ایسی بھی کون تھی؟" منہا کو حیرت ہوئی۔

"پتہ نہیں کوئی انجان لڑکی تھی۔اپنے شوہر کو تلاش کرتے ہوئے غلطی سے اس کمرے میں آگئی تھی۔" منہا کا شک دور ہوا تھا۔

"سب اچھے سے ہوگیا؟" براق نے بات بدلی۔

"ہاں سب اچھا گیا۔" منہا نے اسے تسلی دی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ سلطان ایک ویران گلی میں داخل ہورہی تھی۔اس کے کان میں براق کے لفظ گونج رہے تھے۔

("گاڑی میں پڑے موبائل میں جو ویڈیو بنی تھی وہ ہماری بہت مدد کرے گی۔ ہم ویکٹم گیم کھیلیں گے۔ منہا اس ویڈیو میں سے صرف وہ والا حصہ کراپ کرے گی جس میں مجھے گولی لگی تھی اور پھر وہ ایک چھوٹا سا بیان سوشل میڈیا پر چھوڑے گی۔")

کچھ لمحوں پہلے

منہا گاڑی میں بیٹھی تھی۔ موبائل اس نے ڈیش بورڈ پر سیٹ کیا تھا۔ پھر وہ بولنا شروع ہوئی۔

"اس وقت آپ لوگ اپنی اسکرین پر ایک ویڈیو دیکھ سکتے ہیں۔"

براق کو گولی لگنے والی ویڈیو ساتھ چلائی گئی تھی۔

"میں آپ سب کو دیکھانا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا کیا حال کیا جاتا ہے۔ کیا حق کا ساتھ دینا جرم ہے؟ کیا یہ اسلامک ری پبلک آف پاکستان ہے جدھر ظالم یوں

کھلے عام پھرتا ہے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہیں؟ جس ملک میں انصاف ملنا ممکن نا ہو اس ملک کے حالات کیسے بدلیں گے؟ یہاں ہر ایک شخص پیسے کا پجاری ہے۔ہر ایک کے ضمیر کو یہاں خرید لیا جاتا ہے۔اور پھر اگر ہم جیسے لوگ ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کریں تو ہم پر قاتلانہ حملے کروادیے جاتے ہیں۔" وہ بس بولتی جارہی تھی اور پورا ملک اسے سن رہا تھا۔سب کے دل میں اس وقت منہا کے لیے ہمدردی تھی۔

("ہمدردی! ہمیں لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنی ہے۔لوگوں کو ہمارا درد محسوس ہونا چاہیے جیسے ہم پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹیں ہیں۔ہماری عوام بہت حساس اور جنونی ہے بس بات ان کے دل کو لگنی چاہیے۔")

وہ ایک لمحہ خاموش ہوکر پھر بولنے لگی تھی۔

"مجھے کتنے ہی لوگوں نے دھمکایا، بہت سے پیسے کا لالچ دیا گیا۔ میرے اپنے بہت سے قریبی لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا لیکن میں نہیں رکی۔ کیونکہ میں مخلوق سے نہیں ان کے خالق سے ڈرتی ہوں۔ ظلم کے خلاف آواز اٹھنا ہم سب کا فرض ہے۔ اس دن گاڑی کے نیچے آکر کسی کی بہن بیٹی مری ہے تو کل کو اس کی جگہ آپ کی بہن بیٹی بھی ہو سکتی ہے۔ کیا غریب کا خون اتنا سستا ہے؟ میری گزارش ہے کہ اس ملک میں ہادی جیسے اور لوگوں کو جنم نہ لینے دیا جائے۔ جب تک ہادی شاہ کو سزا نہیں مل جاتی آپ سب میں سے کوئی چین سے نہیں بیٹھے گا۔ میرے ساتھ آئیں سڑکوں پر ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اپنا حق استعمال کریں۔ ہم میں سے کوئی اپنے گھروں کو نہیں جائے گا جب تک اس عورت کو انصاف نہیں مل جاتا۔" اس نے ویڈیو بند کی تھی۔ پھر کچھ بڑے بڑے سوشل میڈیا پیجیز کو یہ

ویڈیو فاروڈکی اور کچھ ہی لمحوں میں یہ ویڈیو پورے ملک میں پھیل چکی تھی۔عوام جو دو دن بول کر خاموش ہوگئی تھی وہ پھر سے جوش میں آچکی تھی۔

("عوام کو سڑکوں پر لانا صرف ایک مہرا ہے۔جو عدالتیں ہادی کے معاملے میں خاموش تھیں۔انہیں عوام کے آگے جھکنا پڑے گا۔ایک دن؟دو دن؟ زیادہ سے زیادہ تین دن اس سے زیادہ کوئی بھی عدالت خاموش نہیں رہے گی۔ملک میں امن قائم کرنے کے لیے انہیں ہادی شاہ کو گرفتار کرنا ہی پڑے گا۔")

لائلہ سلطان تین چار لوگوں سے مل کر گودام میں واپس آچکی تھی۔وہ ان سب کو ان کا کام سمجھا آئی تھی۔

صبح کا وقت تھا۔ جب سب لوگ ہاتھوں میں مختلف بینر اٹھائے اسلام آباد کی سڑکوں پر نکلے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے پورا اسلام آباد باہر آگیا ہو۔

سب لوگ بس انصاف چاہتے تھے۔ پولیس کی لاٹھی چارج کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ کسی بھی ملک کی اصل طاقت اس کی عوام ہوتی ہے۔ انہوں نے اسی طاقت کا استعمال کیا تھا۔

لوگوں نے کورٹ کے باہر دھرنا دیا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی واپس جانے کو تیار نہ تھا۔ ناجانے کہاں سے لوگوں میں اتنی ہمت آگئی تھی۔ ٹی وی چینلز، سوشل میڈیا ہر جگہ بس ایک ہی سوال تھا کہ کیا ہمارے ملک میں کسی کو انصاف ملے گا؟ اس کیس کو اتنا اچھالا گیا تھا کہ ایسا لگتا تھا کہ ملک میں اور کوئی کام کی خبر ہے ہی نہیں۔

دوسری طرف شاہ نواز اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔بازی اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔اس کی بھلائی اسی میں تھی کہ وہ اپنے بیٹے پر مقدمہ چلنے دے۔

پولیس،عدالت کوئی بھی عوام کو نہیں روک پارہا تھا۔

دو دن بعد

براق کو ہسپتال سے ڈس چارج کر دیا گیا تھا۔وہ اور منہا سیدھا دھرنے والی جگہ گئے تھے۔وہاں لوگوں کا رش دیکھ کر منہا مسکرائی تھی۔

"ہمارا پلین کامیاب رہا۔ ایک سوشل میڈیا پیغام کی وجہ سے ہزاروں لوگ دھرنا دینے آگئے۔" منہا کافی مطمئن تھی۔پولیس اور عدالت بس ہار ماننے ہی والی تھیں۔

"آپ کو واقعی لگتا ہے کہ لوگ یہاں حق کا ساتھ دینے آئے ہیں؟"
براق نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا تھا۔
تبھی منہا نے سامنے ایک لڑکی کو دیکھا۔وہ اسے جانی پہچانی لگ رہی تھی۔اس نے سرخ رنگ کا لونگ کوٹ پہن رکھا تھا۔آنکھوں پر چشمے لگا رکھے تھے۔منہا نے دیکھا کہ اس نے اپنے بڑے سے بیگ میں سے نوٹوں کی گڈھیاں نکال کر ایک آدمی کو دی تھیں۔اور پھر وہ آدمی سارے پیسے لے کر لوگوں میں تقسیم کرنے لگا۔براق ہلکا سا مسکرایا تھا۔
("عوام کا جوش صرف ایک دن بعد ختم ہوجائے گا لیکن لالچ کبھی ختم نہیں ہوتا۔پیسے کے لیے تو لوگ قتل تک کرسکتے ہیں۔یہ تو پھر دو سے تین دن سڑک پر بیٹھنے کی بات ہے۔یہاں سب کا ضمیر مرچکا ہے۔ سب پیسے کے پجاری ہیں۔منہا کے پیغام کی وجہ سے صرف

چند سو لوگ ہی آئیں گے اور اگلے دن وہ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ ہمیں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ چاہیے اور وہ تم کرو گی لائلہ سلطان۔ تمہارے بہت سے جاننے والے ہیں جو لوگوں میں بے حد مقبول ہیں۔ اب آگے کیا کرنا ہے تم اچھے سے جانتی ہو۔")

منہا نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس لڑکی کی طرف بھاگی۔ وہ ایک چھوٹی سی گلی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"کون ہو تم؟ اور تم کیوں ہمیشہ میری مدد کے لیے آتی ہو؟" منہا نے اسے پہچان لیا تھا۔ یہ وہی ریسٹورینٹ والی لڑکی تھی۔

"میں جو کوئی بھی ہوں شاید تم کبھی نا جان پاؤ اور جہاں تک بات ہے تمہاری مدد کی۔ اس کا جواب میرے پاس بھی نہیں ہے۔ پتہ

نہیں قسمت کیوں مجھے اور تمہیں ہمیشہ آمنے سامنے لے آتی ہے۔"
وہ بنا مڑے بولی تھی۔
"میں تمہارا شکریہ کرنا چاہتی ہوں۔واقعی غریب ہو یا امیر سب کے لیے بس پیسہ اہم ہے۔"اس نے طنز کیا تھا۔
"ضرورت نہیں اس کی۔" اتنا کہہ کر وہ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اپنے کمرے میں کھڑی الماری میں کچھ دیکھ رہی تھی۔
"کیا کرتی پھر رہی ہو پچھلے دو دنوں سے؟" شیلا اسے دیکھ کر بولی تھی۔
"حق اور سچ کا ساتھ دے رہی ہوں۔" وہ نارمل سے لہجے میں بولی تھی۔

NOVEL HUT

"اور یہ تمہارے آدھے پیسے کہاں گئے؟" شیلا نے اس کی الماری میں دیکھا تھا۔

"میں نے کسی پولیٹکل پارٹی کی طرح اپنا پیسہ اس دھرنے میں بہایا ہے۔"وہ مطمئن تھی۔

"پاگل ہو تم لائلہ پاگل۔۔۔ہائے اللہ مجھے دے دیتی اگر پیسے سمبھالے نہیں جارہے تھے۔" شیلا کو افسوس ہوا تھا۔

لائلہ نے صرف براق کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہایا تھا۔ورنہ اسے پیسہ بہت عزیز تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔اسے ابھی ابھی ہادی کی گرفتاری کی خبر ملی۔اس ملازم نے بھی ہادی کے خلاف گواہی دے دی

تھی۔اب بس ہادی کو سزا ملنے ہی والی تھی۔منہا بے انتہا خوش تھی۔چاہے جیسے بھی ہو وہ کیس حل کرچکی تھی۔

اس کا فون بجا۔وہ اس کال کے لیے مینٹلی طور پر تیار تھی۔

"یس سر۔" اس نے ادب سے بولا۔

"منہا مجھے افسوس سے کہنا پڑرہا ہے مگر ملک میں یہ فساد پھیلانے میں سب سے بڑا ہاتھ آپ کا ہے۔آپ نے اپنی جاب کے قوانین کے خلاف جاکر سوشل میڈیا کا استعمال کیا۔" بھاری آواز میں وہ آفیسر بولا تھا۔

NOVEL HUT

منہا خاموش رہی۔

"اسی بنیاد پر آپ کو کچھ عرصے کے لیے سسپینڈ کیا جاتا ہے۔آپ اپنا انسپکٹر کارڈ کل آفس آکر واپس کردیں۔" اتنا کہہ کر فون بند ہوچکا تھا۔

آج وہ "انسپیکٹر منہا" سے صرف "منہا" رہ گئی تھی۔
وہ ہار کے بھی جیت گئی تھی یا جیت کر بھی ہار گئی تھی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔لیکن وہ مطمئن تھی۔کم سے کم اس نے اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

"شازل وہ لڑکا اپنی ضمانت کے بعد کدھر کدھر گیا تھا مجھے پوری رپورٹ چاہیے۔" ہمایوں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔
"وہی براق ہشام جو میرے تبادلے سے پہلے رہا ہوا تھا۔"اس نے حوالدار کو یاد کروایا تھا۔پھر اس نے فون بند کیا۔
"اگر منہا میری نہیں ہو سکتی تو میں اسے تمہارا بھی نہیں ہونے دونگا براق ہشام۔دیکھتے ہیں تمہارا سچ جانے کے بعد منہا کیسے تمہارا بھروسہ کرے گی۔" وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

NOVEL HUT

باب نمبر 6

ریڈ ویڈنگ

"تم جاؤ یہاں سے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ چیخی تھی۔
دونوں طرف سے گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ ایک درخت کا سہارا لیے کھڑی تھی۔

"میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤ گا میں۔۔۔مم۔۔۔۔میں نہیں جاؤ گا۔۔۔۔۔"وہ ڈرتے ہوئے بولا تھا۔

لڑکی نے اپنے مقابل لوگوں پر جوابی فائرنگ کی تھی۔

"میں نے کہا تم جاؤ یہاں سے اور یہ میرا فون بھی لے کر جاؤ۔"اس نے جلدی سے اس لڑکے کو اپنا فون دیا۔شاید فون میں کچھ بہت ضروری تھا۔

"آپ بھی چلیں میرے ساتھ پلیز چلیں میرے ساتھ۔۔۔۔"وہ منت کر رہا تھا۔

"صرف تم جاؤ گے یہاں سے۔"وہ پھر سے فائرنگ کرتے ہوئے چلائی تھی۔

ہر طرف قیامت کا عالم تھا۔گولیوں کی آوازیں پورے جنگل میں گونج رہی تھیں۔

کچھ لمحوں بعد

وہ اس کی بات کا مان رکھتے ہوئے وہاں سے واپس مڑا۔اس نے اس لڑکی کو آخری بار دیکھا۔کیا تھا اس لڑکی میں جو اسے پسند نا ہو؟ وہ گولیوں سے بچتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بھاگ رہا تھا۔یک دم خاموشی ہوئی تھی اور پھر اسے پیچھے سے گولی چلنے کی آواز آئی۔اس نے مڑ کر دیکھا۔

گولی اسی لڑکی کو لگی تھی اور اس لمحے اسے لگا تھا کہ جیسے یہ گولی کسی نے اس کے سینے میں اتار دی ہو۔۔۔۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

ہمایوں ہاتھ میں بڑا سا کیک اور پھولوں کا گلدستہ اٹھائے منہا کے گھر میں داخل ہو رہا تھا۔

آج بارہ نومبر تھی، آج منہا کا برتھ ڈے تھا۔

"پھوپھو جان منہا کدھر ہے؟" ہمایوں نے ٹی وی لاونج میں بیٹھی سونیا بیگم سے پوچھا۔

"وہ براق اسے اپنے ساتھ لے کر گیا ہے۔کہہ رہا تھا کہ کوئی ضروری کام ہے۔"اور یہ سنتے ہی ہمایوں کا سارا موڈ خراب ہوگیا تھا۔

"یہ براق کا اتنا آنا جانا کب سے ہوگیا؟ آپ کو نہیں لگتا کہ ایسے غیر مرد کے ساتھ منہا کو بھیجنا خطرے سے خالی نہیں ہے؟ ہمیں کیا پتہ اگلے کی نیت کیا ہے۔" اس نے سونیا بیگم کے دل میں شک ڈالنے کی کوشش کی تھی۔

"براق وہ شخص ہے جو میری بیٹی کے ساتھ تب کھڑا تھا جب اسے پوری دنیا نے اکیلا چھوڑ دیا تھا۔وہ اس کے ساتھ ہر جگہ سائے کی طرح کھڑا رہتا ہے۔جب وہ منہا کے لیے گولی تک کھا سکتا ہے تو تم کہہ رہے ہو کہ منہا کو اس سے خطرہ ہے؟ میں ماں ہوں ہمایوں میں

جانتی ہوں کون میری اولاد کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور کون نہیں۔ارے براق تو ایسا مرد ہے جس کی آنکھ سے حیا جھلکتی ہے۔" سونیا بیگم کو براق دل سے پسند تھا۔ہمایوں کے پاس اب کوئی جواب نہیں تھا۔

"اس نے اپنا اصلی چہرہ آپ لوگوں سے چھپا رکھا ہے جو کہ میں آپ لوگوں کے سامنے لاکر ہی رہوں گا۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر نکلا۔

—☆☆☆☆☆—

رات کے بارہ بج رہے تھے۔براق اور منہا گاڑی سے اترے۔

"براق کدھر لے آئے ہو مجھے؟" منہا اندھیری اور چھوٹی سی سڑک پر چل رہی تھی۔اس کے ساتھ ہی براق چل رہا تھا۔

منہا نے نیلے رنگ کی لمبی اور موٹے کپڑے کی فراک پہن رکھی تھی۔براق نے ڈریس پینٹ پر نیلا سویٹر پہن رکھا تھا۔

"چلیں تو سہی۔"وہ بہت خوش تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک فوڈ سٹریٹ میں آکر رکے۔وہ فوڈ سٹریٹ پوری سنسان اور اندھیری تھی۔

"اب یہ مت کہنا کہ تم نے یہ فوڈ سٹریٹ بھی بک کرلی تھی۔"منہا نے اسے چڑایا تھا۔

"نہیں نہیں اصل میں یہاں فوڈ سٹریٹ دس کے قریب بند ہوجاتی ہے۔اسلام آباد ہے نا۔" براق نے دوسرے الفاظ میں انہیں برگر کہا تھا۔

منہا نے کچھ بولنے کے لب کھولے تھے۔یک دم ہر طرف فیری لائٹس آن ہوئی۔وہ پوری فوڈ سٹریٹ میں گول دائرے کی شکل میں لگائی گئی تھیں۔منہا نے اپنے ارد گرد دیکھا تھا۔ہر طرف غبارے ہی غبارے تھے۔آس پاس چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں جو کہ اس

وقت بند تھیں۔اس سنسان فوڈ سٹریٹ پر صرف وہ دونوں کھڑے تھے۔یہ سارا منظر کسی خواب جیسا تھا۔منہا یک دم مسکرائی تھی۔آج تک اسے کسی نے ایسا سرپرائز نہیں دیا تھا۔

"کیسا لگا سرپرائز؟"اس نے بڑے مان سے پوچھا۔

"بہت زیادہ اچھا۔"اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

منہا نے اپنے دائیں طرف دیکھا تو وہاں ایک چھوٹا سا آئسکریم پارلر کھلا ہوا تھا۔وہ باہر سے ہلکے جامنی رنگ کا تھا۔شیشے کی دیوار سے اندر دیکھا جاسکتا تھا۔اس دیوار پر چھوٹے چھوٹے پھولوں کے پودے لٹک رہے تھے۔جو کہ گلابی رنگ کے تھے۔

براق نے منہا کی طرف اپنا ہاتھ مٹھی میں بند کرکے بڑھایا۔

"اب اس میں کیا ہے؟"منہا کو تجسوس ہوا۔

"کھول کر خود ہی دیکھ لیں۔"

منہا نے فوراً اس کا ہاتھ کھولنے کی کوشش کی اور تھوڑی کوشش کے بعد وہ اپنا ہاتھ خود ہی کھول چکا تھا۔اس میں ایک چابی تھی۔

"اب یہ کیا ہے؟"منہا کو حیرت ہو رہی تھی۔

"آپ کا برتھ ڈے گفٹ۔" اس نے بڑے پیار سے بتایا۔

"وہ سامنے جو آئسکریم پارلر دیکھ رہی ہیں نا اس کی مالکن آپ ہیں۔"

منہا نے مڑکر آئسکریم پارلر کی طرف دیکھا۔

"آپ کو آئسکریم پسند ہے نا؟ تو سوچا پورا آئسکریم پارلر ہی گفٹ کردوں۔"وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔اور منہا کو جیسے شاک لگا تھا۔اس حد تک محبت کرتا تھا وہ؟منہا براق کو کچھ لمحوں تک حیرت سے دیکھتی رہی۔

"پلیز اب منع مت کیجئے گا۔بہت پیار سے میں نے آپ کی مرضی کے مطابق یہ آئسکریم پارلر تیار کروایا ہے۔" اسے پتہ تھا کہ منہا آسانی سے اتنا بڑا تحفہ نہیں رکھے گی۔

"براق میں ایک خودار لڑکی ہوں ،میں کیسے اتنی بڑی چیز رکھ لوں؟آئم سوری مگر میں یہ نہیں لے سکتی۔" اس نے براق کو صاف انکار کیا تھا۔

"دل ٹوٹ جائے گا میرا، پورا مہینہ لگا کر میں نے اسے تیار کروایا ہے۔ساری محنت پر پانی پھیر دیا آپ نے۔"اسے برا لگا تھا۔

"براق ایسے اچھا نہیں لگتا سمجھنے کی کوشش کرو۔تم نے میرے لیے اتنا سب کیا ہے، میرے لیے یہی بہت ہے۔"وہ براق کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی۔

"کیا آپ میرا دل رکھنے کے لیے ایک بار یہ گفٹ اندر سے دیکھ بھی نہیں سکتیں؟"وہ معصوم سے لہجے میں بولا۔

منہا نے اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

اندر سے یہ بہت بڑا نہیں تھا، زیادہ سے زیادہ چھ لوگ یہاں بیٹھ کر آئسکریم کھا سکتے تھے۔اس لیے آئسکریم پارلر کے باہر مزید کرسیاں اور ٹیبل لگائے گئے تھے۔آئسکریم پارلر کی ہر دیوار پر ہلکے جامنی رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا۔جامنی رنگ منہا کا فیورٹ تھا اور براق نے اس کی پسند کا خیال رکھا تھا۔گول دائرے کی صورت میں چھوٹے چھوٹے دو سفید گول میز اور سفید کرسیاں لگائی گئی تھیں۔کاؤنٹر تیز جامنی رنگ کا تھا۔جس پر دو لڑکے بیٹھے تھے۔ان کو

براق نے ہی اس پارلر کی دیکھ بھال کے لیے رکھا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ مجھے پرپل کلر پسند ہے؟" اس نے پورے پارلر کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

"میری منہا کو کچھ پسند ہو اور مجھے ناپتہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے بڑی شان سے کہا تھا۔

ابھی منہا کچھ بولنے لگی تھی کہ براق نے اسے اپنے سائڈ پر دیکھنے کا اشارہ کیا۔ سائڈ پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا، جس کی ہر دیوار شیشے کی تھی۔ اندر سامنے ٹیبل پر تھیم کیک اور ساتھ میں پورے منہا کے سائز کا گلابی رنگ کے گلابوں کا گلدستہ رکھا تھا۔

منہا یہ سب دیکھ کر حیران اور خوش ہو رہی تھی۔ آخر اس شخص کو اس کے بارے میں اتنا سب کیسے پتہ تھا؟ چھوٹی سے چھوٹی چیز پر بھی براق نے اتنی محنت سے کام کیا تھا۔ سب بلکل منہا کی مرضی کے مطابق تھا۔ وہ واقعی ایسا مرد تھا جو منہا پر اپنا سب لوٹا سکتا تھا۔

"تو کیسا لگا آپ کو اپنا گفٹ؟"اس نے بڑے مان سے پوچھا۔
"بہت زیادہ اچھا، یقین کرو یہ سب کسی خواب کی طرح ہے۔"وہ بہت خوش تھی۔
براق اس کی بات سن کر مسکرایا۔ محنت وصول ہوچکی تھی۔پھر اس نے کیک کاٹنے کا اشارہ کیا۔منہا کیک کاٹ رہی تھی اور براق اسے برتھ ڈے وش کررہا تھا۔
اس لمحے وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے بہت اچھے لگ رہے تھے۔
پرفیکٹ کپل!

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

"اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، شیلا۔" لائلہ اس پر برسی تھی۔شیلا پچھلے دو گھنٹوں سے رو رہی تھی۔

"میں نے اتنے پیار سے میرون کلر کی میکسی خریدی تھی۔" اسے اپنی میکسی کا دکھ تھا۔

"ویسے تو تمہیں اس شادی کے بارے میں ہر چیز پتہ تھی مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ ان کی تھیم وائٹ اینڈ بلیک ہے۔" لائلہ نے طنز کا تیر چلایا تھا۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ وائٹ اینڈ بلیک کے علاوہ ہم کچھ پہن ہی نہیں سکتے۔" امیروں کے چونچلے بھی بہت عجیب ہوتے ہیں۔

"پہلے رونا بند کرو اور دوسرا میں نے اس دن ایک وائٹ پروم بھی خریدی تھی تم وہ پہن لینا۔" لائلہ نے اسے آفر دی تھی۔

"وہ اتنی سادہ ہے میں نہیں پہن رہی۔" وہ بچوں کی طرح ضد کر رہی تھی۔

"اب تمہارے لیے اس پر گوٹا اور موتی تو لگا نہیں سکتی۔" اسے غصہ آرہا تھا۔

"اور میں نے تو اس میکسی کے ساتھ میچنگ جیولری بھی لی تھی، اس کا کیا؟" اسے ایک اور دکھ یاد آگیا تھا۔

"روتی رہو بیٹھ کر۔" لائلہ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے باہر کا رخ کیا۔

—☆☆☆☆☆—

"پلیز رکھ لیں نا یہ چھوٹا سا گفٹ، میں نے بہت پیار سے آپ کے لیے بنوایا تھا۔" اس کے لیے وہ بس ایک چھوٹا سا تحفہ تھا۔

"براق مگر ایسے کیسے۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے منع کرے۔

"میں ناراض ہوں اب آپ سے۔" اس نے منہ دوسری طرف موڑا۔ وہ کسی بچے کی طرح ضد کر رہا تھا۔

NOVEL HUT

"ایک تو تمہارے ڈرامے تو بہ ہے، پہلے یہ بتاؤ اتنا پیسہ آیا کہاں سے تمہارے پاس؟" منہا کی وہی شک کرنے والی عادت

"میری اپنے گاؤں میں کچھ زمینیں ہیں، ہر سال ان کا ٹھیکہ آتا ہے۔ لیکن میں نے وہ پیسے کبھی استعمال ہی نہیں کیے۔ پھر آپ کی برتھ ڈے تھی تو میں نے سوچا وہ پیسے استعمال کرلوں۔" وہ بڑے نارمل سے انداز میں بولا تھا۔ وہ چوری والا پیسہ بھی استعمال کر سکتا تھا مگر اسے منہا کا پتہ تھا۔ وہ لعنت بھیجتی ایسے تحفے پر۔

"اب آپ لے رہی ہیں یا میں آپ سے بات کرنا چھوڑ دوں؟" اسے یہی دھمکی سوجی تھی۔ کافی دیر وہ ایسے ہی منہ موڑ کر بیٹھا رہا۔ وہ ضد کا کافی پکا تھا۔ عجیب سی خاموشی ہوگئی تھی، جو منہا کو بری لگ رہی تھی۔

"دو ادھر چابی، ڈرامے باز۔" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ میرے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ایسی ہی بات ہے نا؟"اس نے منہا سے خوشی اور جوش میں پوچھا تھا۔

"واقعی براق مجھے تمہاری عادت ہوگئی ہے۔"اس نے سچ سے انکار نہیں کیا تھا۔اور براق تو اس وقت ہوا میں اڑ رہا تھا۔

"آپ نے آگے کا کیا سوچا؟کوئی جاب کریں گی یا کچھ اور؟" براق اب تھوڑا سنجیدہ ہوا تھا۔

"ابھی کچھ وقت کے لیے تو میں ہر چیز سے بریک لے رہی ہوں۔پھر سوچا ہے کہ اپنا بزنس شروع کروں گی۔"اس نے بڑے سوچ سمجھ کر جواب دیا تھا۔

"تو آپ یہ آئسکریم پارلر کیوں نہیں چلا لیتی؟"

"براق میں سب اپنی محنت سے کرنا چاہتی ہوں۔ہاں ٹھیک ہے میں یہ آئسکریم پارلر بھی چلا لونگی ویسے بھی مجھے اس کی تھیم بہت

پسند آئی ہے۔مگر میں اپنا بزنس بھی کرونگی۔"وہ واقعی محنتی اور خودار لڑکی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

شام کا وقت تھا۔لائلہ اپنی الماری میں سے کپڑے نکال نکال کر دیکھ رہی تھی۔آج وہ کچھ اچھا سا پہننا چاہتی تھی کچھ ایسا جس میں وہ بہت اچھی لگے۔

لائلہ نے ہر ایک سوٹ نکال کر اپنے ساتھ لگا کر دیکھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔اس کے پاس آدھے سے زیادہ کپڑے سیاہ تھے۔سیاہ رنگ اس کا پسندیدہ تھا۔

"کیا بات ہے، آج کچھ سپیشل ہے؟" شیلا کمرے میں داخل ہوئی۔

شیلا اور لائلہ دونوں ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ رہتی تھیں۔دونوں کے پاس ان دنوں اور کوئی کام نہیں تھا۔ان کی دوستی آج کل عروج پر تھی۔

"وہ آج براق آرہا ہے ،تو سوچ رہی ہوں کچھ اچھا سا پہنو۔"اس نے بنا اس کی طرف دیکھے جواب دیا۔

"بڑی محبتیں ہورہی ہیں۔" شیلا نے اسے پیچھے سے گلے لگاتے ہوئے بولا۔

"ہٹو پیچھے عجیب چپک ہی جاتی ہو تم۔" لائلہ کو شیلا کی اس عادت سے سخت چڑ تھی اور شیلا جان بوجھ کر ایسا کرتی تھی۔

"یہ والا پہنو بہت اچھا لگتا ہے تم پر۔" شیلا نے وہی ازلان والا شلوار قمیض باہر نکالا تھا۔

"رہنے دو تم، کس پاگل کے کپڑے باہر نکال رہی ہو۔" اسے ازلان کی بچوں والی باتیں ابھی تک یاد تھیں۔

"پھر الماری میں کیوں سجائے ہوئے ہیں اس کے کپڑے؟" شیلا نے اسے تنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔

"اگر کبھی مل گیا تو اسے یہ کپڑے واپس کر دونگی۔ بڑا عشق تھا اسے اپنے کپڑوں سے۔" لائلہ نے ایک سیاہ رنگ کا کرتا باہر نکالتے ہوئے بولا۔

"اتنے کپڑے دیکھنے کا کیا فائدہ، جب تم نے پہننا ہی سیاہ رنگ ہے۔" شیلا نے طنز کیا تھا۔

"چپ رہو تم، میں ساری زندگی بھی سیاہ رنگ پہن سکتی ہوں۔" اس نے چڑتے ہوئے بولا تھا۔

"اپنا کفن بھی سیاہ رنگ کا بنوا لینا۔" اس نے الٹا جواب دیا تھا۔

NOVEL HUT

"میں نہیں مرنے والی، تم اپنا سوچو تمہارا کفن لال رنگ کا نا بنوا لیں؟"اس نے ہنستے ہوئے شیلا کا مزاق بنایا تھا۔

"ابھی میں نے دیکھا ہی کیا ہے؟اس آخری چوری کے بعد اللہ سے توبہ بھی کرنی ہے۔پھر احمر کے ساتھ اچھی سی زندگی گزارنی ہے۔میں تو کوئی ساٹھ ستر کی ہو کے مرونگی۔"اس نے اپنی پلاننگ بتائی تھی۔

اور لائلہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"میں نے سنا ہے کہ منہا کو سسپینڈ کر دیا ہے۔"بی جان آج سونیا بیگم کے گھر آئی ہوئی تھیں۔جو بھی ہو مگر اپنی بیٹی کے بغیر کون رہ سکتا ہے۔ان کے ساتھ ہی ہمایوں بیٹھا تھا۔

"بس امی جان اس ملک میں انصاف ملنا کونسا آسان ہے۔بڑی زیادتی ہوئی ہے منہا کے ساتھ۔" سونیا بیگم منہا کے دفاع میں بولی تھیں۔

"تبھی میں نے بولا تھا کہ کیس چھوڑ دو مگر منہا کس کی مانتی ہے۔"ہمایوں نے چائے پیتے ہوئے جواب دیا۔

"میری بیٹی کیوں غلط کے آگے جھکے؟میں نے اور ان کے ابو نے اپنی بیٹیوں کو کبھی غلط کے آگے جھکنا نہیں سکھایا۔"سونیا بیگم نے منہا کو پیچھے سے آتے دیکھ کر بولا۔

منہا نے بی جان کو دور سے سلام کیا لیکن بی جان نے سلام کا جواب تک نہیں دیا تھا۔پھر منہا بھی باہر کی طرف نکلی۔اسے دیکھتے ہی ہمایوں اس کے پیچھے بھاگا۔

منہا گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی۔ہمایوں اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"منہا میری بات تو سنو یار۔"وہ اسے منانے آیا تھا۔
"مجھے کچھ نہیں سننا ،تم یہاں سے جاسکتے ہو۔" اس نے بنا ہمایوں کی طرف دیکھے جواب دیا۔
براق اپنی کھڑکی میں کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔اسے فکر ہورہی تھی کہ اگر ہمایوں نے منہا کو سب بتا دیا تو منہا کیا کرے گی؟
"ٹھیک ہے مجھ سے بات نہیں کرنی مت کرو لیکن میں صرف تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔منہا براق وہ نہیں ہے جو وہ دکھتا ہے۔اس کی اصلیت میں تمہارے سامنے بہت جلد لاونگا۔" ہمایوں نے ایک سانس میں سب بولا تھا۔جیسے اسے ڈر تھا کہ منہا اس کی بات سنے بنا گاڑی میں نا بیٹھ جائے۔

"براق کے خلاف میں ایک لفظ نہیں سن سکتی۔میں اسے جانتی ہو وہ کیسا ہے اور کیسا نہیں۔براق مجھے بہت عزیز ہے۔وہ میرا غرور اور میرا مان ہے۔"اس نے ہمایوں پر چلاتے ہوئے بولا تھا۔براق اس کا سب کچھ بنتا جارہا تھا اور ہمایوں سے یہ سب برداشت نہیں ہورہا تھا۔

"اس نے تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے جو کہ میں اتار کر رہوں گا۔وہ کوئی اچھا لڑکا نہیں ہے۔"اس نے بھی ٹھان لی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں ان لڑکیوں میں سے ہوں جنہیں کوئی بھی بے وقوف بنا سکتا ہے؟ اور میں نے کب بولا براق اچھا ہے؟براق سیاہ اور سفید دونوں ہے۔ جیسے میں ہوں، جیسے تم ہو، جیسے اس کہانی کا ہر کردار ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ وہ میرے ساتھ ہمیشہ

سے مخلص رہا ہے اور مجھے صرف اسی چیز سے فرق پڑتا ہے۔"اس نے براق کی حمایت کی تھی۔

"تم ہماری کہانی کے ولن مت بنو ہمایوں تمہیں مجھ سے بھی اچھی لڑکی ملے گی۔"اس نے اب کے ہمایوں کو دیکھ کر بولا تھا۔منہا کو ہمایوں سے ہمدردی تھی۔آخر اتنا وقت ساتھ گزرا تھا۔

"لیکن تم نہیں ملوگی۔"اس نے درد بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"کچھ چیزیں ہمارے بس میں نہیں ہوتی۔پھر چاہے ہم جو مرضی کریں ہم وہ نہیں کر پاتے۔جیسے میں چاہ کر بھی تم سے محبت نہیں کر سکتی۔ہمایوں یہ میرے بس میں نہیں ہے۔"اس نے آرام سے بولا تھا۔اور ہمایوں اپنی جگہ پر جم گیا تھا۔اتنے سالوں کی محبت کا مان ٹوٹا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

براق گودام میں بہت دنوں بعد آیا تھا اور لائلہ آج بہت خوش تھی۔ اس نے آج براق کو کچھ بتانا تھا، شاید اپنے دل کی بات۔

لائلہ نے سیاہ رنگ کا کرتا کیپری پہن رکھا تھا۔ کالے بال کمر پر گرے ہوئے تھے۔ اس بار وہ شاپنگ میں کچھ ٹریڈ شنل کپڑے بھی خرید کر لائی تھی۔ لائلہ سلطان بدل رہی تھی، وہ زندگی کی طرف واپس آ رہی تھی۔

براق باقی سب لوگوں کے ساتھ پلاننگ روم میں بیٹھا تھا۔ لائلہ سلطان اندر داخل ہوئی۔ لائلہ نے پہلی نظر ہی براق پر ڈالی تھی۔ اس شخص کو دیکھ کر اس کے لیے پوری دنیا بے مقصد ہو جاتی تھی۔

لائلہ کے بعد شیلا اندر آئی تو مہتشم نے پلین بتانا شروع کیا۔ وہ سب لوگ گول دائرہ بنا کے ایک میز کے گرد کھڑے تھے۔

"میر بلاج اس ملک کا امیر ترین آدمی ہے اور وہ اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہے۔ اس نے اس شادی کا نام وائٹ ویڈنگ رکھا ہے۔ لیکن ہمیں اس سب سے کوئی غرض نہیں۔" اس نے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔ سب غور سے سن رہے تھے۔

"وہ اپنی بیٹی کو تحفے میں قیمتی ہیروں کا ہار دے رہا ہے۔ وہ ایک ایک ہیرا کروڑوں کی مالیت کا ہے۔ اگر ہم اس چوری میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو سمجھو ہماری زندگی بن جائے گی۔" اس نے سب کو لالچ دیا تھا۔

"لیکن یہ چوری بینک کی طرح آسان نہیں ہے۔ میر بلاج سے پنگا ہمیں بھاری بھی پڑ سکتا ہے۔ خیر جتنا خطرہ مول لیں گیں اتنا ہی پروفٹ ملے گا۔" اس نے ان سب کو خبردار کیا تھا۔

NOVEL HUT

"ہم اندر کیسے جائیں گے؟ اندر صرف وہی جا سکتا ہے جس کے پاس انویٹیشن کارڈ ہوگا۔" براق نے سوال کیا تھا۔

"جہاں سے انویٹیشن کارڈ بنوائے گئے تھے وہاں سے میں نے چھ کارڈ اٹھوا لیے تھے۔" مہتشم کے پاس ہر جواب موجود ہوتا تھا۔

"چھ کیوں ہم سات لوگ ہیں؟" شیلا کا سوال تھا۔

"براق منہا کے ساتھ آئے گا۔ میر بلاج کی بیٹی میرا مشال منہا کی بہت اچھی دوست ہے۔ اس نے منہا کو بھی بلایا ہے۔ اور براق کا منہا کے ساتھ جانا بہت ضروری ہے۔" مہتشم کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا۔

"اب ہم اصل پلین کی بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔" مہتشم اب سنجیدہ ہوا تھا۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ انہیں سب پلین بتا چکا تھا۔

NOVEL HUT

اس کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جانے لگے۔شیلا اور احمر یہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔لائلہ نے براق کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ اب وہ دونوں گودام کے پچھلے حصے میں بیٹھے تھے۔یہاں سے پورا جنگل نظر آتا تھا۔

"تم اب بہت خوش رہنے لگی ہو، یہ وہ لائلہ نہیں ہے جسے میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔" وہ لائلہ کے کھلے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بولا تھا۔

"ہاں کیونکہ اب میرے پاس خوش رہنے کے لیے بہت سی وجوہات ہیں۔"وہ اس شخص کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یک دم زوردار بارش شروع ہوئی تھی۔بارش اتنی تیز تھی کہ جیسے سارا آسمان آج ہی برسے گا۔لائلہ بارش کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔اسے بارش بہت پسند تھی۔

"چلو آؤ بارش میں نہایں۔" اس نے براق کا ہاتھ پکڑ کر اسے بارش کی طرف دھکیلا۔

"سردی کی بارش میں کون نہاتا ہے ، لائلہ؟"

"لائلہ سلطان نہاتی ہے۔اب آجاؤ نا بہت مزہ آئے گا۔" وہ ضد کررہی تھی۔براق اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔اسے بارش میں نہیں نہانا تھا۔

"میں کہہ رہی ہوں چلو۔"اب کے اس نے اپنا پورا زور لگا کر براق کو باہر کی طرف کھینچا۔نا چاہتے ہوئے بھی براق اس کے ساتھ چل دیا۔

وہ دونوں اس طوفانی بارش کے نیچے کھڑے تھے۔ارد گرد بڑے بڑے درخت اور ہریالی تھی۔براق ہاتھ باندھے لائلہ کو دیکھ رہا تھا جو کہ گول گول گھوم رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے بارش بہت بہت پسند ہے۔میں پوری رات بھی بارش میں نہا سکتی ہوں۔"وہ تھوڑا تھوڑا کانپتے ہوئے بولی تھی۔

"وہ تو نظر آہی رہا ہے۔"اس نے لائلہ کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔وہ دونوں بری طرح بھیگ چکے تھے۔لیکن لائلہ واپس جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"اور بتاؤ تم نے اتنے دن گولی اور چاقو کھانے کے علاوہ کیا کچھ کیا؟"

لائلہ اس سے باتیں کرنا چاہتی تھی۔

"بہت کچھ یار لائلہ سچ میں زندگی بلکل سیٹ ہوگئی ہے۔جیسا میں چاہتا تھا سب ویسا ہی ہورہا ہے۔بہت کچھ بتانا ہے تمہیں،آخر ایک ہی دوست بچی ہے میرے پاس۔"مراد کے بعد اب بس لائلہ ہی اس کی دوست تھی۔

"مجھے بھی تمہیں کچھ بتانا ہے لیکن سمجھ نہیں آرہی کیسے بتاؤ۔"وہ اپنے جذبات کبھی ظاہر نہیں کر پاتی تھی۔

"بتا دو میں سب سن لونگا۔" اس نے عام سے لہجے میں بولا۔

بارش اور زور سے برسی تھی۔ لیکن دونوں کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"نہیں آج پہلے تم بتاؤ آخر ایسا کیا ہوا ہے کہ لائف سیٹ ہو گئی؟"

اسے براق کو سننا زیادہ پسند تھا۔

"زندگی نے مجھے میری خوشیاں واپس کردی ہیں۔اس وقت میں خود کو دنیا کا سب سے خوش نصیب آدمی سمجھتا ہوں۔"وہ بول رہا تھا اور لائلہ بس اسے سن رہی تھی۔

"میں نے دو سال جس لڑکی سے محبت کی قسمت نے مجھے اس سے واپس ملوایا دیا۔وہ خوشی منہا تھی لائلہ جو مجھ سے کھو گئی تھی اور

تم نے مجھے واپس کی۔مجھے منہا سے محبت ہے۔" وہ خواب سی کی کفیت میں بولا تھا۔

آسمان پر بجلی کڑکی تھی۔۔۔۔

اس لمحے لائلہ سلطان کو لگا تھا کہ یہ بجلی اس پر آگری ہے۔ہاں یہ الفاظ بجلی بن کر ہی تو اس پر گرے تھے۔پل بھر میں اس کی خوشیاں، اس کے خواب سب کچھ بکھر گیا تھا۔ کبھی نا جڑنے کے لیے سب ٹوٹ چکا تھا۔

وہ بت بنی وہی کھڑی رہی جیسے اس کے جسم سے جان نکل چکی تھی۔پلک جھپکنا تو وہ بھول ہی گئی تھی۔

"کیسا لگتا ہے جب آپ کسی کو اتنا چاہے اور وہ آپ کو یوں آملے؟ میں نے بڑی ہمت کرکے ان سے اپنے دل کی بات کردی ہے

۔جواب میں جانتا ہوں انشا اللہ ہاں میں ہی ہوگا۔"وہ بہت خوشی سے بتا رہا تھا۔

یہ سب سن کر لائلہ سلطان کا دل کانچ کی طرح ٹوٹ کر بکھرا تھا۔اپنے دل کے ان بکھرے حصوں کو وہ خود بھی نہیں سمیٹ سکتی تھی۔وہ رونا چاہتی تھی ، اپنا دردبیان کرنا چاہتی تھی، اپنی ہار پر غم منانا چاہتی تھی۔لیکن وہ لائلہ سلطان تھی اور اس وقت وہ اپنی ہمت کو آزما رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہوگیا؟" لائلہ کو یوں خاموش دیکھ کر براق اس کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ کچھ بول ہی نہیں پائی۔وہ کیا کہے اس شخص سے؟کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے؟نہیں وہ کیسے کہے گی۔

NOVEL HUT

زندگی نے ایک بار پھر لائلہ سلطان سے اس کا بہت کچھ چھین لیا تھا۔

"خیر تم نے بھی تو کچھ بتانا تھا؟"اس نے دوسرا سوال کیا۔

لائلہ سلطان خیالی دنیا میں گم ہوئی۔

"براق میں تم سے محبت کرتی ہوں۔" اس نے دل کر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتا۔" اس نے صاف انکار کیا۔

"میں تو کرتی ہوں نا۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"فرق نہیں پڑتا۔" براق نے سنگ دلی سے جواب دیا۔

"واقعی فرق نہیں پڑتا۔" لائلہ نے ٹوٹے دل کے ساتھ خود پر طنز کیا تھا۔

"ہیلو کدھر گم ہو؟" براق نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تو لائلہ اپنے خیال سے بے دار ہوئی۔وہ بس ایک خواب تھا۔

"بارش بہت تیز ہو رہی ہے۔ تمہیں بخار نا ہو جائے۔اب اندر آجاؤ ،میں بھی واپس جا رہا ہوں۔"براق نے وہاں سے واپس جاتے ہوئے لائلہ سے کہا تھا۔

لائلہ نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا ،وہ اس کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے چلا گیا تھا۔

اس وقت وہ سننے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی تھی۔لائلہ سلطان وہاں بارش میں کتنی ہی دیر کھڑی رہی۔خود کو کتنی ہی تسلی دینے کی کوشش کی مگر دل آج کچھ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

پھر وہ کسی ہارے ہوئے شخص کی طرح فرش پر گری۔آج لائلہ سلطان محبت میں ہار گئی تھی۔

یک دم وہ پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہوئی تھی۔آخر ہر دفعہ اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا تھا؟ ایسا لگتا تھا کہ شاید قسمت لائلہ سلطان سے ناراض تھی۔وہ ایک پل میں براق کو کھو چکی تھی۔اس نے کیا سوچا تھا اور کیا ہوا تھا۔

براق کو پہلی بار دیکھنا، اس کے ساتھ گوادم میں گزارا وقت، وہ اس کی آنکھوں میں خود کے لیے عزت اور احترام دیکھنا، مشکل وقت میں اس کا ساتھ کھڑا ہونا سب کچھ ایک فلم کی طرح لائلہ کے سامنے چل رہا تھا۔

آج عرصے بعد وہ روئی تھی اور آج آنسوں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔اسے واقعی پرفیکٹ چیزیں راس نہیں آتی تھیں۔لائلہ سلطان پیار کے معاملہ میں بہت بد قسمت تھی۔

——☆☆☆☆☆——

"پتہ نہیں یہ امشال کو میں کہاں سے یاد آگئی۔"

منہا اور براق صبح کے وقت ایک ساتھ واک کر رہے تھے۔

"دوست ہے آپ کی آپ نے ہی بتایا ہے ابھی۔" اس نے فوراً اپنی صفائی بھی دی تھی۔ورنہ منہا کا اگلا سوال ہوتا کہ تمہیں کیسے پتہ کہ وہ میری دوست ہے؟

"انگلینڈ میں ساتھ پڑھا تھا ہم نے۔لیکن اتنے عرصے سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں تھا۔" اسے ہر بات میں شک کرنے کی عادت تھی۔

"جب انہوں نے آدھے سے زیادہ شہر کو بلایا ہے تو آپ کو بھی بلانا ہی تھا۔"براق اسے دیکھ کر بولا۔

"اوپر سے کہہ رہی تھی کہ تم میرے ساتھ پارلر چلنا آخر میری دوست ہو۔میں نہیں جارہی کسی پارلر والر۔میں نور کی شادی میں بھی خود ہی تیار ہوگئی تھی۔"اسے پارلر سے چڑ تھی۔

"ہاں اور آخر وقت تک آپ سے لیپسٹک ہی ڈیسائڈ نہیں ہو رہی تھی۔"اس نے منہا کو بات ماری تھی۔

"ہاں تو تم ہونا اس بار بھی تم پر ہی لگا کر دیکھ لونگی۔"منہا نے براق کو چڑایا تھا۔

"جی نہیں اس بار آپ پارلر جا رہی ہیں۔ویسے بھی اس نے آپ کی اپائٹمنٹ لے لی ہے اپنے ساتھ پارلر میں۔" اس نے صاف منع کیا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ کہ اس نے اپائٹمنٹ لے لی ہے؟"اف اتنا شک !

"ظاہری سی بات ہے جب وہ آپ کو اپنے ساتھ پارلر جانے کا کہہ رہی ہے تو اپائٹنیٹ بھی لے لی ہوگی۔"اس نے وضاحت دی تھی۔

"خیر تم میرے ساتھ چلنا۔ امی اور نور تو جا نہیں رہی۔ اکیلے میں کیا کروں گی؟" اور براق اسی چیز کا انتظار کر رہا تھا۔

"مطلب آپ مجھے مس کریں گی، اسی لیے ساتھ چلنے کا کہہ رہی ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا تھا۔

"ایک تو تم اتنے شوخے ہو جاتے ہو نا کہ حد ہے۔" اس نے تپتے ہوئے جواب دیا۔

—☆☆☆☆☆—

شیلا اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے رات کا پجامہ اور شرٹ پہن رکھی تھی۔ تبھی اچانک اس کی نظر لائلہ پر پڑی، وہ رات کی طرح اسی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔

شیلا کو حیرت ہوئی تھی۔پھر وہ جلدی سے نیچے بھاگی۔لائلہ کو کیا ہوا ؟ وہ ایسے سر جھکائے کھلے آسمان کے نیچے کیوں بیٹھی تھی۔یہ سوچ اسے پریشان کر رہی تھی۔

شیلا نے گودام کے پچھلے حصے کا دروازہ کھولا اور لائلہ کی طرف پاگلوں کی طرح بڑھی۔

"لائلہ میری جان ادھر کیوں بیٹھی ہو؟" وہ لائلہ کے پاس بیٹھی۔

لائلہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔اس کی آنکھیں لال تھیں۔ان میں درد، تکلیف ، غم اور کیا کچھ نہیں تھا۔شیلا نے اس کے ماتھے کو ہاتھ لگایا۔لائلہ کا جسم آگ کی طرح جل رہا تھا۔

"میری جان تمہیں اتنا تیز بخار ہو رہا ہے۔کیا ہوا ہے؟ کیا تم پوری رات بارش میں بیٹھی رہی؟" شیلا کو بہت زیادہ فکر ہو رہی تھی۔

لائلہ نے ہاں میں سر ہلایا۔اس کی آنکھیں پھر نم ہوئی تھی۔وہ کبھی نہیں روتی تھی مگر محبت تو بڑے بڑے ہمت والوں کو بھی رلا دیتی ہے۔اس نے شیلا کو گلے لگایا۔

"میری جان کچھ تو بولو تم کیوں ڈرا رہی ہو۔براق نے کچھ کہا ہے؟" براق کا نام سن کر وہ آوازوں کے ساتھ رونے لگی۔

"شیلا میں ہار گئی میں ہار گئی۔۔۔۔" وہ سب کچھ جیت کر بھی محبت میں ہار گئی تھی۔

"آخر میں کیوں بھول گئی تھی کہ میری قسمت میں خوشیاں ہے ہی نہیں۔یہ درد یہ تکلیف۔۔۔۔۔۔میرے بخت میں لکھ دیا گیا ہے۔"وہ پھوٹ پڑی تھی۔شیلا نے اس کے سر میں ہاتھ پھیرا تھا۔

"کیوں آخر کیوں؟کیا میرا کوئی حق نہیں پیار پر؟کیوں قسمت ہر بار مجھ سے سب چھین لیتی ہے؟میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔"وہ چیخی

تھی۔ الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ شیلا خاموشی سے سب سنتی رہی۔

"اگر اسے کسی اور سے محبت تھی تو وہ میرے قریب کیوں آیا؟ کیوں میرا ہر مشکل وقت میں ساتھ دیا؟ کیوں میری پرواہ کی؟ کیوں میرے دل میں خود کے لیے جگہ بنائی؟" ایسے بہت سے سوال تھے جو وہ براق سے کرنا چاہتی تھی۔ مگر وہ اس شخص سے کیا شکوہ کرتی سب یک طرفہ تھا۔

"بس میری جان رونا بند کرو تمہیں پتہ ہے تم روتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگتی۔ دیکھنا تمہیں براق سے بھی اچھا لڑکا ملے گا جو تم سے محبت کرتا ہوگا۔ جسے تم سے صرف ہمدردی نہیں تم سے عقیدت ہوگی۔ جو ساری زندگی بھی تمہارا انتظار کرلے گا۔ میری بات ہمیشہ یاد رکھنا، تم بہت اچھی ہو لائلہ بہت اچھی اور اللہ

تمہارے لیے کسی بہترین انسان کو چنے گا۔" اس نے لائلہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔لائلہ اب ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

"براق کوئی دنیا کا آخری مرد نہیں تھا۔"اس سے لائلہ کی یہ حالت نہیں دیکھی جارہی تھی۔

"وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے لائلہ سلطان کو عزت دی۔وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے لائلہ سلطان کا تب ساتھ دیا جب وہ بے سہارا ہو چکی تھی۔وہ۔۔۔۔۔وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے مجھ سے ہمدردی کی ،جسے میری پرواہ تھی۔شیلا میں بہت تکلیف میں ہوں مجھے۔۔۔۔۔مجھے براق سے محبت ہے۔میں۔۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔۔۔"اس کی آنکھیں بند ہورہی تھی ،وہ اپنے ہوش کھورہی تھی۔

"لائلہ؟۔۔۔۔لائلہ اٹھو۔۔۔۔"شیلا اس کا منہ تھپ تھپا رہی تھی۔

دروازے پر کھڑا مہتشم سب سن چکا تھا۔وہ اب باہر کی طرف بھاگا تھا۔

لائلہ کی آنکھیں بند ہو چکی تھی۔

"اسے جلدی سے اندر لے کر چلو۔" مہتشم چیخا تھا۔

شیلا نے لائلہ کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں اٹھا پائی۔

مہتشم نے شیلا کی مدد کی اور وہ دونوں اس کو اندر لے کر گئے۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

براق اور منہا شاپنگ مال میں گھوم رہے تھے۔منہا کو شادی کے لیے سوٹ لینا تھا۔اس وقت وہ ایک برینڈ پر کھڑے مختلف کپڑے دیکھ رہے تھے۔

"وائٹ ویڈنگ ہے اور بلیک این وائٹ تھیم ہے۔ امشال کہہ رہی تھی کہ سب لڑکیاں وائٹ پہن رہی ہیں اور لڑکے بلیک۔" منہا براق کو سب بتا رہی تھی جیسے اسے کچھ نہیں پتہ تھا۔

"یہ والی پروم بہت اچھی لگے گی آپ پر۔" وہ کپڑوں کے ڈھیر میں سے ایک سفید رنگ کی پیروں تک آتی پروم فراک نکال کر لایا تھا۔ وہ سادہ تھی مگر بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"ہاں ویسے یہ بہت اچھی لگ رہی ہے اور سادہ سی بھی ہے۔" منہا کو بہت پسند آئی تھی۔

"پہن کر چیک کر لیں پھر میچنگ جیولری بھی لینی ہے اور جوتے بھی۔" منہا سے زیادہ براق کو اس کی چیزوں کی فکر تھی۔

منہا نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے ٹرائل روم کا رخ کیا۔

براق باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد منہا وہ پھولی ہوئی پروم پہن کر باہر آئی۔وہ بلکل بھی تیار نہیں تھی۔مگر سادگی میں بھی براق پر قیامت ڈھا رہی تھی۔
براق ہمیشہ کی طرح اسے دیکھ کر کچھ لمحے حرکت کرنا بھول گیا تھا۔
("یہ لڑکی کتنی پیاری۔") اس نے دل میں سوچا تھا۔
منہا شیشے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔اسے خود بھی وہ اچھی لگ رہی تھی۔
"کیسی لگ رہی ہوں؟"منہا نے براق سے اس کی رائے مانگی۔
"مجھ سے پوچھیں گی تو میں تو یہی کہوں گا کہ جسٹ پرفیکٹ۔" براق نے منہا کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔منہا شان سے مسکرائی تھی۔

لائلہ اپنے بستر پر لیٹی تھی۔ شیلا اس کے سر پر ٹھنڈی پٹیاں کر رہی تھی۔ بخار بہت تیز تھا، آنکھیں ابھی تک لال تھیں۔ لیکن اب وہ خاموش تھی۔ مہتشم اندر داخل ہوا۔

"شیلا دو منٹ کے لیے تم باہر جاؤ۔" مہتشم نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

شیلا باہر کی طرف نکلتی دیکھائی دی۔ مہتشم آگے بڑھا اور لائلہ کے پاس والی کرسی پر بیٹھا۔

"جانتی ہوں میں سولہ سال کا تھا، تب مجھے پہلی اور آخری محبت ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ آج چوبیس سال کے بعد بھی مجھے نہیں بھولتا۔ محبت چیز ہی ایسی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ بس بڑھتی ہے اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔" وہ لائلہ کو اپنی کہانی سننا چاہتا تھا۔ لائلہ خاموشی سے سب سن رہی تھی۔

"ان چوبیس سالوں میں میں ایک بار بھی اسے نہیں بھولا۔وہ بھی مجھے سے محبت کرتی تھی یا شاید اب بھی کرتی ہو۔" وہ خواب کی کفیت میں بولا تھا۔

"پھر آپ دونوں کو جدا کس نے کیا؟" لائلہ نے پہلا سوال کیا تھا۔وہ پل بھر کے لیے اپنی تکلیف بھول گئی تھی۔

"وقت نے۔۔۔۔"

"وقت بہت ظالم ہوتا ہے لائلہ یہ کسی کے لیے نہیں رکتا۔بس خود غرض بن کر آگے چلتا جاتا ہے۔کوئی اس کے ساتھ چلے نا چلے اسے فرق نہیں پڑتا۔"وہ لائلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"وہ امیر باپ کی بیٹی تھی۔اس کے باپ نے شرط رکھی تھی کہ جب میں سائرہ کے نام ایک گھر کردوں گا،تب وہ ہماری شادی کرے گا۔میں سولہ سال کا لڑکا دن رات محنت مزدوری کرکے بھی چند سو

روپے ہی کما پاتا تھا۔وقت گزر رہا تھا۔وقت کونسا میرے لیے نہیں رک سکتا تھا۔"وہ سانس لینے کے لیے رکا۔

"اور ایک دن مجھے پتہ چلا کہ اس کا رشتہ کسی اور سے پکا ہوگیا ہے۔مجھے لگا تھا کہ جیسے کسی نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ہے۔"وہ لائلہ کی کفیت سمجھ سکتا تھا۔

"تب میں نے ایک سبق سیکھا تھا کہ ہم وقت کو قید نہیں کر سکتے نا ہی ہم اسے روک سکتے ہیں۔ہمیں بس اس کی طرح خود غرض ہونا پڑتا ہے۔جانتی ہو تم میری فیورٹ کیوں ہو؟" اس نے بڑے آرام سے بات کی تھی۔ لائلہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں کہ تم وہ ہو جو اپنے لیے پوری دنیا سے اکیلے لڑی تھی۔تم وہ ہو جس نے سب کھو کر بھی خود کو پا لیا تھا۔تم ہرٹ لیس تھی لائلہ تم وقت کی طرح ظالم اور چلتے رہنے والوں میں سے تھی۔آخر وہ

کونسا لمحہ تھا جب تمہیں کسی کی ضرورت پڑ گئی؟ تم محبت جیسی بے وقوفی کیوں کر بیٹھی۔ تم لائلہ سلطان ہو تمہیں نفرتوں میں جینے کی عادت ہے۔"وہ لائلہ کو اس حالت میں دیکھ کر بہت حیران ہوا تھا۔

"خود کو بکھرنے مت دو لائلہ آخر میں خود کو سمیٹنا بہت مشکل ہو جائے گا۔"

"میں کیا کروں میں کمزور پڑ گئی ہوں۔ کیا میں خوشیاں ڈیزرو نہیں کرتی؟" وہ بری طرح ٹوٹ چکی تھی۔

"اگر ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس میں یہ شرط تو نہیں ہوتی کہ وہ شخص بھی ہم سے محبت کرے۔یہ محبت ہے کوئی سودا بازی نہیں۔"اس نے لائلہ کو سمجھایا تھا۔

"ہاں جانتی ہوں میں۔ خیر کیا فرق پڑتا ہے؟ ایک بار پھر میں خود کو خود ہی سمبھال لونگی بس کچھ دنوں کی بات ہے۔" اسے اب اس سب کی عادت تھی۔ کونسا پہلی بار اس کی خوشیاں چھینی گئی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

منہا اپنے کمرے میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔ سونیا بیگم چائے کا کپ لیے اندر داخل ہوئی۔ وہ منہا کے سامنے جا کر بیٹھی تو منہا نے کتاب بند کر دی۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔" وہ بڑے پیار سے بولی تھیں۔

"ہاں بولیں امی کیا بات ہے؟" وہ عام سے لہجے میں بولی۔

"دیکھو بیٹا مجھے غلط مت سمجھنا۔ میں بس تمہیں ہنستا بستا دیکھنا چاہتی ہوں۔ نور اپنے گھر کی ہو چکی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ تم

بھی اپنے گھر کی ہو جاؤ۔ کہی تمہاری خوشیاں دیکھنے سے پہلے میں اس دنیا سے نا چلی جاؤ۔" وہ کافی جذباتی باتیں کر رہی تھیں۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔" اس نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کو گلے لگایا تھا۔

"بیٹا یہ مت سمجھنا کہ میں لوگوں کی وجہ سے تمہیں شادی کا کہہ رہی ہوں مگر بس میں مرنے سے پہلے اپنی دونوں بیٹیوں کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔" آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ منہا ایک پل کے لیے خاموش ہوئی تھی۔

"براق بہت اچھا ہے، وہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے گا۔" سونیا بیگم نے منہا کو دیکھ کر بولا تھا اور منہا حیران ہوئی تھی۔

"بیٹا میں ماں ہوں میں جانتی ہوں کہ کون تمہارے لیے بہتر ہے۔ سب سے بڑھ کر وہ تمہاری عزت کرتا ہے۔ براق جیسا لڑکا

نصیب والوں کو ملتا ہے۔تم اسے انکار مت کرنا ،وہ تمہارا بخت ہے۔"سونیا بیگم نے بڑے پیار سے اسے سمجھایا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق اپنے کمرے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا۔اسے ایک کال آئی تھی جو وہ فوراً اٹھا چکا تھا۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا۔جس کو سن کر اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"ایسے کیسے کوئی میرے گھر کو گرانے کا حکم دے سکتا ہے؟"وہ چلایا تھا۔

"براق تم نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد ایک دفعہ بھی اس گھر کا چکر نہیں لگایا۔وہ کئی عرصے سے بند ہے۔لوگوں کا کہنا ہے کہ اس

میں آسیب کا سایا ہے۔اسی لیے سب چاہتے ہیں کہ وہ گھر گرا دیا جائے۔"دوسری طرف سے اس کی ماں کی دوست بولی تھی۔

"میں ایک ایک کو جان سے مار دونگا اگر کسی نے اس گھر کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا۔میں۔۔۔میں بہت جلد چکر لگاؤ گا وہاں تب تک آپ سب محلے والوں کو روکنے کی کوشش کریں ورنہ میرے ہاتھوں کوئی نہیں بچے گا۔"وہ غصے میں غرایا تھا۔

"براق کیا تم واقعی آؤ گے؟"وہ خوش ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں مگر وہ گھر میرے لیے بہت عزیز ہے۔میری ماں کی یادیں ہیں وہاں اور میں کسی کو اجازت نہیں دونگا کہ وہ مجھ سے میری ماں کی یادیں چھینے۔"وہ تھوڑا جذباتی ہوگیا تھا۔

"تمہاری ایک امانت میرے پاس ہے میرے مرنے سے پہلے وہ مجھ سے لے جانا۔ورنا صوفیا کی روح مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔"ان کی آواز میں درد تھا۔

براق نے فون بند کردیا تھا۔آنکھیں نم ہوئی تھی۔اس کی ماں وہ پہلی عورت تھی جو اسے بہت عزیز تھی اور اس نے اپنی ماں کو کھو دیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ اپنے کمرے میں چپ بیٹھی تھی۔وہ صبح سے اسی طرح بیٹھی تھی۔ناجانے کیوں بس وہ خاموش تھی۔شیلا اس کے لیے سوپ لیکر اندر آئی۔

"یہ پی لو۔" اس نے بڑے آرام سے بولا تھا۔

"پتہ ہے شیلا میں ہمیشہ خوشیوں کے پیچھے بھاگتی ہوں۔ اگر مجھے کہی سے زرا سی بھی خوشی ملتی ہے تو میں اس کے پیچھے پاگل ہوجاتی ہوں۔ لیکن پتہ نہیں مجھے خوشیاں ہمیشہ کے لیے کیوں نہیں ملتیں۔ وہ مجھ سے چھین لی جاتی ہیں۔" وہ پھر سے درد بھری آواز میں بولی تھی لیکن اب کے وہ روئی نہیں تھی۔ جتنا اس نے رونا تھا وہ رو چکی تھی۔

"میری جان تم سب بھول جاؤ اور اپنا خیال رکھو۔ پرسوں کو اتنا اہم دن ہے تمہیں خود کے جذبات پر قابو پانا ہوگا۔" وہ اس کے لیے بے حد فکر مند تھی۔

"لائلہ سلطان بہت ہمت والی ہے دیکھو ابھی تمہیں ہنس کر دیکھاتی ہوں۔" یہ بات کہہ کر وہ مسکرائی تھی۔ لیکن اس کی ہنسی جھوٹی اور کھوکلی تھی۔ شیلا کو افسوس ہوا تھا۔

"مت کرو لائلہ مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جارہی۔تم تو ہماری لائلہ سلطان ہو جو ہر طوفان سے لڑ سکتی ہے۔ لائلہ خود کو پہچانو۔" وہ اسے تسلی کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتی تھی۔

"لائلہ سلطان مضبوط ہے۔لائلہ سلطان رو نہیں سکتی۔لائلہ سلطان ہر چیز سے لڑ جاتی ہے۔لائلہ سلطان ہمت والی ہے۔میں۔۔۔۔۔میں تنگ آگئی ہو اب شیلا ان باتوں سے۔"وہ برسی تھی۔

"نہیں ہو میں مضبوط میں۔۔۔۔میں ایک انسان ہوں جس کے سینے میں بھی دل ہے اور درد مجھے بھی ہوتا ہے۔ لیکن میں سب سہہ جاتی ہوں ۔جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اس دنیا میں میرے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔میں ہرٹ لیس نہیں تھی شیلا مجھے وقت نے ایسا بنایا۔" آنکھوں میں خالی پن تھا۔

"میں ہوں نا تمہارے ساتھ ۔تم میری جان ہو ، میری بہن ہو۔"اس نے لائلہ کا ہاتھ نرمی سے پکڑا تھا۔

"وعدہ کرو تم میرے ساتھ ہمیشہ رہوگی۔ شیلا میں ایک بار پھر ہرٹ لیس نہیں ہونا چاہتی۔ میں وہ والی لائلہ دوبارہ نہیں بننا چاہتی وہ جو سب جلا دینے پر یقین رکھتی ہے۔جسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا ۔" اسے ڈر تھا کہ وہ سب کھو دینے کے بعد پھر سے ظالم نا بن جائے۔وہ جینا چاہتی تھی۔خوشیاں منانا چاہتی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی لائلہ،میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑو گی۔میں احمر سے بات کرتی ہوں ہم یہ ملک نہیں چھوڑیں گے اور اگر چھوڑا بھی تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر جاؤ گی۔"شیلا نے لائلہ کو گلے لگاتے ہوئے تسلی دی تھی۔

لائلہ نے اسے زور سے گلے لگایا تھا۔آپ کے پاس ایک شیلا جیسی دوست بھی ہونی چاہیے جو آپ کا ہر مشکل میں ساتھ دے۔

——☆☆☆☆☆——

اتوار کا دن

دو دن گزر چکے تھے۔لائلہ سلطان نے اب رونا بند کردیا تھا اس نے براق کا غم اپنے دل میں دفن کردیا تھا۔

آج بہت بڑا دن تھا اور آج اسے دماغی طور پر بہت ہشیار رہنا تھا۔

لائلہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اس نے وہی سیاہ رنگ کی پروم فراک پہن رکھی تھی۔ہمیشہ کی طرح بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔میک اپ کے نام کر بس مسکارا لگایا ہوا تھا۔

"تھوڑی لپسٹک ہی لگا لیتی۔"ساتھ والے کمرے سے شیلا نکلی تھی۔اس نے سفید رنگ کی پروم پہن رکھی تھی۔میک اپ کچھ

زیادہ ہی کیا ہوا تھا۔ گھنگھریالے بال جوڑے میں باندھے ہوئے تھے۔

"میرے ہونٹوں کو لپسٹک کی ضرورت نہیں وہ ویسے ہی پنک ہیں۔" لائلہ نے شان سے سچ بولا تھا۔

باہر مہتشم اور احمر سیاہ پینٹ کوٹ پہنے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ حیمی جیمی پہلے ہی جا چکے تھے۔

گودام کے باہر دو بڑی بڑی گاڑیاں کھڑی تھی۔ وہ لوگ کسی امیر اور رئیس لوگوں سے کم نہیں لگ رہے تھے۔ ایک گاڑی میں احمر اور شیلا بیٹھے اور دوسری میں مہتشم اور لائلہ۔

"آج بہت پیاری لگ رہی ہو۔" احمر نے بیٹھتے ساتھ تعریف کی تھی۔

"میں ہوں ہی پیاری۔" وہ مسکرا کر بولی تھی۔

"دل کر رہا ہے آج ہی تم سے شادی کرلوں۔"وہ بڑے پیار سے بولا تھا۔

"ہاں میرا بھی محل میں شادی کرنے کا خواب پورا ہوجائے گا۔"وہ ہنسی تھی۔آج وہ لوگ شیلا کے خوابوں کے محل میں جارہے تھے۔

دوسری طرف لائلہ کو خاموش دیکھ کر مہتشم نے اس کی طرف دیکھا۔

"خود کے جذبات پر قابو رکھنا۔تم ہمارے اس شطرنج کے کھیل کی رانی ہو لائلہ ۔تم وہ کر سکتی ہو جو کوئی نہیں کر سکتا۔"وہ اس کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔

NOVEL HUT

لائلہ نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے بس ہاں میں سر ہلا دیا۔

"میں جانتا ہوں تم اس وقت زہنی طور پر بلکل بھی کسی چیز کے لیے تیار نہیں ہو مگر۔۔۔۔"بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔

"مگر میں لائلہ سلطان ہوں اور میں ہرٹ لیس ہوں۔"وہ خود پر طنز کرتے ہوئے بولی تھی۔ مہتشم خاموش ہوگیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق نے سیاہ رنگ کا پینٹ کوٹ اور اندر سیاہ ہی رنگ کی ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔ہاتھ میں ہمیشہ کی طرح گھڑی باندھی ہوئی تھی۔بال آج ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔اس کی سیاہ آنکھیں کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔

وہ بار بار پارلر کے باہر کھڑا گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔

پارلر کا دروازہ کھلا۔وہ اسی سفید اور کھلے گھیروں والے پروم میں ملبوس تھی۔بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنا رکھا تھا۔ماتھے پر آگے کی طرف بالوں کی کچھ لٹے چھوڑ رکھی تھیں۔میک اپ آج تھوڑا سا زیادہ تھا

مگر اچھا لگ رہا تھا۔ وہ پیروں تک آتی پروم کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اوپر کر رہی تھی تاکہ چلنے میں آسانی ہو۔

براق نے اسے دیکھا اور بس دیکھتا ہی رہا۔ اس لڑکی میں ہر وہ بات تھی جو براق کو اس کی طرف کھینچنے کے لیے کافی تھی۔ براق کی سیاہ آنکھوں نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا اور وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔

وہ براق کے پاس چلتی ہوئی آرہی تھی۔

"چلیں اب؟" منہا نے سوال کیا تھا۔

"نہیں۔" براق نے پلک جھپکے بنا جواب دیا۔

"کیوں؟" اس نے الجھن میں سوال کیا تھا۔

"پہلے مجھے اچھے سے آپ کو دیکھنے تو دیں۔" اس کی آنکھوں میں منہا چمک رہی تھی۔

"ایک تو تم نا ہر وقت ہی۔۔۔"وہ تھوڑا مسکرائی تھی۔

"میں کیا ہر وقت؟"وہ چڑاتے ہوئے بولا۔

"میں نہیں بتا رہی۔"وہ بھی ضدی تھی۔

"اب ہر وقت میں اتنی اچھی اچھی باتیں کروں گا تو آپ مجھ پر فلیٹ ہو ہی جائیں گی ،جانتا ہوں۔" وہ معصوم سے لہجے میں بڑے شان سے بولا تھا۔

"میں منہا ہوں ،میں تمہارے سامنے پگھل ہی نا جاؤ۔" وہ اتراتے ہوئے بولی تھی۔

"میں بھی براق ہوں ،مجھے پتھر تک پگھلانے آتے ہیں۔" وہ بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔

منہا بس مسکرا دی تھی۔یہ شخص جو بھی تھا، اسے پسند تھا۔منہا نے آج تک کبھی کسی شہزادے کا خواب نہیں دیکھا تھا۔مگر

ناجانے کیوں آج وہ اسے ایک شہزادہ لگ رہا تھا، کوئی فیری ٹیل کا شہزادہ جسے دیکھ کر وہ دل ہار بیٹھی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

آگے اور پیچھے دو کالی ویگو تھی اور ان کے بیچ امشال کی گاڑی اور اس کے پیچھے براق کی گاڑی تھی۔براق اور منہا امشال کے ساتھ ہی شادی پر جارہے تھے۔چاروں گاڑیاں ایک ساتھ بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھیں۔

یہ واقعی ایک محل تھا جسے فیری لائٹس سے سجایا گیا تھا۔باہر سے وہ ایک رائل اور قدیم محل کی طرح تھا۔بڑا سا گارڈن اور سائڈ پر گاڑیوں کا رش تھا۔

منہا گاڑی سے اتری۔

"تم نہیں آؤ گے؟" اس نے براق کو اندر بیٹھا دیکھ کر سوال کیا۔

"آپ جائیں دلہن کی انٹری پر آپ کا ہونا ضروری ہے۔میں یہ گاڑی پارک کرلوں۔" اتنا سن کر منہا امشال کی گاڑی کی طرف بڑھی۔ لوگوں کا ایک رش گارڈن میں لگ چکا تھا۔سب امشال سے زیادہ اس کے ہیروں کے ہار کو دیکھنے لے لیے بے تاب تھے۔یہ ان کا خاندانی ہار تھا جو کہ بس شادی بیاہ کے موقعے پر دلہن پہنتی تھی۔پہلے یہ ہار امشال کی ماں نے پہنا تھا اور آج صدیوں بعد امشال پہنے ہوئے تھی۔

امشال نے خود لال رنگ کا ٹیل والا لہنگا پہن رکھا تھا۔لہنگے کی ٹیل پورے چھ فٹ لمبی تھی جو کہ پوری کام سے بھری ہوئی تھی۔وہ بہت پیاری تو نہیں مگر اچھی لگ رہی تھی۔اس نے گلے میں ہیروں کا ہار پہنا ہوا تھا۔اس ہار میں آٹھارہ ہیرے تھے۔ ایک ایک ہیرا

کروڑوں کا تھا۔یہی وہ ہار تھا جس کے لیے مہتشم لوگ ادھر آئے تھے۔

براق نے گاڑی ایک کونے میں لگائی۔ادھر کے کیمرے احمر پہلے ہی ہیک کر چکا تھا۔ویسے بھی یہاں کوئی موجود نہیں تھا۔تبھی اس نے کان میں چھوٹا سا بٹن جتنا بلوٹوتھ لگایا۔ مہتشم،احمر،لائلہ،شیلا، حیمی اور جیمی سب نے کانوں میں بلوٹوتھ لگا رکھا تھا۔

"فوراً لوکیشن پر آؤ۔" اس نے سگنل دیا تھا۔اور تھوڑی دیر بعد سب ایک ایک کرکے اس کے پاس آنے لگے۔اس نے اپنی ڈگی کھول کر سب کو گن پکڑائی۔براق اور باقی لڑکوں نے گن اپنی کمر کے ساتھ لگا کر کوٹ اوپر کرلیا تھا۔شیلا اور لائلہ نے گن اپنی ٹانگ پر ٹیپ کے ساتھ چپکا لی تھی۔

براق نے ڈگی بند کی۔

کچھ دن پہلے،

"ہم گنز اندر کیسے لے کر جائیں گے۔ گیٹ پر کافی چیکنگ کی جائے گی۔" لائلہ نے سوال کیا تھا۔

"میری اطلاع کے مطابق امشال نے پارلر میں اپنے ساتھ اپنی ایک دوست کی بھی بکنگ کروائی ہے اور وہ دوست ضرور منہا ہوگی۔ اب منہا امشال کے ساتھ ہی اندر داخل ہوگی۔ سکیورٹی کبھی بھی ان کی چیکنگ نہیں کرے گی۔ اس طرح ہم ان کی آنکھوں کے سامنے سے سب اسلحہ اندر لے کر جائیں گے اور انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔" وہ واقعی بہت شاطر دماغ رکھتا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

سب لوگ اب اندر ہال میں جا چکے تھے۔ یہ ہال کافی بڑا اور لمبا تھا۔ جسے وائٹ تھیم کے مطابق سجایا گیا تھا۔ ہر کونے میں بڑے

بڑے کینڈل سٹینڈ لگائے گئے تھے۔دیواروں پر کریم وائٹ رنگ کا پینٹ کیا ہوا تھا۔گولڈن رنگ سے آرکیٹکٹ بنایا گیا تھا جو کہ بہت ہی رائل لگ رہا تھا۔اوپر چھت پر بڑے بڑے جھومر لگائے گئے تھے جن میں موم بتیاں جل رہی تھیں۔ہال کے بڑے سے دروازے کے سامنے کھلی اور بڑی سیڑھیاں تھیں جو کے دو طرف کو کھلتی تھیں۔سڑھیاں گولڈن رنگ کی تھیں۔جن پر امشال کھڑی اپنا فوٹو شوٹ کروا رہی تھی۔

منہا ہاتھ میں جوس کا گلاس پکڑے سائڈ پر کھڑی تھی۔براق پیچھے سے اس کے پاس آیا۔

"ویسے آپ نے بتایا نہیں میں کیسا لگ رہا ہوں؟" براق نے بڑے پیار سے پوچھا تھا۔

"تعریف سننے کا دل کر رہا ہے؟"منہا نے اس کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔

"ہاں کریں میری تعریف۔"وہ منہا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔نا جانے وہ جتنا بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ لے وہ تھکتا نہیں تھا۔

"بہت برے لگ رہے ہو۔"وہ چڑاتے ہوئے بولی تھی۔

"مگر آپ کی آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں۔"وہ اس کی آنکھیں پڑھ چکا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہیں میری آنکھیں؟"وہ اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"یہی کہ میں کوئی شہزادہ لگ رہا ہوں ،جس کے آپ خواب دیکھنے لگی ہیں۔"وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا تھا۔اور منہا نے اس سے نظر ہٹائی۔اسے کیسے پتہ چلا؟

"میں کسی شہزادے کے خواب نہیں دیکھتی۔"وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولی۔

"میرے تو دیکھتی ہیں نا۔" وہ معصوم سے لہجے میں اترا کر بولا۔

بلکل سامنے والی دیوار کے ساتھ لائلہ کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔وہ ان دونوں کو ایسے دیکھ کر اندر سے ختم ہورہی تھی۔اس کا دل بند ہورہا تھا۔لائلہ کی آنکھیں نم ہوئی تو وہ وہاں سے ہٹی۔

براق اس کا نہیں تھا۔وہ اس کا کبھی بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

ٹیرس کا دروازہ کھول کر وہ کھلے آسمان کے نیچے سانس لینے آئی۔وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔آج تو بلکل نہیں، سب اس پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔وہ خود کو یہ سمجھا رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

تھوڑی دیر بعد شیلا ادھر لائلہ کے پاس آئی۔

"یہاں کیوں آگئی تم؟" شیلا نے اسے یوں اکیلا دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"میں خود کا صبر اور نہیں آزمانا چاہتی۔"وہ بہت مشکل سے خود پر قابو پا رہی تھی۔

"تم کتنی اچھی ہونا ان کے لیے خود قربانی دے رہی ہو۔"شیلا کو اس پر ترس آیا تھا۔

"میں اچھی نہیں ہوں بس انہیں بچا رہی ہوں، اپنے شر سے۔" وہ جانتی تھی کہ اس کے اندر کتنا شر ہے۔

"تم ایک دفعہ براق کو اپنے دل کی بات بتا کر تو دیکھو۔"اس سے لائلہ کی اداس آنکھیں نہیں دیکھی جارہی تھیں۔

"کیا بات کروں میں؟ اپنا تماشہ نہیں بنوانا مجھے۔"وہ ٹوٹ جائے گی مگر کسی کے سامنے بکھرے گی نہیں، یہ تو طے تھا۔

"تم اپنی انا کیوں سائڈ پر نہیں کر دیتی؟ محبت میں انا نہیں ہوتی ،لائلہ۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ انا نہیں عزتِ نفس ہے۔میں کسی سے پیار کی بھیک مانگوں یہ میرے لیے موت ہے۔میں مرتی مر جاؤ گی مگر اس کے سامنے بھیک نہیں مانگو گی۔"وہ لائلہ سلطان تھی، وہ محبت پر عزت کو چنتی تھی۔

"یار تمہیں لائف میں پہلی بار کسی سے پیار ہوا ہے۔کیا اسے ایسے ہی جانے دو گی؟" شیلا کو فکر ہوئی تھی۔وہ بس لائلہ کی خوشی چاہتی تھی۔

"میں پچپن سے پیار کے لیے ترسی ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کسی کے آگے بھی پیار کی خیرات مانگنا شروع کر دوں۔یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ایسے میں اگر میں اسے اپنے جذبات بتاؤ گی تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ مجھے قبول کر لے

گا؟ نہیں کبھی نہیں۔"وہ جانتی تھی کہ براق کبھی بھی اس سے محبت نہیں کرسکے گا اور یہی بات اسے دکھ دے رہی تھی۔

"مگر منہا کا کیا؟ تمہیں لگتا ہے کہ وہ براق کا سچ جاننے کے بعد اسے اپنا لے گی؟ نہیں لائلہ وہ براق کو اس کے اصل کے ساتھ کبھی قبول نہیں کرے گی۔" اس نے کھڑکی سے منہا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"منہا کا مجھے نہیں پتہ مگر میں نے اس دن براق کی آنکھیں پڑھیں تھیں۔وہ مرتا مرجائے گا مگر منہا کے علاوہ کسی کو نہیں اپنائے گا۔"آنکھ سے ایک آنسو نیچے گرا تھا۔وہ اتنا غم اندر نہیں رکھ پارہی تھی۔

"ویسے بھی محبت میں زبردستی تھوڑی نا ہوتی ہے۔ہم کسی کے دل میں خود کے لیے محبت نہیں ڈال سکتے مگر خود کو سمجھا کر اس کی زندگی

سے نکل تو سکتے ہیں نا۔ شروع میں مشکل لگے گا لیکن پھر عادت ہوجائے گی۔"وہ شاید خود کو سمجھا رہی تھی۔لائلہ خاموشی سے سائڈ پر ہونا چاہتی تھی۔

شیلا نے بڑے پیار سے اس کا ہاتھ پکڑا۔وہ اپنی دوست کے ساتھ رہے گی، یہ طے تھا۔

"بات صرف اتنی ہے کہ اگر وہ میرا نہیں تو میں بھی اس کی نہیں۔"دل پر اس نے پتھر رکھ لیا تھا۔

"دل سے کہہ رہی ہو؟"شیلا نے اس کی اداس آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"اب دل کی نہیں سنتی میں۔" وہ خود کے جذبات پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

"اچھا بس چھوڑو آؤ ہم اپنا انجوائے کرتے ہیں۔ ویسے بھی وہ گھڑی قیرب آنے والی ہے جس کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔" وہ بات کو بدلنا چاہتی تھی۔

"چلو تصویریں لیتے ہیں۔ ہم دونوں اتنی پیاری لگ رہی ہیں۔" شیلا نے لائلہ کا موبائل پکڑتے ہوئے کہا۔

پھر وہ دونوں اچھا سا پوز بنا کر کھڑی ہوئی۔ شیلا نے کچھ تصویریں لی تھی۔ لائلہ کا دل نہیں کر رہا تھا مگر شیلا کے لیے وہ مان گئی تھی۔

"میں زرا فریش ہو کر آتی ہوں۔" لائلہ واپس مڑی تھی۔

ابھی وہ چند قدم ہی دور گئی تھی کہ واپس مڑ کر شیلا کو دیکھا۔ وہ اس کی اچھی اور اکلوتی دوست تھی۔

"تم بہت اچھی ہو شیلا۔" اسے نا جانے کیوں شیلا پر پیار آیا تھا۔

"وہ تو میں ہوں۔" شیلا مسکرائی تھی۔

"آئی لو یو مائے ون اینڈ اونلی فرینڈ۔" شیلا اسے بہت عزیز تھی۔
"آئی لو یو ٹو ،جلدی واپس آؤ پھر ہم نے سب کے ہوش بھی اڑانے ہیں۔"وہ بہت پرجوش تھی۔
"میرا انتظار کرنا میں بس ابھی آتی ہوں"وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔
"ہاں ہاں میں ادھر ہی ہوں۔ میں نے کدھر جانا ہے؟" وہ نارمل سے لہجے میں بولی تھی۔
لائلہ نے اسے مسکرا کر دیکھا اور واپس مڑی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

پورے ہال کی لائٹس بند کردی گئی تھیں۔چھت پر لگے جھومر اور سائڈ پر رکھے مختلف سٹنڈز پر جلتی موم بتیاں پورے ہال میں مدھم سی روشنی کررہی تھیں۔یہ سب ماحول ڈانس کرنے کے لیے بنایا گیا

تھا۔سائڈ پر پیانو بج رہا تھا اور سب لوگ کپل ڈانس کر رہے تھے۔ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سب آپس میں مگن تھے۔شیلا بھی احمر کے ساتھ ڈانس کرنے میں مصروف تھی۔وہ کافی خوش تھی۔اس کے لیے یہ خواب تھا۔

دوسری طرف براق نے منہا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"مجھے ڈانس نہیں آتا۔"منہا نے صاف انکار کیا۔

"مجھے تو آتا ہے اور ویسے بھی کپل ڈانس تو اتنا آسان ہوتا ہے۔بس ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر گول گول گھومتے رہو اور آگے پیچھے پیر ہلاتے رہو۔"اس نے بڑے ہی آسان الفاظ میں سمجھایا تھا۔

"تمہیں بڑی پریکٹس ہے۔سچ سچ بتاؤ کس کس کے ساتھ ڈانس کرتے رہے ہو؟"منہا کی وہی شک کرنے کی عادت۔براق نے اپنا سر پیٹا تھا۔

"آئیں میرے ساتھ۔ میری جو دس پندرہ بیویاں رہ چکی ہیں نا، ان کی کہانیاں سناتا ہو آپ کو۔"اس نے طنز کیا تھا۔ منہا نے اسے گھوری کروائی۔

"مذاق کر رہا ہوں یار، میں پیور سنگل ہوں۔"اس نے معصوم سے انداز میں دلیل دی۔

"اب یہ پیور سنگل کیا ہے؟"منہا ہنسی تھی۔ اس آدمی کی اپنی ہی ڈکشنری تھی۔

"پیور سنگل مطلب جس کا کبھی کوئی ریلیشن شپ نا ہوا ہو۔ اتنا پاکیزہ اور معصوم مرد آپ کو کہاں ملے گا؟"اس نے اپنی تعریف کی تھی۔ منہا اس کی بات سن کر ہنسی تھی۔

پھر منہا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دونوں سب لوگوں کی طرف لپکے۔

ہر طرف اندھیرا تھا۔ موم بتیوں میں بس پاس کھڑا آدمی ہی دیکھا جاسکتا تھا۔یہی وقت تھا ہار چرانے کا۔ مہتشم سب لوگوں سے سائڈ پر ہوتے ہوئے کونے میں آیا۔

"لائلہ یہی امشال سے ہار چرانے کا وقت ہے۔"اس کی یہ بات سب گینگ کے لوگ سن سکتے تھے کیونکہ سب بلوٹوتھ آپس میں کنیکٹ تھے۔

"لائلہ ادھر نہیں ہے۔"شیلا احمر کے ساتھ ڈانس کرتے ہوئے بولی۔

"لائلہ کدھر ہے؟وہ اس وقت کیسے غائب ہو سکتی ہے۔ابھی کچھ ہی دیر میں سب لائٹس آن ہوجائے گی پھر ہمیں موقع نہیں ملے گا۔"وہ دبے دبے غصے کے ساتھ بولا تھا۔

ہر دروازے کے پاس ایک ایک سکیورٹی کا بندہ کھڑا تھا۔ مہتشم جانتا تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے یہاں سے چوری کرکے بھاگنا مشکل

ہے۔اس لیے وہ لوگ ایسے چوری کرنا چاہتے تھے کہ کسی کو خبر بھی نا ہو۔لائلہ ان کاموں میں ماہر تھی۔وہ ایسے چوری کرتی تھی کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔

براق منہا کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ لوگ سب سے سنٹر میں تھے۔اس نے اب کے منہا کو گھومایا تھا ۔گھومتے ہوئے منہا کی پروم پوری پھیل گئی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ سلطان واش روم کے اندر شیشے کے سامنے کھڑی رو رہی تھی۔بلوٹوتھ وہ اتار چکی تھی۔میک اپ جو تھوڑا بہت کیا ہوا تھا ،لائلہ وہ بھی دھو چکی تھی۔اس کو براق کے ساتھ منہا کا وجود برداشت نہیں ہورہا تھا۔وہ خود کو کئی بار سمجھا چکی تھی لیکن وہ بے

بس تھی۔وہ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر نارمل کیسے رہ سکتی تھی؟

روتے روتے اسے یک دم خیال آیا کہ وہ بہت لیٹ ہو گئی ہے۔اس وقت ڈانس شروع ہو گیا ہوگا۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"شیلا لائلہ کدھر گئی ہے؟ جلدی کچھ کرو ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔" مہتشم کو بے چینی ہو رہی تھی۔ڈانس کرتے ہوئے براق بھی یہ سب سن رہا تھا لیکن وہ کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا، منہا اس کے ساتھ تھی۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ دو منٹ میں آجائے گی مگر اب تک نہیں آئی۔"شیلا نے مہتشم کو بتایا۔

"اب ہم کیا کریں گیں؟ لائلہ ہمارا پلین برباد کردے گی۔" اسے غصہ آرہا تھا۔

"لائلہ آجائے گی۔" شیلا نے تسلی دی۔

مہتشم نے دیکھا کے میر بلاج کھڑا کھانا لگوانے کا آڈر دے رہا تھا۔ مطلب یہ ڈانس ختم ہونے والا تھا۔

"شیلا تمہیں کچھ کرنا ہوگا۔ لائلہ کی جگہ تم کر سکتی ہو۔ بس ایک ہار کی ہی تو بات ہے۔" مہتشم کو اب کچھ اور سمجھ نہیں آرہا تھا۔

دوسری طرف لائلہ واش روم سے باہر نکل کر تیز تیز قدم بڑھانے لگی۔ کہی اس کی وجہ سے سب برباد نا ہوجائے۔ وہ یہی سوچ رہی تھی۔

"مگر میں نے کبھی اس طرح چوری نہیں کی ایسے لوگوں کی بھیڑ میں چیز چوری کرنا لائلہ کو آتا ہے۔"شیلا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیسے اتنے لوگوں کے سامنے ہار چوری کرے۔

"میری بات غور سے سنو یہاں کوئی تمہیں نہیں دیکھ رہا۔تم امشال کی طرف جاؤ، اس سے ٹکرانا اور جلدی سے ہار اس کے گلے سے نکال لینا اور پھر پچھلے ہال کی طرف بھاگنا۔وہاں سے بس آخری کھڑکی سے باہر چھلانگ لگانی ہے۔تمہیں پک کرنے کے لیے وہاں پر گاڑی پہلے ہی کھڑی ہوگی۔" مہتشم نے اسے جلدی جلدی میں سب سمجھایا تھا۔وہ خود امشال سے نہیں ٹکرا سکتا تھا۔ وہ مرد تھا، میر بلاج اس کی جان لے لیتا۔

"شیلا تم کر سکتی ہو ہمارے لیے تمہیں کرنا ہی ہوگا۔"پاس کھڑے احمر نے اس کو تسلی دی تھی۔

احمر کے کہنے پر وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھی۔اس نے مڑ کر احمر کو دیکھا، وہ مسکرائی تھی۔

براق اور منہا دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنی ایک الگ ہی دنیا میں مگن تھے۔جہاں ان کے سوا کوئی نہیں تھا۔بس وہ دونوں اور قربت کے یہ لمحے۔وہ پورے جہاں سے بیگانے ہو چکے تھے۔براق کے لیے یہ لمحہ کسی جنت سے کم نہیں تھا۔

دوسری طرف امشال کھڑی سب کو خوشی سے ناچتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔اس کا باڈی گارڈ تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا تھا۔شیلا پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے امشال کی طرف بھاگی۔سب لوگ آپس میں مگن تھے۔کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔پیانو اب تیزی سے بج رہا تھا۔بس اس سب کا اختتام ہونے ہی والا تھا۔

لائلہ سلطان پچھلے ہال میں پہنچ چکی تھی۔ تبھی اسے یاد آیا کہ وہ موبائل واش روم میں ہی بھول گئی تھی پھر وہ واپس بھاگی۔

شیلا بھاگتے ہوئے امشال سے ٹکرائی۔ اس نے جھٹ سے ہاتھ امشال کی گردن پر رکھ کر ہار کھینچا تھا۔ امشال کو یہ سب محسوس نہیں ہوا تھا۔

"معاف کرنا میری نظر تھوڑی کمزور ہے۔" شیلا نے امشال کو گرے ہوئے دیکھ کر بولا۔ امشال کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔ مگر وہ اپنا اتنا بڑا دن برباد نہیں کرستی تھی۔ اس نے جھوٹی سی مسکراہٹ کے ساتھ شیلا کو دیکھا۔

ہار شیلا کے ہاتھ میں آچکا تھا اس نے ہار اپنے پیچھے چھپایا۔ پھر وہ پچھلے ہال کی طرف بھاگنے لگی۔ اسے بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

شیلا کے جانے کے ایک منٹ بعد امشال کو اپنا گلہ خالی خالی لگنے لگا۔ شیلا ہار کو امشال کی گردن پر دبانا بھول گئی تھی۔ اگر وہ ہار کو گردن پر دبا دیتی تو امشال کو کافی دیر تک یہی لگتا کہ اس نے ہار پہنا ہوا ہے۔

امشال کو دھچکا لگا تھا، یوں ایک لڑکی کا اس سے ٹکرانا اور پھر ہار کا غائب ہونا۔ اس نے پاس کھڑے باڈی گارڈ کو اپنے پاس بلایا۔

"وہ لڑکی میرا ہار لے کر بھاگی ہے۔ اسے کسی بھی طرح میرے پاس لاؤ۔" وہ بہت پریشان تھی۔ آخر وہ اپنی ماں کو کیا بولے گی؟ کہ اس سے ایک ہار بھی نہیں سمبھالا گیا؟ وہ کوئی بھی ہنگامہ نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

"جس طرح رازداری کے ساتھ میرا ہار چوری ہوا ہے۔اسی راز داری کے ساتھ تم وہ ہار واپس لاؤ جلدی۔"وہ تھوڑا چیخی تھی۔باڈی گارڈ شیلا کی پیچھے لپکا تھا۔

وہ راہ داری میں بھاگ رہی تھی۔

"میں نے ہار چوری کرلیا ہے، میں بس باہر نکلنے ہی والی ہوں"اس نے بھاگتے ہوئے بولا۔

گینگ کے ہر بندے کو تسلی ہوئی تھی۔آخر ایک بار پھر سب ویسا ہی ہوا تھا جیسا انہوں نے سوچا تھا۔لیکن ہر بار ایسا نہیں ہوتا۔

شیلا کو اپنے پیچھے ایک آدمی بھاگتا ہوا دیکھائی دیا۔وہ امشال کا باڈی گارڈ تھا۔

"رک جاؤ لڑکی ۔۔۔۔"وہ پیچھے سے چیخا تھا۔

شیلا رکنا بھی نہیں چاہتی تھی لیکن وہ مرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

اس نے ساتھ والی دیوار پر لگے کینڈل سٹینڈ کو دیکھا۔پھر اس نے وہ دیوار سے اتار کر پیچھے کی طرف پھینکا۔ سٹینڈ اس آدمی کے سر پر لگا تھا۔وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔اور اسی لمحے شیلا غائب ہوئی۔

وہ پچھلے ہال میں داخل ہوئی تھی۔ادھر سے بس چند قدم دور کھڑکی تھی جدھر سے اس نے بھاگنا تھا۔یہ ہال بلکل خالی تھا۔پچھلا ہال آگے والے ہال سے تھوڑا سا چھوٹا تھا مگر پھر بھی کافی کھلا تھا۔

اسے سامنے سے لائلہ آتی دیکھائی دی تو وہ رک گئی۔شیلا اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔لائلہ اس کی طرف تیز قدم بڑھا رہی تھی۔شیلا کسی بچے کی طرح اس کی طرف بھاگ رہی تھی جیسے وہ اب محفوظ تھی۔

"جہاں پر ہو وہی رک جاؤ۔"شیلا کے پیچھے سے باڈی گارڈ بولا تھا۔اس نے شیلا کا نشانہ لیا۔شیلا کے قدم تھم گئے تھے۔لائلہ نے

ہاتھ ٹانگ پر مار کر گن باہر نکالی اور اسے لوڈ کیا۔پھر اس باڈی گارڈ کا نشانہ لیا۔

"گولی چلانے کی ہمت بھی مت کرنا۔ورنہ گولی مجھے بھی چلانی آتی ہے۔"لائلہ چیخی تھی۔

شیلا ان دونوں کے درمیان میں کھڑی تھی۔وہ کافی ڈری ہوئی تھی مگر اسے تسلی تھی کہ لائلہ اسے بچا لے گی۔

"تمہارا اس ہار سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، تو گن نیچے کرو ورنہ تمہاری بیوی اور بچے تمہاری شکل دیکھنے کو بھی ترسیں گے۔"وہ اسے دھمکی دے رہی تھی۔

"میں۔۔۔۔میں بتا رہا ہوں میں شوٹ کردوں گا، تم مجھے وہ ہار دے دو۔"وہ گھبراتے ہوئے بولا تھا۔

NOVEL HUT

"کیسا لگے گا جب تمہارے بچے اپنے باپ کی لاش کو دیکھیں گے؟ اپنی بیوی کا سوچو اکیلی عورت کیسے بچوں کو پالے گی؟" لائلہ اسے ایموشنل کرنا چاہتی تھی۔

"میں۔۔۔۔میں شوٹ کردوں گا۔"وہ ڈر رہا تھا۔ لائلہ اپنی چال میں کامیاب ہورہی تھی۔بس ایک اور وار اور وہ ہار مان لے گا۔

"تم بس اپنے بچوں کی شکل یاد کرو۔وہ کیسے روئیں گے تمہاری لاش کو دیکھ کر۔"وہ آخری وار کرچکی تھی۔

باڈی گارڈ گن نیچے کرنے ہی والا تھا کہ اسے لائلہ کی طرف سے گولی چلنے کی آواز آئی۔جواب میں اس نے بھی گولی چلائی۔

——☆☆☆☆☆——

سب لوگ باہر گارڈن میں آچکے تھے۔کھانے کا انتظام ادھر کیا گیا تھا۔ہری بھری گاس میں عالی شان صوفے لگائے گئے تھے جن پر سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"چلیں واپس؟"براق نے بریانی کھاتے ہوئے بولا۔

"پہلے تمہیں آنے کی جلدی تھی اور اب جانے کی جلدی ہے۔امشال کی رخصتی تو ہونے دو۔"

براق کو یہاں سے جانے کی جلدی تھی کیونکہ جس کام کے لیے وہ یہاں آیا تھا،وہ کام ہو چکا تھا۔

"ویسے اس سے اچھی بریانی میں بنا لیتا ہوں۔"اس نے اپنی پھر سے تعریف کی تھی۔

"یہ تم ہر جگہ اپنی تعریف مت کیا کرو۔"منہا نے سیدھی بات کی تھی۔

"کیوں نا کرو میں ہوں ہی تعریف کے قابل۔اب آپ تو کرتی نہیں میری تعریف تو مجھ معصوم کو خود ہی کرنی پڑتی ہے۔"وہ ایسے بولا تھا جیسے اس پر بہت ظلم ہوا ہو۔

"تم نا ان حرکتوں کی وجہ سے کسی دن میرے ہاتھوں پٹو گے۔"وہ تپ کر بولی تھی۔

"کتنا مزہ آئے گا آپ مجھے مار رہی ہوں اور میں چلا چلا کے سب کو بتا رہا ہوں کہ آپ مجھ پر کتنا ظلم کرتی ہیں۔"وہ خواب سی کی کفیت میں بولا تھا۔

منہا نے اسے گھوری کروائی تو وہ سیدھا ہوا۔

دوسری طرف مہتشم احمر کے ساتھ کھڑا تھا۔ابھی تک شیلا نے باہر نکل کر کال نہیں کی تھی۔نا ہی اس کا بلو ٹوتھ چل رہا تھا۔شاید بھاگتے ہوئے وہ کہی گر گیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ نے گولی نہیں چلائی تھی۔اس نے اپنے پیچھے دیکھا گولی حیمی نے چلائی تھی۔جواب میں اس باڈی گارڈ نے بھی گولی چلائی۔لائلہ جو سب سمبھال چکی تھی، حیمی نے پل بھر میں برباد کردیا تھا۔

گولی سیدھا باڈی گارڈ کے سر میں لگی تھی اور اس کی تبھی موت واقعہ ہوگئی تھی۔وہ اپنی جگہ پر ڈھیر ہوا تھا۔لائلہ نے واپس مڑکر شیلا کی طرف دیکھا۔اس کی سفید فراک لال ہورہی تھی۔شیلا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی، وہ شاک میں تھی۔لائلہ پاگلوں کی طرح شیلا کی طرف بھاگی تھی۔

شیلا نیچے زمین کی طرف گر رہی تھی۔سب جیسے سلو موشن میں چل رہا تھا۔

وہ زمین پر گری تو ہر طرف اس کا خون ہی خون پھیلنے لگا۔

لائلہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔
"شیلا نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔
"کہا تھا نا ایک محمل میں مرونگی۔"وہ اداسی سے مسکرائی تھی۔گولی اس کے جسم کے اندر تھی۔
"نہیں۔۔۔۔نہیں تم نہیں مروگی۔۔۔۔۔لائلہ تمہیں مرنے نہیں دے گی۔۔۔۔۔۔۔ایسے کیسے تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی
نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز شیلا مت جاؤ پلیز۔"آنسوں کسی آبشار کی طرح اس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔وہ پہلی بار کسی کی منت کر رہی تھی۔

"رو نہیں روتے ہوئے بلکل۔۔۔۔بلکل اچھی نہیں لگ رہی تم۔تمہارا وہ غصے والا چہرہ ہے نا وہ بہت اچھا لگتا ہے۔"اس کی آنکھیں درد سے بھری ہوئی تھی۔شیلا کو بولنے میں مشکل ہو رہی تھی۔سانس جیسے رک رک کر آرہا تھا۔

"میں۔۔۔۔میں مہتشم سے بات کرتی ہوں ہم ہار مان لیتے ہیں۔۔۔ہاں۔۔۔۔ہاں ہم ہار مان لیتے ہیں۔پھر پولیس تمہیں ہسپتال لے جائے گی اور تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔"وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔وہ ہمت نہیں ہارے گی کوئی نا کوئی حل نکل آئے گا۔

"پولیس۔۔۔۔پولیس تم سب کو پکڑ لے گی۔"وہ درد سے کراہتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"فرق نہیں پڑتا چاہے مجھے پوری زندگی جیل میں رہنا پڑے میں رہ لونگی۔ بس ایک یہی طریقہ ہے تمہیں بچانے کا۔"وہ اپنی دوست کو نہیں کھو سکتی تھی۔

"کوئی فائدہ نہیں ہے لائلہ موت کا فرشتہ میرے سر پر کھڑا ہے۔"وہ پھوٹ کر روئی تھی۔اسے موت سے خوف آرہا تھا۔اس کی ساری فراک خون سے لال ہو چکی تھی۔فرش سارا خون میں بھیگ چکا تھا۔

"میں موت کے فرشتے سے بھی لڑ جاونگی مگر تمہیں نہیں کھو سکتی شیلا تم میرا آخری اثاثہ ہو۔"وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔

"احمر سے کہنا۔۔۔۔۔مم۔۔۔میں۔۔۔میں اس سے

بب۔۔۔بہت پیار کرتی ہوں اور میں تم سے بھی بہت بب

بہتتت۔۔۔۔"الفاظ اب ٹوٹ رہے تھے۔اس کی سانسیں بس نکلنے والی تھیں۔

"بہت پیار کرتی ہوں۔مجھے۔۔۔مجھے معاف کردینا میں تمہیں اس ووو۔۔۔۔وقت چھوڑ کر جارہی ہوں جس وقت تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ہمارا ساتھ یہی تک تھا۔۔۔۔"تکلیف اب حد سے بڑھ گئی تھی وہ مشکل سے کچھ بول پارہی تھی۔

"مت جاؤ یار،لائلہ سلطان تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہے۔"وہ ہاتھ جوڑ کر بولی تھی۔

"میرے بس میں نہیں ہے لائلہ۔"آنسو اب رک چکے تھے۔اس کی روح نکلنا شروع ہوگئی تھی۔

"تم تتت۔۔۔تم کہی نہیں جاؤ گی شیلا

نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں پلیز نہیں میں تمہارے بغیر رہنے کا

سوچ بھی نہیں سکتی۔"لائلہ سلطان کا سب کچھ بکھر رہا تھا۔وہ سب ہار رہی تھی۔

"ایک بار پھر زندگی نے تم سے تمہارا سب چھین لیا ہے۔لائلہ ۔۔۔تت تم۔۔۔"اس سے بلکل بولا نہیں جارہا تھا آنکھیں بند ہورہی تھیں۔لائلہ نفی میں سرہلا رہی تھی جیسے یہ سب جھوٹ ہو۔

"تم آگ ہو لائلہ سب جلا کر راکھ کردو۔"یہ وہ آخری الفاظ تھے جو اس کے منہ سے نکلے تھے۔شیلا کی روح نکال لی گئی تھی۔جس بے جان ہوگیا تھا۔اسے بس اتنی ہی مہلت ملی تھی۔کیا زندگی اتنی جلدی ختم ہوجاتی ہے؟

"ششش۔۔۔شیلا۔۔۔۔شیلا۔۔۔۔۔۔۔"لائلہ سلطان چیخی تھی۔اس کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔

"آنکھیں کھولو پلیز آنکھیں کھولو۔براق کو کھو چکی ہوں تمہیں نہیں کھو سکتی ششش۔۔شلل۔۔۔شیلا۔۔۔۔۔شیلا۔۔۔۔" وہ ایک بار پھر قسمت سے ہار گئی تھی۔

اس کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔آخر کیوں قسمت اتنی ظالم ہوتی ہے؟

لائلہ سلطان وہاں بیٹھی روتی رہی مگر کوئی رونے سے واپس تو نہیں آجاتا۔شیلا اسے ایسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

("لائلہ میری بہن میں تمہیں کتنا غلط سمجھتی تھی۔مجھے لگتا تھا تمہیں تو کوئی درد ہوگا ہی نہیں۔")

آج اسے جتنی تکلیف ہو رہی تھی وہ ماضی کی ہر تکلیف سے بڑھ کر تھی۔زہن سے شیلا کا تصور نکل ہی نہیں رہا تھا۔

("میرا وعدہ ہے اگر تم پر کوئی مصیبت آئی تو تم لائلہ سلطان کو اپنے ساتھ پاؤ گی۔")وہ اس کے سامنے ہو کر بھی اسے نہیں بچا پائی تھی۔وہ وعدہ ادھورا رہ گیا تھا۔لائلہ اس وقت خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہی تھی، صرف وہی جانتی تھی۔

("دیکھ لینا میرے مرنے کا غم سب سے زیادہ تمہیں ہی ہوگا۔")

اس نے واقعی سچ کہا تھا۔لائلہ اس وقت شدید صدمے میں تھی۔یہ باتیں اس کے زہن میں کسی فلیش بیک کی طرح چل رہی تھیں۔وہ اندر سے کسی کانچ کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئی تھی، جسے وہ خود بھی نہیں سمیٹ سکتی تھی۔

وہ شیلا کا ہر بار لائلہ کو گلے لگانا۔وہ اس کا ہر روز صبح کے وقت لائلہ کی نیند خراب کرنا۔وہ لائلہ سلطان کی ہر بات سننا، اسے اچھے سے اچھا مشورہ دینا۔اس کے لیے ہمیشہ فکر مند رہنا، اس کی پرواہ کرنا

اسے سب یاد آرہا تھا۔ انسان مر جاتا ہے مگر اس کی یادیں زندہ رہ جاتی ہیں۔ اور یادیں چاہے اچھی ہو یا بری وہ ہمیشہ تکلیف ہی دیتی ہیں۔

("میری دعا ہے تم ایسے ہی مسکراتی رہو۔") اب وہ کیسے مسکرا سکتی تھی؟ اس کے سامنے اس کی دوست کی موت ہوئی تھی۔ یہ منظر اس کے زہن میں قید ہوگیا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر یہاں بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔ لیکن جانے والی جا چکی تھی۔

("لائلہ میری جان یہی تو زندگی ہے کبھی ہمیں سب مل جاتا ہے اور کبھی ہم سے سب چھین لیا جاتا ہے۔") زندگی تو بس اس سے سب چھینتی تھی، دینا تو وہ بھول ہی گئی تھی۔ اور آج اس سے اس کی واحد دوست بھی چھین لی گئی تھی۔ آخر ہمیشہ لائلہ سلطان ہی کیوں؟ ایسے کئی سوال اس کے زہن میں آرہے تھے۔

("زندگی کبھی پرفیکٹ نہیں ہوتی ہمیں بس ہر حالات میں صبر کرنا ہوتا ہے۔") صبر؟ وہ کیسے صبر کر سکتی تھی سامنے اس کی دوست کی لاش پڑی تھی۔ جس کے گال وہ بار بار تھپ تھپا رہی تھی مگر وہ نہیں اٹھ رہی تھی۔لائلہ سلطان کو لگا تھا کہ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنا موت سے بھی زیادہ دردناک ہے۔

("جب میں چلی جاؤں گی نا تو تم میری انہی باتوں کو یاد کرو گی۔")لائلہ کو شیلا کی کہی ایک ایک بات یاد آرہی تھی۔ جیسے اس کے زہن میں صرف شیلا ہی تھی۔وہ پوری دنیا بھول چکی تھی۔

("ابھی میں نے دیکھا ہی کیا ہے؟اس آخری چوری کے بعد اللہ سے توبہ بھی کرنی ہے") زندگی کسی کو مہلت نہیں دیتی۔ شیلا کو توبہ کی مہلت نہیں دی گئی تھی۔

("میں ہوں نا تمہارے ساتھ تم میری جان ہو، میری بہن ہو") لیکن آج وہ اس کے ساتھ نہیں تھی۔

("لائلہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑو گی۔") سب ایک خواب کی طرح جھوٹ تھا۔ جو پل بھر میں ٹوٹ چکا تھا۔

("میرا انتظار کرنا میں بس ابھی آتی ہوں"

"ہاں ہاں میں ادھر ہی ہوں، میں نے کدھر جانا ہے۔") پھر وہ کیوں چلی گئی تھی؟ کیا اتنی بے یقین ہوتی ہے زندگی؟ جس سے وہ چند منٹ پہلے بات کر رہی تھی اب وہ اس کے ساتھ موجود نہیں تھی۔

("تم آگ ہو لائلہ سب جلا کر راکھ کردو۔") اور شیلا کے آخری الفاظ سن کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔وہ جانتی تھی اب اسے کیا کرنا ہے۔وہ ایک بار پھر ہرٹ لیس ہوچکی تھی۔جس بات کا اسے ڈر تھا، وہی ہوا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

مہتشم کو اب بہت بے چینی ہو رہی تھی۔ اندر کیا ہو رہا تھا وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ شیلا آخر کدھر غائب ہو گئی تھی؟

"باس مجھے اب ڈر لگ رہا ہے۔ کہی شیلا کو کچھ ہو تو نہیں گیا؟" احمر کو شیلا کی فکر ہوئی تھی۔

مگر مہتشم کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

تبھی اسے اپنے بلیو ٹوتھ میں حیمی کی آواز آئی۔

"باس وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔ سامنے شیلا کی لاش پڑی تھی اور لائلہ اس کے ماتھے پر ایک آخری بوسا دے رہی تھی۔

"حیمی کیا ہوا ہے؟" اب کے براق بولا تھا۔ وہ ٹیبل پر اکیلا تھا۔ منہا امشال کے پاس تھی۔

"وہ شیلا ہار لے کر اس ہال میں آئی تھی۔ امشال کا باڈی گارڈ بھی اسے پیچھے تھا۔ اس نے شیلا کو گولی ماری اور اور۔۔۔۔"وہ گھبرایا ہوا تھا۔

"شیلا کیسی ہے اسے کچھ ہوا تو نہیں؟"احمر کا سانس اٹک گیا تھا۔

"حیمی شیلا کدھر ہے بتاؤ؟" مہتشم غصے میں بولا تھا۔

"وہ باس شیلا ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔"اس نے ہمت کر کے ایک سانس میں بولا۔

لائلہ سلطان جو شیلا کے پاس بیٹھی تھی وہ واپس مڑی تھی۔ حیمی کو اس نے خون خار نظروں سے دیکھا تھا۔

احمریہ سن کر شاک میں چلا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔ براق کو بھی کافی برا لگا تھا۔ آخر لائلہ کا کیا حال ہوگا؟ اسے فکر ہوئی تھی۔ مہتشم نے آنکھیں بند کی تھیں۔

لائلہ اٹھ کر کسی شیرنی کی طرح حیمی کی طرف بڑھی تھی۔
"تمہیں کس نے کہا تھا اپنا موٹا دماغ استعمال کرو؟میں سب سمبھال چکی تھی، تم نے برباد کیا سب تم نے برباد کیا۔"وہ حیمی پر چینخی تھی۔
"اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ اگر میں گولی نا چلاتا تو وہ ہمیں ایسے ہی جانے دیتا؟"وہ بھی اپنی صفائی میں بولا تھا۔
"اپنی شکل گم کرلوں اور دوبارہ مجھے نظر نا آنا۔ورنہ تمہاری موت میرے ہاتھوں پکی ہے۔"وہ چلائی تھی۔
حیمی غصے سے باہر نکلا۔لائلہ نے اپنا بلیو ٹوتھ کان میں لگایا۔
"سب فوراً اندر آئیں" وہ حکم دے رہی تھی۔اسے حکم دینا ہی تو آتا تھا۔
"تم کیا کرنے والی ہو لائلہ؟" مہتشم کو خدشہ لاحق ہوا تھا۔

"سب جلانے لگی ہوں۔میں سب برباد کردوں گی۔ایک ایک کو چن چن کر ماروں گی۔" اس وقت لائلہ پر جنون طاری تھا۔غصہ اور غم جب ایک ساتھ مل جاتا ہے تو وہ جنون میں بدل جاتا ہے اور جنون میں انسان اپنے ہوش وحواس کھو دیتا ہے۔یہی لائلہ کے ساتھ ہوا تھا۔

"میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا لائلہ بات کو سمجھو ہم ان لوگوں سے پنگا نہیں لے سکتے۔" مہتشم نے اسے ٹھنڈے دماغ سے سمجھایا تھا۔

"احمر تم آؤ گے نا اپنی شیلا کے لیے؟ اس نے آخری بار مجھ سے کہا تھا کہ وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔کیا تم میرا ساتھ دو گے؟"اور یہ سن کر احمر کے آنسو بے اختیار نکلے تھے۔اس نے اپنے پیار کو کھویا تھا۔

"تم پاگل ہوگئی ہو لائلہ مت کرو بہت لوگ مارے جائیں گے ۔" مہتشم نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"فرق نہیں پڑتا آج پوری دنیا بھی میرے ہاتھوں قتل ہو جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔" وہ پرانے والی لائلہ بن چکی تھی۔وہ ہرٹ لیس ہوچکی تھی۔

"لائلہ بات کو سمجھو۔۔۔۔" مہتشم اسے سمجھا رہا تھا۔پھر وہ احمر کو اٹھتا دیکھ کر رکا۔احمر اندر جارہا تھا، جنگ کا آغاز کرنے۔

"آپ میرا ساتھ دیں گے؟یا آپ ایسا کریں کہ خواجہ سراؤں کی طرح چوڑیاں پہن کر بیٹھ جائیں۔آپ کو تو لڑکیوں سے تشبی دینا بھی میری توھین ہے۔" آج اتنے عرصے بعد وہ ایسے سخت الفاظ بولی تھی۔

"لائلہ تم اس وقت صدمے میں ہو تم۔۔۔۔۔" مہتشم اسے بار بار سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرے سامنے میری دوست کو گولی لگی۔۔۔۔۔۔"وہ چیخی تھی۔آنکھوں کے سامنے وہی منظر گھوما تھا۔

"میرے ان ہاتھوں میں اس نے اپنی آخری سانسیں لیں۔۔۔۔"اسے شیلا کے خون سے لت پت اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

"اس کے آخری الفاظ تھے کہ لائلہ سب جلا کر راکھ کردو تو ہاں میں سب برباد کردو گی۔یہ وائٹ ویڈنگ اگر میں نے ریڈ ویڈنگ میں نا بدل دی تو میرا نام لائلہ سلطان نہیں۔" وہ بنا کچھ سوچے سمجھے بول رہی تھی۔

"آرہا ہوں میں۔" مہتشم نے لائلہ کی بے قوفی پر ماتم کرتے ہوئے اندر کا رخ کیا۔

"میں نہیں آسکتا لائلہ مجھے معاف کردینا۔ منہا کے سامنے میں ایسا کچھ نہیں کرسکتا۔" براق جو سب سن رہا تھا، وہ لائلہ کو صفائی دینے لگا۔

"تو مت آؤ بیٹھ کر اپنی میڈم کی جی حضوری کرتے رہو۔" وہ آج کتنا سخت بول رہی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔ براق کو یہ بات بہت بری لگی تھی مگر وہ لائلہ کی حالت سمجھ سکتا تھا۔

اندر سامنے والے ہال میں میر بلاج کے کافی بندے کھڑے تھے۔ لائلہ ان سب کو مار دینا چاہتی تھی۔ اس نے شیلا کی طرف ایک آخری دفعہ دیکھا۔ لیکن وہ خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اس نے شیلا کی گن اٹھائی اور جلدی سے آگے بڑھی۔ پھر اس باڈی گارڈ کو اپنے جوتوں کے نیچے کچلتی ہوئی باہر نکلی۔ آگے راہ داری تھی

جدھر حیمی اور جیمی کھڑے تھے۔وہ اس کے ساتھ جانے والے تھے۔لائلہ بنا ان کی طرف دیکھے آگے بڑھی۔وہ اس کے پیچھے چلنے لگے۔لائلہ کی آنکھوں میں انتقام تھا۔وہ آگ بن چکی تھی بس سب برباد کرنے کی باری تھی۔

دوسری طرف سے مہتشم اور احمر ہال کے اندر آئے۔سب باہر بیٹھے مزے سے کھانا کھا رہے تھے۔کسی کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اندر کیا ہونے والا ہے۔لیکن براق سب جانتا تھا۔وہ کیا کرے؟اس نے منہا کو دیکھا وہ امشال کے ساتھ بیٹھی تھی۔براق نے دل پر پتھر رکھ کر اندر کا رخ کیا۔وہ لائلہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔اس نے لائلہ کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔آج منہا کے سامنے اس کا سچ آسکتا تھا لیکن وہ یہ خطرہ مول لے رہا تھا۔

اس نے ہال کے اندر داخل ہو کر دروازے کو اندر سے لاک کیا۔

اندر میر بلاج کے بندے ہر چیز کی نگرانی کر رہے تھے۔
لائلہ نے راہداری میں چلتے ہوئے فائرنگ شروع کی۔ اندر کھڑے ہر بندے کو وہ آواز آئی تھی۔ باہر لان میں جتنا تیز میوزک چل رہا تھا کسی کو خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔
میر بلاج کے بندے چوکنے ہوئے۔ سب نے اپنے اپنے مورچے بنائے۔ آواز ہال کی اندورنی دروازے کی طرف سے آرہی تھی۔ وہ سب اس دروازے کی طرف نشانہ لیے بیٹھے تھے۔ ان کے پیچھے داخلی دروازے سے احمر نے ان پر حملہ کیا تھا۔ گولی ایک بندے کی چھاتی پر لگی تھی۔ اس کا خون فرش پر ابل ابل کر نکل رہا تھا۔
مہتشم نے اوپر جھومر کی رسی پر گولی چلائی تھی۔ وہ سیدھا نیچے آکر گرا تھا۔ فرش پر ہر طرف اس کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے تھے۔ ان کا دھیان لائلہ سے ہٹ چکا تھا۔ وہ لوگ اب اپنے پیچھے متوجہ ہوئے

تھے۔جدھر تین لڑکے گن لیے ان پر حملہ کرنے کے لیے کھڑے تھے۔

میر بلاج کے بندوں نے فائرنگ شروع کی تو وہ تینوں پلر کے پیچھے ہوئے۔میر بلاج کے بندے لائلہ سلطان سے بلکل غافل ہو چکے تھے۔

وہ ہال میں داخل ہوئی۔پھر اس نے گولیاں برسانہ شروع کی تو وہ رکی نہیں نا جانے کتنا خون تھا جو اس وقت فرش پر بہہ رہا تھا۔میر بلاج کے بندے پھنس چکے تھے دونوں طرف سے ان پر گولیاں چل رہی تھیں۔

باقی سب تو پھر بھی سانس لینے کے لیے رک رہے تھے لیکن لائلہ ایک لمحہ کے لیے نہیں رکی۔

ہال جو اتنے مہینے لگا کر سجایا گیا تھا۔وہ سب برباد ہو گیا تھا۔

سب لوگ چھپ کر وار کر رہے تھے۔کوئی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی شناخت ہو۔اور لائلہ کو جیسے ان چیزوں کی پرواہ ہی نہیں تھی۔اس کا چہرہ ایک ایک بندے کو دیکھائی دے رہا تھا۔وہ سامنے سے وار کر رہی تھی۔

میر بلاج کا ایک بندہ نیچے زمین پر لیٹ کر آگے بڑھنے لگا۔کسی کا بھی دھیان اس پر نہیں گیا تھا۔وہ لائلہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔لائلہ کی گن خالی ہو گئی تھی۔اس نے اپنی جیب میں سے مزید گولیاں نکالی اور گن ان سے بھرنے لگی۔

براق نے اس آدمی کو لائلہ کی طرف بڑھتا دیکھا۔اس نے اپنی گن سے اس آدمی کا نشانہ لیا۔وہ لائلہ سے چند قدم دور کھڑا اس کو گولی مارنے ہی والا تھا کہ اس کے ہاتھ پر آکر گولی لگی۔لائلہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک آدمی اپنا ہاتھ پکڑے درد سے کراہ رہا تھا۔پھر اس نے

براق کی طرف دیکھا۔براق نے اسے آنکھ کا اشارہ کرکے بتایا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

لائلہ کی طرف سے اتنی گولیاں چلائی گئ تھیں کہ اس وقت وہ سفید فرش خون سے بھر چکا تھا۔دیواروں پر خون کے دھبے پڑے ہوئے تھے۔موم بتیاں ساری بجھ چکی تھیں۔

"سسس۔۔سس سر اندر کچھ لوگوں۔۔۔لوگوں نے ہم پر حملہ کردیا ہے۔جلدی سے اندر اور لوگ کے بھیجیں۔"ایک آدمی نے میر بلاج کو کال کی تھی۔میر بلاج کے ہوش اڑے تھے۔اس نے مہمانوں کی طرف دیکھا وہ سب مزے سے ڈانس کرنے اور کھانے میں مصروف تھے۔اس نے ہنگامہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔پھر وہ باہر گیٹ پر لپکا۔وہاں اس کے مزید چھ بندے کھڑے تھے۔

"اندر جاؤ فوراً۔۔۔۔۔۔۔کچھ لوگوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔"وہ چھ کے چھ لوگ اندر بھاگے۔

پھر وہ مزید آگے آیا اس کے کافی بندے یہاں بیٹھے مزے سے باتیں کر رہے تھے۔

"حرام خوروں اٹھو اور پورے گارڈن میں بیٹھے لوگوں کی حفاظت کرو کسی کو ایک آنچ بھی نہیں آنی چاہیے۔"وہ چیخا تو سب لوگ اٹھے۔مہمانوں کی حفاظت کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔وہ کافی فکر مند ہوا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

"لائلہ بس بہت ہوگیا اب یہاں سے چلو۔" مہتشم کو فکر ہو رہی تھی کہ وہ پکڑے نا جائیں۔

"آپ لوگ جائیں میں نہیں جاؤ گی۔"وہ ایک ایک کو مار دینا چاہتی تھی۔

"لائلہ تم کیوں ہم سب کو مصیبت میں ڈال رہی ہو۔" مہتشم برسا تھا۔

"آپ لوگ جائیں۔۔۔۔میں آجاؤ گی جب میرے اندر کی آگ بجھ جائے گی۔"وہ بنا کسی جذبات کے بولی تھی۔

"لائلہ تم۔۔۔۔"بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔

"احمر شیلا پچھلے ہال میں ہے پلیز اسے یہاں سے لے جاؤ اور اسے اچھی سی جگہ دفنا دینا۔ورنہ یہ لوگ اس کی لاش تک کو نہیں چھوڑیں گے۔"اسے صرف شیلا کی پرواہ تھی۔

"اور آپ۔۔۔۔"اس نے مہتشم کو دیکھا۔

"ہار وہی پڑا ہے۔اسے لے جائیے گا کہی آپ کا پلین نا برباد ہوجائے۔"وہ طنز کر رہی تھی۔ مہتشم چپ ہوا تھا۔پھر حیمی جیمی مہتشم اور احمر وہاں سے پچھلے ہال کی طرف بڑھنے لگے۔یہاں ویسے ہی سب ختم ہوچکا تھا۔ہر طرف خون تھا۔کافی لوگ زندہ تھے مگر بے ہوش پڑے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

"تمہارا ہار کدھر ہے؟"منہا نے بڑی دیر بعد امشال سے بولا۔امشال کے پسینے چھوٹنے لگے۔

"یار وہ۔۔۔۔"وہ اس بات کو راز رکھنا چاہتی تھی۔

"بتاؤ امشال شاید میں مدد کر سکوں"منہا نے اس سے پوچھا۔

امشال کو خیال آیا کہ منہا بھی تو انسپکٹر ہے، وہ اس کی مدد کر سکتی ہے۔

"یار ڈانس کے وقت ایک لڑکی مجھ سے ٹکرائی اور میرا ہار لے کر بھاگ گئی۔ میں نے اپنے باڈی گارڈ کو تو بھیجا تھا اس کے پیچھے مگر وہ ابھی تک نہیں آیا۔ کیا کروں اب میں؟" وہ کافی پریشان تھی۔

"تم کہو تو میں اندر جا کر دیکھوں؟" منہا نے اس کی پریشانی کا حل نکالنے کی کوشش کی۔

"مگر تمہیں کوئی نقصان نا پہنچ جائے۔"

"میں دیکھ لونگی تم فکر نہیں کرو۔" اتنا کہہ کر وہ اندر کی طرف بھاگی۔ دروازہ بند تھا۔ میر بلاج کے بندے وہاں سے اندر جانے کی پہلے ہی کوشش کر رہے تھے۔ منہا نے دوسری طرف ایک کھڑکی دیکھی۔ وہ یہاں سے با آسانی اندر جا سکتی تھی۔ منہا نے وہاں کا رخ کیا۔

کھڑکی تھوڑی اوپر تھی اس نے اوپر چھلانگ مار کر اپنے ہاتھ سے کھڑکی پکڑی۔پھر اس نے اپنی ٹانگیں اوپر کر کے اندر کی طرف چھلانگ ماری۔

اندر کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑے تھے۔ہر طرف قیامت کا منظر دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔براق جو پلر کے پیچھے کھڑا تھا اس نے منہا کو دیکھا تو وہ چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔بس منہا اسے نا دیکھ لے وہ یہی دعا کر رہا تھا۔

لائلہ نے مڑ کر دیکھا تو وہاں منہا کھڑی تھی۔یہ وہی لڑکی تھی جس نے اس سے براق کو چھینا تھا۔

("مجھے منہا سے محبت ہے۔")اسے براق کی بات یاد آئی۔کیا اگر وہ منہا کو مار دے تو براق اس کا ہو جائے گا؟اس کا دماغ سہی سے کام نہیں کر رہا تھا،وہ اپنے ہوش و ہواس میں نہیں تھی۔

منہا سب دیکھ کر آگے بڑھی تھی۔اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔اندر آنا اسے اپنی بے وقوفی لگی تھی۔

ابھی وہ دو قدم آگے بڑھی ہی تھی کہ لائلہ اس کے سامنے آئی۔اس نے منہا کی طرف گن کی اور منہا کے پیروں سے زمین نکلی تھی۔یہ وہی لڑکی تھی جو ہر بار اس کی مدد کرتی تھی۔اسے شاک لگا تھا۔لوگ کیا ہوتے ہیں اور ہم انہیں کیا سمجھتے ہیں۔

اس وقت اس کے ہاتھوں پر خون لگا ہوا تھا۔کپڑے سارے خراب ہو چکے تھے۔

"تم ہمیشہ مجھ سے پوچھتی تھی نا کہ میں کون ہوں؟تو آج میں تمہیں بتاتی ہوں کہ میں کون ہوں۔"اس نے منہا کو دیکھ کر بولا تھا۔منہا خاموش کھڑی تھی۔پلر کے پیچھے کھڑا براق سب سن رہا تھا۔بلکہ اس ہال میں موجود ہر زخمی انسان سن رہا تھا۔

"میں ہوں لائلہ سلطان ایک چورنی، ایک سکیمر، ایک دھوکا اور ایک آگ جو جہاں جاتی ہے سب جلا دیتی ہے۔"وہ بول رہی تھی اور کوئی اس کو جواب دینے والا نہیں تھا۔

"میں وہ ہوں جسے تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی۔"اس نے منہا کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔براق نے ہلکی سی آنکھ باہر نکال کر دیکھا۔ اس کے ہوش اڑے تھے لائلہ منہا پر گن تانے کھڑی تھی۔ پھر لائلہ نے گن لوڈ کی۔ منہا نے کلمہ پڑھا۔لائلہ گن چلانا نہیں چاہتی تھی لیکن آج وہ کسی کی نہیں سن رہی تھی۔ نا دل کی۔ نا دماغ کی۔ براق گن نیچے پھینک کر بھاگا۔وہ منہا پر گولی نہیں چلنے دے سکتا تھا۔منہا میں اس کی جان تھی۔

——☆☆☆☆☆——

احمر نے شیلا کو اپنی گود میں اٹھایا۔اس کا جسم بے جان پڑا تھا۔

"میں تمہیں بہت یاد کروں گا، شیلا۔" آنکھوں سے آنسو طاری ہوئے تھے۔

"میں نے تمہیں بہت تنگ کیا ہے مجھے معاف کردینا۔" وہ شیلا کی لاش سے باتیں کررہا تھا۔

مہتشم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"احمر خود کو سمبھالو اور یہاں سے چلو۔" مہتشم کے ہاتھ میں وہ ہار تھا۔جس کے لیے یہ سب ہوا تھا۔

پھر وہ بھاگنے کے لیے پچھلی کھڑکی کی طرف لپکے۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

براق منہا اور لائلہ کے بیچ میں کھڑا تھا۔اسے دیکھ کر لائلہ کے ہاتھ رکے تھے۔براق نے لائلہ کو دیکھ کر نفی میں سرہلایا تھا جیسے وہ التجا کررہا تھا کہ لائلہ ایسا مت کرنا۔منہا جو آنکھیں بند کرکے کھڑی تھی

گولی نا چلنے کی وجہ سے حیران ہوئی تھی۔اب تک تو گولی چل جانی چاہیے تھی۔

اس نے آنکھیں کھولی تو براق اس کے سامنے کھڑا تھا۔

لائلہ اور براق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔پھر اس نے گن نیچے کی۔وہ اس شخص کو نا نہیں کہہ سکتی تھی۔

لائلہ نے براق کو آخری بار دیکھا۔براق کو دیکھ کر وہ کمزور پڑ گئی تھی۔لیکن پھر براق کے ساتھ منہا کو دیکھا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ کچھ چیزیں ہماری زندگی میں ہمیشہ لاحاصل ہی رہتی ہیں۔آنکھوں میں تکلیف اتری تھی۔

منہا نے براق کی طرف دیکھا جو کہ لائلہ سے نظر ہٹا کر اب اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ ہر بار آجاتا تھا اسے بچانے۔

NOVEL HUT

تبھی دروازہ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ میر بلاج کی بندے اندر آچکے تھے۔ منہا اور براق نے مڑکر دیکھا۔ لائلہ نے گن چلائی تھی۔ گولی ایک آدمی کی ٹانگ پر لگی باقی سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

لائلہ پلر کے پیچھے سے ہوتی ہوئی پچھلے ہال میں بھاگی۔ کتنی ہی گولیاں اس کی طرف چل رہی تھیں مگر وہ سب سے بچ کر بھاگی۔

اس کے پیچھے دو لوگ گئے تھے۔ باقی چار نیچے پڑے اپنے آدمیوں کو دیکھ رہے تھے۔

لائلہ پیچھے کی طرف گن چلاتی ہوئی آگے بھاگ رہی تھی۔ اس کے پیچھے چلنے والے دو آدمی بھی اس پر جوابی حملہ کر رہے تھے۔

لائلہ نے نشانہ لے کر گولی چلائی، گولی سیدھا ایک آدمی کی ٹانگ پر لگی تھی۔ وہ وہی پر رک گیا تھا۔

باہر اب ہل چل ہونا شروع ہوگئی تھی۔سب لوگوں کو آہستہ آہستہ اندر کی خبر مل رہی تھی۔

میر بلاج ہال کے اندر داخل ہوا۔ہر طرف اپنے بندوں کو زخمی پڑا دیکھ کر اس کے ہوش اڑے تھے۔آہستہ آہستہ سب لوگ اندر آرہے تھے۔اندر کا ماحول دہشت ناک تھا۔فرش خون سے بھرا ہوا تھا۔چیزیں بکھری پڑی تھیں۔دیواروں پر خون کے بے تحاشہ چھینٹے تھے۔سب برباد ہوچکا تھا۔

وہ وائٹ ویڈنگ تھی جسے لائلہ سلطان ریڈ ویڈنگ میں بدل چکی تھی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

لائلہ نے پچھلی کھڑکی سے چھلانگ لگائی۔وہ آدمی اب تک اس کے پیچھے آرہا تھا۔لائلہ اور اس آدمی دونوں کی گن خالی ہوچکی تھی۔لائلہ

نے پچھلی گلی کا رخ کیا، وہ آدمی لائلہ کو پکڑنے کی مکمل کوشش کر رہا تھا۔

گلی میں کافی اندھیرا تھا ۔اس لیے وہ دونوں ایک دوسرے کو سہی سے دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔

دوسری طرف زخمی لوگوں کو ہسپتال لے کر جایا جا رہا تھا۔جس آدمی نے میر بلاج کو کال کی تھی۔اس کو سٹریچر پر لیٹا کر باہر لیجا جا رہا تھا۔وہ میر بلاج کے پاس رکا۔

"سر۔۔۔سر یہ سب لائلہ سلطان نامی لڑکی نے کیا ہے۔وہ یہاں کچھ چرانے آئی تھی ۔"اس نے اپنے مالک کو خبر دی تھی۔

میر بلاج نے فوراً کسی کو کال ملائی۔

"لائلہ سلطان نامی لڑکی کا پورا ریکارڈ نکالو۔ماضی میں کوئی نا کوئی تو جرم کیا ہی ہوگا۔ہر سوشل میڈیا، ہر ٹی وی چینل پر اسے اتنا بدنام کرو کے

اسے اس کا گینگ بھی پناہ نہ دے۔لوگ اس پر تھو تھو کریں اور اسے لا کر پولیس کے حوالے کردیں۔"وہ لائلہ سلطان کا دشمن بن چکا تھا۔

"پانچ منٹ بس پانچ منٹ کے اندر اندر ہر ٹی وی چینل پر اس کے خلاف خبر ہونی چاہیے۔"اب کے وہ حکم دے رہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ نے گلی سے ٹرن لیا۔سامنے مین روڈ تھی۔وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔آدمی اس کے پیچھے ہی تھا یا شاید وہ بھاگ بھاگ کر تھک گیا تھا۔ابھی اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔

وہ بائیں طرف مڑی سامنے بیکری کے باہر ایک گاڑی کھڑی تھی۔وہ اس گاڑی کو پہچانتی تھی۔اس نے گاڑی کا رخ کیا۔پھر گاڑی کا کھلا شیشہ دیکھ کر اندر چھلانگ لگائی۔

لائلہ اندر بیٹھی پچھلے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔وہ آدمی گلی سے باہر آچکا تھا اور اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ لڑکی کہاں گئی۔

—☆☆☆☆☆—

منہا ابھی تک شاک میں تھی۔وہ تو لائلہ کو فرشتہ سمجھتی تھی۔لیکن وہ کیا تھی آج اسے اندازہ ہوا تھا۔مگر اس سے بھی بڑی شاک کی بات کچھ اور تھی۔

("اس لڑکی نے براق کو دیکھ کر گولی کیوں نہیں چلائی؟آخر براق کا اور اس کا کیا لینا دینا؟") یہ سوال اس کے زہن میں ابھر رہا تھا۔وہ اپنی ہی سوچ میں گم تھی۔تبھی براق نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

"چلیں گھر؟"اس نے منہا کو پریشان دیکھ کر سوال کیا۔

"ہاں چلو۔"وہ کافی الجھی ہوئی تھی۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔ منہا بلکل خاموش تھی۔

"آپ کو کیا ہوا ہے؟"براق نے سوال کیا۔

"کچھ نہیں تم چلو گھر۔"اس کے لہجے میں عجیب سی بے چینی تھی۔

"اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ میں اندر کیا کر رہا تھا۔تو میں اندر اپنی گاڑی کی چابی لینے گیا تھا۔"اس نے اپنی صفائی دی تھی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، براق۔"اس نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے بولا۔

——☆☆☆☆☆——

وہ نیلی جیکٹ کے نیچے سیاہ پینٹ پہنے بیکری پر کھڑا تھا۔اس نے اپنی آنکھوں سے چشمہ ہٹایا تو گہرے نیلے رنگ کی آنکھ میں تل واضع ہوا۔

لوٹس کیک پیک کرواتے ہوئے وہ باہر کی طرف نکل رہا تھا۔

اپنی گاڑی میں واپس آکر موبائل پر نیوز چینل لگایا اور مزے سے کیک کھانے لگا۔ تبھی نیوز چینل پر خبر چلنے لگی۔

"ناظرین آپ کو اطلاع دیتے چلیں کہ لائلہ سلطان نامی لڑکی جو پچھلے دس سالوں سے پولیس کی ہٹ لیسٹ میں ہے آج اس نے میر بلاج کی بیٹی کی شادی کو بھی برباد کر ڈالا۔"ساتھ میں لائلہ سلطان کی پرانی تصویریں چلائی جارہی تھیں۔لیکن ازلان مزے سے اپنا کیک کھانے میں مصروف تھا۔اس نے تصویر پر توجہ نہیں دی۔

"ناظرین اس وقت آپ اپنی اسکرین پر میر بلاج کے گھر کی لائیو فوٹیج دیکھ سکتے ہیں۔یہ وائٹ ویڈنگ کو لگتا ہے ریڈ ویڈنگ میں بدلنے کی سازش کی گئی ہے۔یہ سب کرنے والی صرف لائلہ سلطان ہے۔ پچھلے دس سالوں سے وہ مختلف گھروں میں چوریاں کر چکی ہے۔ناجانے کتنے لوگوں کے ساتھ سکیم کیا مگر آج تک پکڑی نہیں

گئی۔پولیس اس کی تلاش میں پورے شہر میں پھر رہی ہے۔کیا اب یہ لڑکی پکڑی جائے گی یا نہیں؟جاننے کے لیے ہمارے ساتھ بندھے رہیں۔"نیوز رپورٹر پیپر سے دیکھ کر خبریں پڑھ رہی تھی۔

"توبہ توبہ لائلہ سلطان جیسی لڑکیوں سے اللہ بچائے۔"اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔دو منٹ میں ہی وہ آدمی آدھا کیک کھا چکا تھا۔ابھی اس نے ایک اور بائٹ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اسے اپنے سر پر کچھ محسوس ہوا۔کسی نے اس کے سر پر گن رکھی تھی۔

"کک کو۔۔۔کون ہو تم؟"اس نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا تھا۔

"لائلہ سلطان۔۔۔۔" اس نے اپنا چہرہ آگے کیا۔

"اب بتاؤ کون بچائے گا تمہیں مجھ سے؟"روشنی میں اس کا چہرہ واضع ہوا تھا۔

ازلان نے مڑ کر دیکھا۔اسے وہ جنگل والی لڑکی یاد آئی۔

"تم؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"آگے دیکھو اور گاڑی چلاؤ شرافت سے۔"اس نے دھمکی دی۔

"مجھے کیک تو پورا کھانے دو۔"اس نے التجا کی تھی۔

"میرے ہاتھوں قتل نا ہوجانا پھر قبر میں لیٹ کر کھانا کیک۔"اس نے گن مزید زور سے اس کے سر پر رکھی۔

"یہ اچھی زبردستی ہے۔اللہ مجھ جیسے شریف آدمی کی حفاظت کرے۔"اس نے منہ بناتے ہوئے معصوم سے انداز میں دعا کی۔

یہاں سے شروع ہوا لائلہ سلطان کا ایک نیا سفر

NOVEL HUT

ایک نئی کہانی،

وہ سب کھو چکی تھی۔اور اب زندگی اسے ایک نئے سفر پر لے کر جارہی تھی۔

اور اس سفر میں اس کا ساتھی تھا ازلان خان۔

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔اسے وہی بات بے چین کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر میں ہی اس کے موبائل پر میسج کا نوٹیفیکیشن آیا۔

کسی ان نون نمبر سے اسے کوئی ویڈیو بھیجی گئی تھی۔

اس نے ویڈیو کھول کر دیکھی۔

یہ ایک سی سی ٹی وی فوٹیج تھی۔جس میں لائلہ اور براق دونوں ایک گاڑی میں بیٹھتے دیکھائی دے رہے تھے۔یہ اس دن کی فوٹیج تھی جس دن براق رہا ہوا تھا ور لائلہ اسے لینے آئی تھی۔

دونوں کے چہرے واضع ہو رہے تھے۔شاید وہ دونوں منہ چھپانا بھول گئے تھے۔

منہا کا شک سہی نکلا تھا اس لڑکی کا اور براق کا کوئی نا کوئی چکر تھا۔

پھر اس نے کافی دیر سوچا جیسے اسے ان کے خلاف ثبوت ملتے ہی جا رہے تھے۔

لائلہ کو اس کا نمبر کیسے ملا تھا؟ فاطمہ کے قاتل کا نمبر صرف اسے اور براق کو پتہ تھا لائلہ کو کیسے پتہ چلا؟ ہادی والے معاملے میں دھرنے والی بات صرف اسے اور براق کو پتہ تھی اور لائلہ کیوں پیسے دے کر لوگوں کو سڑکوں پر لائی تھی؟ کیوں لائلہ نے براق کو دیکھ کر اس پر گولی نہیں چلائی تھی؟

ایسے بہت سے سوال تھے جو اس کے زہن میں گونج رہے تھے۔ شک کی دیوار کھڑی ہو چکی تھی۔

اور یہ دیوار کھڑی کرنے والا ہمایوں اپنے کمرے میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ یہ ویڈیو اس نے ہی بھیجی تھی۔

کیا منہا براق کا اعتبار کرے گی؟

NOVEL HUT

باب نمبر 7

جو بچھڑ گئے

جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھا وہ شخص آج اتنے مہنیوں بعد بھی اسی طرح اپنے خیالوں میں گم تھا۔ سب کھو دینے کہ بعد بس کچھ سانسیں اور ملال باقی تھے۔

"یہ ہے کون؟ آٹھ ماہ ہو گئے اسے یہاں آئے ہوئے آج تک کچھ نہیں بولا۔" اس کے ساتھ دو اور قیدی موجود تھے۔ وہ دونوں اس سے تھوڑی دور بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

"کیا پتہ بھائی مجھے تو لگتا ہے کہ یہ گونگا ہے۔" دوسرے نے تبصرہ کیا تھا۔

NOVELHUT

پھر ایک قیدی اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"بھائی کون ہے تو؟ اور کیا جرم کیا تھا تو نے؟" اس نے خود ہی بات کرنے کی کوشش کی۔

اس شخص نے مڑ کر قیدی کی طرف دیکھا۔اور پھر اپنی نگاہیں نیچی کرلی۔

"اچھا چل چھوڑ نا بتا مگر یہ تو بتا دے ایسا کیا کھو دیا ہے تو نے جس کا ملال ہے تجھے؟" اس کو تجسس ہو رہا تھا۔

اس شخص کی حالت دیکھ کر ہی پتہ چلتا تھا کہ جو اس نے کھویا ہے وہ اس کا سب کچھ تھا۔وہ قیدی کافی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔پھر وہ اٹھ کر واپس اپنی جگہ پر واپس آگیا۔

"میں نے۔۔۔۔۔۔میں نے انہیں کھو دیا میں۔۔۔۔میں نے اپنا سب کھو دیا۔۔۔۔۔۔اس نے میرے حصے کی گولی خود کھائی۔۔۔وہ۔۔۔وہ دیوانی ہوگئی تھی پیار میں، کاش وہ گولی مجھے لگی ہوتی۔۔۔۔۔"وہ شاید اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔

یہ ندامت اور یہ ملال اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

وہ ڈرتے ڈرتے گاڑی چلا رہا تھا۔لائلہ سلطان نے اس کا موبائل فون لیپ ٹاپ سب اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔گاڑی کے اندر ایک عجیب سی خاموشی تھی۔لائلہ کسی خیال میں گم تھی۔ابھی شیلا کی موت کو کچھ گھنٹے ہی ہوئے تھے۔

"ویسے ایک سوال کروں؟" اس نے آرام سے بولا۔

" پچھلے دو گھنٹے میں تم نے ایک ایک کرتے ہوئے مجھ سے سو سوال کر لیے ہیں۔" وہ اس وقت خاموشی چاہتی تھی اور ازلان کو خاموشی پسند نہیں تھی۔

"بس ایک اور ہی تو کرنا ہے۔تم نے کون سا جواب دے دینا ہے۔"وہ طنز کر رہا تھا۔ پچھلے دو گھنٹوں میں کیے گئے کسی سوال کا بھی لائلہ نے جواب نہیں دیا تھا۔

"مجھے سوال نہیں پسند۔"وہ چڑتے ہوئے بولی۔

"ہے نا مجھے بھی سوال نہیں پسند اور پتہ ہے امتحان میں بھی جو سوال مجھے پسند نہیں آتا تھا میں ان کا جواب ہی نہیں دیتا تھا۔"وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔اور لائلہ اسے گھور رہی تھی۔

"اسی لیے یہ خانہ بدوشوں کی طرح جگہ جگہ پھرتے رہتے ہو۔آج پڑھ لیا ہوتا تو کسی اچھی جگہ کام کر رہے ہوتے۔"اس نے طنز کا تیر چلایا تھا۔

"او ہیلو میں دنیا کی سب سے بیسٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں۔زیادہ ہلکا نا لینا مجھے۔منٹوں میں بڑے سے بڑا پروگرام بنا کر لاکھوں کما لیتا ہوں۔"اس نے اتراتے ہوئے بولا۔لائلہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم بتاؤ نا تم کیا کر سکتی ہو؟"اس نے لائلہ کو چڑایا تھا۔

"یہ جو تمہاری زبان ہے نا اسے ہمیشہ کے لیے بند کر سکتی ہوں۔"اس نے صاف الفاظ میں دھمکی دی تھی۔ازلان نے تھوک نگلا۔

"ایک تو ہر بات میں تم یہ مرنے مارنے پر آجاتی ہو۔بات آرام سے بھی ہو سکتی ہے۔"غبارے سے ساری ہوا نکل گئی تھی۔وہ کسی بھیگی بلی کی طرح لائلہ کو سمجھا رہا تھا۔

لائلہ نے سامنے والے شیشے سے باہر دیکھا۔آگے کچھ فاصلے پر پولیس کی گاڑی تھی۔پھر اس نے ازلان کی طرف دیکھا۔ازلان نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں ڈر دیکھا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔کچھ سوال تھے جو کہ اس کے دماغ سے جا ہی نہیں رہے تھے۔اسے یہی ڈر تھا کہ کہی سارے ثبوت براق کے خلاف نا چلے جائیں۔وہ براق کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔

منہا بستر پر بے آرام سا لیٹی ہوئی تھی۔اچانک اس کا فون بجا۔کال براق نے کی تھی۔شاید وہ بھی جاگ رہا تھا۔

"آپ جاگ رہی ہیں؟" براق نے بات شروع کرنے کے لیے فضول سا سوال کیا۔

"ظاہر ہے جاگ رہی ہوں تبھی فون اٹھایا ہے۔"اس نے روکھے سے لہجے میں بات کی تھی۔براق نے یہ نوٹ کیا تھا۔

"منہا مجھے بتائیں مجھے سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟گاڑی میں بھی آپ خاموش تھیں اور اب بھی ایسے بات کررہی ہیں۔پتہ ہے تب سے میں آپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں آخر کیا ہوگیا ایسا؟" وہ واقعی کافی فکر مند تھا۔

"تمہارے لیے دھوکا دینا کیا ہے؟"منہا نے الٹا کوئی اور سوال کیا تھا۔

"کسی کو بیچ راہ پر چھوڑ دینا، کسی کا غلط استعمال کرنا۔ویسے آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟" اسے مزید الجھن ہوئی تھی۔

"کیا جھوٹ بولنا دھوکا دینے میں نہیں آتا؟" اس نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں باز اوقات انسان مجبوری میں جھوٹ بولتا ہے۔"

"جھوٹ مجبوری میں بولا جائے یا ویسے جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے۔"اس نے براق کی بات سے صاف انکار کیا تھا۔

"ہوا کیا ہے؟ کھل کر بات کریں۔آپ تو مجھے ڈرا رہی ہیں۔"اس کا دل ڈوب رہا تھا۔

"ڈر ان کو ہوتا ہے جنہوں نے کچھ غلط کیا ہو خیر میں بس آج شادی میں جو کچھ ہوا اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔میں اس لڑکی کو اپنا فرشتہ سمجھتی تھی اور وہ کیا نکلی۔"اسے لائلہ کا وہ روپ دیکھ کر کافی شاک لگا تھا۔

"کہانی کا ایک رخ دیکھ کر کسی کو جج مت کریں منہا۔ہر کسی کی زندگی آسان نہیں ہوتی۔ مجبوریاں انسان سے بہت کچھ کروا دیتی ہیں جو وہ

نہیں کرنا چاہتا۔"اسے لائلہ کی ساری کہانی پتہ تھی۔اس لیے وہ اس کی حمایت میں بولا تھا۔

"تم اسے ڈیفینڈ کر رہے ہو؟"شک اور گہرا ہو رہا تھا۔

"نہیں میں کسی کو ڈیفینڈ نہیں کر رہا بس میں اتنا کہہ رہا ہوں کہ انسان بہت سارے فیصلے مجبوری میں لیتا ہے۔دل سے تو کوئی انسان بھی برا نہیں بننا چاہتا۔لیکن قسمت ہمیں اس موڑ پر لے آتی ہے جہاں ہم خود غرض بن کر اچھا برا بھول جاتے ہیں اور بس اپنا سوچتے ہیں۔"بات سنجیدہ ہوتی جا رہی تھی۔

"مگر میری زندگی میں کبھی ایسا کوئی وقت نہیں آیا جہاں میں اپنے دل میں چور دروازہ کھول کر اچھے برے میں فرق کرنا بھول جاؤ۔"اس کی زندگی ہمیشہ سے سہی ٹریک پر چلی تھی۔جدھر اسے پتہ تھا اسے کیا کرنا چاہیے۔

"خیر آئسکریم کھانی ہے تو بتائیں فریج میں رکھی ہوئی ہے ،دے جاتا ہوں۔"اس نے بات بدلنے کی کوشش کی۔

"ہاں کیوں نہیں جلدی سے دے کر جاؤ۔" اس کا تھوڑا سا موڈ اچھا ہوا تھا۔پھر اس نے لیپ ٹاپ کھولا اور پولیس ریکاڈ میں "لائلہ سلطان" سرچ کیا۔اب وہ کہانی کا دوسرا رخ دیکھنا چاہتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

احمر گودام کے پچھلے حصے میں ایک قبر کھود رہا تھا۔اپنے پیار کی قبر خود کھودنے سے بڑا ملال کیا ہو سکتا تھا؟

آنسو مسلسل اس کی آنکھ سے گر رہے تھے۔سامنے شیلا کی لاش تھی جس کو سفید کفن میں لپیٹا گیا تھا۔

وہ پوری قبر کھود چکا تھا۔اب شیلا کو دفنانے کی باری تھی۔

"مجھے معاف کردینا شیلا مجھے تمہیں نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔"وہ اس کی طرف دیکھ کر روتے ہوئے بولا۔پھر چند قدم آگے بڑھائے اور اس کے پاس بیٹھا۔

"میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے تمہیں گوایا ہے اور یہ ملال میری زندگی سے کبھی نہیں جائے گا۔"وہ شرمندہ تھا بے حد شرمندہ۔

پھر اس نے شیلا کو اٹھایا اور قبر میں لٹایا۔اب وہ اس کے اوپر مٹی ڈال رہا تھا۔قسمت نے اس کا عجیب امتحان لیا تھا اسے اپنی ہی محبت کو دفنانا پڑا تھا۔

اندر پلاننگ روم میں بیٹھا مہتشم گہری سوچ میں گم تھا۔پل بھر میں اس کا پورا گینگ بکھر گیا تھا۔شیلا ان کو چھوڑ کر جا چکی تھی۔لائلہ کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کدھر ہے۔احمر جب سے آیا تھا شیلا کی لاش

کے ساتھ پاگلوں کی طرح باتیں کر رہا تھا۔اور حیمی جیمی ان کی عقل اتنی موٹی تھی کہ ان سے بات کرنا ہی فضول تھا۔

پھر اسے براق کا خیال آیا ایک وہی بچا تھا۔ابھی اس نے براق کا سوچا ہی تھا کہ اس کی خود ہی کال آگئی۔

"لائلہ کدھر ہے؟میں کب سے اسے کال کر رہا ہوں وہ اٹھا ہی نہیں رہی۔وہ ٹھیک تو ہے نا؟" اسے لائلہ کی فکر تھی۔وہ جانتا تھا کہ شیلا کو کھونے کے بعد لائلہ بکھر گئی تھی۔

"مجھے نہیں پتہ وہ کدھر ہے۔اور نا اس نے ہم سے کوئی رابطہ کیا۔"

"کیا مطلب آپ کو نہیں پتہ۔۔۔۔دو گھنٹے ہو گئے ہیں اسے وہاں سے نکلے ہوئے۔وہ اب تک کدھر ہے؟اور آپ نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہیں کی؟"اب کہ وہ چلایا تھا۔

"پولیس ہے نا اسے ڈھونڈنے کے لیے۔جو سب اس نے کیا، اس کے بعد ہم سب خطرے میں ہیں۔ میر بلاج کے بندے ہوش میں آتے ہی اسے سب بتائیں گے اور وہ پاگلوں کی طرح ہم سب کو ڈھونڈے گا۔" گینگ خطرے میں تھا اور یہ بات مہتشم کو فکرمند کر رہی تھی۔

"جو بھی ہو میں لائلہ کے ساتھ ہوں۔اس نے جو کچھ کیا اپنے ہوش وحواس میں نہیں کیا تھا۔اس کے سامنے اس کی دوست کو مارا گیا تھا وہ اور کیا کرتی؟"اسے لائلہ سے ہمدردی تھی۔براق ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا یہ طے تھا۔

"تم دونوں پاگل اور جنونی ہو۔ایسے حالات میں خود کے جذبات پر قابو رکھنا ہوتا ہے۔لیکن میں کیا کہہ سکتا ہوں تم دونوں کو۔"اس نے غصے میں فون بند کیا تھا۔

اس کے بعد براق کتنی ہی دیر لائلہ کو کال کرتا رہا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

"لائلہ فون اٹھاؤ یار۔۔۔"وہ بے حد پریشان تھا لائلہ کے لیے۔

لائلہ براق سے ہر رشتہ توڑ چکی تھی اور وہ اس سب سے انجان تھا۔

——☆☆☆☆☆——

ازلان پولیس والوں سے بات کر رہا تھا اور ساتھ بیٹھی لائلہ نے اپنے اوپر بڑی سی چادر لپیٹ کر گھونگھٹ ڈالا ہوا تھا۔

"ارے سر آپ کو بھی شادی پر بلانا تھا۔آپ کے ساتھ تو بھائیوں والا پیار ہے۔لیکن بس سب بہت اچانک ہوا۔"

("یہ کس کی شادی کی بات کر رہا ہے؟")لائلہ کو سمجھ نہیں آیا تھا۔

ازلان ان پولیس والوں کو اچھے سے جانتا تھا۔وہ موٹر ہوم میں پورا پورا سال گھومتا رہتا تھا۔پاکستان کا ایک ایک کونہ اس نے دیکھ

رکھا تھا۔وہ ٹریول کرنے کا شوقین تھا۔اور جب بھی وہ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا تھا اس کا سامنا پولیس والوں سے ہوتا رہا تھا۔

"مٹھائی بھی نہیں لائے یار تم تو۔"پولیس والے نے شکوہ کیا۔

"اگلی بار سہی، پتہ تو ہے آپ کو میں گھومتا پھرتا ہی رہتا ہوں۔ابھی بھی آپ کی بھابھی کے ساتھ کشمیر جارہا ہوں۔"اس نے مخول کرتے ہوئے بات کی۔گھونگھٹ ڈالے بیٹھی لائلہ کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔

("بھابھی اور وہ بھی میں؟؟ اسے تو میں اچھے سے پوچھوں گی۔")

"ہاں ہاں ازلان میاں تم تو ہر دو دن بعد ہی کہی نا کہی مل جاتے ہو۔کوئی گھر وغیرہ نہیں ہے تمہارا؟"پولیس والا ان کی جان چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔

"ہے نا سر مانسہرہ میں میرے امی ابو کا گھر۔ لیکن میرا گھر تو میرے ساتھ ہی ہوتا ہے۔"اس نے اپنی موٹر ہوم کی طرف اشارہ کیا۔یہ واقعی ایک چھوٹا سا گھر تھا۔

"اور اب تو یہ گھر جنت بن گیا ہے۔"اس نے اب کی بار لائلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے جوش سے بولا۔پولیس والا اس کی بات سن کر زور سے ہنسا۔

("جنت سے اٹھا کر تمہیں دوزخ میں نا پھینک دیا تو میرا نام لائلہ سلطان نہیں۔")

"اگر اب آپ کی اجازت ہو تو میں زرا اپنی پیاری سی بیوی کو جنت کی سیر کروا دوں؟"

("یہ آدمی اب مجھ سے مار کھائے گا۔اللہ اللہ سیدھا بیوی ہی بنا دیا۔کیا چیز ہے یہ؟")اس نے اپنا سر پیٹا تھا۔

"جی جی جاؤ ازلان میاں خوب مزے کرو اور میری مٹھائی نا بھولنا۔"پولیس والے نے جانے کا اشارہ کیا تو اس نے بھی خدا حافظ کرکے گاڑی آگے بڑھائی۔

تھوڑی آگے آکے لائلہ نے اپنے اوپر سے چادر اتاری اور غصے سے ازلان کی طرف دیکھا۔جیسے وہ اسے کچا کھا جائے گی۔

"اب کیا کردیا میں نے؟"اس نے لائلہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"یہ کیا تماشا تھا؟میں تمھاری بیوی؟دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"اس نے تپے ہوئے انداز میں بولا۔پھر اس نے دو مکے ازلان کی کمر میں رسید کیے۔ازلان نے گاڑی آہستہ کی۔

"ہاں تو اور کیا بولتا؟"وہ تھوڑا تپا تھا۔

"بہن بھی بول سکتے تھے۔"اس نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا۔

"میں نے پہلے بھی بولا تھا مجھے تمہارا بھائی بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

گاڑی اب ایک ویران جنگل میں بڑھ رہی تھی۔

"اور یہ کب فیصلہ ہوا کہ ہم کشمیر جا رہے ہیں؟ یہ گاڑی فوراً واپس موڑو۔" وہ کشمیر میں کسی جگہ کو نہیں جانتی تھی۔ لائلہ ایسے کیسے کشمیر چلی جاتی۔

"یہ گاڑی میری ہے، میں جدھر مرضی چلاؤ۔" اس نے اکڑتے ہوئے جواب دیا۔

NOVEL HUT

"یہ گن بھی میری ہے، میں جدھر مرضی چلاؤ۔" اس نے ایک بار پھر گن اس کو دیکھائی تھی اور ازلان کی ساری ہوا نکل چکی تھی۔

"دیکھو اسلام آباد کی ساری پولیس تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ اب اسلام آباد میں تو ہم رہ نہیں سکتے۔ اور کشمیر میں میرے بہت جاننے

والے ہیں۔ہمیں ادھر رہنے کی جگہ مل جائے گی۔"اس نے لائلہ کو ساری بات سمجھائی۔اب لائلہ کو بھی اس کی بات میں وزن لگا۔پہلی بار اس آدمی نے عقل کی بات کی تھی۔

"ایک تو میں نے تمہیں پولیس سے بچایا اور اوپر سے تم مجھ پر ہی غصہ کررہی ہو۔"اس کا منہ غصے میں کسی بچے کی طرح پھول چکا تھا۔

"تو کیا کروں؟پھولوں کا ہار پہناؤ یا تمہارے صدقے اتاروں؟"اس نے بگڑتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"نہیں مجھے تم سے اس سب کی امید بھی نہیں ہے۔بس مجھے میرا موبائل واپس کرو۔"موبائل لائلہ کی گود میں تھا اور ازلان نے خود موبائل اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔

"کیوں تم نے کیا کرنا ہے؟دیکھو اگر زرا سی بھی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔۔۔"اس نے ازلان کی گردن پر گن رکھی تھی۔

"پہلے یہ گن ہٹھاؤ ہر بات میں اس کو پیچ میں لانا لازمی ہے؟ اگر یہ غلطی سے چل گئی تو میں بیچارہ تو بن موت مارا جاؤ گا۔" ازلان نے آرام سے ڈرتے ڈرتے بات کی۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم نے موبائل کا کیا کرنا ہے؟"

"وہ دراصل ڈوریمون کا نیو ایپی سوڈ آنا ہے اور مجھے وہ دیکھنا ہے۔"آنکھوں میں معصومیت بھری ہوئی تھی۔لائلہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

"تم واقعی ایسے ہو یا جان کے کرتے ہو؟"اس نے سوال کیا۔

"کیسا؟"

NOVEL HUT

"ایک نمبر کے کھسکے ہوئے پاگل بچے۔"لائلہ نے موبائل سے سم نکال کر اسے موبائل پکڑاتے ہوئے بولا۔ازلان گاڑی روک چکا تھا۔

"اور تم خود کیا ہو؟ایک نمبر کی کھسیانی بلی جو بس ہر چیز کو نوچ کر کھانا چاہتی ہے۔"اس نے موبائل پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

لائلہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کا منہ نوچ لے۔

ازلان اسے اگنور کرتے ہوئے اب ڈوریمون دیکھ رہا تھا۔وہ اتنا مگن ہوگیا تھا کہ اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ کب لائلہ گاڑی سے نیچے اتری۔

لائلہ باہر نکلی تو یہاں شدید ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔پاس ایک بڑے سے درخت کی موٹی سی شاخ گری پڑی تھی۔وہ اس پر جا کر بیٹھی۔

کافی دیر وہ خاموشی سے بیٹھی گزرے لمحوں کو یاد کرتی رہی۔پھر اس نے اپنا موبائل جیب سے نکالا۔براق کی سو سے اوپر مس کالز آئی ہوئی تھیں۔وہ کب سے لائلہ کو کال کر رہا تھا۔

اس نے جلدی سے براق کا نمبر ڈائل کیا۔وہ براق کو سب بتائے گی۔براق تو اس کی سنتا تھا سمجھتا تھا۔وہ اپنا دل براق کے آگے ہلکا کرنا چاہتی تھی۔

("مجھے منہا سے محبت ہے۔")

براق کے الفاظ اس کے دماغ میں گونجے تھے۔

"نا تم سے محبت کرنا میرے بس میں تھا اور نا تمہیں بھول پانا۔لیکن شاید تم سے دور چلے جانا ہی میرے حق میں بہتر ہے۔"اس نے ایک بار پھر دل پر پتھر رکھ لیا۔وہ اپنے اور براق کے راستے جدا کر چکی تھی۔

پھر اس نے احمر کو کال ملائی۔

احمر شیلا کے کمرے میں بیٹھا اس کی چیزوں میں شیلا کی خوشبو تلاش کر رہا تھا۔اس نے فون اٹھایا۔

"میری دوست کو دفنا دیا؟" اس نے پہلا سوال کیا تھا۔وہ اس وقت بنا آواز کے رو رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔"وہ بھی شدید غم میں تھا۔

"مجھے خود کے جذبات پر قابو رکھا چاہیے تھا مجھے۔۔۔مجھے شیلا کو چھوڑ کر جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔سب میری وجہ سے ہوا،نا میں اس طرح غائب ہوتی نا ہی شیلا کو ہارچوری کرنا پڑتا۔"اسے یہی ایک ملال تھا۔

"نہیں۔۔۔میرے لالچ نے مجھ سے شیلا کو چھینا ہے۔کاش اس وقت میں نے اسے جانے کا نا کہا ہوتا۔" ہر کسی کی زندگی میں الگ طرح کا ملال تھا۔

"تم کب واپس آؤ گی؟"اس نے سوال کیا۔

"میں کبھی بھی واپس نہیں آنا چاہتی۔وہاں پر میری اور شیلا کی بہت سی یادیں ہیں۔میں ان کا سامنا نہیں کر سکتی۔" وہ گودام واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے بہت قریب ہوجاؤ اور پھر میں اللہ سے فریاد کروں گا کہ وہ شیلا کو بھی معاف کردے۔لیکن مجھ جیسا گناہ گار اللہ کے قریب کیسے ہو سکتا ہے۔"وہ آخر میں ہمت ہارتے ہوئے بولا۔ وہ کہتے ہیں نا کسی کی سزا دیکھ کر کسی کو ہدایت مل ہی جاتی ہے۔

"ایسی بات نہیں ہے احمر تم اگر سچے دل سے توبہ کرو تو وہ ضرور معاف کرے گا۔یہی تو فرق ہے انسان اور اللہ میں وہ معاف کردیتا ہے ، انسان معاف نہیں کرتا۔"وہ شیلا کی طرح آج مثبت سوچ رہی تھی۔اس حادثے نے لائلہ کو بدل دیا تھا۔

"کسی کو مت بتانا کہ میں نے تمہیں کال کی تھی۔میں یہ موبائل بند کرنے لگی ہوں، خدا حافظ۔" اس نے اتنا کہہ کر فون بند کیا۔

اب وہ اپنے موبائل کی گلری کھول رہی تھی۔سامنے ہی اس کی اور شیلا کی آج رات کی تصویریں تھیں۔

اس نے تصویر کھولی اور کتنے ہی لمحے وہ ایسے بیٹھی بس اس تصویر کو دیکھتی رہی۔آنسو بے اختیار اس کی آنکھ سے گر رہے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

منہا اپنے کمرے سے باہر نکلی تو اسے سونیا بیگم کے کمرے سے کچھ آوازیں آئی۔ جیسے وہ مدد کے لیے پکار رہی تھیں۔ منہا جلدی سے ان کے کمرے کی طرف بھاگی۔

سامنے کمرے میں سونیا بیگم درد سے کراہ رہی تھیں۔ ان کے دل میں کافی درد ہو رہا تھا۔ انہیں منی ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔

"امی ۔۔۔۔۔" منہا اپنی ماں کے منہ پر تھپ تھپا رہی تھی۔ سونیا بیگم کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

"میں ۔۔۔ میں ایمبولینس کو بلاتی ہوں۔" اس نے فوراً سے ایمبولینس بلائی۔

تھوڑی دیر بعد ایمبولینس انہیں ہسپتال لے کر جا رہی تھی۔ منہا کا سانس اٹکا ہوا تھا۔ وہ اللہ سے بار بار اپنی ماں کی سلامتی کی دعا کر رہی تھی۔ جلدی میں وہ براق کو بتانا بھی بھول گئی تھی۔

NOVEL HUT

دوسری طرف نور نے ہمایوں کو کال کر کے سیدھا ہسپتال بلا لیا تھا۔ سونیا بیگم کو سٹریچر پر لیٹا کر اندر وارڈ میں لیجایا جا رہا تھا۔ منہا نور کو سمبھالے کھڑی تھی۔ اس کا رو رو کر برا حال تھا جبکہ منہا خاموش تھی۔ وہ اپنے گھر کی بڑی تھی اسے خود کو مضبوط کرنا تھا۔

"امی ٹھیک تو ہو جائے گی نا؟" اس نے منہا کو دیکھ کر سوال کیا۔

"ہاں میری جان امی بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔ تم خود کو سمبھالو" منہا اسے تسلی دے رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

کافی دیر ہو چکی تھی ازلان ابھی تک موبائل میں ڈوریمون دیکھ رہا تھا۔

"ایک ڈوریمون مجھے بھی مل جائے نا تو مزہ آجائے گا۔"اس نے اپنے ساتھ بیٹھی لائلہ کی طرف دیکھ کر بولا۔مگر وہ یہاں موجود نہیں تھی۔اس کے ہوش اڑے تھے۔لائلہ کدھر گئی؟

پھر وہ گاڑی سے باہر نکلا۔سامنے ایک درخت کی شاخ پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔اس کی کمر ازلان کی طرف تھی۔

"زندگی نے مجھ سے بہت کچھ چھینا ہے۔مجھے بہت سی تکلیفوں سے گزرنا پڑا۔لیکن تمہارا جانا ان سب تکلیفوں پر بھاری ہے۔شیلا تم تو میری اکلوتی دوست تھی تم کیوں چلی گئی اپنی لائلہ کو چھوڑ کر؟"وہ شیلا کی تصویر سے باتیں کر رہی تھی۔

ازلان چپ کر کے اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔نا جانے کیوں اسے ایسے روتا دیکھ کر اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔وہ بہت نرم دل تھا، اس سے کسی کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی۔

"میں بہت چھوٹی تھی جب میرے ماں باپ چلے گئے مجھے تو ان کی شکل بھی سہی سے یاد نہیں اور نا میں ان کے لیے کبھی روئی۔ لیکن تم میں میری جان بستی تھی۔ لائلہ سلطان تمہارے پاس ہو کر بھی تمہیں بچا نہیں پائی کیوں آخر کیوں زندگی اتنی بے رحم ہے۔" وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی لیکن اس کا چہرہ پھر بھیگ جاتا تھا۔

"صرف دو دن میں میں نے اپنا سب کھو دیا۔" اس کا اشارہ براق اور شیلا کی طرف تھا۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ ڈھیر کوششوں اور محنت کے بعد آج بھی میں وہ دس سال کی لائلہ ہو جس کے ہاتھ خالی تھی اور شاید ہمیشہ خالی رہیں گیں۔" وہ اپنی قسمت سے مایوس ہو چکی تھی۔

لائلہ ابھی کچھ اور بولنے لگی تھی کہ اس نے اپنے پیچھے کسی انسان کا وجود محسوس کیا۔ اس نے آنسو صاف کیے اور خاموشی سے گن

اٹھائی۔پھر وہ گن آگے کرتے ہوئے پیچھے مڑی۔ازلان نے یک دم اپنے ہاتھ اوپر کیے۔

"تم شرافت سے گاڑی میں چلو میں۔۔۔"وہ اس کے سامنے خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تم یہ گن رکھ دو میں بنا کسی دھمکی کے تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"نرم دل لائلہ کو ایسے دیکھ کر پگھلا تھا۔

لائلہ نے گن نیچے کی۔وہ اس وقت ہر چیز سے بے زار تھی۔

"لیکن مجھے کچھ بتاؤ تو سہی تا کہ میں تمہاری مدد کر سکوں۔مجھے تمہارے بارے میں جاننا ہے۔"اس نے دو قدم آگے بڑھائے تھے۔

"نیوز میں دیکھ تو لیا تھا میں کیسی ہوں اور کیا جاننا ہے؟"اس نے طنز کیا۔

"وہ تو لوگوں کی رائے ہے تمہارے بارے میں اور تمہارے بارے میں لوگوں کی کیا رائے ہے مجھے فرق نہیں پڑتا۔تم خود کے لیے کیا ہو مجھے اس سے فرق پڑتا ہے۔"وہ پہلی بار سنجیدہ ہوا تھا۔

"میں نہیں جانتی کہ میں کیسی ہوں۔مجھے یہ بھی نہیں پتا میں اچھی ہوں یا بری مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ بہت سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔"وہ دوبارہ شاخ پر بیٹھی تھی۔ازلان بھی اس کے پاس تھوڑے فاصلے پر بیٹھا۔

"لوگ تم سے نفرت کرتے ہیں تو یہ بات ثابت نہیں کرتی کہ تم بری ہو۔"اس نے لائلہ کو کمفرٹ کرنے کی کوشش کی۔

"لیکن لوگوں کی باتیں انسان کو جینے نہیں دیتی۔"وہ لوگوں کی باتوں کو دل پر لگانے والا لڑکا تھا۔

"لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔لوگوں کی پرواہ کرنا میں نے بہت پہلے ہی چھوڑ دی تھی۔یہ لوگ تب کہاں تھے جب میں سڑکوں پر اکیلی بھٹک رہی تھی؟جب مجھ پر ظلم اور تشدد کیا جاتا تھا؟جب مجھے بنا کسی جرم کے جیل میں ڈالا گیا تھا؟تم جانتے ہو۔۔۔۔"اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔

"تم نہیں جانتے جیل میں رہنا کیسا ہوتا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ کو زندہ قبر میں ڈال دیا ہو۔"

اس وقت لائلہ کے زہن کے پردے پر ماضی کی کچھ بری یادیں چل رہی تھیں۔

"مجھے باہر نکالو۔۔۔۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا میں ۔۔۔" وہ پندرہ سالہ لائلہ سلاخوں کے پیچھے بیٹھی چیخ رہی تھی۔اس کے ساتھ اتنی واحیات قسم کی عورتیں تھی۔جو اسے ہی گھور رہی تھیں۔

"چل چپ کر کے بیٹھ جا ادھر گالی۔۔گالی۔۔کم بخت مجھے سونے بھی نہیں دے رہی۔"وہ موٹی ہٹی کٹی عورت لائلہ پر برسی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا میں۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔"وہ روتے ہوئے اپنی صفائی دے رہی تھی۔یہ پندرہ سالہ لائلہ آج کی لائلہ سے کافی مختلف تھی۔وہ سب کے سامنے روتے ہوئے کمزور لگ رہی تھی۔

NOVEL HUT

"یہاں آنے والا ہر مجرم یہی کہتا ہے۔پھر تین دن بعد خود ہی چپ کر جاتا ہے۔"دوسری عورت بے زاری سے بولی تھی۔

لائلہ کو اس اندھیرے سے کمرے میں خوف کے مارے نیند نہیں آرہی تھی۔وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

اس درخت کی شاخ پر بیٹھی لائلہ کو اپنا وہ بے بسی والا چہرہ یاد آیا تھا۔جب تھانے کا ایس ایچ او اس کے سامنے بیٹھا تفشیش کر رہا تھا۔

"اے لڑکی آرام سے بتا دے کس نے بھیجا تھا تجھے صائم صاحب کو مارنے کے لیے؟"وہ برس کر بولا تھا۔اسے اتنا احساس نہیں تھا کہ اس کے سامنے ایک کم عمر لڑکی بیٹھی ہے۔اس کی ایک آواز پر لائلہ کا پورا جسم کانپ اٹھا تھا۔

"میں۔۔۔۔میں۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔میں۔۔۔"وہ اپنی صفائی بھی صحیح سے نہیں دے پا رہی تھی۔

"شرافت سے بتاتی ہے یا۔۔۔۔"اس نے اپنا بھاری ہاتھ ٹیبل پر مارا تھا۔لائلہ کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔

"میں۔۔مم۔۔۔میں سچ بول رہی ہو وہ لڑکا میری طرف غلط نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ

میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں نے بس اپنی جان بچانے کے لیے پتھر مارا تھا۔میں کسی کو جان سے مارے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"وہ پھر سے اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

ایک ہفتہ ہوگیا تھا اسے یہاں آئے اور وہ اپنی صفائی میں بس یہی بولتی تھی۔پہلے کچھ دن تو حوالداروں نے سچ اگلوانے کی کوشش کی

اور آج ایس ایچ او اس کے سامنے بیٹھا تھا۔کوئی بھی اس کی بات پر یقین نہیں کرتا تھا۔سب کی آنکھوں پر پیسے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔یہی تو ہوتا ہے ہمارے ملک میں امیر زادوں کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

ایس ایچ او کافی دیر اس لڑکی کو گھورتا رہا۔نیت خراب ہوچکی تھی۔پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور لائلہ کے قریب آیا۔لائلہ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"ہو بھی تو تم اتنی پیاری اور یہ تمہاری کالی کالی زلفیں۔۔۔۔"اس نے لائلہ کے بالوں کو ہاتھ میں لیا تھا۔لائلہ کا سانس بند ہورہا تھا۔وہ اب منہ سے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کم عمری۔۔۔۔یہ ابھرتی جوانی،ملائم جسم،گلابی ہونٹ تم میں وہ سب ہے جو ایک مرد کی مانگ ہے۔"اس نے لائلہ کے کندھے پر ہاتھ

رکھا تھا اور لائلہ کو پہلی دفعہ وہ ماں باپ اچھے لگے تھے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ مٹی میں پڑے کیڑے بھی ان انسان نما حیوانوں ں سے اچھا سلوک کرتے ہوں گے۔

"بس ایک بار اپنے حسن کا دیدار کروا دو پھر تمہیں میں یہاں سے جانے دونگا۔" آزدی کا لالچ دیا گیا تھا۔

"میں تمہاری بات پر یقین کروں گا اور تمہیں باعزت یہاں سے باہر نکالوں گا۔" عزت لوٹنے کی چاہ رکھنے والا عزت سے باہر نکلانے کی بات کر رہا تھا۔

اس نے ٹیبل پر بیٹھ کر لائلہ کے سامنے اپنے ٹانگیں کھولی اور پھر اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا منہ اوپر کیا۔ اب وہ لائلہ کے ہونٹوں کو ہاتھ لگا رہا تھا۔ لائلہ کو پہلی دفعہ اپنی بے بسی پر افسوس ہوا تھا اور یہ وہ دن تھا وہ لمحہ تھا جب لائلہ نے اپنی معصومیت کھوئی تھی۔ وہ

سمجھ گئی تھی کہ اس دنیا میں انسانوں کی شکل میں اسے حیوان ہی ملیں گے۔اور حیوانوں کے ساتھ جتنا برا کیا جائے اتنا کم ہے۔

اس نے آہستہ آہستہ ہاتھ نیچے بڑھانا شروع کیا۔اسے لگ رہا تھا کہ اس کے جسم پر کسی نے تیزاب پھنک دیا ہو۔

ہاتھ اس کی گردن تک پہنچ چکا تھا۔لائلہ کا دل کر رہا تھا کہ چاہے وہ شخص اس کی گردن دبا دے مگر جو وہ کرنے جا رہا ہے وہ نا کرے۔

("لائلہ اپنے لیے لڑو تمہیں کوئی بچانے نہیں آئے گا۔۔۔۔")اس کا دماغ اسے بار بار سمجھا رہا تھا۔

اب وہ لائلہ کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔اسے اتنی سی بچی پر زرا سا بھی رحم نہیں آرہا تھا۔ہاتھ لائلہ کی قمیض کے اندر پہنچ چکا تھا۔اسے خود سے گھن آرہی تھی جیسے یہ موت سے بھی بدتر تھا۔آدمی نے لائلہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا وہ اس پر جھکتا جا رہا

تھا۔لائلہ کی آواز بند ہوچکی تھی۔ایس ایچ او نے اپنا منہ آگے بڑھایا اس کی آنکھیں بند تھیں۔وہ اپنی ہوس کے نشے میں پاگل ہوگیا تھا۔یہی موقعہ تھا وار کرنے کا۔

لائلہ کو مرنا قبول تھا مگر اپنی عزت اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

اس نے اپنے ہاتھ کا مکا بنایا اور جتنی اس میں جان تھی اس نے ساری لگا کر مکا اس آدمی کی ٹانگوں کے بیچ میں مارا۔ایس ایچ او جو کمینگی کے نشے میں دھت ہوچکا تھا وہ درد سے چیخا۔پل بھر میں اس کی ساری مردانگی نکل گئی تھی۔لائلہ اپنی کرسی سے اٹھی اور دروازہ بجانے لگی۔دروازہ باہر سے لاک تھا۔باہر ایک عورت کھڑی پہرہ دے رہی تھی۔

"تیری اتنی ہمت گالی گالی آہ۔۔۔۔آہ۔۔"وہ وہاں زمین پر لیٹا کراہتے ہوئے بولا۔اس سے اٹھا بھی نہیں جارہا تھا۔لائلہ جلد سے جلدیہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔وہ ابھی اتنی مضبوط نہیں تھی کہ دوبارہ اس کا سامنا کرے۔

لائلہ دروازہپیٹ رہی تھی۔اس کا جسم پسینے میں بھیگ چکا تھا۔آنکھوں میں خوف طاری تھا۔

"دروازہ کھولو کوئی میری مدد کرو۔۔۔۔۔۔"وہ چلا رہی تھی۔باہر کھڑی عورت کو اس پر ترس آیا تھا۔مگر کون اپنی جاب خطرے میں ڈالتا ہے؟

ایس ایچ او سمبھلتے ہوئے اٹھ کر جانوروں کی طرح لائلہ سلطان کی طرف بڑھا۔اس نے اپنا بھاری ہاتھ لائلہ کی کمر پر مارا تھا اور لائلہ دیوار میں جاکر لگی تھی۔اس کے سر سے خون نکلنا شروع ہوگیا

تھا۔لائلہ درد سے چیخی اور پورے تھانے نے اس کی چیخ سنی تھی۔مگر کوئی بھی اتنی ہمت نہیں رکھتا تھا کہ اس معصوم بچی کو بچائے۔

پھر اس نے لائلہ کو اس کے بالوں سے نوچا اس کا سر ابھی تک گھوم رہا تھا۔وہ بالوں سے گھسیٹتا ہوا اسے ٹیبل تک لایا اور پھر اسے ٹیبل پر دھکا دیا۔لائلہ کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے۔وہ درد سے چیخ رہی تھی۔ایس ایچ او نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنا شروع کیے۔

"مجھے جانے دیں پلیز پلیز۔۔۔۔۔"وہ ٹیبل پر سیدھا لیٹی ہوئی تھی۔اس کے جسم کا ایک ایک حصہ درد کر رہا تھا۔وہ یہاں سے اٹھنے کی ہمت بھی نہیں رکھتی تھی۔

NOVEL HUT

"تمہاری اپنی بیٹی نہیں ہے؟اس کا سوچو۔۔۔مجھ۔۔۔۔مجھ پر یہ ظلم مت کرو۔"وہ گڑگڑاتے ہوئے منت کر رہی تھی۔ اپنی بیٹی کا نام سن کر اس آدمی کے سر پر خون سوار ہوگیا تھا۔وہ جنون میں لائلہ کی گردن دبانا شروع ہوگیا تھا۔

"میری بیٹی کا نام لینے کی ہمت بھی کیسے ہوئی؟" وہ زور سے چیخا تھا۔اپنی بیٹی کی باری اتنی غیرت؟

لائلہ کا سانس بند ہورہا تھا۔اس آدمی کی گرفت اور مضبوط ہوتی جارہی تھی۔تبھی دروازہ کھلا۔

"سر اس لڑکی کا وکیل اور خیر خواہ آفس میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"باہر کھڑی عورت اندر آتے ہوئے بولی۔اس عورت کو دیکھ کر وہ حیوان لائلہ سے دور ہوا اور اپنا حلیہ درست کرتے ہوئے باہر نکلا۔

لائلہ ٹیبل پر نیم بے ہوش لیٹی تھی۔ عورت نے اپنے سر سے چادر اتار کر لائلہ کے اوپر دی۔

"مجھے معاف کردینا بیٹی مجھے تمہاری پہلی آواز پر ہی اندر آجانا چاہیے تھا۔"وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

"اگ اگر۔۔۔۔آپ کی ۔۔۔اپ۔۔۔اپنی

بیٹی۔۔۔ہو۔۔۔۔۔۔ہوتی تب بھی۔۔۔۔۔آپ

صرف۔۔۔۔اف۔۔۔افس۔۔افسوس کرتی؟"اس سے بولا نہیں جارہا تھا، الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔

عورت نے لائلہ کو اٹھایا اور باہر لے کر آئی دروازے کی دوسری طرف مہتشم اور ایک وکیل کھڑا تھا۔

"لائلہ سلطان آپ کی ضمانت ہو چکی ہے، اب آپ آزاد ہیں۔"وکیل نے لائلہ کو دیکھ کر بولا۔لائلہ کو لگا تھا جیسے اسے دوزخ سے نکال کر

جنت میں ڈالنے کا اعلان ہوگیا تھا۔اس بند کمرے میں جو کچھ ہوا تھا لائلہ آج بھی نہیں بھول سکتی تھی۔

وہ جیل سے باہر ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ نکلی۔لائلہ سلطان اپنی معصومیت کھو چکی تھی۔وہ ڈری سہمی رونے والی لائلہ کو اس کمرے میں ہی دفنا آئی تھی۔وہ آگ بن کر، قہر بن کر باہر نکلی تھی۔

باہر آکر اس نے سب سے پہلے سیلف ڈیفنس کی کلاسز لی۔وہ ہر ظلم اور زیادتی کا جواب دینا چاہتی تھی۔اس نے مزید کراٹے، باکسنگ اور کچھ سٹنٹس سیکھے۔اس واقعے نے لائلہ کی دماغی حالت پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ایک الگ قسم کا ٹروما دیا تھا۔لائلہ نے اپنے ٹروما سے لڑنے کے لیے تھراپی سیشن لیے جو کے بہت ضروری تھے۔ورنہ وہ ساری زندگی ان ٹروماز میں ہی رہتی۔سہی وقت پر تھراپی کروانے سے انسان کافی حد تک ریکور ہو جاتا ہے۔

ازلان کو لگا تھا کہ وہ جیسا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ ویسی بلکل نہیں تھی۔

"کیوں اتنا مضبوط بن رہی ہو جب کچھ بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے؟ضروری نہیں ہے کہ ہم زندگی کے ہر موڑ پر مضبوطی سے کام لیں کبھی کبھی کمزور بن کر آنسو بہا لینے چاہیے تاکہ دل ہلکا ہو سکے۔"وہ اسے سمجھا رہا تھا۔لائلہ کے اندر اس نے کوئی ایک کھوکھلا پن محسوس کیا تھا۔جیسے وہ اندر سے خالی تھی۔

"میں لائلہ سلطان ہوں اور میں کمزور نہیں ہوں۔"وہ خود پر مضبوط ہونے کا لیبل لگا چکی تھی۔

"تم ایک انسان بھی ہو جسے درد اور تکلیف دونوں محسوس ہوتی ہیں ۔"

"ہاں مگر مجھے اپنی تکلیف چھپانا آتی ہے۔"وہ ازلان کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔چہرے پر اب تک گھبراہٹ تھی۔جو ماضی کی تصویر اس نے ابھی دیکھی تھی اس کے بعد وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر وہ اٹھی اور گاڑی کی طرف بڑھی۔ازلان اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

"تم ادھر ہی رکو میں کپڑے بدل کر آتی ہوں۔"اس نے ازلان کی طرف مڑکر جواب دیا۔

"تم اپنے ساتھ کوئی کپڑے بھی لائی تھی؟"اسے حیرت ہوئی تھی۔

"یہ جو الماری میں سو سے زائد کپڑے لٹک رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی پہن لونگی۔"اس نے حق جماتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ اچھا ہے بنا پوچھے میرے کپڑوں پر قبضہ کر لیا۔ کل ہم بازار جا کر تمہارے لیے کپڑے خرید لیں گے۔ لیکن میرے کپڑوں کو ہاتھ مت لگانا، بہت حساس ہوں میں ان کے معاملے میں۔" ازلان نے دبے دبے غصے میں کہا تھا۔

"چپ کر کے یہاں کھڑے رہو۔ حالت دیکھ رہے ہو میرے کپڑوں کی؟ ایسے حلیے میں کوئی بھی مجھے پہچان سکتا ہے۔" اس کی پروم پر جگہ جگہ خون لگا ہوا تھا۔

پھر وہ اندر کپڑے بدلنے لگی اور ازلان کو فکر ہو رہی تھی کہ وہ اندر سب گندہ کر دے گی۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

صبح کا سورج نکل چکا تھا۔براق واک کرنے اپنے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا۔ساتھ والے گھر پر تالا لگا ہوا تھا۔اسے حیرت اور پریشانی ہوئی تھی۔

پھر اس نے فوراً منہا کو کال کی۔ہسپتال کی میز پر پڑا منہا کا موبائل بج رہا تھا۔پاس ہی سٹریچر پر سونیا بیگم لیٹی ہوئی تھیں۔

منہا باہر ڈاکٹر سے بات کر رہی تھی۔ہمایوں جو وہاں صوفے پر بیٹھا تھا۔اس نے منہا کا فون اٹھایا۔

"منہا کدھر ہیں آپ؟گھر کو تالا لگا ہوا ہے خیر تو ہے؟"وہ کافی پریشانی میں بولا تھا۔

"رات کو پھوپھو جان کی طبیعت خراب ہوگئی تھی تو ہم ان کے ساتھ ہسپتال میں ہیں۔"اس نے سونیا بیگم کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔وہ کچھ کچھ آنکھیں کھول چکی تھیں۔

"منہا کدھر ہے مجھے اس سے بات کرنی ہے۔"براق اپنے گیراج کی طرف بھاگتے ہوئے بولا۔

"منہا میرے ساتھ ہے۔اس نے رات کو سب سے پہلے مجھے فون کرکے بلایا تھا۔کیوں تمہیں اس نے کچھ نہیں بتایا؟"اس نے طنز کیا تھا۔

براق خاموش رہا۔اس کے اندر تک آگ لگ گئی تھی۔

"حیرت کی بات ہے منہا نے تمہیں نہیں بتایا۔تم تو بڑا منہا منہا کرتے ہو۔اس مشکل میں بھی اسے میری ہی یاد آئی۔پوری رات میرے کندھے پر سر رکھ کر روتی رہی۔میرا ہاتھ تو وہ چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔کافی کلوز تھے ہم۔۔۔۔"اس نے براق کے دل میں شک ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ہمایوں کی یہ بات سن کر براق کا خون کھول

اٹھا تھا۔اس وقت اگر ہمایوں اس کے سامنے ہوتا تو وہ واقعی اس کی جان لے لیتا۔

"اپنی بکواس بند کر تیری ہمت بھی کیسے ہوئی منہا کے بارے میں یہ سب بولنے کی۔میری منہا ایسی ہے ہی نہیں،نا تو انہیں کسی کندھے کی ضرورت ہے ناہی وہ اتنی کمزور کردار کی ہیں کہ کسی کے اتنے قریب۔۔۔۔۔"وہ چیخا تھا۔اس سے یہ بات بولی بھی نہیں گئی تھی۔

"مجھے خود سے زیادہ اپنی منہا پر اعتبار ہے۔وہ اپنی حدود جانتی ہیں تو اس لیے میرے دل میں ان کے خلاف شک ڈالنے سے بہتر ہے کہ میرے آنے سے پہلے تم وہاں سے چلے جاؤ۔ورنہ یہ نا ہو کہ اس ہسپتال کے سرد خانے سے تمہاری لاش ملے۔"اس نے صاف صاف دھمکی دی تھی۔سونیا بیگم بھی سب سن رہی تھیں۔لیکن ان

میں کچھ بولنے کی ہمت نہیں تھی۔یہ سب سن کر ان کے دل میں براق کے لیے عزت اور بڑھ گئی تھی۔

ہمایوں نے غصے میں فون بند کیا تھا۔

آخر کیا تھا ان دونوں میں جو وہ جتنی مرضی کوشش کرلے وہ ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔

اعتبار! انہیں ایک دوسرے پر اعتبار تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق گاڑی میں بیٹھا۔وہ جلد سے جلد وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔اس نے نور سے ہسپتال کا ایڈریس مانگا اور گاڑی فل سپیڈ میں بھگائی۔

منہا ڈاکٹر سے بات کرکے کیفے ٹیریا کی طرف بڑھی۔وہاں سے جوس اور سینڈوچ لے کر وہ واپس آئی۔نور سونیا بیگم کے پاس تھی۔ہمایوں باہر کی طرف نکل چکا تھا۔

منہا اندر کمرے میں داخل ہوئی۔ سونیا بیگم کی طبیعت اب کافی بہتر تھی۔

"یہ لو نور کچھ کھا لو۔" اس نے نور کو جوس اور سینڈوچ دیا۔

"آپ نے بھی تو کچھ نہیں کھایا۔" نور پوری رات روتی رہی تھی۔ اس وقت اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

"میں وہ بس۔۔۔۔۔" اس نے بات ٹالنا چاہی۔

"آپی مجھے معاف کر دیں۔ میں نے آپ کو اس دن اتنا برا بھلا بولا لیکن آپ آج بھی میرے لیے فکر مند ہیں۔" اسے شرمندگی ہوئی تھی۔

"میں گھر کی بڑی ہوں اور بڑوں کو گھر کے سکون کے لیے بہت سے باتیں درگزر کرنی پڑتی ہیں۔" منہا نے نرمی سے جواب دیا۔

"پھر بھی میری غلطی ہے مجھے وہ سب نہیں بولنا چاہیے تھا، مجھے معاف کر دیں۔"

"اچھا اچھا بس کرو یہ وقت نہیں ہے ان باتوں کا۔ابھی دعا کرو کہ امی کو ہوش آجائے۔"اس نے نور کو گلے سے لگاتے ہوئے تسلی دی تھی۔

اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا اور براق اندر داخل ہوا۔اسے دیکھ کر منہا کو عجیب سا سکون محسوس ہوا تھا۔کوئی آگیا تھا اسے تسلی دینے والا۔

"آنٹی کو اچانک کیا ہوا؟"اس نے آتے ساتھ سوال کیا تھا۔

"امی کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔شکر ہے میں وقت پر پہنچ گئی۔"

نور باہر کی طرف نکلی۔

"آپ مجھے تو بتا دیتی۔"وہ منہا سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ابھی میں تمہیں ہی کال کرنے والی تھی۔"اس کا لہجا تھوڑا اکھڑا اکھڑا تھا براق کو لگا شاید وہ سونیا بیگم کی وجہ سے پریشان ہے۔

"آپ نے کچھ کھایا؟"اس نے فکر مندی میں سوال کیا۔

"نہیں امی کو ہوش آجائے تو کھاتی ہوں۔"وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولی۔

"کافی جلدی میں نکلا تھا میں ورنہ آپ کے لیے ناشتہ بنا کر لے آتا۔" براق منہا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ابھی آپ ایسا کریں کہ جا کر کچھ کھا کر آئیں۔تب تک میں آنٹی کے پاس ہوں۔" وہ نرمی سے بولا۔

منہا اپنا فون چیک کر رہی تھی۔

"تم نے مجھے کال کی تھی؟اور یہ پانچ منٹ کس سے بات کرتے رہے تم؟"وہ اپنی کال ہسٹری دیکھ رہی تھی۔

"چھوڑیں مجھے دوسروں کی طرح آگ لگانے کا شوق نہیں ہے۔"منہا کو اندازہ ہو چکا تھا کہ کال ہمایوں نے اٹھائی ہوگی۔

"آپ کچھ کھا پی کر فرش ہو کر آئیں، میں ہونا آنٹی کے پاس۔"اس نے دوبارہ منہا سے کہا تو وہ وہاں سے اٹھی۔

—☆☆☆☆☆—

سرسبز پہاڑوں کے بیچ میں ان کی گاڑی چل رہی تھی۔وہ لوگ کشمیر کی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔یہاں کی ہوا میں ایک الگ ہی سکون تھا۔کوئی شور کوئی ہنگامہ کچھ نہیں تھا۔پہاڑ اور اس خاموشی میں چلتے آبشار اور صاف شفاف پانی کے دریاوں کا شور خوب سنائی دے رہا تھا۔

لائلہ نے ازلان کی پینٹ پہن رکھی تھی۔جو کے اس نے تین بار موڑی تھی پھر بھی اس کے پاؤں میں گری ہوئی تھی۔شرٹ اس کے گھٹنے سے تھوڑی ہی اوپر تھی۔

"یہاں کتنا سکون ہے۔"لائلہ نے بے اختیار بولا۔واقعی کشمیر جنت کا ٹکڑا تھا۔

"جب بھی مجھے سکون چاہیے ہوتا ہے تو میں ادھر ہی آتا ہوں۔"ازلان نے اس کی بات کا جواب دیا۔

"اگر مجھے ادھر کسی نے پہچان لیا؟"اسے فکر ہوئی۔

"تو ازلان خان ہے نا تمہارے ساتھ۔"اس نے سینہ چوڑا کرتے ہوئے بولا۔

"تم مجھے ان سے بچاؤ گے؟"

"نہیں یہاں سے بھاگنے میں مدد کروں گا۔" ازلان نے کھل کر ہنستے ہوئے بولا۔

"یہی امید تھی تم سے۔"وہ چڑتے ہوئے بولی ۔

"دیکھیں یہاں پر انٹرنیٹ بہت مشکل سے آتا ہے اور آدھے لوگوں کے گھر میں توٹی وی بھی نہیں ہے۔اس سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" ازلان نے کافی سوچ سمجھ کر بات کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ازلان نے اپنی گاڑی روکی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک چھوٹی سی وادی نظر آرہی تھی۔وہاں چھوٹے چھوٹے گھر تھے۔جہاں سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

پھر وہ گاڑی سے اترا تو لائلہ بھی ساتھ اتری۔ازلان نے لائلہ کی طرف دیکھا۔اس لڑکی کے بال ازلان کو بہت پیارے لگے تھے۔ وہ لائلہ کی طرف بڑھا پھر اپنا ہاتھ آگے کیا۔

"فرینڈز؟"دوستی کی آفر کی گئی تھی۔

"میں دوست نہیں بناتی۔" اس نے صاف انکار کیا۔

"چلیں دوست نا سہی کشمیر کے اس سفر میں مجھے اپنا ساتھی ہی بنا لیں۔یہاں قدم قدم پر آپ کو ازلان دی گریٹ کی مدد کی ضرورت پڑے گی۔"وہ اتراتے ہوئے بولا۔

تبھی پاس میں کوئی کتا بھونکا تھا۔اور ازلان کسی بھیگی بلی کی طرح لائلہ کے پیچھے چھپا۔کتا ان کے قریب آرہا تھا۔ازلان ڈرتے ہوئے چیخیں مار رہا تھا۔لائلہ نے اپنی ہنسی قابو کی تھی۔

"اسے یہاں سے بھگائیں پلیز۔۔۔۔۔مجھے کتوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔"وہ کافی خوف زدہ ہوا تھا۔

"ابھی تو تم مجھے مدد کی آفر دے رہے تھے۔"لائلہ نے طنز کیا تھا۔

"ہاں تو احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے۔میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی اب تم بھی میرے ساتھ ہمدردی کرو۔"وہ گھبراہٹ اور معصومیت میں بولا تھا۔لائلہ نے نفی میں سرہلایا۔

پھر لائلہ نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور کتے کی طرف پھینکا۔کتا ڈر کر ادھر سے بھاگ گیا تھا۔

لائلہ نے مڑکر ازلان کی طرف دیکھا تو وہ تھوڑا سیدھا ہوا۔

"یہ تو بس میں چیک کر رہا تھا کہ تم ڈرتی ہو یا نہیں۔"اس نے بات سمبھالنے کی کوشش کی۔

"تم میری فکر چھوڑو اور آگے چلو۔"اس نے تپتے ہوئے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔

اب وہ دونوں آگے بڑھ رہے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

رات کا وقت تھا۔میر بلاج اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔وہ کل رات سے ایک لمحہ بھی نہیں سویا تھا۔تبھی اس کا فون بجا۔

"باس جس روڈ سے وہ لڑکی غائب ہوئی تھی اس روڈ کی ساری سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ ہوگئی ہیں۔"وہ بڑے افسوس سے بتا رہا تھا۔یہ وہی ملازم تھا جو اس رات لائلہ کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

"حرام خوروں۔۔۔۔گالی۔۔۔۔گالی۔۔۔۔"وہ غصے میں چلایا تھا۔

"تم لوگ اتنے نکمے ہو کہ ایک لڑکی کو نہیں پکڑ سکے۔وہ تم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بھاگ گئی اور تم لوگ نامردوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرتے رہ گئے۔"اس کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔

"باس ہمارے آنے سے پہلے ہی کوئی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ کروا چکا تھا۔"وہ اپنی صفائی دے رہا تھا۔

اس نے غصے میں فون بند کیا اور پھر اپنے خاص ملازم کو اندر بلایا۔

"یس باس۔"ہاتھ باندھ کر وہ بڑے ادب سے بولا تھا۔

"حاکم کا کہنا ہے کہ سی سی ٹی وی فوٹیج غائب ہوگئی ہے۔"وہ سارے مشورے اس ملازم کے ساتھ ہی کرتا تھا۔

"سر اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ اس لڑکی کے کافی ریسورسیز ہیں۔تبھی تو اتنی جلدی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ ہوگئی۔"اس نے بڑے سوچ سمجھ کر جواب دیا تھا۔

"لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی کہ وہ سب اندر کیسے آئے ہونگے؟بنا انویٹیشن کے کوئی یہاں بھٹک بھی نہیں سکتا۔"یہ بات اسے کھٹک رہی تھی۔

"سر میں اس بارے میں پتہ کرتا ہوں۔"وہ جھک کر خدا حافظ کر کے باہر نکلا۔

پھر میر بلاج نے ایک نمبر ملایا۔

"مجھے کل کے پورے ایونٹ کی ویڈیو چاہیے خاص طور پر انٹری کی۔"وہ حکم دے چکا تھا۔میر بلاج اپنے مہمانوں کو جانتا تھا۔اس کے لیے بہت آسان تھا ان چوروں کو پہچاننا۔

—☆☆☆☆☆—

ہسپتال کے اس کمرے میں نور منہا اور براق موجود تھے۔رات کو سونیا بیگم کے پاس رکنے کی اجازت صرف ایک شخص کو ملی تھی۔ہسپتال میں رش نہ ہو اس لیے ایک سے زیادہ لوگ مریض کے پاس نہیں رک سکتے تھے۔

"تم نور کو لے جاؤ میں امی کے پاس رک جاتی ہوں۔"ان کی اسی بات پر بحث چل رہی تھی۔

"نور اکیلی گھر میں کیسے رہے گی؟اور آپ بھی تو کل رات سے ہسپتال میں ہیں آپ دونوں جاکے آرام کریں میں آنٹی کے پاس رکتا ہوں۔"اس نے بڑے تحمل سے کہا تھا۔

"نہیں میں ایسے امی کو چھوڑ کر نہیں جارہی اور نوربی جان کے پاس رہ لے گی تم اسے وہاں چھوڑ آنا۔"

"دیکھیں بات کو سمجھیں آپ کل رات کی جاگی ہوئی ہیں۔ایسے تو آپ بھی بیمار ہوجائیں گی۔"وہ اسے بچوں کی طرح سمجھا رہا تھا۔

"مگر میں۔۔۔۔"

"آپی صحیح تو کہہ رہے ہیں براق بھائی۔میرے سسرال والے بھی امی کا پتہ کرنے آرہے ہیں۔وہ تو ہسپتال آنے کا کہہ رہے تھے لیکن میں

نے انہیں گھر پر بلا لیا۔یہاں ویسے ہی اتنا رش ڈل جاتا۔"اب منہا کا جانا ضروری تھا۔گھر میں کسی بڑے کا ہونا ضرور تھا۔

"یہ میرے اپارٹمنٹ کی چابی ہے۔فریج میں پاستہ اور باقی کھانے کی چیزیں پڑی ہونگی وہ کھا لینا آپ لوگ۔"اس نے منہا کو وہ چابی دی۔یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی ۔

منہا نور کے ساتھ باہر نکلی۔براق وہاں سونیا بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔

—☆☆☆☆☆—

لائلہ اور ازلان کو ایک چھوٹے سے گھر میں پناہ مل گئی تھی۔یہ گھر لکڑی کا بنا ہوا تھا۔جس میں دو کمرے نیچے اور ایک کمرہ اوپر تھا۔گھر کا مالک اپنی بیوی اور ایک بیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔

"بہت ہی اچھا کیا ازلان میاں یہاں آکر۔"سر پر ٹوپی پہنے چادر لپیٹے وہ آدمی چالیس سے اوپر کا لگتا تھا۔

"بس میں نے سوچا شادی کے بعد سب سے پہلے اپنے چاچا کے گھر جاؤں۔"وہ قہوہ پیتے ہوئے بولا۔

اس وقت لائلہ ازلان اور باقی گھر کے لوگ مہمان خانے میں موجود تھے۔لال رنگ کے کارپٹ کے اوپر کشمیری قالین اور گدیاں رکھی ہوئی تھیں۔

لائلہ اپنا غصہ بے حد مشکل سے کنٹرول کر رہی تھی۔

"آپ دونوں کی ملاقات کیسے ہوئی؟ازلان بھائی آپ تو چھپے رستم نکلے۔" اٹھارہ سال کی آئمہ بولی تھی۔

"بس کیا بتاؤں، انہوں نے مجھے دیکھا تو میری دیوانی ہی ہوگئی۔خیر میں ہوں ہی اتنا پیارا۔"وہ اتراتے ہوئے بولا۔اور لائلہ آج واقعی میں اس کا سر پھاڑے گی اس نے طے کرلیا تھا۔

"خیر ہماری بھابھی بھی کم پیاری نہیں ہیں۔ان کے ہونٹ تو دیکھو کتنے گلابی ہیں اور بال اتنے لمبے اور حسین۔سچ بتائیں بھابھی کیا لگاتی ہیں آپ ان پر؟"وہ لائلہ سے چپک کر بیٹھی ہوئی تھی۔لائلہ کو تھوڑا عجیب لگ رہا تھا، وہ اتنی جلدی کسی سے گھلتی ملتی نہیں تھی۔لائلہ بس اپنی تعریف سن کر ہلکا سا مسکرا دی۔

"شاہین بیگم کھانا لگایں،پھر بچوں نے آرام بھی کرنا ہوگا۔" شہباز صاحب بولے تھے۔

پھر شاہین اور آئمہ اپنی جگہ سے اٹھیں۔اور کھانے کی میز سجانے لگی۔

کھانا کھانے کے بعد وہ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے۔لائلہ اور ازلان کو اوپر والا کمرہ ملا تھا۔اس کمرے کی دیواریں لکڑی کی تھی

اور درمیان میں نارمل سا بیڈ لگا ہوا تھا۔بیڈ کے سائیڈ پر بالکنی تھی۔جدھر لائلہ سلطان کھڑی پورا کشمیر دیکھ رہی تھی۔

"کل میں تمہیں اس جنت کی سیر کرواؤں گا۔"وہ بالکنی میں داخل ہوا تھا۔

"لیکن میں تمہیں دوزخ کی سیر ابھی کرواتی ہوں۔"وہ اس کی طرف مڑی ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے۔

"اب کیا کر دیا میں نے؟"وہ انجان بن رہا تھا۔لائلہ اس کے پیٹ میں مکا مارا۔وہ تھوڑا نیچے جھکا۔

"تمہیں میں نے ہزار بار بولا ہے کہ یہ گھٹیا جھوٹ مت بولا کرو۔تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی؟"اسے سخت چڑ تھی اس جھوٹ سے اور ازلان بار بار یہی جھوٹ بولتا تھا۔

"تو اور کیا کہتا؟یہاں کے لوگ لڑکا لڑکی کی دوستی کو بہت غلط سمجھتے ہیں۔"

"بہن بھی کہہ سکتے تھے۔"جواب فوراً آیا تھا۔

"میں نے بھی ہزار بار بولا ہے کہ مجھے تمہارا بھائی نہیں بننا۔"وہ بھی تھوڑا چیخا تھا۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"وہ غصے میں بولی تھی۔

"تم ہو میرا مسئلہ جب سے ملی ہو بس باتیں ہی سنائی جارہی ہو اور اوپر سے بات بات پر مارنا شروع کر دیتی ہو۔ایک تو میں نے تمہاری اتنی مدد کی، تمہاری جان بچائی اور تم۔۔۔"وہ غصے میں بولا تھا۔

"کیا میں ہاں بولو بولو۔۔۔۔"اس نے دو قدم آگے بڑھائے تھے۔

"تم ایک نمبر کی لومڑی ہو جو بس اپنا فائدہ دیکھتی ہے۔"اس نے بڑی ہمت کر کے بولا تھا۔

"اچھا اور تم سے مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟" اس نے اتراتے ہوئے بولا۔

"مفت میں اتنا پیارا اور شریف لڑکا جو مل گیا تمہیں اور کیا چاہیے؟ تمہاری تو لاٹری نکل آئی ہے۔" وہ بڑا اترا کر اپنی تعریف کر رہا تھا۔

"یو نو وٹ؟ میں تم جیسوں کو گھاس بھی نہیں ڈالتی۔ ٹوٹے ہوئے نلکے جیسی تمہاری شکل ہے، آئے بڑے۔" لائلہ نے بڑے ہی اچھے الفاظ میں اس کی تعریف کی تھی۔

"او ہیلو میں کوئی بکرا نہیں ہوں جسے تم گھاس ڈالو گی اور یہ مجھے کس چیز کے ساتھ ملا دیا؟ لگتا ہے یہ تمہاری آنکھیں نہیں ٹچ بٹن ہیں۔ جو مجھ جیسے گبرو جوان لڑکے کا حسن دیکھائی نہیں دے رہا۔" اس نے لائلہ کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"چپ کرو۔۔۔۔۔" وہ چلائی تو ازلان کی ساری ہوا نکل گئی۔

"میں پہلے ہی بتا دوں بیڈ پر میں سونگی۔" وہ دبا دبا چلا رہی تھی۔

"ہاں تو میں صوفے پر سو جاؤ گا اس میں غصہ کرنے کی کیا بات تھی۔" وہ بلکل بھیگی بلی کی طرح بولا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔" اتنا کہہ کر لائلہ کمرے میں داخل ہوئی۔بیڈ سے ایک چادر اور تکیہ اٹھایا۔پھر واپس مڑی اور ازلان کی طرف یہ دونوں چیزیں پھینکی۔ازلان نے چادر تو پکڑلی تھی مگر تکیہ نیچے گھاس میں جا گرا تھا۔

پھر لائلہ نے بالکنی کا دروازہ اندر سے لاک کیا۔ازلان بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"آرام سے ادھر سو جاؤ۔" وہ واپس بیڈ پر آئی۔ازلان بالکنی کا دروازہ زور زور سے بجانے لگا۔

"اتنی ٹھنڈ ہے ادھر کچھ تو خدا کا خوف کرو۔" وہ بیچارگی کے ساتھ بول رہا تھا۔یہ بالکنی اتنی چھوٹی تھی کہ اس کی ٹانگیں بھی سیدھی نا ہو۔

لائلہ نے اپنے سر کے اوپر تکیہ رکھا اور سونے کے لیے آنکھیں بند کیں۔

"تکیہ تو دے دو یار" وہ معصومیت کے ساتھ چلایا تھا۔

پھر وہ منہ بنا کر نیچے لیٹ گیا۔اس کی ٹانگیں سیدھی نہیں ہو رہی تھیں وہ کبھی کسی کروٹ لیٹتا کبھی کسی۔

"احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے بچپن سے پڑھتا آرہا ہوں۔مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ احسان میرے گلے ہی پڑ جائے گا۔"ازلان کی یہ رات کافی اچھی گزرنے والی تھی۔

لائلہ نے سونے کے لیے آنکھیں بند کی لیکن جیسے ہی وہ آنکھیں بند کرتی تھی ماضی کی کوئی تلخ یاد اس کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگ جاتی تھی۔

دو سال پہلے،

وہ ایس ایچ او آج بہت خوش تھا۔ایک لڑکی نے اسے ملنے کے لیے بلایا تھا۔جس لوکیشن پر وہ کھڑا تھا یہ جگہ ویران تھی اور اس کے پیچھے ایک فارم ہاؤس تھا۔تبھی ایک لڑکی اس اپنے قریب آتی دیکھائی دی۔اس نے لال رنگ کا ٹوپ پہن رکھا تھا۔

لیکن پھر اس نے اس لڑکی کے ساتھ ایک اور لڑکی اور دو مردوں کو دیکھا۔وہ اس لڑکی کو پہچانتا تھا شاید۔

"تمہارا کام ختم یہ لو اپنی رقم۔"اس نے لال ٹوپ والی لڑکی کو پیسے دیے اور وہ وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے وہ یہاں موجود ہی نہیں تھی۔

ایس ایچ او کے رنگ اڑے تھے۔اس لڑکی نے اب اپنے ساتھ چلنے والے دو لڑکوں کو اشارہ کیا۔ایس ایچ او سمجھ چکا تھا کہ اسے ٹریپ کیا گیا ہے۔لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔

دونوں لڑکوں نے اس کو پکڑا اور فارم ہاؤس کے اندر لے جا کر کرسی سے باندھا۔

"کو۔۔کون ہو تم؟"اس وقت اس کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ایک مضبوط لڑکی۔

"اتنی جلدی بھول گئے مجھے؟"اس نے طنز کیا تھا۔

ایس ایچ او کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔

"میں لائلہ سلطان۔۔۔"وہ ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

اور ایس ایچ او کو اپنی آنکھوں پر حیرت ہوئی تھی۔یہ وہی ڈری سہمی بچی تھی؟

"آج میں اپنا سارا حساب پورا کرنے آئی ہوں۔دس سال میں نے اس لمحے کا انتظار کیا ہے۔" اس کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔

"جو سب میں نے اس دن محسوس کیا تھا۔تم بھی وہ سب محسوس کرو گے۔"وہ اس کے قریب آئی۔ایس ایچ او کو اس وقت لائلہ سلطان سے خوف آرہا تھا۔

لائلہ نے ہاتھ میں پکڑی بوتل کھولی اور اس کے ہونٹوں کے پاس لے کر گئی۔پھر اس نے بوتل کو ترچھا کیا۔بوتل میں پڑا تیزاب ایس ایچ او کے اوپر گرا۔اس کی زوردار چیخ نکلی تھی، وہ تڑپ رہا

تھا۔معافیاں مانگ رہا تھا۔مگر لائلہ اس کے جسم پر تیزاب پھینکتی گئی۔اس وقت پورا فارم ہاؤس اس کی چیخوں سے لرز رہا تھا۔اس کی چھاتی گردن سب سڑ رہا تھا۔وہ بیان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کیا درد محسوس کر رہا تھا۔

"ببب۔۔۔بس کرو۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔لیکن لائلہ رحم کرنا بھول گئی تھی۔

"ارے یہ تو کچھ نہیں ہے یہ تو بس وہ تکلیف تھی جو تمہارے وجود کے احساس نے مجھے دی تھی۔" وہ سرد لہجے میں بولی۔پھر اس نے اپنی جیب سے چاقو نکالا۔

"رررر۔۔۔رح۔۔۔رحم کرو رحم۔۔۔۔۔"وہ اس وقت وہی بے بسی محسوس کر رہا تھا جو اس دن لائلہ نے کی تھی۔

لائلہ نے چاقو اس کے ہونٹوں پر رکھا اور آہستہ آہستہ چاقو کی نوک اندر دباتے ہوئے اس کے جسم پر پھیرا، تیزاب سے سڑے ہوئے جسم پر چاقو کی نوک ، واقعی یہ لڑکی بہت بے رحم ہو گئی تھی۔

"یہ وہ احساس تھا جب تو نے مجھے چھوا۔"آنکھوں میں جنون طاری تھا۔اس سے پہلے وہ بے قابو ہوتی۔وہ واپس مڑی اور باہر نکلنے لگی۔ایس ایچ او درد کے مارے ابھی تک چیخ رہا تھا۔

"میم ہمارے لیے کیا حکم ہے؟" ایک لڑکا پیچھے سے بولا تھا۔

"اسے اپنی مردانگی پر بہت ناز ہے۔"اس نے ایک نظر ایس ایچ او پر ڈالتے ہوئے بولا۔

"اس سے اس کی مردانگی چھین لو۔"وہ واپس مڑ کر بولی۔وہ دونوں لڑکے سمجھ گئے تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔لائلہ باہر نکل رہی تھی اور پیچھے سے ایس ایچ او کے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

خواب ٹوٹا تھا، وہ حال میں واپس آئی۔

——☆☆☆☆☆——

براق سونیا بیگم کے پاس کھڑا تھا۔وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے اسی طرح کھڑا تھا۔ڈرپ ختم ہونے والی تھی اور اس کے ختم ہوتے ہی اس نے نرس کو بلانا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دیوار سے ٹیک لگا کر یہی سو گیا اور اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ کب صبح کا سورج نکل آیا۔جب اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں کافی روشنی تھی۔

نرس کھڑی سونیا بیگم کو کروٹ دلوا رہی تھی۔براق جلدی سے آگے بڑھا۔

"میں مدد کروا دیتا ہوں۔"پھر اس نے سونیا بیگم کو پکڑا اور ٹیک دلوائی۔

"معاف کرنا مجھے پتہ ہی نہیں چلا کب میری آنکھ لگ گئی۔"وہ نرس سے بات کر رہا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ان کی ڈرپ میں نے چینج کر دی تھی۔اب تو یہ کافی بہتر ہیں۔"سونیا بیگم ہلکا سا مسکرائی تھیں۔تبھی براق کا فون بجا۔اس نے فون کاٹ دیا۔فون ایک بار پھر بجا۔

"سن لو بیٹا کوئی ضروری بات نا ہو۔"سونیا بیگم ہلکا سا بولی تھی۔

"نہیں آنٹی بعد میں سن لونگا۔آپ کو اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا۔"اس نے نرمی سے جواب دیا۔

"ان کے پاس میں ہوں آپ جائیں بات کر لیں۔"نرس نے براق کو بولا تو سونیا بیگم نے بھی اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔پھر وہ باہر نکلا۔

"بڑا فرمابردار ہے آپ کا بیٹا، پوری رات آپ کے پاس کھڑا رہا کہاں ملتی ہے ایسی اولاد آج کل۔" نرس نے براق کی تعریف کی تھی۔ سونیا بیگم کھل کر مسکرائی۔

وہ تھوڑا سائڈ پر آکر کھڑا ہوا پھر اس نے نمبر ملایا۔

"ہاں علی بولو کیا خبر ہے۔" وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بہت آہستہ بات کر رہا تھا۔

"میں نے اس روڈ کی ساری سی سی ٹی وی فوٹیج غائب کردی تھی۔ اب پولیس کو کوئی ثبوت نہیں ملے گا۔" براق نے اپنے ایک بندے کو لائلہ کے پیچھے لگایا ہوا تھا۔ وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لائلہ کو بچانے کی۔

"لائلہ اس روڈ سے کس طرف گئی تھی مجھے یہ بتاؤ۔"

"اس نے ایک گاڑی میں چھلانگ لگائی تھی اور کچھ دیر بعد اس گاڑی میں ایک لڑکا داخل ہوا تھا۔پھر کچھ منٹوں بعد وہ گاڑی وہاں سے نکل گئی۔"اس نے ساری رپورٹ دی تھی۔

"مطلب لائلہ کا کوئی بندہ وہاں موجود تھا۔شکر ہے وہ محفوظ ہے۔لیکن ایک کام اور کرنا ہے تم نے۔"اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی نہیں تھا وہاں۔

"لائلہ کا نمبر آخری دفعہ ایک جنگل میں آن ہوا تھا۔اس کے بعد سے نمبر بند آرہا ہے۔تم وہاں جاؤ اور اسے ڈھونڈوں۔میں ایک دو دن تھوڑا مصروف ہوں ورنہ میں خود جاتا اسے ڈھونڈنے ۔"اتنا کہہ کر اس نے کال کاٹی اور جنگل کی لوکیشن علی کو بھیجی۔

پھر وہ مہتشم سے کال پر بات کرنے لگا۔بات کافی لمبی ہوگئی تھی۔اسے اندازہ بھی نہیں ہوا۔

جب اسے اندازہ ہوا تو وہ کمرے کی طرف واپس بھاگا۔کمرے کے باہر منہا کھڑی تھی اور اس کے ساتھ ہی نور موجود تھی۔شکل سے وہ کافی فکر مند نظر آتی تھی۔براق کو اپنے قریب آتا دیکھ کر اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔

"کیا اس لیے میں تمہیں اپنی ماں کے پاس چھوڑ کر گئی تھی کہ تم انہیں لاوارثوں کی طرح چھوڑ کر خود باہر پھرتے رہو۔"وہ براق پر برسی تھی۔

"میں بس ایک فون کال سننے گیا تھا،کیا ہوا آنٹی کو؟اور نرس ان کے پاس ہی تو تھی۔"وہ اپنی صفائی دے رہا تھا۔

"کیا فون کال اتنی ضروری تھی؟اور اگر انہیں نرسوں کے بھروسے ہی چھوڑنا تھا تو کل رات کیوں ہیرو بن رہے تھے؟"اس کا لہجا کافی

سخت ہوگیا تھا۔براق کے خلاف اس کے دل میں بہت سی باتیں آگئی تھی۔لیکن وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

"تم پر اعتبار کرکے میں نے تمہیں یہاں چھوڑا تھا۔لیکن تمہیں تو عادت ہوگئی ہے اعتبار توڑنے کی۔"وہ ہسپتال میں چیخ نہیں سکتی تھی لیکن اس کا یہ لہجا ہی براق کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔

"میں نے کب آپ کا بھروسہ توڑا؟ منہا اگر کوئی بات ہے تو میرے ساتھ بیٹھ کر کلیر کریں میں۔۔۔۔"اسے پہلے ہی شک تھا کہ منہا اس سے اتنا اکھڑا اکھڑا برتاؤ کیوں کر رہی تھی۔

"بس براق مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔تمہاری وجہ سے میری ماں کو کچھ ہوا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"وہ اجنبیت کے ساتھ بات کر رہی تھی۔براق کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"منہا وہ صرف آپ کی ماں نہیں ہیں۔ میرے لیے بھی وہ میری ماں جیسی ہیں۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ ان کی طبیعت اس طرح خراب ہوجائے گی۔ ورنہ میں کبھی بھی نا جاتا۔" وہ مسلسل اپنی صفائی دے رہا تھا لیکن بات صرف سونیا بیگم کی نہیں تھی۔ منہا کے دل میں بہت سی باتیں تھی جن کا غبار وہ ایسے نکال رہی تھی۔

"تمہاری اپنی ماں ہوتی تو تم کبھی بھی انہیں اس طرح چھوڑ کر نا جاتے۔ خیر تم تو اپنی ماں۔۔۔" یہ بات اسے نامناسب لگی تو وہ خاموش ہوگئی۔

"لیکن میں تو اپنی ماں کو بھی چھوڑ کر چلا گیا تھا، یہی کہنا چاہتی تھیں نا آپ؟" یہ بات اس کے دل پر لگی تھی۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔ اسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ اتنا سخت کہہ جائے گی۔

"مطلب سب کا وہی ہوتا ہے بس بھرم رکھنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"آنکھیں تکلیف سے بھر چکی تھیں۔منہا تھوڑا شرمندہ ہوئی۔

"آپ کو سب کچھ بتایا تھا میں نے اور مجھے یہ امید نہیں تھی کہ آپ میرے بارے میں ایسا سوچیں گی۔"وہ واپس مڑا تھا۔اس کا مان ٹوٹا تھا۔مان تو ہوتے ہی ہیں ٹوٹنے کے لیے۔

براق وہاں سے جا چکا تھا۔منہا نے اپنا سر پیٹا،جو بھی ہوا غلط ہوا۔اسے یہ سب بولنا ہی نہیں چاہیے تھا۔غصے میں بولے گئے الفاظ کا ملال بہت زیادہ ہوتا ہے۔

تبھی ڈاکٹر کمرے سے باہر آیا۔

"امی ٹھیک تو ہیں نا؟"نور نے فوراً سوال کیا تھا۔

"جی جی وہ بلکل ٹھیک ہیں۔بس تھوڑا سا بی پی ہائی ہوا تھا۔ایسی عمر میں یہ نارمل ہے ،ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ویسے بھی شام تک ان کو ڈسچارج کردیا جائے گا۔"ڈاکٹر نے تسلی دی تو نور کو حوصلہ ہوا۔

اپنے الفاظ پر منہا کو ابھی تک پچھتاوا ہورہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ صبح اٹھی تو ازلان بالکنی کے دروازے سے ٹیک لگائے سورہا تھا۔اس نے اپنے بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنایا۔پھر وہ اٹھی اور بالکنی کی طرف بڑھی۔لائلہ نے دروازہ یک دم کھولا اور ازلان نیچے زمین پر آکر گرا۔اس کا سر بری طرح زمین میں بجا تھا۔

"اٹھ جاؤ صبح ہوگئی ہے۔"وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ابھی اس کی آنکھیں بھی پوری نہیں کھلی تھیں۔

"کسی کو نیند سے اٹھانے کا یہ بہت برا طریقہ ہے۔"وہ تپ کر بولا تھا۔

"تم مجھے ادب آداب نہیں سیکھاؤ۔"وہ اتنا کہہ کر واش روم کی طرف بڑھی۔

"پتہ نہیں کونسے گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے۔"وہ تپتے ہوئے اٹھا۔دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ازلان نے جلدی سے چادر اٹھائی اور بیڈ پر رکھی۔اپنا تھوڑا سا حلیہ درست کر کے دروازہ کھولنے لگا۔باہر آئمہ کھڑی تھی۔

"امی ابو آپ دونوں کو ناشتے کے لیے بلا رہے ہیں۔"وہ پر جوش لہجے میں بولی تھی۔

"میری پیاری بہن میں گاڑی سے اپنے کپڑے لے آؤ۔اتنا تم اپنی بھابھی کا خیال رکھنا اور ہاں انہیں کوئی اپنے کپڑے بھی دے

دینا۔"وہ اسے نرمی سے کہہ رہا تھا۔لائلہ ہاتھ منہ دھو کر باہر نکلی تھی۔

"ویسے بھی تمہاری بھابھی کا قد خاص لمبا نہیں ہے۔تمہارے کپڑے آجائیں گیں انہیں۔"اس نے لائلہ کو دیکھ کر اونچا سا بولا۔

پھر وہ باہر نکلا اور لائلہ کا سارا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

"آئیں بھابھی میرے کمرے میں چلیں۔میں آپ کو اپنے کپڑے دیکھاتی ہوں۔جو بھی اچھا لگے آپ پہن لینا۔"یہاں کے لوگ بہت ہی پرخلوص اور دل کے صاف ہوتے ہیں۔

NOVEL HUT

وہ لوگ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

"ویسے ایک بات تو بتائیں آپ کو ازلان بھائی میں سب سے زیادہ کیا پسند آیا تھا؟"اس نے شرارتی انداز میں پوچھا تھا۔

"ماشاءاللہ سے وہ پورے کا پورا ایک عجوبہ ہے اور مجھے بچپن سے ہی عجیب چیزیں پسند ہیں۔"اس نے جھوٹی سی مسکراہٹ کے ساتھ ازلان کی تعریف کی تھی۔

"ہائے اللہ ازلان بھائی کو ایسے تو نا بولیں اتنے اچھے اور پیارے ہیں۔پتہ ہے ساتھ والے گھر میں میشی رہتی ہے۔اسے ازلان بھائی اتنے پسند ہیں ،مرتی ہے ان پر۔اب جب سے آپ لوگوں کی شادی کا پتہ چلا ہے گھر سے باہر نہیں نکلی۔"وہ مسکراتے ہوئے سب بتا رہی تھی۔دونوں اس کے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔

"یہ جو اس نیولے کے شکل والے پر مرتے ہیں وہ سچ میں مر کیوں نہیں جاتے۔"اس نے آہستہ سا بولا تھا مگر آئمہ سن چکی تھی۔

"اب آپ زیادتی کر رہی ہیں بھائی کے ساتھ۔"اس نے شکوہ کیا لیکن لائلہ اگنور کرتے ہوئے اس کے کپڑے دیکھنے لگی۔وہاں ایک

بھی جینز یا کرٹتا نہیں تھا۔ سب لمبی لمبی قمیضیں اور کھلے ٹراؤزر تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ نکالا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

کمرے میں کھڑا ازلان کپڑے بدل رہا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کی شلوار پہن رکھی تھی اور قمیض پہنتے ہوئے اس کا ایک بٹن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنی قمیض اتاری۔

پھر وہ قمیض کا بٹن لگانے لگا۔ لائلہ کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ زور سے بند کیا۔ ازلان ڈر کر یک دم اٹھا جیسے کوئی طوفان آگیا ہو۔ سامنے لائلہ کھڑی تھی اور اسے قمیض کے بغیر دیکھ کر لائلہ کا پارا اور ہائی ہوا۔

"کیسے بے شرم انسان ہو تم۔" اس نے منہ دوسری طرف موڑا۔

"کونسی بے شرمی ؟اپنا ہی کمرہ ہے میرا اور ویسے بھی میں بٹن لگا رہا تھا۔" اس نے منہ چڑھاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں اتنی تمیز تو ہونی چاہیے کہ کمرہ لاک کرلوں۔" لائلہ اس کی طرف بنا دیکھے بولی۔

"مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ میرے ساتھ ایک عدد ڈائن بھی رہتی ہے۔جو کسی بھی وقت بنا نوک کیے میرے کمرے میں داخل ہو سکتی ہے۔" وہ قمیض پہنتے ہوئے بولا۔

"تم اب حد سے بڑھ رہے ہو۔"وہ واپس مڑی تو ازلان قمیض پہن چکا تھا۔

"اور جو رات کو تم نے میرے ساتھ کیا وہ کیا تھا؟ٹیک لگا لگا کر میری گردن لمبی ہو گئی۔"وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

NOVEL HUT

"رہنے دو یہ گردن پہلے ہی شتر مرغ کی طرح لمبی تھی۔" ازلان کی گردن واقعی تھوڑی لمبی تھی۔

"بات بات میں یہ جو تم جانوروں کو بیچ میں لے آتی ہو نا پانچ ٹائم کی منحوس لگتی ہو۔" وہ تپ کر بولا تھا۔

"چپ کرو ورنہ اگر میں نے چپ کروایا نا تو کبھی بول نہیں پاؤ گے۔" اس نے پھر جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔

"ایک دن ضرور آئے گا جب میری تم سے جان چھوٹ جائے گی۔" اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔

"اچھا اور وہ ایک دن کیوں آئے گا؟" اس نے آنکھیں چڑھاتے ہوئے بولا۔

"کیونکہ دو دن ایک ساتھ نہیں آسکتے۔" اس نے ہنستے ہوئے تالی ماری۔وہ منٹ میں غصہ اور لڑائی سب بھول جاتا تھا۔لائلہ کو ازلان سے ایسے ہی جواب کی امید تھی۔

لائلہ نے ہاتھ سے ازلان کو لعنت پیش کی اور باہر کی طرف بڑبڑاتے ہوئے نکلی۔

——☆☆☆☆☆——

"آپی آپ کو براق بھائی سے بحث نہیں کرنی چاہیے تھی۔" نور اندر کمرے میں کھڑی منہا کو سمجھا رہی تھی۔ہمایوں اور بی جان بھی ہسپتال آئے ہوئے تھے۔سونیا بیگم بیڈ سے ٹیک لگائے لیٹی تھیں۔

"منہا نے جو کیا صحیح کیا۔"ہمایوں پاس کھڑا بولا تھا۔

"تم سے بات کی ہم نے؟ میں نے پہلے بھی بولا تھا اور اب بھی بولوں گی کہ میرے اور براق کے معاملے سے تم دور رہو۔" منہا صاف اور سیدھی بات کرتی تھی۔

"ہمایوں چلو ادھر سے، اس سے پہلے کہ یہ لڑکی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں یہاں سے نکالے۔" بی جان سونیا کے پاس سے اٹھی۔

"امی ابھی تو آئی ہیں آپ۔" سونیا بیگم نے التجا کی۔

"میں گھر پر ملنے آؤں گی، جب تمہاری یہ بیٹی گھر پر نہیں ہوگی۔" انہوں نے منہا سے فضول کی ضد باندھ لی تھی۔ لیکن منہا خاموش رہی۔ تھوڑی دیر بعد ہمایوں بی جان کو لے کر باہر نکلا۔

شام کا وقت ہو چکا تھا۔ لیکن براق جب سے ہسپتال سے آیا تھا اسی طرح اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا تھا۔ پھر وہ ہمت کر کے اٹھا اور لائلہ کی تلاش میں باہر نکلا۔

سونیا بیگم اپنے کمرے میں لیٹی آرام کر رہی تھیں۔ انہیں ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔

"امی آپ نے بلایا۔" منہا اندر داخل ہوئی۔

"ہاں ادھر میرے پاس بیٹھو۔" انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

منہا ان کے پاس آکر بیٹھی۔

"کیا ہوا ہے تمہارے اور براق کے درمیان؟" انہوں نے سیدھا سوال کیا تھا۔

"کچھ نہیں بس وہ میں نے آج صبح اسے کچھ باتیں سنادی تھیں۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"میں براق کو بھی جانتی ہوں اور تمہیں بھی، براق تمہاری بڑی سے بڑی بات کو بھی درگزر کر سکتا ہے۔ لیکن ضرور تم نے کوئی ایسی

بات کی ہوگی جس سے اسے بہت زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔"انہوں نے بات کا آغار کیا اور منہا واقعی شرمندگی ہوئی تھی۔

"منہا تم مجھے بتاؤ کہ آخر بات کیا ہے؟ تم نے براق پر غصہ صرف مجھے پانچ منٹ چھوڑ کر جانے کی وجہ سے نہیں کیا۔بات کچھ اور ہے جس کا غصہ تم نے یوں نکالا۔"

"منہا ہر رشتے کی بنیاد اعتبار پر ہوتی ہے۔اگر رشتوں سے اعتبار اٹھ جائے تو وہ کھوکھلے ہوجاتے ہیں۔"انہوں نے منہا کے ہاتھ ہر ہاتھ رکھا۔

"امی مجھے اس پر اعتبار ہے لیکن ایک چیز کو لے کر مجھے اس پر شک ہورہا ہے اور اگر۔۔۔اگر میرا شک صحیح نکلا تو؟" وہ نہیں چاہتی تھی کہ جو وہ سوچ رہی ہے وہ سچ نکلے۔وہ براق کو نہیں کھو سکتی تھی۔

"بیٹا تو براق سے بات کرو۔اسے صفائی کا موقع دو۔جانتی ہو کوئی رشتے کیسے برباد ہوتا ہے؟"منہا نے نفی میں سر ہلایا۔

"کمیونیکشن گیپ سے،جب تم دونوں آپس میں بات ہی نہیں کرو گے اور خود سے ہی سب کچھ فرض کر لوگے تو کیا خاک مسئلہ حل ہوگا؟ دلوں میں بات رکھ کر صرف اور صرف ایک دوسرے کے خلاف بغض پیدا ہوتا ہے اور آپس میں دوریاں بڑھتی ہیں۔کوئی بھی مسئلہ ہو اسے آپس میں بات چیت کر کے حل کرو اور اس معاملے کو رفع دفع کرو۔زندگی بہت چھوٹی ہے اس کو ناراضیگوں کی نظر مت کرنا۔"انہوں نے منہا کو بڑے پیار سے سمجھایا تھا۔

"ابھی جاؤ اور براق سے بات کرو،یہ میرا حکم ہے۔"انہوں نے حکم دیا تھا اور منہا ہاں میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکلی۔

منہا کے نکلتے ہی نور اندر داخل ہوئی۔

"تیاری کرلوں میں اپنی بہن کی شادی کی؟"اس نے خوش دلی سے پوچھا تھا۔

"ہاں ہاں بس میں چلنے پھرنے لگ جاؤ،پھر کرتی ہوں براق سے بات اس معاملے پر۔"وہ خود بھی کافی خوش تھیں۔

منہا اس وقت براق کے اپارٹمنٹ کے باہر کھڑی گھنٹی بجارہی تھی۔لیکن وہ گھر پر نہیں تھا۔منہا نے اپنی جیب سے براق کے اپارٹمنٹ کی چابی نکالی اور اندر داخل ہوئی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ نے سیاہ رنگ کی لمبی قمیض اور کھلا سا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔اوپر مختلف رنگ کے دھاگے کی کام والی شال بازو پر لپیٹ رکھی تھی۔بال ہمیشہ کی طرح کھلے تھے اور سر پر کشمیری ٹوپی لے رکھی

تھی۔اس ٹوپی کے آگے سکے لٹک رہے تھے۔آئمہ لائلہ کو تیار کر رہی تھی۔

"مجھے تیار ہونے کی عادت نہیں ہے اور میرا دل بھی نہیں کر رہا۔"لائلہ نے بے زاری سے بولا۔

"آپ ازلان بھائی کے ساتھ پہلی بار گھومنے جا رہی ہیں۔کچھ تو تیار ہو جائیں۔"آئمہ اس کی ایک نہیں سن رہی تھی۔

("پتہ نہیں یہ ڈرامہ کب تک چلے گا۔") اسے سخت الجھن ہوئی تھی۔

پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلیں۔ازلان سیاہ شلوار قمیض کے اوپر گرم چادر لیے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

ہوا کا جھونکا گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔لائلہ کی سیاہ زلفیں ہوا میں لہرائی تھیں۔

ازلان کے لیے سب سلو موشن میں چل رہا تھا۔لائلہ اس کے قریب آرہی تھی۔وہ واقعی بے حد حسین لگ رہی تھی یا بس اس کے دل کا وہم تھا۔

("سنگ دلی میں بھی قیامت ڈھاتی ہے۔سوچو اگر تھوڑا سا مسکرا دے تو کیا حال ہوگا۔")اس کے دل میں یہ خیال گونجا تھا۔

"چلیں بھائی؟" آئمہ نے ازلان کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا۔وہ واپس ہوش میں آیا۔

"میں بھی جاؤ گی۔"باہر سے میشی داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"تم تو ازلان بھائی کی شادی کا سن کر گھر میں قید نہیں ہوگئی تھی؟" آئمہ نے اس پر طنز کیا اور ازلان ہلکا سا ہنس دیا۔

"نہیں جی مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کی شادی پر غم منانے کا۔ویسے بھی میں تو اس شخص سے شادی کروگی جس کا بزنس بہت اونچا ہوگا۔"اس نے اپنا بھرم رکھنے کے لیے بولا تھا۔

"شامو کاکا کے بیٹے سے کرلو شادی۔وہ مینار پاکستان کے اوپر پاپڑ بیچتا ہے۔"ازلان نے آئمہ کے ساتھ مل کر میشی کا مذاق بنایا۔میشی کا منہ پھول چکا تھا۔

پھر میشی آئمہ کے ساتھ باہر نکلی۔اور ازلان لائلہ کی طرف بڑھا۔

"اچھی لگ رہی ہو۔" اس نے تعریف کی۔

"جانتی ہوں کوئی اور بات کرو۔" اس نے آنکھیں چڑھاتے ہوئے بولا۔

"ایک نمبر کی کھسیانی بلی لگ رہی جو مجھے نوچ کھائے گی۔"وہ تپ کر بولا۔منٹ میں اس کا موڈ بدل جاتا تھا۔

"میرے ساتھ زیادہ بکواس مت کیا کرو ورنہ۔۔۔"اس نے ازلان کو انگلی دیکھاتے ہوئے بولا۔

"ورنہ کیا؟ سمجھتی کیا ہو خود کو؟" وہ جو کندھے ڈھیلے کر کے کھڑا تھا اس نے اپنا سینہ چوڑا کیا۔شاید قد کا رعب ڈال رہا تھا۔

"میں خود کو نہایت ہی عقل مند اور تمہیں حد سے زیادہ بے وقوف سمجھتی ہوں۔"اس نے ازلان کی آنکھوں میں دیکھنے کے لیے سر تھوڑا اوپر کیا۔

"میں بے وقوف نہیں ہوں۔"اس نے صاف انکار کیا۔

"چلو تمہیں تمہاری بے وقوفی کا ثبوت دیتی ہوں۔" ازلان خاموش ہوا تھا۔

"میری جس گن سے تم پچھلے کئی گھنٹوں سے ڈر رہے تھے۔اس میں بلٹ ہی نہیں تھی۔" لائلہ نے اس کا مذاق بناتے ہوئے بولا

تھا۔واقعی میں جس گن سے وہ اسے ڈرا رہی تھی وہ تو خالی تھی۔ازلان کے حیرت کے مارے رنگ اڑے۔

"اب بتاؤ کون ہے عقل مند اور کون بے وقوف؟" وہ شانے اچکا کر بولی اور پھر باہر کی طرف نکلی۔

—☆☆☆☆☆—

منہا براق کے اپارٹمٹ میں کھڑی تھی۔یہاں کوئی موجود نہیں تھا اور یہی اچھا موقع تھا سچ جاننے کا۔اس نے براق کے کمرے کا رخ کیا۔وہ ہر ایک ایک چیز کی تلاشی لے رہی تھی۔اس نے بیڈ کے ساتھ والے دراز کھول کر دیکھے اس میں کچھ کام کا نہیں تھا۔لیکن اسے ایک گولیوں کا پتا ملا۔اسے حیرانی ہوئی براق یہ گولیاں کیوں لیتا ہے؟ اس نے ان گولیوں کا پتہ اپنے سویٹر کی جیب میں ڈالا۔

پھر اس نے براق کی الماری کھولی وہاں بہت سارے کپڑے لٹکے ہوئے تھے۔اس نے ایک ایک سوٹ کی جیبیں چیک کی۔اور ایک کوٹ کی جیب میں اسے کاغذ محسوس ہوا۔اسے اچھے سے یاد تھا کہ اس بینک کی چوری والے دن براق نے یہ کوٹ پہن رکھا تھا۔

جب اس نے وہ کاغذ باہر نکالا تو اس کے ہوش اڑے تھے۔پیروں سے زمین نکل چکی تھی۔

بینک کا نقشہ؟اصل نقشہ براق نے غائب کیا تھا؟ اس کی آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔

NOVEL HUT

اعتبار؟ آج وہ اعتبار ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

الماری کے دو پورشن تھے اور دونوں کے الگ الگ دروازے تھے۔لیکن ان دونوں دروازوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ایسے لگتا تھا جیسے الماری کا ایک اور پورشن بھی ہے جس کا دروازہ نہیں

بنایا گیا تھا۔اس نے اس پورشن کے باہر ناک کر کے دیکھا۔الماری کے اندر اس کے ناک کرنے کی آواز گونجی تھی۔ مطلب صاف تھا کہ ایک اور پورشن ہے جس کا دروازہ نہیں بنایا گیا تھا۔

اس نے نیچے والا دراز کھولا تو وہ کافی بڑا اور گہرا تھا۔اس نے دراز کی چھت کے اوپر ہاتھ مارا تو اسے ایک ہینڈل سا محسوس ہوا۔اس نے اس ہینڈل کو کھولا اور الماری کے دونوں پورشن کے بیچ جو فاصلہ تھا وہاں سے ایک سوٹ کیس دراز میں آکر گرا۔

یہ چھوٹا سا سوٹ کیس بہت سے راز جانتا تھا۔براق وہ سوٹ کیس ان لوک ہی چھوڑ گیا تھا۔اس نے وہ سوٹ کیس کھولا۔اندر پڑی چیزوں کو دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

آئمہ اور یشی اپنی شاپنگ کرنے بازار میں ہی رک چکی تھیں۔ ازلان لائلہ کو ضد کرکے آبادی سے تھوڑا دور پہاڑوں میں لے آیا تھا۔

"یہاں لانے کا مقصد؟" لائلہ کو الجھن ہو رہی تھی۔ اسے پہاڑوں سے خوف آتا تھا۔

"کشمیر آنے کا کیا مقصد ہے اگر تم نے یہ پہاڑ ہی نا دیکھو؟" اس نے فوراً جواب دیا تو وہ چپ ہوئی۔ ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ جن پر بڑے بڑے درخت اور گاس اگی ہوئی تھی۔

لائلہ اپنی دھن میں چلتے چلتے رکی۔

اسے اپنے سامنے وہ دس سالہ لائلہ چلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اس دن کتنا خوش تھی۔ پہلی بار وہ اپنے چاچا چچی کے ساتھ گھومنے آئی تھی۔ وہ دس سال کی لائلہ پہاڑوں میں بھاگ رہی تھی۔

لائلہ یہاں کھڑی اپنا ماضی دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

وہ اپنا پورا زور لگا کر پہاڑ کے اوپر چڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔اس کے ہاتھوں پر مٹی لگ گئی تھی۔وہ تھوڑا اوپر چڑھی تو اس کا ہاتھ پھسلا اور وہ نیچے آکر ایک پتھر پر گری۔

حال میں کھڑی لائلہ نے سہارا دینے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔لیکن وہ تو بس اس کا خیال تھا۔وہ اپنے خیال میں پھر گم ہوئی۔

اس چھوٹی سی لائلہ نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔شاید کوئی اس کی مدد کو آئے۔لیکن جب اس نے اپنے پیچھے کسی کو نہ پایا تو وہ خود اٹھی۔پھر ادھر ادھر دیکھا وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔اس کے چچا چچی کہاں گئے؟

"چاچو چچی جان۔۔۔۔"اس نے آوازیں دی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔پھر وہ واپس بھاگی۔

تھوڑا سا بھاگ کر وہ واپس اسی روڈ پر آگئی جدھر اس کے چاچو نے گاڑی کھڑی کی تھی۔ لیکن روڈ پو کوئی گاڑی موجود نہیں تھی۔

حال میں کھڑی لائلہ کا دل بوجھل ہوا تھا۔

وہ چھوٹی سی بچی پہاڑوں میں در بدر بھاگ رہی تھی۔ اندھیرا ہو چکا تھا خوف کے مارے اس کی آواز بیٹھ گئی تھی۔ لائلہ ان پہاڑوں کے پیچھے کھو گئی تھی۔

لائلہ کو آج وہ بے بسی پھر سے محسوس ہوئی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے دیکھا۔ ازلان وہاں سے غائب تھا۔ وہ ایک بار پھر پہاڑوں میں اکیلی رہ گئی تھی۔

دس سالہ لائلہ اپنے ارد گرد کوئی روشنی تلاش کر رہی تھی۔ لیکن آج چاند بھی بادلوں میں چھپ چکا تھا۔

NOVEL HUT

لائلہ کو اب پسینے آنے لگے۔وہ یہاں کیوں آئی؟اسے ایک بار پھر دھوکا دیا گیا تھا۔کیا وہ ایک بار پھر پہاڑوں میں در بدر بھٹکے گی؟

لائلہ اس وقت دو واقعات کو مکس کر رہی تھی۔

"ازلان۔۔۔۔۔کدھر ہو تم"وہ چیخی تھی۔

وہ پہاڑ اور ان کی سنگ دلی سے خوف زدہ تھی۔

——☆☆☆☆☆——

منہا نے سوٹ کیس میں پڑے ڈھیر سارے شناختی کارڈ نکالے۔ہر ایک پر براق کی تصویر تھی۔لیکن ہر جگہ اس کا نام مختلف تھا۔ایسے کئی جھوٹے نوکری کے کاغذ اس کے اندر پڑے تھے۔پتہ نہیں وہ کدھر کدھر کام کے بہانے جا کر جاسوسی کرتا رہا تھا۔چار پانچ نکلی پاسپورٹ سامنے والی جیب میں تھے۔

یہ تھا براق کا سچ؟ وہ ہر کیس منٹوں میں حل کرنے والی لڑکی کرداروں کے فریب میں پھنس گئی تھی۔

براق اسے کب سے بے وقوف بنا رہا تھا اور وہ بے وقوف بنتی گئی۔ وہ اسے جیسے جو بتاتا تھا وہ یقین کر لیتی تھی۔

منہا کو اس وقت اپنا اور براق کا رشتہ بھی جھوٹا لگ رہا تھا۔ کیا اس شخص کی محبت بھی اس کی طرح جھوٹی تھی؟

وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔ براق اپنا اعتبار کھو چکا تھا۔ منہا کو خود پر افسوس ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بے یقینی سے بھری ہوئی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اسے کسی جال میں پھنسایا گیا تھا۔ محبت کے جھوٹے جال میں۔

تبھی اسے گھر میں کسی کے داخل ہونے کی چاپ سنائی دی۔وہ اٹھی، اس کے ہاتھ میں اس وقت براق کے نکلی شناختی کارڈز اور بینک کا نقشہ تھا۔اس نے وہ دونوں ہاتھ اپنے پیچھے کیے اور باہر نکلی۔ سامنے براق کھڑا تھا وہ ابھی ابھی واپس آیا تھا۔

"آپ ادھر؟" اس کی آنکھیں حیرت سے کھل چکی تھیں۔

"کیوں تمہیں کیا لگتا ہے کہ صرف تم ہی بنا اجازت دوسروں کے گھروں میں چھاپا مار سکتے ہو؟" وہ طنز کرکے بولی تھی۔

"ارے نہیں نہیں وہ دراصل۔۔۔۔"اس نے بات بدلی۔

"آج تم کچھ نہیں بولو گے صرف میں بولوگی اور تم سنو گے۔"براق کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔

"تو کیا نام ہے تمہارا؟"اس نے تھوڑا قریب آکر بولا۔براق سمجھ چکا تھا کہ منہا سب جان گئی ہے۔وہ خاموش ہوگیا۔

"علی شیراز؟"اس نے پہلا شناختی کارڈ براق کے منہ پر مارا۔وہ چپ رہا۔

"وجدان پاشا؟" دوسرا شناختی کارڈ منہ پر مارا گیا تھا۔براق نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔

"شہریار سکندر؟"اگلا شناختی کارڈ منہ پر مارا گیا۔

"اور کتنے نام ہیں تمہارے؟" اس نے سارے شناختی کارڈز ہوا میں اچھالے۔

"میرا بس ایک نام ہے براق ہشام۔۔۔۔میں آپ کا براق ہوں منہا۔" اس نے اپنی صفائی میں چند الفاظ کہے۔

"اپنی زبان سے میرا نام بھی مت لینا۔۔۔۔۔"وہ چلائی تھی۔

اور براق کا سارا بھرم ٹوٹ گیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اپنے منہ پر بار بار ہاتھ لگا کر اپنا پسینہ صاف کر رہی تھی۔وہ آج کئی سال بعد بھی وہی دس سال والی لائلہ تھی جسے پہاڑوں میں چھوڑ دیا گیا تھا۔

"میری مدد کرو کوئی۔۔۔۔"وہ دس سال کی لائلہ اور حال والی لائلہ ایک ساتھ چیخے تھے۔

ہر طرف گھنا جنگل اور پہاڑ تھے۔روشنی بس اتنی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ دیکھائی دے رہے تھے۔

ایک پانچ سالہ بچہ ہاتھ میں لکڑی پکڑے اس کے قریب آرہا تھا۔لکڑی پر آگ لگی ہوئی تھی۔دس سالہ لائلہ اسے دیکھ کر ڈری تھی۔

"ڈرو نہیں میں تو تمہارے لیے کھانا لایا ہوں۔"وہ نیلی آنکھوں والا بچہ معصومیت سے بولا تھا۔لائلہ کا پہلا ہمدرد۔

اس بچے نے لائلہ کو کھانا اور آگ جلانے کا سامان دیا۔وہ خود بھی اپنی فیملی کے ساتھ تھا۔

حال والی لائلہ کا ہمدرد اب تک نہیں آیا تھا۔

اچانک سامنے سے اسے ایک لڑکا اپنے قریب آتا دیکھائی دیا۔اس کے چہرے پر اب تک خوف تھا۔

لڑکے کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس پر آگ لگی ہوئی۔وہ تھوڑا اس کے قریب آیا تو آگ کی روشنی میں اس کا چہرہ واضع ہوا۔وہ آنکھ میں تل والا ہمارا ازلان تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟ کیا ہوا اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟" ہاتھ میں جو لکڑیاں تھی وہ نیچے گرا کر لائلہ کی طرف بڑھا۔

"کدھر چلے گئے تھے تم مجھے۔۔۔۔مجھے، اکیلا پہاڑوں میں چھوڑ کر؟"اس کے چہرے پر اب تک خوف تھا۔

"میں تمہیں بتا کر تو گیا تھا کہ میں لکڑیاں لینے جا رہا ہوں۔"وہ واقعی بتا کر گیا تھا مگر لائلہ اپنے خیال میں مگن تھی۔

لائلہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ازلان کو پہلی بار وہ کمزور لگی تھی۔وہ واقعی اتنی مضبوط نہیں تھی جتنا وہ بنتی تھی۔

"تم ادھر بیٹھو۔" اس نے اپنی چادر اتاری اور اسے نیچے زمین پر بچھایا۔پھر لائلہ کو اس پر بیٹھنے کا بولا۔

لائلہ وہاں بیٹھ گئی۔ٹھنڈ کافی تھی۔اب ازلان نے لکڑیاں جلانا شروع کیں۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

"میں تمہیں کیا سمجھتی تھی اور تم کیا نکلے۔۔۔۔بات اگر جھوٹ بولنے تک کی ہوتی تو شاید میں معاف کر دیتی۔لیکن تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"اس نے بینک کا نقشہ سامنے کیا۔

"ایک بار بھی تم نے نہیں سوچا کہ یہ ایک نقشہ ہمارے رشتے کو کھا جائے گا؟" وہ اب غصے اور دکھ میں بول رہی تھی۔

براق چپ تھا اسے بولنے کا حکم نہیں تھا۔

"کیا ایک بار بھی تمہیں میرا خیال نہیں آیا؟ یا تم نے مجھے دوسری لڑکیوں کی طرح سمجھ لیا تھا۔جن کو تم اپنی پیار بھری باتوں سے بے وقوف بناؤ گے اور وہ تمہارے پیار میں اندھی ہوجائیں گی۔ "وہ اب کے چیخی تھی۔لیکن اس کی چیخ میں غصے کے ساتھ ساتھ درد تھا۔

"وہ دوسری لڑکیاں ہوتی ہوں گی براق ہشام جو تمہارے سامنے ٹوٹ جائیں گی میں منہا ہوں اور منہا کبھی کسی کے سامنے نہیں ٹوٹتی۔تم نے کیا سوچا تھا کہ تمہارا سچ جاننے کے بعد میں تمہارے

گناہوں پر پردہ ڈالوں گی؟"اس نے براق کے سینے پر انگلی رکھی تھی۔وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑا رہا۔

"تم نے صرف ہمارے رشتے کا نہیں بلکہ میرے بھروسے، میرے مان، میرے غرور کا قتل کیا ہے۔کل تک جن لوگوں کے سامنے میں تمہیں ڈیفینڈ کرتی تھی، آج میں کس منہ سے ان کا سامنا کروں گی؟"

اس وقت منہا کا پورا وجود ٹوٹ چکا تھا۔

"شاید تمہارے وجود کے ساتھ ساتھ تمہاری۔۔۔۔تمہاری محبت بھی جھوٹی تھی۔"اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔

"میرا وجود جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن میری محبت نہیں۔" وہ اپنی محبت پر کوئی الزام نہیں سن سکتا تھا۔

"آپ۔۔آپ ایک بار میری بات سنیں، میں آپ کو سب سمجھا دوں گا۔بس آپ ایک بار۔۔۔ایک بار میری آنکھیں پڑھیں۔یہ

آنکھیں ایک ہی شخص کو دیکھ کر چمکتی ہیں۔یہ آنکھیں ایک ہی شخص کی راہ تکتی ہیں۔ان میں محبت پیار جنون سب صرف ایک شخص کے لیے ہے۔"منہا اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ کوئی اور جھوٹ نہیں سننا چاہتی تھی۔دونوں کی آنکھیں ایک ساتھ بھیگی تھیں۔تکلیف دونوں کو برابر ہوئی تھی۔

"مجھے نا کچھ سننا ہے اور نا ہی دیکھنا ہے۔جو میں نے دیکھنا تھا دیکھ لیا۔بہتر یہی ہے کہ اب ہم اپنے راستے جدا کرلیں۔"براق کا سانس رکا تھا۔دل بری طرف ٹوٹ چکا تھا۔

"ایک بار صرف ایک بار میری طرف دیکھیں۔۔۔"وہ منت کررہا تھا۔منہا نے منہ دوسری طرف موڑا۔

"میرے اور تمہارے بیچ جو کچھ بھی تھا سب ختم۔آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔"اس نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔

"آپ۔۔۔آپ پچھتائیں گی منہا۔۔۔۔" وہ نم آنکھوں کے ساتھ بولا تھا۔

"منہا اپنے فیصلوں پر کبھی نہیں پچھتاتی۔تم نے مجھے وہ زخم دیا ہے جو کبھی نہیں بھرے گا۔" آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

"ہمارے رشتے میں شک کی ایک بہت بڑی دیوار کھڑی ہو گئی ہے۔جو نا تم پار کر سکتے ہو اور نا میں۔" وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

"مجھ پر اعتبار کریں، ایک موقع دیں مجھے۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑ کر منت کر رہا تھا۔

"میں تم سے اعتبار کھو چکی ہوں مسٹر براق،بہتر ہے کہ اب تم مجھ سے دور رہو۔" اس نے مڑ کر براق کو سرد مہری سے جواب دیا۔

براق کو یوں لگا تھا کہ کسی نے اسے بنا سانس لیے زندہ رہنے کا کہہ دیا ہو۔

منہا باہر کی طرف نکلی اور براق زمین پر ہارے ہوئے شخص کی طرح گرا۔وہ دو قدم دور آکر واپس مڑی اور براق کو دیکھا۔وہ زمین پر بیٹھا بچوں کی طرح رو رہا تھا۔اسے ایسے دیکھ کر منہا کا دل کٹا تھا۔

بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا۔

مگر بے وفائی نا تھی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اور ازلان آگ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔لائلہ کا رخ دوسری طرف تھا وہ ازلان کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ازلان کو خود پر اس وقت بہت غصہ آیا تھا آخر وہ لائلہ کو کیوں اکیلا چھوڑ کر گیا۔

"پتہ ہے میں شروع سے ہی کمزور انسان ہوں۔چھوٹی سی چیز سے ڈر جاتا ہوں۔چھوٹی سی بات دل پر لگا کر رو دیتا ہوں۔کسی کو تکلیف میں دیکھوں تو لگتا ہے کہ جیسے یہ تکلیف میری اپنی ہے۔شاید میرے اندر کا بچہ آج تک مجھ میں موجود ہے میں کبھی بھی پانچ سال سے اوپر بڑھ ہی نہیں پایا۔وہ ازلان جو سب کا پسندیدہ تھا۔وہ جو اپنے گاؤں میں سب کا پیار لیتا تھا۔"ازلان اپنی کہانی کا دوسرا رخ دکھا رہا تھا۔

"میری امی کہتی ہیں کہ میرا دل چڑیا کی طرح نرم ہے۔"وہ اداسی سے ہنس کر بولا۔

"پھر تو تم بہت خوش نصیب ہو تمہیں اتنا پیار ملا۔ورنہ کچھ لوگ تو اس سب کے لیے ساری زندگی ترستے رہتے ہیں۔"اس کا اشارہ اپنی طرف تھا۔

"پا کر کھو دینے کی تکلیف کبھی نا ملنے کی تکلیف سے بڑھ کر ہوتی ہے۔"وہ نظریں نیچے کر کے بولا۔لائلہ اس کی طرف منہ موڑ چکی تھی۔

"میرے بابا نے دو شادیاں کی تھیں اور ان کی دوسری بیوی سے جو بیٹا ہوا وہ میرا سب کھا گیا۔۔۔۔"لائلہ اسے غور سے سن رہی تھی۔یہ آدمی پہلی بار سنجیدہ ہوا تھا۔

"میرا سوتیلا بھائی، ایسا نہیں ہے کہ وہ برا ہے وہ بہت زیادہ اچھا ہے اور شاید مجھ سے بھی زیادہ اچھا ہے۔اسی بات نے ہم دونوں کے رشتے کو خراب کیا۔"آنکھ نم ہوئی تھی۔

"ہر جگہ میرا اور اس کا مقابلہ کروایا جاتا تھا۔پڑھائی میں، کھیل میں، سمجھ داری میں، بابا کی فرمانبرداری اور ان کے کام میں مدد کرنا وہ ہر چیز میں مجھ سے بہتر تھا۔آہستہ آہستہ ہر کسی کی توجہ اس کی طرف

ہوگئی اور سب مجھے نظر انداز کرنے لگے۔جن لوگوں کے منہ ازلان ازلان کرکے نہیں تھکتے تھے وہ احتشام احتشام کے گن گانے لگے۔بابا بھی اسے اپنے ساتھ ہر جگہ لے کر جاتے تھے اور مجھے ہمیشہ کوئی بہانہ بنا کے گھر چھوڑ جاتے۔"وہ سانس لینے کے لیے رکا۔

"ہر کوئی مجھے آکر کہتا تھا کہ احتشام سے سیکھو تم سے چھوٹا ہے مگر تم سے زیادہ بہادر اور سمجھ دار ہے۔اس ہی وجہ سے ہم دونوں بھائیوں کے بیچ میں جلن اور بغض پھیلنے لگا۔ہم تو بچے تھے۔ہمیں تو بس پیار کرنا آتا تھا پھر کیوں ہم دونوں کو نفرت کرنا سیکھا دیا گیا؟ہاں وہ مجھ سے بہتر ہے لیکن کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ میں اپنے انداز میں اس سے مختلف ہوں۔ہر انسان کی اپنی ایک پرسنیلٹی ہوتی ہے،عادتیں مختلف ہوتی ہیں لیکن ہمارا معاشرہ اور ہمارے گھر

والے ایک آئیڈیل بچے کی پرسنیلٹی کا نقشہ بنا لیتے ہیں۔جو اس نقشے پر پورا نہ اترے وہ ان کے لیے نالائق اور برا بچہ ہوجاتا ہے۔"

"تو تم نے اسی لیے اپنا گھر چھوڑ دیا؟"لائلہ نے سوال کیا تھا۔

"ہاں بس لوگوں کی باتوں اور طعنوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ ان کی کہی گئی ایک بات میری کئی دنوں کی نیندیں چھین لیتی ہیں۔"وہ واقعی بہت حساس تھا۔

بچوں میں فرق کرنے سے ان کی زندگی تباہ ہوجاتی ہے۔ہمارے ہاں اس بات کو اتنا اہم نہیں سمجھا جاتا۔ہمارا لیے بڑا آسان ہوتا ہے اپنے بچے کو یہ کہنا کہ تم اس بچے جیسے نہیں ہو،وہ تم بچہ سے زیادہ اچھا ہے۔لیکن اس "زیادہ" اور "کم" کی جنگ میں بچہ تباہ ہو جاتا ہے۔ہر دوسرے ماں باپ اپنے بچوں سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اس بچے کو دیکھو اس کے کتنے نمبر آئے ہیں،اس کی بچی دیکھو کتنی

قابل ہے وغیرہ وغیرہ اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنی زندگی میں یہ طعنے کہی نا کہی ضرور سنے ہونگے۔ہمارے ماں باپ نا سہی مگر خاندان میں کوئی نا کوئی ایسا شخص ضرور ہوتا ہے جو بچوں میں مقابلے بازی کرتا ہے۔انہیں اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ ان کی ان باتوں سے بچہ احساس کم تری کا شکار ہوجاتا ہے اور یہ بات کہنا بھی بلکل غلط ہوگی کہ ہمیں لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔کہی نا کہی ہم ان کی باتوں اور اس فرق کرنے والی عادت سے متاثر ہوتے ہیں۔کوئی بچہ بھی برا نہیں ہوتا اور کوئی کسی سے کم نہیں ہوتا۔سب بچے اپنے انداز میں پرفیکٹ ہوتے ہیں اور ویسے بھی بچے تو معصوم ہوتے ہیں پھر ان کو کیوں تباہ کردیا جاتا ہے؟

"کیوں مجھے مجبور کیا جاتا تھا کہ میں احتشام جیسا بنو؟کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ میں اپنے آپ میں پرفیکٹ ہوں۔لوگوں کی ان ہی باتوں

نے مجھے احساس کمتری میں مبتلا کر دیا۔مجھے واقعی لگنے لگا کہ مجھ میں کچھ کمی ہے۔تم جانتی نہیں کہ میرا کانفیڈنس اتنا گر گیا کہ میں آج بھی اپنی زندگی کی مشکلات کو فیس نہیں کر پاتا۔میں واقعی میں ایک کمزور انسان ہوں۔"وہ لائلہ کے سامنے سب بول گیا تھا۔اسے لائلہ کی یہ حالت دیکھ کر لگا تھا کہ وہ اسے سمجھے گی۔

"میں تمہیں کوئی لیکچر نہیں دونگی لیکن اتنا کہوں گی کہ تم بلکل پرفیکٹ ہو۔بس تم مختلف ہو اور ایسے ہی اچھے لگتے ہو۔"وہ اس کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"تم نہیں بتاؤ گی اپنی کہانی؟" اس نے لائلہ کی طرف دیکھا۔

"نہیں کیونکہ میں گزرے پلوں کو یاد نہیں کرنا چاہتی۔ویسے بھی میں اپنی خوشیوں کی قبر پر ہنس کر فاتحہ پڑھنے والی لڑکی ہوں۔"ازلان اس کی طرف حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"تم بس یہ سمجھ لو کہ میں نے زندگی میں بہت کچھ کھویا ہے، میں نے اپنی خوشیوں کی وجہ تک کھودی۔" براق کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔

"لیکن میرے خیال میں انسان کو بے وجہ خوش رہنا چاہیے، اکثر وجہ بہت مہنگی پڑ جاتی ہے۔ بس اسی لیے میں اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیاں مناتا ہوں۔ خوش رہتا ہوں، زندگی صرف گزارتا نہیں جیتا ہوں۔" وہ آگ کے آگے ہاتھوں کو گرم کرتے ہوئے بولا۔

"کل کو میں کسی کو بلیم نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ سے میری زندگی برباد ہوئی۔ میری زندگی میں جو بھی ہوگا میری وجہ سے ہوگا۔" لائلہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"جانتی ہو میں پوری دنیا گھومنا چاہتا ہوں تاکہ کل کو یہ ملال نہ رہے کہ میں نے زندگی کو اچھے سے انجوائے نہیں کیا۔ بس خوش رہیں، خوش

رکھیں۔مجھے سمجھ نہیں آتی لوگ دکھی کیسے رہ لیتے ہیں؟" اب وہ بولنا شروع ہوا تو رک ہی نہیں رہا تھا۔

"دیکھیں انسان کو میری طرح ڈھیٹ ہونا چاہیے۔جو سیریس سچویشن میں بھی ہنس دیتا ہے۔"وہ لائلہ کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا۔

"لائلہ سلطان مسکراتی نہیں ہے؟"اسے لائلہ کا سنجیدہ چہرہ دیکھ دیکھ کوفت ہو رہی تھی۔

"لائلہ سلطان نے مسکرانا چھوڑ دیا ہے۔"اس نے خود پر طنز کرتے ہوئے بولا۔

("اب تمہیں ہنسانا میری ذمہ داری ہے۔")اس نے دل میں عہد کیا۔

NOVEL HUT

"پتہ ہے تمہیں اس دن میرے ساتھ کیا ہوا میں۔۔۔۔"وہ چپ ہی نہیں کرتا تھا۔

"کتنا بولتے ہو تم۔"لائلہ کو اب واقعی الجھن ہوئی تھی۔

"پیدا ہوتے ساتھ میں تین سال تک نہیں بولا۔"ازلان کے سینس اف ہومر کو سلام۔

"تو کیا ساری کمی آج ہی نکالنی ہے؟" اس نے چڑتے ہوئے بولا۔

"سنو تو سہی اس دن میں نے مری ہوئی بکری کو چلتے ہوئے دیکھا۔"وہ ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولا۔لائلہ چپ رہی۔

"پوچھو تو صحیح کیسے؟"لائلہ کی خاموشی دیکھ کر وہ خود بول اٹھا۔

"کیسے؟"وہ بے زاری سے بولی۔

"بکری مری ہوئی تھی میں نے اسے ایسے چلتے ہوئے دیکھا۔"اس نے انگلیوں سے چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔اور لائلہ نے افسوس سے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

"ہنسی آئی نا آئی نا۔۔۔"اس نے لائلہ کو دیکھ کر بولا۔

"ہاں بہت زیادہ اتنی ،زیادہ کے میرے پیٹ میں درد کر رہا ہے۔"اس نے طنز کیا تھا۔

پھر کافی دیر تک وہ دونوں ایسے ہی آگ کے آگے بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

منہا جدھر براق کو چھوڑ کر گئی تھی وہ اب تک وہی بیٹھا تھا۔

"میرا ایک جھوٹ میری کی گئی ساری کوششوں اور ریاضتوں پر بھاری پڑ گیا۔"اس کی زندگی کی آخری خوشی بھی اس سے روٹھ چکی تھی۔

دوسری طرف منہا اپنے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"کیوں براق کیوں کیا تم نے ایسا؟ میرے دل میں اپنے لیے محبت ڈال کر مجھے دھوکا کیوں دیا؟"وہ ٹوٹے دل کے ساتھ بول رہی تھی۔ براق کے آنسو فرش پر گر رہے تھے۔

"میں تو منہا کو دھوکا دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔انہوں نے میرے بارے میں ایسا کیوں سوچا؟"سب اس طرح بکھر جائے گا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

منہا کی ناک رو رو کر لال ہو گئی تھی۔

"کیا ہمارا ساتھ یہی تک تھا؟ ابھی تو میں نے اپنے دل کی بات بھی نہیں کہی تھی اور سب بکھر گیا۔"اس کا دل پہلی بار ٹوٹا تھا۔اور پہلا زخم ہمیشہ زیادہ تکلیف دیتا ہے۔

براق کو اس لمحے ایسا لگ رہا تھا کہ نا اس کے سر پر آسمان ہے نا پیروں کے نیچے زمین۔

"آپ تو کہتی تھیں کہ ہم ہر حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے،پھر آج کیوں آپ نے ہمارا رشتہ توڑ ڈالا؟کیا میری محبت میں بس اتنی سی طاقت تھی؟" وہ ناجانے خود سے یا منہا سے شکوہ کر رہا تھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ میں آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا پھر کیوں آج میری آنکھوں میں تمہاری وجہ سے آنسو ہیں؟ کیوں

میرے دل میں یہ تکلیف ہو رہی ہے۔"اسے واقعی براق سے ڈھیروں شکوے تھے۔

براق اب جائے نماز پر بیٹھا تھا۔

"یا اللہ یا اللہ۔۔۔۔"وہ درد سے چیخا تھا۔انسان کو تکلیف میں صرف رب یاد آتا ہے۔

"اے میرے پیارے رب مجھے میری منہا لوٹا دے۔وہ تو میری تمام مشکلوں کے بعد والی آسانی تھی پھر اس کو مجھ سے کیوں چھین لیا گیا؟ میں مانتا ہوں میں بہت گناہ گار ہوں میں نے آپ کی کبھی فرمانبرداری نہیں کی۔مگر میرے مالک میں لاکھ گناہ گار سہی پھر بھی ہوں تو تیرا ہی بندہ نا، مجھ پر رحم کر۔مجھے تو سہی سے مانگنا بھی نہیں آتا اور نا ہی دل کا حال بیان کرنا آتا ہے۔لیکن آپ تو اللہ ہیں آپ تو سب جانتے ہیں۔میرے دل میں اس وقت کونسا طوفان آیا ہوا ہے

،آپ سب سے واقف ہیں۔بس مجھے میری منہا لوٹا دیں ۔"وہ اپنے اللہ کے آگے گڑگڑا رہا تھا۔

"میری آخری سانس تک آپ سے ایک ہی التجا ہوگی کہ میری منہا مجھے لوٹا دیں ۔"اس نے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے اور پھر وہ اپنے رب کے آگے کتنی ہی دیر روتا رہا۔

"اللہ میں نہیں جانتی براق میرے لیے بہتر تھا یا نہیں۔لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ وہ ایسا مرد ہے جس کے ساتھ میں ساری زندگی وفا نبھا سکتی ہوں۔جس کے ساتھ میں خوش رہ سکتی ہوں۔دلوں کے حال تجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔جس طرح تو ہمیشہ سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے میں میری مدد کرتا رہا ہے،اس بار بھی میری مدد فرما۔میں تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہوں یا تو اس شخص کو میرے دل سے

نکال دے یا میرے دل کو اتنا بڑا کردے کے میں اسے معاف کرسکوں۔"

وہ سب کیس منٹوں میں حل کرنے والی لڑکی اپنی زندگی کا کیس حل نہیں کر پارہی تھی۔ منہا اس وقت دماغ اور دل کی جنگ لڑ رہی تھی۔ دل کہتا تھا کہ براق کو دوسرا موقع دے کر اسے معاف کر دو اور دماغ کہتا تھا کہ کسی اور کے لیے اپنے اصول مت بدلو۔ اس کی محبت جھوٹی ہے، تمہیں صرف استعمال کیا گیا ہے۔ آخر جیت کس کی ہوگی؟

NOVEL HUT

NOVEL HUT

باب نمبر 8

آخری خط

کچھ نا رہ سکا جہاں
ورانیاں تو رہ گئیں
تم چلے گئے تو کیا؟
کہانیاں تو رہ گئیں
(خلیل الرحمان قمر)

—☆☆☆☆☆—

کچھ دن گزر چکے تھے۔سردی کی راتیں لمبی اور غمگین ہوتی جارہی تھیں۔وقت گزرتا چلا جارہا تھا لیکن براق وہ آج بھی وہی کھڑا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آگے کس کے لیے بڑھے؟اس کی نیندیں،سکون،چین سب ختم ہو چکا تھا۔وہ نہ کہی باہر نکلتا تھا نا ہی کچھ کھاتا پیتا تھا۔اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔آنکھوں کے نیچے بڑے بڑے حلقے پڑے ہوئے تھے۔جسمانی طور پر بھی وہ کمزور لگ رہا تھا۔کافی دنوں سے اس نے پیٹ بھر کر کھانا تک نہیں کھایا تھا۔لیکن شاید اسے اس سب کی ہوش ہی نہیں تھی۔

منہا بھی اپنے کمرے میں رہنا پسند کرتی تھی۔نا وہ کسی سے ملتی تھی نا ہی بات کرتی تھی۔بس چپ بیٹھی گزرے لمحوں کو یاد کرتی رہتی تھی۔اس کے اندر اس وقت ایک طوفان تھا۔اور اندر کے

طوفانوں سے لڑنے کے لیے باہر خاموشی ضروری ہوتی ہے۔ سونیا بیگم کئی بار منہا کے پاس آئی اور اس سے پوچھا لیکن وہ کچھ نہیں بتاتی تھی۔

یہ وقت براق اور منہا کے لیے مشکل ترین تھا اور دونوں کے لیے سب سے تکلیف دہ بات یہ تھی کہ اس مشکل وقت میں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نہیں تھے۔

دوسری طرف ازلان اور لائلہ ابھی ابھی نیلم ویلی سے واپس آئے تھے۔ ان کچھ دنوں میں دونوں نے کشمیر کا ایک ایک کونا گھوما تھا۔ ازلان کو پہلے کبھی بھی کشمیر اتنا اچھا نہیں لگا جتنا اب لگ رہا تھا۔ وہ خود تو خوش رہتا ہی تھا ساتھ ہی ساتھ لائلہ کو ہنسانے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ لائلہ زندگی کی طرف واپس آئے اور کھل کر جیے۔

لائلہ سلطان خوش نا سہی مگر وہ نارمل ہوگئی تھی۔شیلا اور براق کو وہ بھول تو نہیں سکتی تھی۔ان کا دکھ اس نے اپنے سینے میں دفن کرلیا تھا۔لائلہ اب ازلان سے تھوڑا سا گھل مل گئی تھی۔ان کی بات چیت اچھی تھی۔لیکن ایک بات پر آج بھی ان دونوں کی لڑائی قائم تھی۔

"میں کہہ رہی ہوں شرافت سے بالکنی میں سوجاؤ۔" لائلہ ابھی ابھی دن کی تھکی ہاری واپس آئی تھی۔وہ کسی بحث کے موڈ میں نہیں تھی۔

"اتنے دن ہوگئے ہیں میں وہاں لیٹ لیٹ کر تھک گیا ہوں۔مجھے بھی سکون کی نیند سونا ہے۔"وہ پچھلے کئی دنوں سے بالکنی میں سو رہا تھا۔

"ہاں تو آج پھر سوجاؤ کونسا بڑا مسئلہ ہے۔" لائلہ نے چادر اٹھا کر اس کی طرف پھینکی۔

"رحم نہیں آتا تمہیں مجھ پر؟" اس نے معصوم سے لہجے میں بولا تھا۔

"ایک تو تم پوری کی پوری اور ایکٹنگ کی دکان ہو۔بول ایسے رہے ہو جیسے پتہ نہیں کونسا ظلم کا پہاڑ توڑ دیا ہے میں نے۔" لائلہ نے چڑتے ہوئے بولا۔

"تم نے مجھ پر ظلم ڈھانے میں کوئی کمی بھی نہیں چھوڑی۔"وہ دکھی سی آواز میں کہتا ہوا بالکنی کی طرف بڑھا۔

NOVEL HUT

پیچھے سے لائلہ نے اسے زور سے تکیہ مارا تھا۔ازلان سر ایسے پکڑ کر کھڑا ہوگیا تھا جیسے کوئی اینٹ اس کے سر میں آکر بجی ہو۔

لائلہ زیر لب مسکرائی تھی۔ازلان کو تنگ کرکے اسے بھی مزہ آتا تھا۔اس کے ساتھ پنگا لینا لائلہ کا پسندیدہ عمل بنتا جارہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"آخر کب تک تم اس کا سوگ مناؤ گے؟" مہتشم احمر کی یہ دیوانوں والی حالت دیکھ کر بولا تھا۔وہ خاموش رہا۔

"لائلہ اب واپس نہیں آئے گی اور ہمیں اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔میں اب تیسری واردات کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"وہ کئی دنوں سے دیکھ رہا تھا کہ کس طرح اس کا گینگ ٹوٹ رہا ہے۔براق نے بھی لائلہ کے بعد آنا چھوڑ دیا تھا۔احمر شیلا کے کمرے سے ہی نہیں نکلتا تھا۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں۔"اب کے وہ زرا غصے میں بولا تھا۔

"مگر مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی اور اپنے فضول پلانز سے مجھے دور رکھیں۔"وہ بھی غصے میں بولا۔

"میں تمہاری کوئی بکواس نہیں سنو گا۔اگر ادھر رہنا ہے تو میرا ساتھ دینا ہوگا۔"وہ غصے میں چلاتے ہوئے باہر نکلا۔

——☆☆☆☆☆——

ازلان بالکنی میں رکھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے اپنی فوٹو گیلری دیکھ رہا تھا۔دوسری طرف لائلہ بھی بیڈ پر لیٹے ہوئے کچھ تصویریں دیکھ رہی تھی۔

لائلہ جو تصویر دیکھ رہی تھی اس میں ازلان اور وہ رتی گلی جھیل کے کنارے کھڑے تھے۔لائلہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ سیدھا کھڑی تھی جبکہ ازلان لائلہ کو دیکھتے ہوئے منہ چڑا رہا تھا۔لائلہ تصویر دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی تھی۔

ازلان کے موبائل میں نیلم وادی کی تصویر چمک رہی تھی۔تصویر میں ازلان ہاتھ باندھے کھڑا اوپر دیکھ رہا تھا اور لائلہ نے ہاتھ کا مکا بنا کر ازلان کی طرف کیا ہوا تھا۔ازلان کھل کر ہنسا تھا۔

ایسی کئی تصویریں وہ دونوں دیکھ کر ہنس رہے تھے۔دونوں کی پیراگلائڈنگ کرتے ہوئے ، چیئر لفٹ میں بیٹھے ہوئے اور جھیل میں کشتی چلاتے ہوئے کی ڈھیر ساری یادوں کو تصویروں میں محفوظ کر لیا گیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا نے پرپل رنگ کا منی کوٹ اور اس کے نیچے پرپل ہی رنگ کی شرٹ اور ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔بالوں کی سادہ سے پونی بنا رکھی تھی۔ہاتھ میں سفید رنگ کا بیگ لیے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی۔وہ شکل سے کافی بجھی بجھی لگ رہی تھی۔

"کہی جارہی ہو تم؟"سونیا بیگم نے اسے باہر نکلتے دیکھ کر بولا۔
"ہاں وہ ابو کے دوست ہیں نا شفیق انکل ان کے ساتھ بزنس میٹنگ ہے۔"
"آپ تو کہہ رہی تھیں کہ میں اپنا بزنس کروں گی۔"ساتھ والے کمرے سے نور باہر نکلی تھی۔
"ہاں مگر ہر بزنس کے لیے بہت زیادہ انویسمنٹ چاہیے۔میرے پاس اتنی سیونگز نہیں ہیں۔شفیق انکل کہہ رہے تھے کہ میں ان کی کمپنی میں کچھ شیئرز خرید لوں۔" وہ کافی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔جبکہ اس نے پچھلے کئی دنوں سے کوئی مشقت والا کام نہیں کیا تھا۔
"احتیاط کرنا بیٹا وہ دو نمبر آدمی ہے۔تمہارے بابا بتاتے رہتے تھے۔بلکہ ایسا کرو اپنے ساتھ براق کو لے جاؤ۔وہ تو ایک منٹ میں بندے کو پہچان لیتا ہے۔"سونیا بیگم کو براق کا ہی خیال آیا تھا۔

اور یہ نام سن کر منہا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ ساری یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔

وہ بنا جواب دیے باہر نکلی۔

"آخر ہوا کیا ہے اسے؟" پیچھے سے سونیا بیگم بڑبڑائی تھی۔

"آپ براق بھائی سے پوچھ لیں۔" نور ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ہاں زرا نمبر ملا کر دو مجھے۔" اتنا کہنے کی دیر تھی اور نور نے براق کا نمبر ملایا۔

منہا باہر گاڑی میں آکر بیٹھی۔ وہ خود کو بہت سمجھا کر اور دلاسے دے کر باہر آئی تھی لیکن براق کا نام سنتے ہی اس کی ساری ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ وہ جیسے یہاں بیٹھی بیٹھی اپنی جگہ پر جم گئی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ وہاں بیٹھی گزرے لمحوں کو یاد کرتی رہی۔ وہ بات بات پر براق کا

اس کا ساتھ دینا، اس کا موڈ پل بھر میں ٹھیک کر دینا۔ وہ براق کی پیار بھری باتیں، اس کی آنکھوں میں خود کے لیے عزت اسے سب یاد تھا۔ آنکھیں تھوڑی سی نم ہوئی تھی وہ جتنا مرضی انکار کر لے مگر وہ براق سے محبت کرتی تھی۔ یہ محبت اسے کمزور کر رہی تھی ۔ وہ چاہ کر بھی براق کو بھول نہیں پا رہی تھی۔

وہ آدھا گھنٹہ یہاں ایسے ہی بیٹھی رہی پھر ہمت کر کے گاڑی سٹارٹ کی۔ گاڑی باہر نکال کر وہ گاڑی سے اتری۔ ابھی وہ اپنے گھر کا گیٹ بند کر ہی رہی تھی کہ ساتھ والے گھر سے کوئی نکلتا دیکھائی دیا۔

کالی آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملی تھیں۔ دونوں کے لیے وقت رک گیا تھا۔ دنیا بے مقصد ہو گئی تھی۔

آیا وہ پھر نظر ایسے

بات چھڑنے لگی پھر سے

براق منہا کو دیکھ کر پلک تک جھپکنا بھول گیا تھا۔آج اتنے دنوں بعد وہ منہا کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن آج ان آنکھوں میں اس کے لیے پیار نہیں تھا۔آج ڈھیروں شکوے تھے۔

("آپ مجھے ایسے نا دیکھا کریں آپ کی آنکھیں اتنی گہری ہیں کہ میں ان میں کھو جاتا ہوں۔")منہا کے زہن میں براق کی یہ باتیں کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح چل رہی تھیں۔

("واقعی میں براق مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے۔")براق کی آنکھوں میں تکلیف اتری تھی۔

دونوں اس وقت ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن ناجانے کیوں اب الفاظوں کی اہمیت نہیں رہی تھی۔

منہا نے اپنا رخ بدلا تھا۔براق کو یوں لگا کہ جیسے پوری دنیا نے اس سے رخ موڑ لیا ہو اور وہ بھری دینا میں اکیلا رہ گیا ہو۔

منہا براق کو دیکھ کر کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔وہ اس جدائی کی تکلیف سے مرجائے گی لیکن کبھی اس کے سامنے ٹوٹے گی نہیں یہ طے تھا۔

منہا گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے فوراً نکلی اور براق بھی اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔سونیا بیگم نے فون کرکے اسے سب بتایا تھا۔منہا چاہے اس کے ساتھ ہو یا نہیں لیکن اس کی حفاظت کرنا براق کی ذمہ داری تھی۔

اس نے سر پر کیپ پہنی اور منہا کے پیچھے اپنی گاڑی لے کر چل دیا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

ازلان اور لائلہ سارے گھر والوں سے مل رہے تھے۔آج وہ دونوں کشمیر سے واپس جا رہے تھے۔لیکن کدھر؟یہ بات تو وہ دونوں بھی نہیں جانتے تھے۔

"تھوڑے دن اور رک جاتے تم دونوں۔" ازلان کے منہ بولے چچا ان کو جاتا دیکھ بولے تھے۔

"نہیں بس اب ہم دونوں آگے مری یا کسی اور جگہ کی سیر کرنے کا سوچ رہے ہیں۔"ازلان نے انہیں گلے سے لگاتے ہوئے بولا۔

"میں بہت مس کروں گی آپ دونوں کو۔"آئمہ کافی اداس تھی۔

"ہم پھر آئیں گے۔"لائلہ نے اس کو تسلی دی تھی۔

ان لوگوں کو خدا حافظ کہہ کر وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھے۔

"اب کدھر جانا ہے؟"لائلہ نے سوال کیا تھا۔

"جدھر یہ گاڑی لے جائے۔"اس نے لاپرواہی سے جواب دیا تھا۔

لائلہ اسے بڑی بڑی آنکھوں سے گھور رہی تھی۔

"ہم کدھر ہیں؟ کیوں ہیں؟ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔بس ہر چیز کو انجوائے کرو بات ختم۔"وہ زندگی جینے والا لڑکا تھا۔

"ایسے نہیں ہوتا ہر چیز کی پہلے پلاننگ ہونی چاہیے۔اگر پولیس راستے میں مل گی؟میری تو گن بھی خالی ہے۔"اسے یہی ایک ڈر تھا۔

"اتنا کیوں سوچتی ہو تم؟ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ابھی تم اس سفر کو انجوائے کرو۔کل کا سوچ سوچ کر اپنا آج برباد کرنا انسان کی سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔" اتنا کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھا ساتھ ہی لائلہ بھی بیٹھ گئی۔اب ان کی گاڑی کشمیر سے باہر نکل رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے اس دن کیا ہوا؟"ازلان نے بات کا آغاز کیا۔

"پلیز چپ رہنا تم۔۔۔۔کان پک گئے ہیں میرے تمہاری یہ فضول بکواس سن سن کر۔" اس نے اپنے کانوں میں انگلی ڈال لی تھی۔

"تم پوری دنیا بھی گھوم آؤ نا مزہ تمہیں میری بکواس سن کر ہی آئے گا۔"وہ باقاعدہ لائلہ کے کان میں چیخا تھا۔اور لائلہ نے اس کی کمر میں دو مکے رسید کیے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

ایک بڑے سے ریسٹورینٹ میں منہا کے سامنے ایک ادھیڑ عمر کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔منہا نے اپنے بیگ سے ایک لفافہ نکالا۔اس آدمی نے جلدی سے وہ لفافہ پکڑا۔

"یہ پورے بیس لاکھ ہیں آپ چاہے تو گنتی۔۔۔"وہ بلکل پروفیشنل برتاؤ کر رہی تھی۔

"نہیں نہیں بیٹا تم اورنگزیب کی بیٹی ہو۔اس سے بڑھ کر تمہاری ایمان داری کا کیا ثبوت ہوگا۔"اس کی نظر ان پیسوں سے نہیں ہٹ رہی تھی۔

ابھی منہا کچھ بولتی کہ پاس پڑی کرسی پر وہ آکر بیٹھا۔
"لیکن تمہاری ایمان داری کا ثبوت کون دے گا؟" اس نے سرد لہجے میں بات کا آغاز کیا تھا۔اور منہا نے حیرت سے اس شخص کو دیکھا تھا۔
"بتاؤ کس چیز کا بزنس ہے تمہارا اور مجھے اس کے لیگل پیپرز بھی دیکھاؤ۔" وہ منہا کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔لیکن منہا اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
"وہ۔۔۔۔وہ"اس آدمی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔
"اور شیئرز کا ریٹ کیا چل رہا ہے؟اور کتنے پرسنٹ پرافٹ کی اونر ہونگی مس منہا؟" وہ اب بھی اس طرح سوال پر سوال کر رہا تھا۔منہا کا دماغ تو شل ہوگیا تھا۔وہ یہ سب سوال کرنا کیسے بھول گئی؟

شفیق صاحب کے ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے تھے۔چہرے پر واضع گھبراہٹ تھی۔

"منہا بیٹا اگر تمہیں کچھ جاننا تھا تو مجھ سے خود پوچھ لیتی۔ایسے کسی کو بیچ میں شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پروفیشنل کام ایسے نہیں ہوتے انہیں ٹاپ سیکرٹ رکھنا پڑتا ہے۔" وہ منہا کی طرف دیکھ کر بولے تھے۔جن نظروں سے براق اسے دیکھ رہا تھا اسے اس سے خوف آرہا تھا۔

"انکل میں نے کسی کو یہاں پر نہیں بلایا اور نا مجھے کچھ جاننا ہے۔آپ ابو کے دوست تھے میرے لیے یہی کافی ہے۔"اس نے شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔

"اگر بات پروفیشنل ازم کی ہے تو لیگل طور پر ایگریمنٹ ہونا چاہیے۔چاہے آپ لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں یا نہیں لیکن

ڈیل کے وقت سب لیگلی طور پر رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔"وہ پھر سے بولا تھا اور منہا نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔وہ آدمی اس کے لیے مزید مشکل کیوں کر رہا تھا اسے سمجھ نہیں آیا۔

"یہ لو منہا بیٹا جب تمہیں مجھ پر اعتبار ہو جائے تو ڈیل کرنے آجانا اور ہاں آئندہ سے جو پوچھنا ہوا خود پوچھنا۔"وہ لفافہ واپس کرتے ہوئے اٹھا۔

"نہیں نہیں انکل آپ یہ رکھیں مجھے آپ پر اعتبار ہے۔"اسے حد سے زیادہ شرمندگی ہوئی تھی۔اور منہا کے ایک بار کہنے کی دیر تھی کہ شفیق صاحب لفافہ پکڑ کر باہر کی طرف نکلے۔

"یہ سب کیا تماشہ تھا؟"وہ یہاں ریسٹورنٹ میں چیخ نہیں سکتی تھی لیکن اس کے لہجے میں کافی غصہ تھا۔

"میں صرف آپ کو کسی بھی قسم کے دھوکے سے بچا رہا ہوں۔"اس نے نرمی سے بات کی تھی۔

"جو دھوکا تم نے مجھے دیا ہے اس سے بڑا دھوکا کیا ہوگا؟"اس نے براق کی طرف بنا دیکھے بولا۔براق نے شرمندگی سے سر جھکا لیا تھا۔

"آپ ایک بار میری پوری بات سن لیں میں۔۔۔۔۔"وہ منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں سننا۔میں تمہارے اور اپنے راستے جدا کر چکی ہوں بہتر ہوگا تم اس بات کو جلد سے جلد قبول کر لو۔"اتنا کہہ کر وہ وہاں سے اٹھی۔براق کسی مجرم کی طرح وہاں بیٹھا رہا۔

"میں آخری بار کہہ رہی ہوں آئندہ مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔"وہ بنا مڑے بولی تھی۔پھر وہ وہاں سے دور جانے لگی اور براق نے اسے خود سے دور جاتے دیکھا۔یہ لمحہ موت سے بھی بدتر تھا۔

—☆☆☆☆☆—

"نور گھر میں سب خیریت ہے؟ منہا تو بات تک نہیں کرتی نا ہی میرے بلوچستان واپس جانے پر مجھ سے ملنے آئی۔" ہمایوں پچھلے ایک ہفتے سے منہا کو کال کر رہا تھا مگر وہ جواب ہی نہیں دیتی تھی۔

"ہمایوں بھائی کیا بتاؤ آپ کو گھر میں عجیب سی خاموشی ہے۔ منہا آپی تو ہم سے بھی بات نہیں کرتی۔ وہ تو اپنے کمرے تک سے نہیں نکلتی۔" نور اداسی سے سب بتا رہی تھی۔

"کیوں اسے کیا ہوا ہے؟" ہمایوں کو تھوڑا تھوڑا شک تھا لیکن وہ کنفرم کرنا چاہتا تھا۔

"پتہ نہیں جب سے براق بھائی سے مل کر آئی ہیں اسی طرح خاموش رہتی ہیں۔ نا جانے دونوں کی کس بات پر لڑائی ہوئی ہے نا براق بھائی

گھر آتے ہیں ناہی منہا آپی ان سے ملتی ہیں۔" ہمایوں یہ سن کر ہلکا سا مسکرایا۔اس کا تیر نشانے پر لگا تھا۔

"پھوپھو جان کیسی ہیں؟"جو وہ پوچھنا چاہتا تھا وہ پوچھ چکا تھا۔اب بس وہ بات کو آگے بڑھانے کے لیے حال چال پوچھ رہا تھا۔

تھوڑی سی بات کرنے کے بعد اس نے بی جان کو کال ملائی۔

"آپ تیاری پکڑ لیں میری شادی کی۔"وہ بہت خوش تھا۔

"کوئی اور پسند آگئی؟ چلو اچھا ہی ہے کسی کے پیچھے بھاگنے سے کونسا وہ مل جاتا ہے۔"بی جان ہمایوں کی خوشی چاہتی تھیں۔

"نہیں بی جان منہا نہیں تو کوئی نہیں۔اس ہفتے کی فلائٹ پکڑ کر میں اسلام آباد آرہا ہوں۔اتوار والے دن ہم پھوپھو کی طرف چلیں گے منہا کا ہاتھ مانگنے۔"وہ اس لمحے کا کب سے انتظار کر رہا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو؟ منہا نے پچھلی بار بھی صاف انکار کیا تھا۔اس بار پھر سے تم نے اپنی بے عزتی کروانی ہے؟"بی جان کو منہا کا انکار اب تک یاد تھا۔

"اس بار نہیں کرے گی وہ انکار۔بس آپ میرے کہنے پر ایک بار رشتہ لے کر چلی جائیں۔"وہ بہت یقین سے کہہ رہا تھا۔

"اور تم یہ سب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"بی جان کو حیرت ہوئی تھی۔

"اس بار اس کا غرور ٹوٹ چکا ہے۔" اتنا کہہ کر اس نے فون بند کیا۔اور بی جان کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

"میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا ہم نور کی رخصتی کردیں؟"سونیا بیگم اور منہا لاونج میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔

"جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔"اس نے بے زاری سے بولا۔

"ویسے بھی اچھا نہیں لگتا نکاح کے بعد لڑکا باہر رہے اور ہم اپنی بیٹی کو ادھر گھر بیٹھا کر رکھیں۔میں بس نور کی ساس سے بات کرتی ہوں کہ رخصتی کریں اور نور کو بھی باہر بھیجیں۔"وہ ارادہ کر چکی تھیں۔بس منہا کو باقی سوچوں سے دور رکھنے کے لیے اس بارے میں بات کر رہی تھیں۔

"تمہاری بزنس میٹنگ کیسی رہی؟"وہ بہانے بہانے سے منہا سے بات کر رہی تھیں۔

"اچھی ہو جاتی اگر آپ اسے نا بھیجتی۔" اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔سونیا بیگم نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

دن جلدی ہی ختم ہوچکا تھا اور سورج کے غروب ہوتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ان دونوں کی گاڑی ایک ویران سڑک پر کب سے رکی ہوئی تھی۔

ازلان اپنے چھوٹے سے بیڈ پر لیٹا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔اسے ایک بہت بڑی ڈیل مل گئی تھی۔لیکن پروگرام بنانے کے لیے وقت کم دیا گیا تھا۔

"ہم پچھلے چار گھنٹوں سے ادھر رکے ہوئے ہیں۔" وہ بے زاری سے بولی تھی۔

"ہاں کیونکہ ادھر انٹرنیٹ کے سگنل اچھے آرہے ہیں۔" وہ لیپ ٹاپ پر تیز تیز ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔

"میں بور ہو رہی ہوں۔"لائلہ واقعی کافی دیر سے اس طرح بیٹھی بیٹھی تنگ آگئی تھی۔وہ اپنا موبائل بھی آن نہیں کرنا چاہتی تھی اور کچھ

کرنے کو تھا ہی نہیں۔ ازلان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ کافی مصروف تھا۔

لائلہ اٹھ کر اس کے پاس گئی۔ لیپ ٹاپ کی اسکرین پر عجیب عجیب سے کوڈ نظر آرہے تھے۔ اسے ایک لفظ کی بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تمہیں یہ ون زیرو لکھنے کے لاکھوں ملتے ہیں؟" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ ازلان جو پچھلے کئی گھنٹوں سے کوڈنگ کر رہا تھا اس نے غصے سے لائلہ کی طرف دیکھا۔

"کمپیوٹر کو یہ ون زیرو ہی سمجھ آتا ہے۔" اس نے غصہ برداشت کرتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ تو میں بھی لکھ لوں آئے بڑے پروگرامر شکل دیکھو پچھلے چار گھنٹوں سے چھچھوندر جیسی بنائی ہوئی ہے۔" اس نے ازلان کے ساتھ پنگا لیا تھا۔ پنگا لینے سے وہ بھی نہیں رکتی تھی۔

"ابھی مجھے تنگ نا کرو۔دس لاکھ کی ڈیل ہے یار پلیز چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔"وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولا تھا۔یہ ڈیل واقعی بہت بڑی تھی اور وہ اس ڈیل کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

لائلہ غصے سے گاڑی سے باہر نکلی۔سڑک پر کوئی نہیں تھا۔ہوا بھی کافی تیز چل رہی تھی۔بائیں طرف بڑے بڑے درخت تھے اور دائیں طرف سے پورا کشمیر نظر آرہا تھا۔پہاڑوں میں بنے گھروں کی لائٹس آن تھیں اور دور سے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی جگنو چمک رہے ہیں۔

وہ دائیں طرف جا کر کھڑی ہو گئی اور یہ خوبصورت منظر دیکھنے لگی۔

اندر ازلان ابھی تک کو ڈبنانے میں مصروف تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک پین تھا۔اس نے بنا سکرین سے نظر ہٹائے پین وہاں پھینکا

جہاں لائلہ بیٹھی تھی۔دو منٹ تک کوئی جواب نہیں آیا تھا۔اسے حیرت ہوئی تھی کہ لائلہ کوئی جوابی حملہ نا کرے ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو لائلہ وہاں نہیں تھی۔پھر اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔لائلہ سڑک پر اکیلی کھڑی تھی۔

اس نے بنا کچھ سوچے لیپ ٹاپ کو بند کیا اور باہر کا رخ کیا۔

وہ سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے لائلہ کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

"ہو گئی پوری تمہاری ڈیل؟" لائلہ نے طنز کیا تھا۔

"نہیں میں چھوڑ آیا۔"اس نے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟"وہ حیران ہوئی تھی۔

"لاکھوں کی ڈیل تم سے بڑھ کر ہے؟" اس نے لائلہ کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔

NOVEL HUT

"سوچ لو اتنی اچھی ڈیل چھوڑ دی تم نے بعد میں مجھے نا کہنا۔"

"ایسی ہزاروں ڈیل واپس آتی رہیں گی لیکن یہ وقت جو ہم ساتھ گزار رہے ہیں یہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔اس لیے میں تمہارے ساتھ ہر لمحہ کو کھل کر جینا چاہتا ہوں۔تاکہ کل کو جب میں ان لمحوں کو یاد کروں تو میرا چہرہ کھل اٹھے۔" اسے لائلہ کے ساتھ واقعی بہت مزہ آنے لگا تھا۔

لائلہ اسے دیکھ کر مسکرا دی تھی اور ازلان کو پہلی بار اپنے دل میں کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ایسا تو اسے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا۔یہ کیا تھا؟

"باتیں اچھی بنا لیتے ہو تم۔" لائلہ نے اس کی تعریف کی تھی۔

"خیر تم کیا سوچ رہی تھی؟" اس نے لائلہ کو گم سم محسوس کیا تھا۔

NOVEL HUT

"آگے کا سوچ رہی تھی کہ آخر آگے کیا کرنا ہے۔" اس نے اپنے ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔

"پھر کیا سوچا؟" اسے بے چینی ہوئی تھی۔

"تم کسی طرح مجھے میرے چاچو کے گھر تک چھوڑ دو آگے میں خود دیکھ لوں گی۔" اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا۔ ازلان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"اچھا چلو چاچو کے گھر تک نا سہی بس مجھے اسلام آباد کے اندر کہی بھی چھوڑ دینا پولیس سے بچ کر میں خود ہی چاچو کے گھر چلی جاؤ گی۔" اسے کسی کا بہت زیادہ احسان لینے کی عادت نہیں تھی۔

"اور پھر کیا کروں گی تم؟" لائلہ کا یوں چھوڑ کر جانے کی بات کرنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"اپنا پراپرٹی میں سے حصہ لوں گی۔پھر آگے دیکھتی ہوں کیا کرنا ہے مجھے۔"اس نے ابھی یہاں تک کی ہی پلاننگ کی تھی۔

"اور میرا کیا؟"اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔

"لائلہ سلطان احسان فراموش نہیں ہے۔مجھ پر تمہارا جتنا بھی خرچا ہوا ہے۔میں ایک ایک پیسہ لوٹا دوں گی۔"

"میرے لیے پیسہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔میرے لیے بس میری خوشی میرا سکون اہم ہے۔پیسے کے پیچھے بھاگنے والے لوگ اکثر خالی ہاتھ ہی رہ جاتے ہیں۔"وہ سنجیدگی کے ساتھ بولا تھا۔

"او ہلیو کیا ہوگیا اتنے سیریس کیوں ہورہے ہو؟" لائلہ کو عجیب لگا تھا۔ازلان خاموش رہا۔پتہ نہیں کیوں لیکن وہ لائلہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"سیریس بلکل اچھے نہیں لگ رہے۔تم تو بندر کی طرح اچلھتے کودتے، طوطے کی طرح ہر وقت بک بک کرتے ہوئے اور گدھے کی طرح اپنی عقل استعمال کرتے ہوئے اچھے لگتے ہو۔" اس نے پھر سے پنگا لیا تھا۔

"یہ تعریف تھی یا پرسنل اٹیک؟" ازلان تپتے ہوئے بولا۔

"یہ ریلٹی چیک تھا بونگے۔" اس نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا۔

"چلو میں کرتا ہوں تمہاری تعریف" وہ بدلہ لینے کے لیے تیار تھا۔

"نہیں مجھے تعریف کی ضرورت نہیں ہے۔میں جانتی ہوں کہ میں بہت اچھی ہوں۔"اس نے ہاتھ سے اپنے بال اڑاتے ہوئے بولا۔

"یہ چیٹنگ ہے مجھے بھی بدلہ لینا ہے۔"وہ کسی بچے کی طرح ضد کر رہا تھا۔

"ہاں اب بن جاؤ تم بچے۔" لائلہ نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بولا۔

ازلان نے اپنے ماتھے کے اوپر ہاتھ لگا کر ہاتھ آگے پیچھے کیا۔لائلہ اس کے ہاتھ سے کافی نیچے تھی۔ازلان نے شرارتی سی مسکراہٹ کے ساتھ لائلہ کو دیکھا تھا۔لائلہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔اب وہ ازلان کو مکے مار رہی تھی اور ازلان اپنے قد کا رعب ڈال کر بدلہ لے چکا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

منہا اپنے بستر پر لیٹی ہوئی کسی سوچ میں گم تھی۔اسے ہر چیز میں ایک ہی انسان کی یاد آتی تھی اور آج کئی دن بعد اس شخص کو دیکھ کر زخم پھر سے تازہ ہوگیا تھا۔سونیا بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔منہا کو ان کے آنے تک کی خبر نہیں ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹا؟" سونیا بیگم نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

منہا اپنے خیال سے بیدار ہوئی۔آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔اس نے فوراً سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"کچھ نہیں امی بس ویسے ہی لو فیل کر رہی ہوں۔"

"کچھ بات تو ہے منہا تم تو کبھی بھی اس طرح خود کو کمرے میں بند نہیں کرتی تھی۔"انہیں اپنی بیٹی کی بے حد فکر ہو رہی تھی۔

"بس میرا دل نہیں کرتا کسی سے بات کرنے کو نا ہی باہر نکلنے کا دل کرتا ہے۔مجھے ساری دنیا سے بے زاری ہو رہی ہے نا جانے کیوں۔"وجہ وہ جانتی تھی بس انجان بن رہی تھی۔

"زندگی میں بہت سے ایسے موڑ آتے ہیں جب انسان کو سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا کرے۔وہ بے بس ہو جاتا ہے۔لیکن ایک بات یاد رکھنا منہا کہ یہ دن برے ہیں لیکن زندگی نہیں۔"انہوں نے شفقت سے منہا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"میرے اندر ایک طوفان چل رہا ہے امی۔میں اس سب سے دور بھاگنا چاہتی ہوں۔پہلی بار مجھے زندگی مشکل لگ رہی ہے جیسے اس کے بغیر سانس لینا بھی مشکل ہے۔آخر کیوں میں اتنی بے بس ہوگئی ہوں؟میں تو کبھی بھی کمزور نہیں تھی۔آج تک مجھے کبھی کوئی فیصلہ کرنے میں مشکل نہیں ہوئی مگر اب جیسے کچھ بھی میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔"وہ اپنی ماں کو گلے لگاتے ہوئے سب بول گئی تھی۔

"میری بچی تم نے ضرور کوئی ایسا فیصلہ کیا ہے۔جس کی وجہ سے تمہارا دل مطمین نہیں ہے۔تم کیوں خود پر ظلم کررہی ہو؟" انہیں منہا پر ترس آیا تھا۔

"میں نہیں جانتی کہ میں کیا کر رہی ہوں اور کیوں کر رہی ہوں۔ امی میرا دل اور دماغ دونوں جیسے۔۔۔ جیسے کام کرنا بند ہو گئے ہوں۔ کچھ بھی میرے اختیار میں نہیں ہے۔" وہ پھوٹ پڑی تھی۔

"تو جس کے ہاتھ میں سب ہے اس سے مانگو اس کو اپنی بے بسی بتاؤ۔" سونیا بیگم نے اوپر کی طرف اشارہ کیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

رات کے تین بج رہے تھے۔ براق جائے نماز پر کھڑا تہجد کی نماز ادا کر رہا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"اے اللہ تو ہمیں سننے اور سمجھنے والا ہے۔ بے شک تجھ سے بہتر کون دلوں کے حال جانتا ہے؟ تیرے سوا میرا کوئی گواہ نہیں جو منہا کے سامنے میری سچائی ثابت کر سکے۔ اللہ تو تو جانتا ہے نا میرے دل میں کوئی چور نہیں تھا۔ میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔ لیکن پھر

کیوں انہوں نے میرا اعتبار نہیں کیا؟ یا للہ بس مجھے میری منہا لوٹا دے۔وہ میری تمام نیکیوں کا حاصل ہے۔وہ میرے لیے تیری طرف سے تحفہ تھا اور میں بد نصیب اتنا قیمتی تحفہ کھو بیٹھا۔مجھے مراد کی بات مان لینی چاہیے تھی وہ سچ کہتا تھا کہ جن رشتوں کی بنیاد جھوٹ پر رکھی جائے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔کاش میں نے کبھی جھوٹ نا بولا ہوتا۔" ایک اور ملال اسے تنگ کر رہا تھا۔اس کی زندگی جب بھی اچھی ہونے لگتی تھی تبھی کوئی نا کوئی ملال اس کی زندگی میں شامل ہوجاتا تھا۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

صبح کے وقت ان کی گاڑی مری میں پٹریاٹہ کے پاس آکر رکی تھی۔آج ادھر برف باری ہورہی تھی۔اسی لیے گاڑی یہی کھڑی کرکے انہوں نے آگے پیدل جانا تھا۔ازلان نے سیاہ رنگ کا لانگ

کوٹ پہن رکھا تھا۔گلے میں مفرل ڈالے نیچے چیک والا سویٹر پہن رکھا تھا۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور اس کی نیلی آنکھیں لائلہ کو دیکھ رہی تھیں۔لائلہ نے سیاہ رنگ کا ہڈ پہن رکھا تھا۔جس کی ٹوپی اس نے سر پر کی ہوئی تھی۔ہڈ کے نیچے اس نے سیاہ رنگ کا کرتا اور کھلی سی پینٹ پہن رکھی تھی۔آنکھوں پر سیاہ چشمے لگائے ہوئے تھے۔جس کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جارہی تھی۔

ازلان کے موبائل فون پر وائبریشن ہوئی تھی۔اس نے اپنا موبائل فون چیک نہیں کیا۔

"دیکھو تو سہی کس کا میسج آیا ہے۔"لائلہ کو لگا شاید اس نے وائبریشن کی آواز سنی نہیں۔

"مجھے کمپنی والوں کے علاوہ کوئی میسج نہیں کرتا۔"اس نے ہنستے ہوئے طنز کیا تھا۔

پھر اس نے موبائل فون دیکھا۔

"خیر ہمارا اگلا روٹ مری ہے اس کے بعد ہم اسلام آباد جائیں گے اور پھر۔۔۔۔۔"آخری بات کرنے کا اس کا دل نہیں کر رہا تھا۔

"پھر تم اپنے راستے اور میں اپنے راستے۔ لیکن اگر تم مجھے گھڑ سواری اور تیر اندازی سیکھا دو تو میں تم سے ملتی رہوں گی۔ اور ویسے بھی میرے جانے کہ بعد یہ مت سوچنا کہ لائلہ نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔ لائلہ سلطان تمہیں دنیا کے کسی بھی کونے سے ڈھونڈ نکالے گی۔"وہ ازلان کا دل رکھ رہی تھی۔ ازلان اس کی بات سن کر بچوں کی طرح مسکرایا تھا۔

"ہاں ہاں سیکھا دوں گا سب ،ویسے بھی میری ڈیمانڈ بڑھتی جا رہی ہے۔ میری امی کی دوست کی بیٹی بھی مری آ رہی ہے مجھ سے ملنے۔ ابھی اسی کا میسج تھا"وہ اتراتے ہوئے بولا۔

"شاید کل رات والے مکے کا نشان کمر سے غائب ہوگیا ہے اسی لیے دوبارہ مار کھانے کا دل کر رہا ہے تمہارا۔" لائلہ نے ہاتھ کا مکا بنا کر اسے دیکھایا۔

"معاف کرو تم تو اتنی زور سے مارتی ہو کہ روح تک ہل جاتی ہے۔پتہ نہیں کیا کھاتی ہو تم۔" اسے کل والی ماریاد آئی تھی۔

لائلہ بنا جواب دیے گاڑی سے باہر نکلی۔ہر چیز برف میں ڈھکی ہوئی تھی۔اور سامنے بہت سے سیاح چہل قدمی کر رہے تھے۔

ازلان اپنے مہمان کو پک کرنے گیا تھا اور لائلہ آسمان سے گرتی برف کو دیکھ کر کچھ گزرے لمحوں کو یاد کر رہی تھی۔

"یار اس سال جب مری میں برف گرے گی تو ہم سب جائیں گے۔برف باری دیکھنے میں کتنا مزہ آتا ہوگا۔"شیلا موبائل میں کوئی برف باری کی ویڈیو دیکھ رہی تھی۔

"یہ ہم سب کون؟"لائلہ نے حیرت سے پوچھا۔
"میرا مطلب میں تم احمر اور براق کپل کپل جائیں گے مزہ آئے گا۔"شیلا تو ابھی سے خواب دیکھ رہی تھی۔
"تم نے میرا اور براق کا کپل کہاں سے بنا دیا؟" لائلہ اس کی بات پر ہنسی تھی۔
"کپل ہی سمجھو تم جیسی لڑکی کو کوئی اندھا ہی انکار کرے گا۔"شیلا نے لائلہ کو پیچھے سے گلے لگایا تھا اور لائلہ نے چڑتے ہوئے اسے خود سے دور کیا۔
"یہ ہے سائرہ میری امی کی دوست۔" ازلان کے ساتھ ایک لڑکی کو کھڑے دیکھا تو وہ حال میں واپس آئی۔
"تمہاری بھی بچپن کی دوست ہوں۔"وہ لڑکی ازلان کے ساتھ چپکی کھڑی تھی۔اس نے لال رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا۔میک اپ حد

سے زیادہ کیا ہوا تھا۔کان میں بڑے بڑے ٹاپس اور انگلی میں تین چار انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔

لائلہ کو وہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔وہ ایسی ہی تھی۔ایک نظر میں انسان کو پہچان لیتی تھی۔

"زبردستی کی دوست۔۔۔۔۔"ازلان منہ میں بڑبڑایا تھا۔

"اور یہ ہے میری بیسٹ فرینڈ لائلہ"اس نے لائلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔لائلہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔اب وہ تینوں آگے چل رہے تھے۔یہ ٹرپ کافی مزے کا ہونے والا تھا۔

NOVEL HUT

—☆☆☆☆☆—

"میں ریزائن دے چکا ہوں۔تو پلیز کسی بھی قسم کے کیس میں مجھ سے رابطہ مت کریں۔" اس نے دو ٹوک بات کرکے فون بند کیا تھا۔وہ یہ جھوٹ کی نوکری چھوڑ چکا تھا۔

ابھی وہ فون بند کرکے اٹھا ہی تھا کہ اس کا فون دوبارہ بجا۔اس نے بنا سوچے فون اٹھایا۔

"اسلام علیکم براق بھائی کیا آپ گاؤں آسکتے ہیں؟"آواز جانی پہچانی تھی۔

"نہیں میں۔۔۔۔میں نہیں آسکتا" اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"براق بھائی امی کی طبیعت بہت خراب ہے۔پلیز ایک بار آکر ان سے صوفیا آنٹی کی امانت لے جائیں پلیز۔"اب کے وہ منت کررہی تھی۔

"چھوٹی بات کو سمجھو اگر میں واپس آگیا تو میرے لیے کہی اور جانا ممکن نہیں رہے گا۔" وہ اپنی ماں کی یادوں سے دور جا ہی نہیں سکتا تھا۔وہ بس ناکام کوشش کررہا تھا۔

"پھر آپ مجھے اپنا ایڈریس بھیجیں میں آپ کو آپ کی امانت پہنچا دوں گی۔" اتنا کہہ کر اس نے فون بند کیا۔ براق نے اپنا ایڈریس اسے بھیجا اور پھر تیار ہونے کے لیے واش روم کی طرف بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے گرے رنگ کا ٹریک سوٹ پہن رکھا تھا۔ الماری سے ٹوپی نکال کر سر پر پہنی اور آنکھوں پر چشمہ لگا کر باہر کی طرف نکلنے لگا۔

تبھی اس کا فون بجا۔ اس نے رک کر کال اٹھائی۔

"ہاں بولو۔"

"تم لوگوں نے سمجھ کیا رکھا ہے؟ پہلے لائلہ نے اتنا تماشہ لگایا اور اب تمہیں کیا ضرورت تھی جاب چھوڑنے کی۔" مہتشم غصے میں آگ بگولا ہو رہا تھا۔

"میں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔" وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔تم لوگوں نے مجھے برباد کرنے کا ٹھیکہ اٹھا لیا ہے۔لیکن میری ایک بات یاد رکھنا براق اگر میں برباد ہوا تو بچو گے تم لوگ بھی نہیں۔"اس نے دھمکی دی تھی۔

"تمہیں جو کرنا ہے کرلو لیکن ایک بات میری بھی یاد رکھنا۔اگر تمہاری وجہ سے میرے کسی قریبی کو کوئی نقصان پہنچا تو براق کے لیے تمہارا قتل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔" وہ چلایا تھا۔

"دھمکیاں کسی اور کو دینا میں تم لوگوں کا باس ہوں۔مجھ سے زیادہ چالاک مت بنو ورنہ ہشام بھائی کے ساتھ جو ہوا تھا اگر وہ سب تمہارے ساتھ ہوا تو سہہ نہیں پاؤ گے تم۔" اتنا کہہ کر اس نے فون بند کیا۔براق غصے میں باہر نکلا۔

——☆☆☆☆☆——

"میں تو ازلان کے ساتھ ہی بیٹھوں گی۔ تمہیں تو پتہ ہے نا مجھے کتنا ڈر لگتا ہے ، ازلان۔" وہ لوگ چیئر لفٹ کے پاس کھڑے تھے۔ سائرہ بچہ بننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اور اس کی ڈرامے بازی دیکھ کر لائلہ کو سخت چڑ ہو رہی تھی۔

"مگر۔۔۔۔"ازلان نے سائرہ کو سمجھانے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ لائلہ نے اسے روکا۔

"میں اکیلی بیٹھ جاؤ گی ویسے بھی مجھے نازک کلی بن کر اٹنشن سیکر بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"اس نے صاف صاف سائرہ پر طنز کیا تھا۔ سائرہ کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ ازلان نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنڑول کی۔

"تو تمہارے لیے دو ٹکٹ لے لوں؟ یہ نا ہو ساتھ بیٹھے شخص کو تم آدھے راستے سے نیچے دھکا دے دو۔" ازلان نے لائلہ کے کان میں بولا تھا۔

"اگر کوئی تمہارے جیسا بے وقوف ہوا تو یہ نیکی کا کام بنا سوچے سمجھے کردوں گی۔" ازلان کو ہلکی سی آواز میں جواب دے کر وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"کیا بات کر رہے ہو تم دونوں، مجھے بھی بتاؤ۔" سائرہ ان دونوں کو آپس میں بات کرتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

لیکن وہ دونوں اسے اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھے اور سائرہ کا فوراً منہ بن گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں چیئر لفٹ میں چڑھے۔ ابھی چیئر لفٹ پوری اوپر گئی بھی نہیں تھی کہ سائرہ چیخیں مارنا شروع ہو گئی تھی۔

لائلہ آرام سے اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ ازلان بار بار مڑ کر لائلہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس لڑکی میں کچھ تو خاص تھا جو اسے باقی لڑکیوں سے مختلف بناتا تھا۔

سائرہ ازلان کے ساتھ چپک کر بیٹھی ہوئی تھی۔ لائلہ کو نا جانے کیوں یہ سب دیکھ کر غصہ آرہا تھا۔

"مجھے ایسی لڑکیاں زہر لگتی ہیں جو جان بوجھ کر کیوٹ بننے کی ناکام کوشش کرتی ہیں۔" وہ تپتے ہوئے بولی۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ چیئر لفٹ سے اترے تو پاس میں ہی ایک چھوٹی سی بچی مختلف پھولوں کے تاج لیے کھڑی تھی۔ لائلہ کو وہ معصوم سی بچی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ خود کو اس کے پاس جانے سے روک نا سکی۔

ازلان بھی اس کے پیچھے چل دیا اور اسے دیکھا دیکھی سائرہ بھی چل دی۔

"آپی دو سو کا ہے یہ تاج۔"وہ لائلہ کو قیمت بتا رہی تھی۔

"دو سو کا کدھر سے آگیا؟ لوٹ رہی ہو تم تو، یہ بیس روپے کا ملتا ہے ۔"پیچھے سے سائرہ غصے میں بولی تھی۔

"نہیں آپی اتنے کے تو پھول بھی نہیں آتے۔پھر اس کو بنانے میں میری ماں کی اتنی محنت لگتی ہے۔پتہ ہے وہ صبح کو چار بجے اٹھ کر یہ تاج بنانا شروع کرتی ہیں پھر پورا دن میں یہ تاج بیچ کر۔۔۔۔"وہ بچی بڑی معصومیت سے بتا رہی تھی۔لائلہ کو اس کی کہانی سننا بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"بس بس ادھر ہم تمہاری کہانی سننے نہیں آئے۔زیادہ سے زیادہ یہ پچاس روپے کا ہوگا۔" سائرہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔اور اب لائلہ کی بس ہوگئی تھی۔

"تم نے یہ جو کوٹ پہن رکھا ہے اس کی قیمت کیا ہے؟"لائلہ نے سائرہ سے سوال کیا تھا۔

"پورے بیس ہزار کا ہے ۔"اس نے شو آف کرتے ہوئے بولا۔

"نا تو بیس ہزار والی تمہاری شکل ہے اور نا ہی بیس ہزار کا یہ کوٹ۔" اس نے سائرہ کی شکل اور پھر کوٹ کی طرف اشارہ کرکے بولا۔ازلان اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہنسا۔وہ اپنی باتوں سے آگ لگا دیتی تھی۔

"لیکن پھر بھی تم نے اس کوٹ کے بیس ہزار دیے کیونکہ یہ ایک برانڈ کا کوٹ ہے۔برانڈ پر جا کر تم جیسے لوگ ہزاروں لٹا سکتے ہو لیکن

جب ایک غریب کی باری آتی ہے تو تم لوگوں کو دو سو روپے بھی چھبتے ہیں۔وٹ آڈبل سیٹنیڈر!" لائلہ کی یہ بات سن کر سائرہ کا منہ غصے سے پھول چکا تھا۔ابھی وہ کوئی جواب دیتی کہ ازلان اس بحث میں بول اٹھا۔

"سائرہ ادھر دیکھو وہ وہاں تمہاری تصویریں بہت اچھی آئیں گی۔"وہ لائلہ کے غصے کو جانتا تھا۔غصے میں وہ سامنے والے کا منہ بھی توڑ سکتی تھی۔

"پھر ہم ادھر چلیں ازلان بس ہم دونوں۔"وہ بچوں کی طرح منہ بگاڑ بگاڑ کر بول رہی تھی۔

"جیسے تم کہو۔" اتنا کہنے کی دیر تھی اور سائرہ اس طرف بھاگی۔ازلان نے چند ہزار روپے اس چھوٹی سی بچی کو پکڑائے اور

اس کے کان میں کچھ بولا۔ بچی ہلکا سا مسکرائی تھی۔ پھر وہ سائرہ کے پیچھے چل پڑا۔

اور یہ سب دیکھ کر لائلہ کا غصہ اور بڑھ گیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق شفیق صاحب کے گھر میں پچھلی دیوار کود کر داخل ہوا تھا۔ اس نے اوپر کی طرف دیکھا۔ شفیق صاحب کے کمرے کی کھڑکی پہلے ہی کھلی ہوئی تھی وہ دیوار پر مختلف چیزیں پکڑ پکڑ کر اوپر چڑھا۔

کمرے میں خاموشی تھی۔ سب لوگ کسی دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ اس نے کمرے میں گھستے ہی الماری کھولی۔ سامنے ایک لاکر تھا۔ جس کو لاک لگا ہوا تھا۔ پھر اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کھولے۔ ایک کالے رنگ کی پن نکالی اور دوبارہ الماری کی طرف

بڑھا۔پھر اس نے لاک میں پن گھمائی۔ تھوڑی دیر بعد لاک کھل چکا تھا۔اندر وہی لفافہ پڑا تھا جو کل منہا نے اسے دیا تھا۔ساتھ کچھ کاغذ بھی پڑے تھے۔اس نے جلدی جلدی میں کاغذ باہر نکالے۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

یہ سارے ان مقدموں کے کاغذ تھے جو اس وقت شفیق کے خلاف چل رہے تھے۔وہ پہلے بھی بہت سارے لوگوں کے پیسے اسی طرح فراڈ کر کے کھا چکا تھا۔براق نے جلدی جلدی ان سب کی تصویریں بنائی اور واپس سب اپنی جگہ رکھ کر کھڑکی کی طرف بھاگا۔

وہ جلد سے جلد یہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

"چلیں نا آپی آپ ادھر بیٹھیں۔" وہ بچی لائلہ سے ضد کر رہی تھی۔

"اچھا چندہ بیٹھ جاتی ہوں۔" وہ اس کا دل رکھنے کے لیے پاس پڑے بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔ سامنے سائرہ کھڑی تھی اور ازلان اس کی تصویریں بنا رہا تھا۔

بچی نے لائلہ کا ہڈ اتارا۔ بال لائلہ کے پہلے ہی کھلے ہوئے تھے۔ اس کے بالوں میں کنگھی کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ بلکل سیدھے اور ملائم تھے۔

اس نے لائلہ کے بالوں کو تین حصوں میں بانٹا پھر ان کی چٹیا بنانے لگی۔

سائرہ کی کمر لائلہ کی طرف تھی اور سامنے ازلان کھڑا اپنے کمیرے میں اس کی تصویریں بنا رہا تھا۔ اس کی نظر لائلہ پر پڑی جو کہ آرام سے بیٹھی اس بچی سے اپنے بال بنوا رہی تھی۔

بچی نے بالوں کی چٹیا بنا کر اس میں چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے گلاب موتیوں کی طرح پروئے ۔پھر سب سے اچھا اور خوبصورت تاج لائلہ کے سر پر رکھا۔وہ شہزادی نا سہی مگر کسی شہزادی سے کم بھی نہیں لگ رہی تھی۔

ازلان نے کیمرے کی ذریعے لائلہ پر زوم کیا۔سائرہ سامنے الگ الگ پوز بنا رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ ازلان اس کی تصویریں بنا رہا ہے۔لیکن وہ دور بیٹھی لائلہ کو دیکھ رہا تھا۔اس بھیڑ میں بھی اس کی نظر صرف لائلہ کے بالوں پر تھی۔لائلہ گول گول گھوم رہی تھی۔اور اس کی چوٹی ہوا میں لہرا رہی تھی۔

"ماشا اللہ ماشا اللہ۔۔۔۔"بے اختیار ازلان کے منہ سے نکلا تھا۔

اب لائلہ وہاں بیٹھی اس بچی سے باتیں کررہی تھی۔بچی کی نظر ازلان پر پڑی تو اس نے آنکھ کا اشارہ کرکے پوچھنا چاہا کہ "کیسی لگ رہی ہے لائلہ؟"

ازلان نے لائلہ کا صدقہ اتارتے ہوئے منظوری دی تھی۔بچی کھل کر ہنسی تھی۔

"ازلان دیکھاؤ نا میری تصویریں کیسی آئی ہیں؟" سائرہ کی آواز پر وہ سیدھا ہوا۔

"ہاں وہ کیمرے کی بیٹری نہیں ہے بعد میں دیکھ لینا۔" اتنا کہہ کر وہ واپس لائلہ کے پاس آیا۔اور لائلہ اسے خون خار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

پھر وہ دونوں آگے چلنے لگے اور سائرہ کباب میں ہڈی بنتے ہوئے ان کے پیچھے بھاگی۔

——☆☆☆☆☆——

"آپی یہ لیں۔" نور منہا کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔منہا ابھی ابھی عصر کی نماز پڑھ کر اٹھی تھی۔اس نے بڑی سی چادر سر پر لپیٹی ہوئی تھی۔

"یہ کیا ہے؟"منہا کو حیرت ہوئی تھی۔

"خود ہی دیکھ لیں۔" اتنا کہہ کر اس نے لفافہ بیڈ پر رکھا اور باہر بھاگی۔

منہا نے لفافہ کھولا تو اندر وہی پیسوں والا لفافہ تھا۔ساتھ میں کچھ پیپرز تھے۔یہ ان سارے مقدموں کے تصویریں تھیں جو اس وقت شفیق صاحب کے خلاف چل رہے تھے۔

اسے دھچکا لگا تھا۔وہ کتنے بڑے فراڈ سے بچ گئی تھی اسے اب اندازہ ہوا تھا۔لفافے میں ایک خط بھی تھا۔وہ بیڈ پر بیٹھی اور خط

کھولا۔اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ یہ خط کس نے لکھا ہے۔اس نے خط پڑھنا شروع کیا۔

"آپ نے کہا تھا کہ چاہے حالات کیسے بھی ہو بس ہم ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے رہیں اور اسی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔اور براق ہشام نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر مشکل میں آپ کے ساتھ کھڑا رہے گا اور میں اپنا وعدہ نبھاؤ گا۔چاہے ہم ساتھ رہے یا نا رہے مگر میں ہمیشہ آپ کا ہی رہوں گا۔اس دل پر آپ کے سوا کسی کا حق نہیں ہے۔جانتا ہوں میں نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے جس کا ملال مجھے ساری زندگی رہے گا۔لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ سے دور رہ کر خوش آپ بھی نہیں ہے۔پر میں محبت میں زور زبردستی کا قائل نہیں ہوں اور میں آپ کے فیصلے کی دل سے عزت کرتا ہوں ،چاہے وہ فیصلہ میرا دل ہی کیوں نا مار دے۔شاید

میں آپ کو کبھی سمجھا ہی نا پاؤ کہ میں آپ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ الفاظ ہمیشہ کم پڑ جاتے ہیں۔ لیکن اتنا کہوں گا کہ میری محبت کبھی جھوٹی نہیں تھی۔ جو آپ نے اور میں نے محسوس کیا وہ سب سچ تھا۔ آپ یہی چاہتی ہیں نا کہ میں آپ کے راستے میں نا آؤ اور نا ہی آپ کو اپنی شکل دیکھاؤ، تو میرا وعدہ ہے آپ سے کہ آئندہ براق ہشام آپ کے راستے میں نہیں آئے گا اور نا ہی وہ آپ کو اپنی شکل دیکھائے گا۔ نا میں آپ کی منت کروں گا کہ مجھے معاف کردیں اور دوبارہ مجھ پر بھروسہ کریں۔ میں سب کچھ وقت پر چھوڑ رہا ہوں کیونکہ وقت سب سیکھا دیتا ہے۔ شاید کسی اور سفر میں ہم دونوں کی ملاقات ہوجائے اور ہاں میں یہ گھر بھی چھوڑ کر جارہا ہوں۔ اب یہاں رہنے کا کوئی مقصد نہیں۔ اپنا خیال رکھیے گا اور دعا کیجئے گا کہ جس طرح میرا دل مرگیا ہے اسی طرح میں بھی مرجاؤ۔ مگر آپ یہ مت

سمجھنا کہ میں آپ کو بھول جاؤ گا۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ براق کی زندگی سے اگر منہا کو نکال دو تو براق کی زندگی میں کچھ نہیں بچتا۔

ہاں ہم جدا ہو رہے ہیں لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا آپ کی ایک آواز پر یہ بندہ دوڑا چلا آئے گا۔ اور ایک آخری بات پلیز آنٹی کو کچھ مت بتائیے گا۔ ان کے دل میں جو میرے لیے عزت ہے میں اسے نہیں کھونا چاہتا۔

آخری خط آپ کے براق ہشام کی طرف سے"

منہا کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس کا پورا وجود ہل چکا تھا۔ آنکھیں جو خشک تھیں وہ آنسوؤں سے دوبارہ بھر گئی تھیں۔ وہ دیوانوں کی طرف بالکنی میں بھاگی تھی۔ سامنے گلی میں کھڑا وہ سامان اپنی گاڑی کی ڈگی میں ڈال رہا تھا۔ پھر وہ آگے گاڑی کے دروازے تک آیا۔ نا جانے کیوں اس نے منہا کی بالکنی کی طرف دیکھا۔

منہا وہاں کھڑی تھی اور اسے دیکھتے ہی براق کے قدم رکے تھے۔دونوں کی نظریں ملی تھی اور ان کا دل چاہ رہا تھا کہ وقت یہی رک جائے۔

"ایک بار ایک بار کہہ دیں کہ مت جاؤ براق۔خدا کی قسم میں ساری زندگی کے لیے یہاں رک جاؤ گا۔" براق نے دل میں بولا تھا۔وہ منہا سے دور جانا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"کیوں میں کیوں کہو اس سے کہ وہ رک جائے؟کیا وہ نہیں جانتا کہ اگر براق منہا کے بغیر نہیں رہ سکتا تو منہا بھی براق کے بغیر نہیں رہ سکتی۔" منہا نے دل میں اسے جواب دیا تھا۔

براق کافی دیر اسی طرح کھڑا رہا اور منہا اسے دیکھتی رہی۔پھر وہ ہمت کرکے گاڑی میں بیٹھا اور بھیگی آنکھوں کے ساتھ گاڑی چلانے لگا۔

اسے یوں جاتا دیکھ منہا زمین پر گری تھی۔وہ ہار گئی تھی سب ہار گئی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

"سر لائلہ سلطان کا تو پتہ نہیں چلا مگر یہ ان سب لوگوں کی تصویریں ہیں جن کو شادی میں نہیں بلایا گیا تھا اور وہ وہاں موجود تھے۔"میر بالاج کے خاص ملازم نے اس کے سامنے کچھ تصویریں رکھی تھیں۔
یہ تصویریں احمر شیلا مہتشم اور حیمی جیمی کی تھیں۔براق منہا کے ساتھ تھا اس لیے بچ گیا تھا۔
"اس سے بھی بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وہ نیشنل بینک کی چوری میں ملوث تھے اور جہاں سے انہوں نے ان پولیس والوں کی گاڑی چوری کی تھی مجھے یقین ہے کہ وہاں پر ہی انکا اڈا ہوگا۔"
اس کا دماغ بہت تیز چلتا تھا۔

"بہت خوب اب کدھر بچ کر جائیں گے یہ لوگ" وہ بڑا سا قہقہہ لگا کر بولا۔

——☆☆☆☆☆——

مال روڈ پر اس وقت برف گر رہی تھی۔وہ دونوں مال روڈ پر آئسکریم کھاتے ہوئے واک کر رہے تھے۔لائلہ کا منہ غصے سے پھولا ہوا تھا۔سائرہ جس ہوٹل میں رکی تھی وہ وہاں واپس جا چکی تھی۔

تبھی ایک چار سال کا بچہ روتا ہوا دیکھائی دیا۔اس کی ماں اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن وہ چپ نہیں ہو رہا تھا۔ازلان فوراً سے بچے کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" بچہ کافی زور زور سے رو رہا تھا۔

"بیٹا اس کی آئسکریم نیچے گر گئی ہے اور مجھ میں دوبارہ اوپر چل کر آئسکریم لانے کی ہمت نہیں ہے۔"عورت نے ازلان کو بتایا اور

ازلان نے بنا سوچے اپنی آئسکریم بچے کے ہاتھ میں دی تھی۔بچہ پل بھر میں خاموش ہوگیا تھا۔پھر ازلان نے اس کی ماں کی اجازت لے کر اسے اپنی گود میں لیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔ تھوڑی دیر پہلے جو بچہ رو رہا تھا اب اس کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔دور کھڑی لائلہ یہ دیکھ کر مسکرائی تھی۔ازلان کا دل واقعی صاف تھا یہ تو وہ جانتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ازلان واپس آیا تو لائلہ پھر سے غصے والا منہ بنا کر کھڑی ہوگئی۔پھر وہ دونوں دوبارہ واک کرنے لگے۔

"اب جانے بھی دو غصہ۔" ازلان ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے بولا۔

"جیسے تم کہو۔" لائلہ نے ازلان کی نقل اتارتے ہوئے بولا۔

"معاف کردو مجھے میری ماں۔" اس نے لائلہ کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

"جیسے تم کہو۔" اس نے پھر ازلان کی نقل اتاری تھی۔

"یار میں بس لڑائی ہونے سے روک رہا تھا۔"اب وہ صفائی دے رہا تھا۔

"جیسے تم کہو۔" اس نے ازلان کی ایک بات پکڑ لی تھی اور وہ بار بار وہی بول رہی تھی۔

"بچاری کا فضول میں تم نے منہ توڑ دینا تھا۔" اسے لائلہ کے غصے کا پتہ تھا۔

"جیسے تم کہو۔" ازلان کے قدم رکے تھے۔یہ لڑکی ایسے باز نہیں آئے گی۔

"میری ایک بات مانو گی؟" اسے شرارت سوجی تھی۔

NOVEL HUT

"جیسے تم کہو۔" لائلہ بے دھیانی میں بول گئی تھی۔

"چلو پھر میرے ساتھ سنو مین والا ڈانس کرو۔" ازلان نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"جیسے تم۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی۔

"ایک منٹ ایک منٹ اتنا فری کیوں ہو جاتے ہو تم؟ ایک تو تم نے میرے سامنے اس لڑکی کی سائڈ لی۔ کیسے بول رہے تھے جیسے تم کہو۔" اس نے پھر سے ازلان کی نقل اتاری۔

"جیلس ہو رہی ہو تم۔" ازلان اسے چڑاتے ہوئے بولا۔

"میں۔۔۔۔ میں جیلس نہیں ہوتی۔" اس نے صاف انکار کیا تھا۔ کیا واقعی میں وہ جیلس ہو رہی تھی یا بس ویسے ہی اسے ازلان پر غصہ تھا؟

"نہیں تم جیلس ہو رہی ہو۔" وہ اب لائلہ کو جان کے چھیڑ رہا تھا۔

"منہ توڑ دینا ہے میں نے اب تمہارا۔" اس نے ازلان کی کمر پر ٹکا کر مکا مارا تھا۔اور ازلان اپنی کمر رگڑ رہا تھا۔

"مار کٹائی کے علاوہ تو تمہیں کچھ آتا ہی نہیں ہے۔"مکا کافی زور سے لگا تھا۔

"لائلہ سلطان کو سب آتا ہے۔"اس نے اپنی تعریف کی تھی۔

"اچھا پھر وہ سنو مین والا ڈانس کرو میرے ساتھ۔" اپنی بات تو منوا کے رہنا تھا اس نے۔

"جاکے اس سائرہ کے ساتھ کرو۔میں کوئی تمہاری گرل فرینڈ نہیں ہوں۔"اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"آئے ہائے اس چھپکلی ساتھ کون ڈانس کرے۔"اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"اور دوسری بات گرل فرینڈ نا سہی دوست تو ہو نا تم۔اب بھلے تم مجھے دوست مانو یا مانو میں تو مانتا ہوں نا۔"اس نے لائلہ کی طرف دیکھ کر معصومیت سے بولا تھا۔

"زیادہ اور ایکٹنگ نا کرو وہ کپل ڈانس ہے۔"

"آج کل تو بیسٹ فرینڈز بھی کر رہے ہوتے ہیں کیا فرق پڑتا ہے۔"وہ ضد کا پکا تھا۔لائلہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"دیکھ لو گھڑ سواری اور تیر اندازی بھی سیکھنی ہے ابھی تو تم نے۔" وہ بلیک میل کر رہا تھا۔اس نے دوبارہ لائلہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔لائلہ نے ایک نظر اوپر ڈال کر اسے دیکھا اور بنا کچھ سوچے ہاتھ پکڑ لیا۔ازلان نے اپنے موبائل میں سنو مین والا گانا لگایا۔ پھر وہ دونوں برف کے نیچے سنو مین والا ٹرینڈنگ ڈانس کرنے لگے۔ازلان پہلی بار لائلہ کے اتنے قریب آیا تھا اور اسے اس وقت

عجیب سا سکون محسوس ہو رہا تھا۔لائلہ نے پہلی بار کسی کے ساتھ ڈانس کیا تھا۔اچھا نا سہی مگر یہ برا بھی نہیں تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق کی گاڑی ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے آکر رکی تھی۔یہ گھر ایک کمرے پر مشتمل تھا۔چھوٹا سا صحن تھا جس میں وہ کھڑا تھا۔یہ اس کا خفیہ گھر تھا۔وہ یہی پر آکر الگ الگ شناخت بدل کر جاسوسیاں کرتا تھا۔وہ کمرے میں داخل ہوا تو ہر جگہ مٹی دیکھ کر اسے الجھن ہونے لگی۔

پھر اس نے صاف کپڑا لے کر صفائی کرنا شروع کی۔

بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر ایک فوٹو فریم پڑا تھا۔اس نے فریم کا شیشہ صاف کیا تو تصویر واضع ہوئی۔تصویر میں وہ اپنی ماں کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔وہ آٹھ یا نو سال کا براق بہت زیادہ خوش نظر

آرہا تھا۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا۔وہ اپنی ماں کے چہرے پر ہاتھ لگا رہا تھا۔

"ماما ماما یہ دیکھیں میں آپ کے لیے کیا لایا۔"چھوٹے سے براق کے ہاتھ میں کچھ تھا جو وہ اپنے پیچھے چھپا رہا تھا۔اس کی ماں کپڑے سلائی کرنے میں مصروف تھی۔

"میرا بیٹا کیا لایا ہے؟"صوفیا نے بڑے پیار سے پوچھا تھا۔

براق نے اپنے ہاتھ آگے کیے۔اس کے ہاتھوں میں گجرے تھے۔وہ بڑا خوش ہو کر اپنی ماں کو دیکھا رہا تھا۔

"یہ کیوں لے کر آئے تم؟" صوفیا کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ہشام اس کے لیے ہر روز گجرے لاتا تھا۔

"آپ کے ہاتھوں میں گلاب بہت اچھے لگتے ہیں۔"اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر گجرے پہنائے۔

صوفیا بہت خوش ہوئی تھی۔اس کا بیٹا اس کے ساتھ تھا اور اس کے لیے سب سے زیادہ یہی خوشی کی بات تھی۔

"تم اپنی بیوی کو بھی نا روز ایسے ہی گجرے لاکر دیا کرنا۔"انہوں نے مذاق میں براق کو چھیڑا تھا۔

"نہیں میں ہمیشہ صرف آپ کے لیے گجرے لاؤ گا۔"اس کی یہ بات سن کر صوفیا زور سے ہنسی تھی۔

"تم نہیں جانتے کہ پیار سے لائے گیے گجرے عورت کے لیے سونے چاندی سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔"ان کی یہ بات براق کو بلکل سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اچھا چلو اپنی بیوی کو گجرے نا سہی میری قبر پر روز تازہ گلاب گرا کر جایا کرنا۔"براق ان کی بات سن کر غصے میں آگیا تھا۔اب صوفیا اسے منا رہی تھی۔

NOVEL HUT

وہ حال میں واپس آیا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔ وہ کافی دیر وہاں کھڑا روتا رہا۔ لیکن رونے سے کوئی واپس نہیں آجاتا۔

پھر وہ دوبارہ کسی اور خیال میں گم ہوا۔

"تم کیسے اتنی خوش رہتی ہو صوفیا؟ کیا تمہیں ہشام کے جانے کا دکھ نہیں ہوا؟" صوفیا کی سہیلی اس کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ پاس میں ہی براق آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا۔ وہ سو نہیں رہا تھا۔ وہ سب سن رہا تھا۔

"اس کی وجہ سے۔۔۔۔" صوفیا نے براق کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"ہشام کے جانے کے بعد براق نے مجھے جینے پر مجبور کیا۔ میرا بیٹا میری جینے کی وجہ ہے۔ جس دن براق مجھے چھوڑ گیا تو سمجھ جانا صوفیا

مر گئی۔"اور براق نے وہاں لیٹے لیٹے خود سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی ماں کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

"کیوں چھوڑا میں نے آپ کو۔۔۔۔۔۔کیوں کیا میں نے ایسا۔۔۔۔۔"وہ حال میں کھڑا براق خود سے سوال کر رہا تھا۔وہ آج تک اپنی ماں کی موت کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتا تھا۔

"مجھے آپ کی بات سننی چاہیے تھی۔۔۔۔مجھے اس دن گھر چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔" وہ ایک بار پھر پھوٹ پڑا تھا۔ملال ملال اور بس ملال۔

"ماما ایک بار واپس آجائیں آپ۔۔۔۔۔آپ کا براق بہت اکیلا ہو گیا ہے"وہ اپنی ماں کی تصویر سے باتیں کر رہا تھا۔

اس کا جسم کانپ رہا تھا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔وہ خود سے اپنا قابو کھو رہا تھا۔براق کہی سے بھی نارمل نہیں لگ رہا تھا۔اس

نے جلدی سے اپنی جیب سے چند گولیاں نکالی اور اندر نگلی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کچھ نارمل ہوا۔

—☆☆☆☆☆—

"تمہیں جو میں نے گولیوں کی تصویر بھیجی تھی تم نے پتہ کیا وہ کس چیز کی گولیاں تھیں؟" منہا اپنی دوست حنا سے بات کر رہی تھی۔

"ہاں ہاں میں نے اسی دن پتہ کر لیا تھا۔ بس ٹائم نہیں مل رہا تھا تمہیں بتانے کا۔" وہ وائٹ کوٹ پہنے اپنے دفتر میں بیٹھی تھی۔

"پی ٹی ایس ڈی کی وجہ سے لی جاتی ہیں یہ میڈیسنز۔" منہا خاموشی سے سن رہی تھی۔

"اگر آسان الفاظوں میں سمجھاؤ تو یہ میڈیسنز ایسا انسان لیتا ہے جسے کچھ پاسٹ ٹرومہ کی وجہ سے نیند نا آرہی ہو یا ان ٹرومہ کی وجہ سے وہ سکون سے سانس بھی نا لے پا رہا ہو۔ اسے اس کا ماضی خوابوں میں

NOVEL HUT

آکر تنگ کر رہا ہو اور وہ اس سے بھاگنے کی کوشش کر رہا ہو۔اس کی باڈی ابنارمل برتاؤ کر رہی ہو یا وہ خود سے کنٹرول کھو رہا ہو۔تو ایسے موقعے پر خود کو تھوڑے وقت کے لیے نارمل کرنے کے لیے وہ انسان ان گولیوں کا استعمال کرتا ہے۔"اس نے منہا کو تفصیل سے بتایا تھا۔

"تو اس میں کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے نا؟" اسے براق کی فکر ہوئی تھی۔

"منہا خطرے کی ہی تو بات ہے۔ان گولیوں کے بہت زیادہ سائیڈ ایفیکٹس ہیں۔کوئی بھی ڈاکٹر یہ میڈیسن نہیں دیتا اور نا ہی یہ میڈیسن نارملی میڈیکل سٹور سے ملتی ہے۔"

"پوری بات بتاؤ کیا سائیڈ ایفیکٹس ہیں اس کے؟" اس کا دل بند ہو رہا تھا۔

"یہ ایک ڈرگ کی طرح کام کرتی ہے۔وقتی طور پر انسان کو سکون مل جاتا ہے۔اسے پھر کوئی بھی ماضی کی بری یاد تنگ نہیں کرتی کیونکہ یہ دوائی وقتی طور پر آپ کو نیم بے ہوش کردیتی ہے۔لیکن اس کو اگر زیادہ عرصے کے لیے استعمال کیا جائے یا اوڑوز لیا جائے تو وہ انسان نیم پاگل بھی ہوسکتا ہے۔اس کی ذہنی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہوجاتی ہے۔مجھے سمجھ نہیں آرہی آخر تم کیوں اس کے بارے میں پوچھ رہی ہو کہیں تم تو۔۔۔"اسے شک ہوا تھا۔

"نہیں میں نہیں لیتی یہ گولیاں کوئی ہے بہت قریبی وہ لیتا ہے۔"اسے نہیں پتہ تھا کہ براق اتنا کچھ اپنے اندر چھپائے بیٹھا تھا۔

"تو پھر منہا فوراً اسے روکو اس وقت اسے ایموشنل سپورٹ کی ضرورت ہے تم اسے کمفرٹ کرو اور اس خوش رکھنے کی کوشش کرو۔ورنہ اس کی زندگی برباد ہوجائے گی۔ساتھ ہی ساتھ اس کے

تھراپی سیشنز بھی کرواؤ۔دیکھو ایک سائکٹریسٹ کو میں جانتی ہوں وہ تمہاری مدد کر سکتی ہے۔منٹل ہیلتھ کوئی مذاق نہیں ہوتا یہ بات تم جیسی پڑھی لکھی لڑکی اچھے سے جانتی ہے۔"منہا نے بنا کوئی جواب دیے فون بند کیا۔

وہ کیا کرے؟بس یہی ایک سوال تھا جس کا اسے جواب نہیں آتا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

بڑے سے ہوٹل کے پچھلے لان میں چھوٹے چھوٹے ہٹس بنے ہوئے تھے۔دوسری طرف سے پورا مری دیکھائی دیتا تھا۔ایک ہٹ کے اندر وہ دونوں آگ جلائے اس کے پاس بیٹھے تھے۔

"تمہیں سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟"ازلان نے سوال کیا تھا۔

"بارش۔۔۔مگر۔۔۔" لائلہ سلطان کی بارش کے ساتھ بہت بری یادیں وابستہ تھیں۔اس نے منہ دوسری طرف کرلیا تھا۔

"اور تمہیں کیا پسند ہے؟"اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا۔

"تمہارے بال۔۔۔۔۔" اس نے بے اختیار اس کے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔لائلہ نے جھٹ سے منہ اس کی طرف کیا۔

تبھی سائرہ ان کے پاس آتی دیکھائی دی۔

"کیا ہورہا ہے گائز؟"اس نے بیٹھتے ہوئے بولا۔

"گھاس کھود رہے ہیں تم بھی کھود لو۔"ازلان نے الٹا جواب دیا تھا۔

"تمہاری یہ مذاق کرنے کی عادت گئی نہیں ازلان۔بچپن میں بھی تم ایسے ہی تھے۔" اس نے لائلہ کو دیکھ کر جان بوجھ کر بچپن کا ذکر کیا تھا۔

"ویسے تم دونوں کب سے جانتے ہو ایک دوسرے کو؟" اس نے سوال کیا تو ازلان نے لائلہ کی طرف دیکھا۔

"یہی کوئی ایک مہینہ پہلے یہ میری گاڑی سے ٹکرائی تھی۔" اسے اپنی اور لائلہ کی پہلی ملاقات اب تک یاد تھی۔

"نا کرو یار میں بچپن سے ازلان کی دوست ہوں۔اس نے آج تک مجھے بیسٹ فرینڈ نہیں بولا اور تمہیں ایک مہینے میں بول دیا۔کونسا جادو کیا ہے تم نے؟" وہ اندر سے جل چکی تھی بس سامنے سے اچھی بن رہی تھی۔لائلہ اس کے منہ بھی نہیں لگنا چاہتی تھی۔

"تم بتاؤ نا ازلان ایسا کیا ہے اس میں؟" اس کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔

"لائلہ سب سے مختلف ہیں۔یہ باقی لڑکیوں کی طرح مجھے امپریس کرنے کی کوشش نہیں کرتی بلکہ میں خود اس سے امپریس ہوجاتا

ہوں۔یہ نڈر ہے، بہادر ہے، ہمت والی ہے جو پوری دنیا سے اکیلے لڑ سکتی ہے۔ایسی لڑکی کا دوست کون نہیں بننا چاہتا؟" اس نے لائلہ کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔لائلہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"لائلہ کا مطلب ہے رات اور واقعی تم رات کی طرح خوبصورت ہو۔لیکن مجھے تو تمہارے بال سب سے زیادہ پسند ہیں۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر اس کی تعریف پر تعریف کر رہا تھا۔لائلہ کو حیرت ہوئی تھی۔ساتھ ہی ساتھ اسے خطرہ لاحق ہوا تھا۔

سائرہ کا منہ ٹماٹر کی طرح لال ہوگیا تھا۔اس سے یہ سب برداشت نہیں ہورہا تھا۔

"ازلان یاد ہے تم بچپن میں میری بھی کتنی تعریف کرتے تھے۔اور ہماری وہ والی تصویر کتنی پیاری تھی۔" وہ لائلہ کو جلانا چاہتی تھی۔

"کونسی تصویر؟" ازلان کو یاد بھی نہیں تھا۔

"میں ابھی دیکھاتی ہوں۔" اس نے فوراً اپنا فون کھولا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تصویر ازلان اور لائلہ کو دیکھا رہی تھی۔

تصویر میں ازلان پانچ سال کا درخت پر چڑا ہوا تھا اور سائرہ نیچے کھڑی رو رہی تھی۔ تصویر میں ازلان کا تھوڑا سا چہرہ نظر آرہا تھا۔ لائلہ کو کچھ یاد آیا تھا۔

"تمہارے پاس اور بچپن کی تصویریں ہیں؟" لائلہ نے بے اختیار پوچھا تھا۔

"ہاں ہاں یہ پورا فولڈر دیکھو۔" سائرہ کو اور کیا چاہیے تھا۔ لائلہ نے فوراً تصویریں آگے پیچھے کی۔ اور آخر اسے ازلان کے بچپن کی تصویریں مل گئی تھی۔ وہ پانچ سالہ ازلان، نیلی آنکھیں، چہرے پر معصومیت اسے کوئی یاد آیا تھا۔

("ڈرو نہیں میں تو تمہارے لیے کھانا لایا ہوں۔")لائلہ وہ دن کیسے بھول سکتی تھی۔

("میں تمہیں نہیں تمہارے بالوں کو دیکھ رہا ہوں۔یہ بہت پیارے ہیں۔")لائلہ نے بے یقینی سے ازلان کی طرف دیکھا تھا۔

("براق دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے لائلہ سلطان کو عزت دی۔وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے لائلہ سلطان کا تب ساتھ دیا جب وہ بے سہارا ہو چکی تھی۔وہ دنیا کا پہلا مرد تھا جس نے مجھ سے ہمدردی کی، جسے میری پرواہ تھی۔")اس کی اپنی باتیں اس کے دماغ میں گھومی تھیں۔

NOVEL HUT

وہ پہلا مرد براق نہیں تھا جسے اس سے ہمدردی ہوئی تھی، جس نے مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا، جس نے اس کے بنا کہے اس

کا خیال کیا تھا یا جسے اس کی فکر ہوئی تھی۔وہ براق تھا ہی نہیں وہ ازلان تھا۔لائلہ غلط انسان میں اپنی خوشی تلاش کر رہی تھی۔

لائلہ کو دھچکا لگا تھا۔آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔وہ جس ہمدرد کو اب تک ڈھونڈ رہی تھی ،وہ اس کے سامنے تھا۔قسمت نے لائلہ کا پہلا ہمدرد اسے واپس کر دیا تھا۔اب قسمت اتنی بھی ظالم نہیں تھی۔

وہ کافی دیر خاموش بیٹھی رہی۔

پھر وہ بنا کچھ بولے وہاں سے اٹھی اور ازلان کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔وہ حیرت سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا

اور سائرہ ہنس رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ لائلہ جیلس ہو گئی ہے بے وقوف۔

——☆☆☆☆☆——

سونیا بیگم براق کے جانے سے بہت زیادہ افسردہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے براق کو فون کیا تھا۔ اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان سے ملنے ضرور آئے گا۔ مگر کب؟ یہ اس نے نہیں بتایا تھا۔

وہ منہا سے کچھ نہیں پوچھتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ اسے براق کے نام سے تکلیف ہوتی ہے۔

تبھی ان کا فون بجا۔

"جی امی جان بولیں۔" انہوں نے بڑے ادب سے بات کی تھی۔

"میں آج تمہاری طرف آنا چاہ رہی تھی۔" وہ آج آرام سے بات کر رہی تھیں۔

"ہاں تو آجائیں نا امی جان یہ کونسا پوچھنے کی بات ہے۔" وہ خوش ہوئی تھی۔ آج اتنے عرصے بعد وہ سب ایک ساتھ بیٹھے گے۔

NOVEL HUT

"دیکھو سونیا ماضی میں جو کچھ ہوا اسے بھلا دینا چاہیے۔میں منہا سے اپنے رویے کی خود معافی مانگوگی۔وہ تو میری لاڈلی ہے پتہ نہیں بس ہمایوں کے آگے میں سب بھول جاتی ہوں۔"

"نہیں نہیں امی آپ کیوں معافی مانگیں گی۔بس جو ہوا اسے جانے دیں یقین کریں منہا کے دل میں آپ کے خلاف کوئی بات نہیں ہے۔"وہ منہا کو جانتی تھی منہا کبھی بھی دل میں بات نہیں رکھتی تھی۔

"بس پھر اچھا سا کھانا تیار کرنا آج رات کو ملتے ہیں۔"انہوں نے فون بند کیا۔پھر مٹھائی اور دیگر چیزوں کا آرڈر دیا۔آج وہ بھرپور طریقے سے رشتہ مانگنے جا رہی تھیں۔

——☆☆☆☆☆——

براق وہاں بیڈ کے پاس بیٹھے بیٹھے ہی سوگیا تھا۔ان گولیوں کے بعد اسے اسی طرح سکون کی نیند آتی تھی۔باہر گیٹ پر دستک ہورہی تھی۔دو تین دستک کے بعد اس کی آنکھ کھلی۔وہ بیڈ کا سہارا لیتے ہوئے اٹھا۔اس کا سر چکرا رہا تھا وہ خود کو سمبھالتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا۔اس نے اپنے گھر کا چھوٹا سا گیٹ کھولا۔سامنے کوریر والا کھڑا تھا۔

"سر یہ کسی راشدہ نے براق ہشام کے لیے بھیجا ہے۔"راشدہ اس کی ماں کی دوست تھی۔اس نے وہ لفافہ پکڑا۔

پھر وہ اندر کی طرف مڑا۔اس کی آخری امانت اس تک پہنچا دی گئی تھی۔

اندر آکر وہ بیڈ پر بیٹھا۔اس نے خاکی لفافہ پھاڑا اندر ایک خط تھا۔

"ایک آخری خط میرے پیارے بیٹے کی نام۔۔۔۔"اس نے پہلی لائن پڑھ کر خط واپس بند کر دیا۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ یہ خط پڑھے۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اور ازلان ہارس رائڈنگ کلب میں کھڑے تھے۔آج اس نے لائلہ کو گھڑ سواری سیکھانی تھی۔سائرہ ابھی تک سو رہی تھی تبھی اچھا موقع دیکھ کر وہ دونوں یہاں آ گئے تھے۔

سامنے ایک قطار میں بہت سارے گھوڑے کھڑے تھے۔ازلان نے اپنے اور لائلہ کے لیے ٹکٹ خریدا تھا۔

"ان میں سے کوئی گھوڑا سیلکٹ کر لو۔"ازلان نے اس کے پیچھے سے بولا تھا۔

لائلہ نے سیاہ رنگ کے لانگ بوٹ اور اوپر پینٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ سر پر گھڑ سواری والی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ ازلان نے بھی لانگ بوٹ اور ساتھ میں ٹوپی پہن رکھی تھی۔

لائلہ نے آگے بڑھ کر سیاہ رنگ کا عربی نسل کا گھوڑا چنا تھا۔ ازلان کو سفید رنگ کا گھوڑا اچھا لگا تھا۔ اس کے سفید ریشمی بال اسے پسند آئے تھے۔

اس کے بعد ازلان نے لائلہ کو گھوڑے پر چڑھایا اور پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھا۔ ازلان نے اپنے گھوڑے کی لگام کے ساتھ ساتھ لائلہ کے گھوڑے کی لگام بھی پکڑ رکھی تھی۔ ان دونوں کے گھوڑے اب کھلے میدان کی طرف دوڑ رہے تھے۔ شروع میں لائلہ کو تھوڑا ڈر لگ رہا تھا۔ لیکن پھر اسے مزہ آنے لگا تھا۔ ہوا میں اڑتے اس کے

بال ازلان پر قیامت ڈھا رہے تھے۔کل رات جو سچ لائلہ کو پتہ چلا تھا اس کے بعد اس کے دل میں ازلان کے لیے جگہ بن رہی تھی۔

کھلے میدان میں جا کر ازلان لائلہ کو بتا رہا تھا کہ کیسے گھوڑے کو اور اس کی رفتار کو قابو کیا جاتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں لائلہ گھڑ سواری سیکھ چکی تھی۔ازلان نے اس کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی تھی۔لائلہ نے لگام کو زور سے پکڑا اور اپنے گھوڑے کو بھگاتی ہوئی آگے لے گئی۔ازلان اب اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کا پیچھا کرنے لگا۔ان دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ بھاگ رہے تھے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں تیر اندازی کرنے کے لیے ایک اور کھلے میدان میں کھڑے تھے۔سامنے بڑا سا بورڈ تھا جس پر نشان لگے

ہوئے تھے۔لائلہ نے اپنے کمان میں تیر ڈالا۔ازلان اس کے پیچھے کھڑا اسے بتا رہا تھا۔

"لائلہ ایسے اپنی آنکھ کو بلکل تیر کے برابر رکھو۔"لائلہ کو کمان کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ازلان تھوڑا آگے بڑھا۔اس نے لائلہ کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور کمان کو سیدھا کرنے لگا۔لائلہ نے یک دم ازلان کی طرف دیکھا تھا اور ازلان جیسے کمان سیدھا کرنا بھول گیا تھا۔نیلی آنکھیں کالی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔کچھ دیر کے لیے کچھ بدلہ تھا۔مگر کیا؟ ازلان نہیں جانتا تھا۔

لائلہ کے پہلے کچھ تیر ٹارگٹ سے بہت دور لگے تھے مگر ازلان کے بتانے سے وہ بہتر ہوتی جارہی تھی۔لائلہ چیزیں جلدی سیکھ لیا کرتی تھی۔اور آخری تیر ٹارگٹ پر لگا تھا۔پھر وہ کافی دیر تیر اندازی کرتی رہی۔

اس کے بعد وہ دونوں واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔

"یار کیا مسئلہ ہے اسے۔" ازلان اپنا فون چیک کر رہا تھا۔ سائرہ کی بہت زیادہ مس کالز آئی ہوئی تھیں۔

"تم نے مری میں کچھ اور دیکھنا ہے؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں اور کیا دیکھنا ہے میں نے۔" لائلہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"بس پھر ہم اسلام آباد جا رہے ہیں۔" اسلام آباد کا سن کر لائلہ کا دل کیا کہ وہ یہی رک جائے۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ اب ان کی گاڑی اسلام آباد کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ان کی آخری منزل۔

——☆☆☆☆☆——

براق نے بڑی ہمت کر کے وہ خط دوبارہ کھولا۔ اب وہ خط پڑھ رہا تھا۔

"ایک آخری خط میرے پیارے بیٹے کی نام

میں جانتی ہوں جب تک تم یہ خط پڑھو گے تب میں اس دنیا سے جاچکی ہوں گی۔ ہشام کے جانے کے بعد تم نے مجھے جینے کی امید دلائی تھی۔ اور آج جب تم مجھے چھوڑ کر گئے ہو تو مجھے لگ رہا ہے کہ میرے جینے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ تمہاری ماں پندرہ سال صرف تمہارے لیے جیتی رہی۔ تمہاری ماں تم سے بے حد محبت کرتی ہے۔ہاں ہر ماں ہی اپنے بیٹے سے محبت کرتی ہے لیکن تم میرے لیے صرف میرے بیٹے نہیں ہشام کی آخری نشانی ہو۔ میرے مرنے کے بعد یہ مت سوچنا کہ تم نے مجھے مارا۔ نہیں براق اپنے آپ کو اس ملال کا قیدی مت بنانا۔ تم نے ہی تو مجھے پندرہ سال زندہ رکھا ہے۔ لیکن اب میں تھک گئی ہوں اس زندگی سے لڑتے لڑتے۔ تم بڑے ہو گئے ہو میرے بغیر رہ سکتے ہو۔ اب مجھے چلنا چاہیے۔ لیکن

جانے سے پہلے تمہیں کچھ سچ بتانا چاہتی ہوں۔وہ میں نہیں تھی براق جس نے تمہیں تمہارے باپ سے دور کیا۔ہاں میں نے اسے نہ آنے کا بولا تھا لیکن وہ اپنی رہائی کے بعد پھر بھی سب سے پہلے تم سے ملنے آیا تھا۔ہاں براق تمہارا باپ آیا تھا۔تمہارا باپ تم سے بہت محبت کرتا تھا۔میں نے ساری زندگی اس معاشرے کے ڈر سے تم سے جھوٹ بولا۔وہ اپنے ان ہاتھوں میں تمہیں کھلاتا تھا۔تمہیں پیار کرتا تھا۔تمہارا نام تمہارے باپ نے ہی رکھا تھا۔لیکن محلے کا ایک ایک انسان ہشام کو غدار غدار کہہ کر بلاتا تھا۔وہ پورے معاشرے میں بدنام ہوچکا تھا۔ہشام جب جب تمہاری طرف دیکھتا تھا اسے تمہاری فکر ہوتی تھی۔ایک دفعہ جب وہ تمہیں باہر گلی میں لے کر گیا تو سب نے تمہیں غدار کا بیٹا بولا۔تمہارے باپ کو ڈر لگنے لگا کہ اگر وہ تمہارے ساتھ رہا تو کہیں تمہیں ان سب باتوں کا سامنا نہ کرنا

پڑے۔ تمہارا باپ تم پر ایک بات بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر وہ چلا گیا ہمیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر۔ ہشام نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں کبھی بھی تمہیں اس کے بارے میں نا بتاؤ۔ وہ چاہتا تھا کہ تمہیں اس کے نام سے بھی دور رکھا جائے۔ نا جانے کس نے تمہیں آج ہشام کی گرفتاری اور ہماری ملاقات کا بتا دیا۔ وہ آدھا سچ تھا جس پر یقین کر کے تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ ملال کا یہ چکر ختم ہو۔ پندرہ سال میں نے اس ملال میں زندگی گزاری ہے لیکن تم اس ملال میں زندگی مت گزارنا۔ تمہیں جینا ہوگا میرے لیے اور اپنے باپ کے لیے۔

اپنا خیال رکھنا اور خود کو کسی بھی چیز کے لیے قصور وار مت ٹھہرانا۔ تم واقعی معصوم ہو براق

تمہاری ماں"

براق نے خط بند کر دیا تھا۔آج اس کا پہلی بار دل کیا تھا کہ کاش وہ وقت کو پیچھے لے جا سکتا۔کاش یہ سب نا ہوا ہوتا۔زندگی میں یہ ایک "کاش" رہ ہی جاتا ہے۔

——☆☆☆☆☆——

"سر ان کے اڈے کا پتہ چل گیا ہے۔"وہ بھاگتے ہوئے میر بالاج کی سٹڈی میں داخل ہوا تھا۔

"تیاری پکڑو جلدی اپنے بندوں کو تیار کرو۔"میر بلاج جو کتاب پڑھ رہا تھا وہ جلدی سے اٹھا۔

"سر آپ بس حکم کریں کب حملہ کرنا ہے؟"وہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"آج رات کو ہی ان سب کا کام تمام ہوجانا چاہیے۔"وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"یس سر۔"اس نے تھوڑا سا سر جھکایا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

"یہ اتنی تیاری کیوں ہو رہی ہے؟" منہا کچن میں پانی پینے آئی تھی۔

"آج تمہاری بی جان آرہی ہیں۔"وہ ٹماٹر کاٹتے ہوئے بولی۔

منہا خاموش ہو گئی تھی۔

"مجھے پتہ ہے تم ان سے غصہ ہو۔ لیکن منہا پرانی باتوں کو بھول کر آگے بڑھو۔"وہ منہا کو سمجھا رہی تھیں۔

"کچھ باتیں بھولنا آسان نہیں ہوتا امی۔ لیکن آپ کی خوشی کے لیے میں ان سے اچھے طریقے سے ملوں گی۔"اس نے سونیا بیگم کا بھرم رکھا تھا۔

NOVEL HUT

سونیا بیگم ہلکا سا مسکرا دی۔

منہا کا فون بجا تھا۔کال امشال نے کی تھی۔

"منہا تم جانتی ہو بابا کو ان چوروں کے اڈے کا پتہ چل گیا ہے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب مارے جائیں گے۔" امشال بہت خوش تھی۔ اور منہا کی آنکھیں بے یقینی سے بھر گئی تھیں۔

"تم۔۔۔ تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا؟" منہا نے حیرت سے سوال کیا تھا۔

"وہ بینک والی چوری میں تم پولیس والے تو بے وقوف بن گئے تھے۔ مگر میرے بابا نے ان کا پتہ وہاں سے نکالا۔ بابا کی پہنچ بھی تو اوپر تک ہے۔" وہ اپنے باپ کی تعریف کے گن گا رہی تھی۔

منہا نے فوراً سے پہلے فون بند کیا۔ اس نے جلدی سے اپنی ای میلز چیک کیں۔ سارم والے چکر کے بعد تو وہ بینک والی چوری بھول ہی گئی تھی۔ ورنہ وہ کب کی ان سب کو پکڑ چکی ہوتی۔

اس نے ایڈریس دیکھا پھر ایک نمبر ملایا اور کمرے کی طرف بھاگی۔ اسے براق کے علاوہ کسی اور کی بھی فکر تھی۔ لیکن کس کی؟

—☆☆☆☆☆—

ازلان کی گاڑی مارگلہ کی پہاڑیوں میں بڑھ رہی تھی۔ آج اسلام آباد میں بارش کا موسم تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بارش ہو رہی تھی۔

"ہائیکنگ پر چلیں؟" ازلان کو گھومنے پھرنے کا بہت ہی شوق تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" لائلہ بنا بحث کیے مان گئی تھی۔

"ایک بات مانو گے میری؟" لائلہ نے اس کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔

"اللہ اللہ ایسی کونسی بات ہے جو تم ایسے پوچھ رہی ہو۔ خیر حکم کرو سرکار۔" اس نے گاڑی ٹرن کرتے ہوئے بولا۔

"تم اپنے گھر واپس نہیں جا سکتے؟" اس بات پر ازلان نے گاڑی روکی تھی۔

"نہیں کبھی نہیں۔۔۔ مجھ سے لوگوں کی باتیں برداشت نہیں ہوتی۔ خاص کر جب وہ میرے اپنے ہو۔" اسے لوگوں کی باتوں کا خوف رہتا تھا۔

"ازلان اب بڑے ہوجاؤ لوگوں کی باتوں کو دل سے لگاؤ گے تو زندگی کیسے گزرے گی؟ لوگوں کا کام ہے باتیں کرنا۔ تم اس طرح دربدر پھر کر ان سے پیچھا نہیں چھڑوا سکتے۔ تمہیں اپنے حق کے لیے لڑنا آنا چاہیے۔ لوگوں کو دو تین جواب منہ پر دو یا ان کی پرواہ کرنا چھوڑ دو پھر دیکھنا کیسے سیدھے ہونگے سارے۔ تم ان کی وجہ سے اپنی ماں کے ساتھ زیادتی کررہے ہو۔ جانتے ہو ماں باپ کے بغیر زندگی کیسی ہوتی ہے؟" آخری بات کہتے ہوئے وہ تھوڑی جذباتی ہوگئی تھی۔

"مجھ سے پوچھو جس نے ساری زندگی ماں باپ کے بغیر گزاری ہے۔ ازلان تم نہیں جانتے ماں پاب کا ہونا کتنی بڑی نعمت

ہے۔میں نے زندگی میں جتنی بھی تکلیفیں سہی سب صرف اس لیے کہ میرے سر پر کوئی سایا نہیں تھا۔میرے پاس میرا باپ نہیں تھا جو میرے لیے پوری دنیا سے لڑ جاتا نا ہی میرے پاس میری ماں تھی جو مجھے زمانے سے بچا کر اپنی جھولی میں چھپا لیتی۔تمہارے پاس سب ہے تم کیوں ناشکری کر رہے ہو؟" ازلان خاموش ہوگیا تھا۔

"وعدہ کرو تم اپنے ماں باپ سے ملنے جاؤ گے؟" اس نے ازلان کی طرف دیکھا۔

"اچھا اچھا میں وعدہ کرتا ہوں لیکن تم بھی وعدہ کرو کہ تم مجھ سے ملتی رہو گی اور میرے ساتھ ٹرپ بھی پلین کیا کرو گی۔" وہ لائلہ کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں وعدہ کرتی ہوں۔"اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

ازلان نے فوراً اس سے ہاتھ ملایا تھا۔

گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ دونوں ہائیکنگ کے لیے نکلے۔
پتھریلے راستے پر وہ دونوں چل رہے تھے۔ ارد گرد گھنا جنگل تھا اور بیچ میں پتلی سی ٹریل تھی جس پر وہ دونوں ایک دوسرے سے آگے چلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

براق اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گودام کی طرف جا رہا تھا۔ آج وہ یہ گینگ چھوڑ دے گا اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی گودام کے باہر آکر رکی۔ اس نے دروازہ بجایا، دروازہ حیمی نے کھولا تھا۔ اس کے بعد وہ سیدھا مہتشم کے کمرے کی طرف بڑھا۔
دوسری طرف بی جان اور ہمایوں آچکے تھے۔ وہ لوگ مٹھائی اور فروٹ کے بڑے بڑے ٹوکرے لائے تھے۔ سب اس وقت سونیا

بیگم کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن منہا وہاں موجود نہیں تھی وہ کسی کال پر مصروف تھی۔

"امی اتنی چیزیں کیوں لے آئی ہمارے گھر میں کھانے والا ہے ہی کون۔" سونیا بیگم شاید اب تک سمجھی ہی نہیں تھی کہ بی جان آج کس لیے آئی ہیں۔

"یہ تو رسم ہوتی ہے کرنا پڑتا ہے۔"

"کیسی رسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔" سونیا بیگم الجھ کر بولی۔

"آج میں تم سے بھرپور طریقے سے منہا کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں۔" اور ہمایوں ہلکا سا مسکرایا تھا۔ سونیا بیگم تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی تھیں۔

"تمہیں یہ رشتہ منظور ہے؟" بی جان نے بڑے جوش سے پوچھا تھا۔

"نہیں ہرگز نہیں۔" سونیا بیگم نے صاف انکار کیا تھا۔اور بی جان کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی تھی۔

"پہلے اس رشتے سے صرف منہا کو اعتراض تھا مگر اب مجھے بھی یہ رشتہ منظور نہیں۔" انہیں ہمایوں کی فون کال پر کی گئی ایک ایک بات یاد تھی۔

"تمہیں اعتراض کیا ہے آخر؟" بی جان نے غصہ قابو کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں منہا کے لیے کسی اور کو پسند کر چکی ہوں اور میں اس کی ادھر ہی شادی کروں گی۔" ان کا اشارہ براق کی طرف تھا۔

منہا کمرے میں داخل ہوئی تھی۔بی جان اور ہمایوں کے لٹکے منہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔

"منہا تم اپنی بی جان کو خود بتاؤ کہ تمہیں ہمایوں سے شادی نہیں کرنی۔" سونیا بیگم کا سارا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

("مجھے آپ سے محبت ہے اور آج سے نہیں پچھلے دو سالوں سے۔")

آنکھوں کے سامنے براق کا چہرہ آیا تھا۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

"بتاؤ منہا۔۔۔"سونیا بیگم زرا زور سے بولی تھیں۔

("آپ کے سامنے میرے لیے پوری دنیا بے مقصد ہے۔میں چاہ کر بھی آپ کا خیال خود سے جدا نہیں کر سکتا۔")

اس نے ہمت کر کے اپنے لب کھولے۔

"میں ہمایوں سے شادی کرنے کے لیے راضی ہوں۔آپ جب چاہیں بارات لے کر آجائیں۔" اس نے ایک سانس میں پورا جملہ مکمل کیا تھا۔اور اگلا سانس وہ نہیں لے پائی تھی۔

اس کمرے میں موجود ہر شخص کو شاک لگا تھا۔ہمایوں نے مڑ کر منہا کی طرف دیکھا تھا۔وہ جیت گیا تھا۔اس کی محبت منہا کو نظر آگئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

وہ دونوں ٹریل 5 تک پہنچ گئے تھے۔یہاں پہاڑوں سے پورا اسلام آباد نظر آرہا تھا۔ٹھنڈی اور تازہ ہوا چل رہی تھی۔یہاں اتنا سکون تھا گویا جنت ہو۔

"واپس چلیں؟" اوپر انچائی پر کھڑے ازلان نے پوچھا۔

"نہیں ابھی آگے چلتے ہیں۔" لائلہ کو بے حد سکون محسوس ہورہا تھا۔

"شام ہونے لگی ہے ٹریل بند ہوجائے گا۔" سردیوں میں دن جلدی ختم ہوجاتا تھا۔

پھر وہ دونوں جس راستے سے آئے تھے وہاں واپس چلنے لگے۔

"ویسے سچ بتاؤ تمہیں میرے ساتھ مزہ آیا نا؟" ازلان نے سوال کیا تھا۔

"بہت زیادہ میں نے زندگی میں کبھی اتنا انجوائے نہیں کیا۔پتہ ہے میں نے کبھی زندگی کو جی کر دیکھا ہی نہیں لیکن پچھلے کچھ دنوں میں تم نے مجھے جینا سیکھایا ہے۔"وہ واقعی دل سے کہہ رہی تھی۔

"کیا تمہارا جانا ضروری ہے؟" وہ اس کے جانے کا سوچ کر اداس ہو جاتا تھا۔

"ہاں ازلان میں تم پر ڈیپینڈ نہیں رہنا چاہتی۔میں اپنی زندگی کو خود بہتر بنانا چاہتی ہوں۔" اس نے آج تک اپنے لیے سب خود کیا تھا۔

"لیکن مجھ سے ملتی رہنا۔"وہ بار بار ایک ہی بات کہہ رہا تھا۔

"ہاں ہاں میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے والی۔" اس نے ازلان کی کمر میں ایک مکا مارا تھا۔ لیکن اب ازلان کو اس کے مارنے پر غصہ نہیں آتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں پہنچ چکے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

"کیا بکواس ہے یہ تم اس طرح آدھے راستے میں ہمیں نہیں چھوڑ سکتے۔" مہتشم چیخا تھا۔

"میں فیصلہ کرچکا ہوں مجھے اس کام میں اب کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"وہ ہر چیز سے بےزار آیا ہوا تھا۔

"میں تمہاری زندگی جہنم بنا دوں گا براق۔تم نے مجھے کہی کا نہیں چھوڑا۔" مہتشم اسے دھمکی دے رہا تھا۔

"تم آج تک زندگیاں جہنم ہی تو بناتے آئے ہو۔تمہاری اپنی وجہ سے تمہارا گینگ ٹوٹا ہے۔تمہاری وجہ سے شیلا کی جان گئی اس دن جو کچھ ہوا وہ تمہاری وجہ سے ہوا۔" اب کے وہ بھی چلایا تھا۔

"اچھا میری وجہ سے۔۔۔"وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟کیا تم نے کسی کی زندگی برباد نہیں کی؟جانتے ہو لائلہ وہاں سے کیوں غائب ہوئی تھی؟تمہاری وجہ سے۔۔۔"اس نے براق کی طرف انگلی اٹھائی تھی اور براق کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"وہ تم تھے براق جس کی وجہ سے لائلہ کا دل ٹوٹا۔وہ تم تھے جس کی وجہ سے لائلہ کمزور پڑ گئی تھی۔کیا تمہیں نہیں پتہ تھا کہ لائلہ تم سے محبت کرتی ہے؟"

اور براق کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی۔اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھی۔یہ سچ نہیں ہو سکتا لائلہ تو بس اس کی دوست تھی۔وہ یہ سچ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

"وہ تمہیں اور منہا کو ایک ساتھ دیکھ کر خود پر قابو نہیں کر پائی تھی۔وہ میں نہیں وہ تم ہو جس کی وجہ سے سب ہوا۔تم ہو ہر چیز کے ذمہ دار ہو۔تم تو وہ شخص ہو جو اپنے چاہنے والوں کو خود تکلیف پہنچاتا ہے۔اس کی سب سے بڑی مثال منہا ہے۔کیوں منہا کو تمہارا سچ جاننے کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوئی؟کیا وہ تمہاری وجہ سے آج اذیت میں نہیں ہے؟" وہ بلیم گیم کھیل رہا تھا۔وہ مینو پلیٹ کرنا جانتا تھا۔اس وقت خود پر لگے سارے الزام وہ براق پر تھوپ رہا تھا۔

براق کو پہلی بار خود سے نفرت ہوئی تھی۔کیوں تھا وہ ایسا؟کیوں وہ اپنے ہر قریبی کو دکھ دیتا تھا۔وہ ہمیشہ اچھا کرنا چاہتا تھا لیکن ہمیشہ برا ہی ہوتا تھا۔اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ٹانگوں سے جان نکل چکی تھی۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اندر کسی کونے میں خود کو دفن کرلے۔

"اگر تمہیں جانا ہے تو شوق سے جاؤ۔مجھے تم جیسوں کی کمی نہیں ہے۔"اس نے کمرے سے باہر نکلتے بولا تھا۔

یہاں کھڑے ہوکر اس کے لیے سانس لینا بھی مشکل ہورہا تھا۔پھر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا باہر نکلا۔

("تم ہر مشکل میں لائلہ سلطان کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔")

اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔وہ گودام سے باہر نکل رہا تھا۔

اسے لائلہ کی سب باتیں یاد آرہی تھیں۔وہ تو لائلہ کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔وہ تو اس کا ہمدرد تھا۔ہمدرد بھی کبھی دکھ دیا کرتے ہیں؟

وہ گودام سے باہر نکل چکا تھا۔اندر سے دروازہ بند کر لیا گیا تھا۔

دوسری طرف لائلہ ازلان کے ساتھ بیٹھی سلش پی رہی تھی۔

"ایک تو مجھے چاچو کے گھر کا ایڈریس بھول گیا ہے۔رکو میں اپنے فون میں دیکھتی ہوں۔" وہ گاڑی میں پیچھے کی طرف لپکی۔ازلان وہی بیٹھا رہا۔

اس کا موبائل بیڈ پر پڑا تھا۔اس نے موبائل آن کیا۔

براق نے اپنا فون نکالا اس کا دل چاہا تھا کہ لائلہ اس وقت اس کے سامنے ہو۔لیکن وہ اس سے کیا کہے گا؟ کس منہ سے معافی مانگے گا؟

اس سب میں اس کا بھی تو کوئی قصور نہیں تھا۔بنا اس کے قصور ہوئے بھی ہمیشہ اس کے ساتھ ہی برا ہوتا تھا۔

براق نے بنا سوچے سمجھے لائلہ کا نمبر ملایا۔جو نمبر اتنے عرصے سے بند تھا آج رنگنگ ہو رہا تھا۔

لائلہ بڑی خوشی خوشی موبائل استعمال کر رہی تھی۔آج اتنے دنوں کے بعد اس نے اپنا موبائل آن کیا تھا۔اس کو دیکھا دیکھی ازلان بھی پیچھے گاڑی میں آگیا تھا۔

"براق کالنگ" لائلہ کے موبائل پر براق کی واٹس ایپ ڈی پی چمک رہی تھی۔اور اتنے دنوں بعد براق کو دیکھ کر اس کی تکلیف پھر سے تازہ ہوگئی تھی۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ براق کو بھول گئی ہے ایسا ہوا ہی نہیں تھا۔بس اس نے براق کو یاد کرنا چھوڑ دیا تھا۔اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

موبائل کافی دیر بجتا رہا۔وہ واقعی براق کے آگے خود کو بے بس محسوس کرتی تھی۔اس نے بے اختیار کال اٹھائی۔

"ل۔۔لل۔۔۔لائلہ۔۔۔"براق کے لب تھر تھرا رہے تھے۔اور اس شخص کے منہ سے اپنا نام سن کر لائلہ کے لیے پوری دنیا بے مقصد ہو گئی تھی۔

دونوں طرف گہری خاموشی چھا گئی تھی۔جیسے دونوں کے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے۔ازلان کو حیرت ہوئی تھی کہ لائلہ کو اچانک کیا ہوا۔

"سمجھ نہیں آرہا کیسے بات شروع کروں۔"وہ شرمندہ سے ہوتے ہوئے بولا۔لائلہ خاموش رہی۔

"میں جانتا ہوں میں نے جانے انجانے میں تمہارا دل بری طرح توڑا ہے۔مگر کیا ایک بار تم مجھ سے مل سکتی ہو؟" وہ گودام سے تھوڑا دور کھڑا تھا۔

"اب ملنے کا کوئی فائدہ نہیں، براق۔" اس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا تھا۔

"میری وجہ سے تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہوگیا اور تم نے مجھے کچھ بتایا بھی نہیں؟کیوں لائلہ کیوں؟"وہ شکوہ کر رہا تھا یا شاید فریاد۔

"جب آپ کے الفاظ کی کوئی اہمیت نا ہو تو خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔اس دن تمہاری آنکھوں میں منہا کے لیے پیار دیکھا تو میں سمجھ گئی تھی کہ قسمت نے میرے ساتھ ایک بار پھر بہت برا مذاق کیا ہے۔" وہ اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ناکام رہی۔اور اسے یوں روتا دیکھ ازلان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔لائلہ کیوں رو رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا لیکن وہ اسے روتے ہوئے اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

براق کو کچھ گاڑیوں کا شور سنائی دیا تھا۔اس نے مڑ کر دیکھا سامنے سے دو گاڑیاں آرہی تھیں۔وہ جلدی سے جھاڑیوں کے اندر چھپا

NOVEL HUT

تھا۔گاڑی میں بیٹھے کسی آدمی نے گولی چلائی تھی۔گولی کی آواز سن کر لائلہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"ببب۔۔۔براق تم کدھر ہو؟یہ۔۔۔یہ گولی کس نے چلائی ہے؟تم ٹھیک تو ہونا؟" وہ آج بھی براق کے لیے اسی طرح فکرمند ہوجاتی تھی۔براق نے گاڑی کا جائزہ لیا۔اندر بیٹھے دو تین آدمیوں کو وہ جانتا تھا۔

"میر بلاج کے بندوں نے حملہ کیا ہے۔"اب وہ بہت آہستہ بول رہا تھا۔

"تم۔۔۔تم کدھر ہو؟"اس کا دل ڈوب رہا تھا۔

"میں گودام کے باہر ہوں ان کے سامنے نا میں گودام کے اندر جاسکتا ہوں ناہی اپنی گاڑی میں۔"وہ پریشان دیکھائی دیتا تھا۔

وہ سارے آدمی گاڑی سے اترے اور گودام کے دروازے کی طرف بڑھے۔

"یہاں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے لائلہ۔مجھے معاف کردینا اور اپنی زندگی اچھے سے جینا۔میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔"وہ جیسے ہر چیز سے ہار مان چکا تھا۔اسے اب موت سے ڈر نہیں لگتا تھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں براق میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دونگی لائلہ سلطان نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارا ہر مشکل میں ساتھ دے گی اور لائلہ اپنا وعدہ نبھائے گی۔تم گودام کے پچھلے حصے کی طرف جاؤ۔میں وہاں آتی ہوں۔" لائلہ کا سانس اٹک گیا تھا۔

براق نے فون بند کیا۔وہ جھاڑیوں میں سے ہو کر ادھر سے دور جارہا تھا۔

"ازلان جلدی چلو۔ "وہ ازلان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اٹھا رہی تھی۔ ازلان نے لائلہ کی آنکھوں میں فکر دیکھی تھی۔ لیکن وہ فکر کسی اور کے لیے تھی۔

"تم براق سے محبت کرتی ہو؟" اسے لائلہ کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوا تھا۔

"ہاں۔۔۔"اور ازلان نے درد سے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔ کچھ بھی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تھا۔

"اگر میں کہو کہ مت جاؤ لائلہ تو کیا تم رک جاؤ گی؟" اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔۔"ازلان کا دل بری طرح ٹوٹا تھا۔ لائلہ نے اس کا بھرم رکھنے کے لیے ایک بار بھی "ہاں" نہیں کہا تھا۔

"میں شیلا کو کھو چکی ہوں اب براق کو نہیں کھو سکتی۔" اس نے بنا ازلان کی طرف دیکھے بولا تھا۔

"اور میں تمہیں نہیں کھو سکتا۔"اس نے لائلہ طرف دیکھا تھا۔لائلہ کی آنکھوں میں کوئی اور چمک رہا تھا۔

"میں شیلا کے پاس ہوتے ہوئے بھی اسے نہیں بچا پائی تھی آج اگر براق کو بھی نا بچا پائی تو میری ساری زندگی ایک ملال بن کر رہ جائے گی۔"اس کے لہجے میں ایک انجانا سا خوف تھا۔

"اور اگر تمہیں کچھ ہوگیا؟" اسے صرف لائلہ کی فکر تھی۔

"پلیز ازلان اس وقت مجھے براق کے پاس لے چلو اس کی زندگی کا سوال ہے۔ میں اسے یوں نہیں چھوڑ سکتی۔" اس نے پہلی بار ازلان کی منت کی تھی۔اور آج لائلہ کو یوں براق کے لیے دیوانا ہوتا دیکھ ازلان خان کی آنکھ پہلی بار نم ہوئی تھی۔

پھر وہ اٹھا اور آگے کی طرف بڑھا۔ گودام یہاں سے بس دس منٹ دور تھا اور لائلہ کے لیے یہ دس منٹ جیسے دس گھنٹے تھے۔ اس نے احمر کو کال کر کے سب بتایا تھا۔ اور اس وقت گودام کے اندر بھی ایک ہنگامہ چل رہا تھا۔ سب لوگ تہہ خانے سے بھاگنے کی تیاری کر رہے تھے۔ لائلہ نے اپنے لیے بھی گن منگوائی تھی۔ اسی لیے احمر نے دو گنز پکڑی ہوئی تھیں۔ مہتشم سارا پیسہ اور وہ ہیرے ایک بیگ میں ڈال رہا تھا۔ گودام کا دروازہ جتنا بڑا تھا اسے توڑنے میں کافی وقت لگنا تھا۔

ازلان اور لائلہ کا یہ سفر بہت خاموشی میں گزرا تھا۔ ازلان کو جیسے چپ لگ گئی تھی اور لائلہ کو اس وقت براق کے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

براق جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا پچھلے حصے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ازلان کی گاڑی جنگل میں آکر رکی۔لائلہ گاڑی سے اتری ساتھ ہی ازلان اترا۔

"تم نہیں جاؤ گے میرے ساتھ۔"لائلہ نے اسے واپس گاڑی میں بیٹھنے کا کہا تھا۔

"میں تمہیں چھوڑ کر کہی نہیں جاؤ گا۔" لائلہ کو چھوڑ کر جانا اس کے لیے کافی تکلیف دہ تھا۔

"وہاں کیا ہوگا میں نہیں جانتی اور نا ہی میں یہ جانتی ہوں کہ میں وہاں سے زندہ واپس آؤ گی یا نہیں۔لیکن میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ تم اس طرح مرنا ڈیزرو نہیں کرتے۔وہ جگہ تمہارے لیے نہیں ہے ازلان، تم اس سب سے دور رہو۔" وہ ازلان کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔ازلان پل بھر کے لیے خاموش ہوا تھا۔

"تمہیں ابھی بہت جینا ہے ، ازلان۔" اس نے ازلان کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ جینا ہے۔"اس نے لائلہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور لائلہ کو جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔

"تم سب کی آنکھیں پڑھ لیتی ہو تو آج میری آنکھیں بھی پڑھو اور بتاو ان میں کون چمک رہا ہے؟" اس نے جھک کر اپنی آنکھیں لائلہ کے سامنے کی تھیں۔

"مت کرو ازلان اتنی جلدی تمہیں محبت نہیں ہو سکتی یہ بس اٹریکشن ہے۔ کچھ دنوں میں تم مجھے بھول جاؤ گے۔"اس نے منہ دوسری طرف موڑا تھا۔وہ جانتی تھی کہ ازلان کیا محسوس کر رہا تھا۔بس وہ خود سے اور ازلان سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"میں نہیں جانتا کہ مجھے تم سے محبت ہے یا نہیں۔مجھے تو محبت کا مطلب تک نہیں پتہ مگر میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ مجھے تمہاری عادت ہے اور عادت محبت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔"جو اس کے دل میں تھا وہ بول گیا تھا۔لائلہ خاموشی سے منہ دوسری طرف موڑے کھڑی رہی۔

"لائلہ جب تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوتی ہے۔مجھے۔۔۔۔مجھے ایک الگ ہی سکون ملتا ہے۔میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔کیوں نہیں چھوڑ سکتا؟ میں نہیں جانتا۔تم میرے لیے کیا ہو؟ میں یہ بھی نہیں جانتا۔بس اتنا جانتا ہوں کہ میں تمہارے بغیر اب جینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" وہ کچھ دنوں میں ہی ازلان پر جادو کر گئی تھی۔ محبت کا جادو۔

ازلان نے لائلہ کا ہاتھ اور مضبوطی سے تھام لیا تھا۔لائلہ کے لیے یہ لمحہ بہت مشکل تھا۔وہ کتنی ہی دیر خاموش کھڑی رہی۔لائلہ ازلان کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی لیکن وہ یہاں رک بھی نہیں سکتی تھی۔

پھر لائلہ نے سامنے جھاڑیوں میں سے براق کو آتے دیکھا۔اسے دیکھتے ہی لائلہ نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔لیکن ازلان ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"مت جاؤ۔۔۔۔"اس نے بے بسی کے عالم میں کہا تھا۔

"کاش میں رک سکتی۔۔۔۔"براق کو دیکھ کر اس کے لیے رکنا نا ممکن تھا۔اس نے زور سے ازلان سے اپنا چھوڑوایا تو ازلان نے ہاتھ چھوڑ دیا۔جانے والے کو جانے دینا چاہیے۔اس کہانی کا اصل تیسرا کردار "ازلان خان" تھا۔

لائلہ خاموشی سے وہاں سے چلی گئی تھی اور ازلان ناچاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

گودام کے پچھلے حصے میں اس وقت مہتشم لوگ موجود تھے۔براق نے لائلہ کو آتے دیکھا۔بس ایک بار وہ ان لوگوں سے نپٹ لیں پھر وہ لائلہ سے بات کرے گا۔

سب کے ہاتھ میں ہتھیار تھا۔لائلہ نے آتے ساتھ احمر سے اپنی گن پکڑی تھی۔ازلان کے لیے یہ سب نیا تھا۔

"میں نے کہا تھا تم سے کہا تھا کہ لائلہ بس کرو۔" مہتشم لائلہ کو دیکھ کر بولا تھا۔

"یہ سب شروع میں نے کیا تھا تو ختم بھی میں کروگی۔"اس نے اپنی گن لوڈکی اور ہوائی فائرنگ کی۔ مہتشم نے اپنا سر پکڑا تھا۔یہ لڑکی کیا چاہتی تھی آج تک کوئی سمجھ نہیں پایا تھا۔

گولی کی آواز سن کر میر بلاج کے بندے گودام کے پچھلے حصے کی طرف بھاگے تھے۔یہاں موجود سب لوگوں نے اپنے اپنے مورچے بنا لیے تھے۔براق اور لائلہ کے مورچے آمنے سامنے تھے۔ازلان لائلہ کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ لائلہ کو چھوڑ کر نہیں جائے گا یہ طے تھا۔لائلہ کو اسے دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔وہ گیا کیوں نہیں تھا؟

میر بلاج کے بندے بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔لائلہ نے پہلے حملہ شروع کیا جواب میں دوسری طرف سے بھی گولیاں چلی تھیں۔اس وقت ہر طرف گولیوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔

"ہم ان سے نہیں لڑسکتے وہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔" مہتشم چیخا تھا۔

"مگر لائلہ ہر چیز سے لڑ سکتی ہے۔" سامنے میر بلاج کے آدمی کے سینے میں گولی اتارتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔لائلہ نے ایک نظر ازلان کو دیکھا جو کہ اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تم جاؤ یہاں سے جاؤ۔۔۔۔"لائلہ کو اس ہنگامے میں بھی ازلان کی فکر تھی۔

"میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤ گا میں۔۔۔مم۔۔۔۔میں نہیں جاؤ گا۔۔۔۔۔"وہ گھبراتے ہوئے بولا۔

لائلہ نے جوابی فائرنگ کی۔سامنے ایک آدمی کے سر پر گولی لگی تھی۔

"میں نے کہا تم جاؤ یہاں سے اور یہ میرا فون بھی لے کر جاؤ۔"اس نے جلدی سے ازلان کو اپنا فون دیا تھا۔

"تم بھی چلو میرے ساتھ پلیز چلو میرے ساتھ۔"وہ منت کر رہا تھا۔

"صرف تم جاؤ گے یہاں سے۔۔۔"وہ پھر سے فائرنگ کرتے ہوئے چلائی تھی۔

NOVEL HUT

ہر طرف قیامت کا عالم تھا۔گولیوں کی آوازیں پورے جنگل میں گونج رہی تھیں۔

"لائلہ مت کرو مجھے یوں اکیلا مت چھوڑو۔۔۔"وہ بے اختیار رویا تھا۔

"ازلان بات کو سمجھو ابھی جاؤ یہاں سے۔میں وعدہ کرتی ہوں کہ ہم دوبارہ ملیں گے۔اسی طرح کی کسی بھیگی شام میں، کسی اداس رات میں، کسے ڈوبے کل میں لیکن ہم دوبارہ ملیں گے ازلان میرا یقین کرو۔"اس کی گن خالی ہوگئی تھی۔وہ دوبارہ بلٹ بھر رہی تھی۔آج اسے سب ختم کرنا تھا۔

"ازلان پلیز جاؤ۔۔۔۔"اس نے ازلان کو دور دھکا دیا تھا۔

ازلان اس کی بات کا مان رکھتے ہوئے وہاں سے واپس مڑا تھا۔

وہ بنا پیچھے مڑے گولیوں سے بچتا ہوا وہاں سے جارہا تھا۔لائلہ کو چھوڑنا اس کے لیے مشکل تھا لیکن لائلہ کی بات کا بھرم رکھنا بھی ضروری تھا۔اس کے دل میں عجیب عجیب خیال آرہے تھے۔کچھ دیر پہلے تک سب ٹھیک تھا۔وہ دونوں ایک ساتھ تھے۔کاش اس نے آج اسلام آباد آنے کا نا کہا ہوتا۔اب اسے اس چیز کا ملال ہورہا تھا۔

دوسری طرف براق جوابی فائرنگ کر رہا تھا۔اس کے سر پر بھی جنون سوار تھا۔وہ لائلہ سے معافی مانگے بنا مرنا نہیں چاہتا تھا۔

دور سے پولیس کا سائرن بجا تھا۔پولیس کی گاڑی سے منہا اتری تھی۔امشال کی کال کے بعد ہی اس نے پولیس کو اس سب میں شامل کرلیا تھا۔پولیس کا سائرن سن کر سب لوگ اپنی اپنی جگہ

چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ مہتشم نے پیسوں والا بیگ پکڑا۔وہ ماسٹر مائنڈ تھا۔وہ جانتا تھا اب اسے کیا کرنا ہے۔

منہا ہاتھ میں گن لیے پولیس کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔

"سب لوگ اپنے اپنے ہتھیار پھینک دو۔"ایک پولیس والا میگا سپیکر میں بولا تھا۔

"سب اپنے اپنے ہاتھ اوپر کرو۔"پولیس والا دوبارہ سے بولا تھا۔بہت سارے پولیس والے آگے بڑھ رہے تھے۔

ہر طرف خاموشی ہوگئی تھی۔براق نے منہا کو دیکھا اور یہاں کیا ہورہا تھا وہ سب بھول گیا تھا۔یاد تھی تو بس منہا اور اس کی محبت۔پھر وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھنے لگا۔منہا نے بھی براق کو اپنی طرف آتا دیکھا تو وہ رکی۔

دور کھڑے ایک آدمی نے براق کا نشانہ لیا تھا۔براق چل رہا تھا اس لیے نشانہ لینا مشکل ہورہا تھا۔

لائلہ نے براق کو دیکھا اور پھر دور کھڑے اس آدمی کو دیکھا۔اس کا سانس اٹکا تھا۔لائلہ نے جلدی سے اس آدمی کا نشانہ لیا اور گن چلائی۔لیکن اس کی گن خالی تھی۔اس نے غصے میں گن پھینکی۔

"براق۔۔۔۔"وہ چیختے ہوئے براق کی طرف بھاگی۔منہا کے سامنے براق کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔اسے کچھ ہوش ہی نہیں تھی۔وہ اندھا دھند بس چلے جارہا تھا۔

پولیس ایک ایک کو گرفتار کر رہی تھی۔منہا اور براق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔جیسے ان کے درمیان سارے فاصلے ختم ہو گئے تھے۔وہ آج پھر ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔

لائلہ براق کے تھوڑے قریب پہنچی تھی۔

آدمی نے جلدی سے گن چلائی تھی اور فائر کی آواز سن کر ازلان کے قدم رکے تھے۔لائلہ کے قدم اور تیزی کے ساتھ براق کی طرف بڑھ رہے تھے۔وہ براق کو کچھ نہیں ہونے دے گی۔

ایک براق اور منہا تھے جنہیں کچھ ہوش نہیں تھی۔شاید ان کے لیے یہاں ان دونوں کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔لائلہ نے پاس پہنچ کر براق کو دور دھکا دیا تھا۔دھکا کھا کر وہ زرا ہوش میں آیا۔خواب کی کفیت ٹوٹی تھی۔لائلہ نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا، وہ براق کو بچا چکی تھی۔

پھر اس نے پھرتی کے ساتھ پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔

گولی اس کے جسم میں اتری تھی۔اس کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

("میں کیوں اتنا بڑا خطرہ مول لو وہ بھی کسی ایسے شخص کے لیے جس کو میں جانتی بھی نہیں۔")آج اسی شخص کے لیے لائلہ سلطان نے گولی کھائی تھی۔وقت کتنی جلدی بدل جاتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔

کچھ دیر کے لیے سب رک گیا تھا۔لائلہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔جسم کے ایک ایک حصے میں ٹیس اٹھ رہی تھی۔

اس نے براق کو بچا لیا تھا لیکن بدلے میں اپنا سب کھو دیا تھا۔

ازلان ابھی تک اپنی جگہ پر رکا ہوا تھا۔منہا کا منہ شاک کے مارے کھلا تھا۔براق ہوش میں آچکا تھا۔اس نے مڑ کر لائلہ کی طرف دیکھا۔اس کی شرٹ سے خون نکل رہا تھا۔وہ لڑکھڑاتی ہوئی نیچے گر رہی تھی۔براق کی آنکھیں حیرت سے پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔

یہ سب کیسے ہوا؟وہ نہیں جانتا تھا۔براق نے بے اختیار اپنے بازو آگے بڑھائے تھے اور لائلہ اس کے بازو پر آکر گری۔

"لائلہ۔۔۔"وہ چیخا تھا۔

اور ازلان نے مڑ کر یہ سب دیکھا تھا۔اس لمحے اسے لگا تھا کہ جیسے یہ گولی کسی نے اس کے سینے میں اتار دی ہو۔

("میں مرنے سے زیادہ مارنے پر یقین رکھتی ہوں۔")لائلہ کے زہن میں اپنی ہی بات گھومی تھی۔وہ اداسی سے مسکرائی تھی۔

NOVEL HUT

باب نمبر 9

تیرے بعد

تو مجھ سے یوں جدا رہا
مجھ میں میرا کچھ باقی نا رہا
کہ داستاں اب ختم ہونے والی ہے
لیکن کچھ ملال آج بھی باقی ہے

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

"میں ہمایوں سے شادی کرنے کے لیے راضی ہوں۔آپ جب چاہیں بارات لے کر آجائیں۔"اس نے ایک سانس میں پورا جملہ مکمل کیا تھا۔اور اگلا سانس وہ نہیں لے پائی تھی۔

اس کمرے میں موجود ہر شخص کو شاک لگا تھا۔ہمایوں نے مڑ کر منہا کی طرف دیکھا تھا۔

بی جان کھل کر مسکرائی تھیں۔سونیا بیگم کو منہا کا اقرار بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"لیکن میری ایک شرط ہے۔"اس نے ہمایوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔"وہ اس وقت بے حد خوش تھا۔

"فرض کرو میری اور تمہاری شادی ہوجاتی ہے اور ہم پوری زندگی ساتھ گزار بھی لیتے ہیں۔لیکن جب قیامت والے دل اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ میں نے اپنے شوہر سے وفا کیوں نہیں نبھائی؟ کیوں میں نے اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی دل میں کسی اور کو بسا کر

رکھا؟ تو میری جگہ تم جواب دو گے؟" وہ ہمایوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ کیا بکواس ہے۔" بی جان غصے میں بھڑک اٹھی تھیں۔

"بولو نا میری جگہ تم جواب دینے کے لیے تیار ہو؟ اگر تیار ہو تو میں بھی تم سے شادی کرنے کے لیے راضی ہوں۔" وہ اب بھی ہمایوں کو دیکھ کر بول رہی تھی۔ہمایوں نے خاموشی سے اپنی نگاہیں جھکا لی تھیں۔

"ایک عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہوتا ہے۔اور میں تمہیں وہ حق کبھی نہیں دے پاؤ گی۔شادی کوئی کھیل نہیں ہے کہ کسی سے بھی کر لو، آپ کے دل کی رضامندی ہونا سب سے زیادہ اہم ہے۔" وہاں بیٹھا ہر شخص خاموش ہو گیا تھا۔

"لوگ کہتے ہیں کہ شادی کے بعد سب سہی ہوجاتا ہے، محبت بھی ہوجاتی ہے۔غلط کہتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ہمیں بس سمجھوتا کرنے کی عادت ہوجاتی ہے اور اس سمجھوتے کو ہمارے ہاں ایک خوشحال شادی کا نام دے دیا جاتا ہے۔"وہ بول رہی تھی اور سب سن رہے تھے۔

"میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں اور جب تک ان دنوں کے دل میں ہی ایک دوسرے لیے پیار نہ ہو تو کیا مقصد اس رشتے کا؟" وہ اپنی بات آرام اور تحمل سے سمجھا رہی تھی۔

"میں تو کرتا ہوں نا تم سے پیار۔"ہمایوں نے نم آنکھوں کے ساتھ اس کی طرف دیکھا تھا۔

"مگر میں نہیں کرتی تم سے پیار، تمہیں یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی؟"وہ تھوڑا چلا کر بولی تھی۔

"نا ہی میں اتنی اچھی ہوں کہ تمہارا دل رکھنے کے لیے میں اپنا دل توڑ لوں۔"وہ صاف بات کرتی تھی چاہے کسی کو بری لگے۔

"لیکن جس سے تم پیار کرتی ہو وہ بھی کوئی اچھا انسان نہیں ہے۔"وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے وہ خود دودھ کا دھلا ہے۔

"وہ جیسا بھی ہے لیکن وہ میرا ہے۔"وہ براق پر آج بھی ایک بات برداشت نہیں کرتی تھی۔

"تم کیوں نہیں مان لیتی کہ وہ ایک برا انسان ہے جس نے صرف اپنے فائدے کے لیے تمہیں استعمال کیا۔"وہ تھوڑا چیخ کر بولا تھا۔

"تم اگر ہزار بار بھی بولو گے کہ وہ برا ہے تو میں ہزار بار بولوں گی کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ محبت میں انسان اچھا یا برا نہیں دیکھتا صرف اپنے محبوب کو دیکھتا ہے۔" اس کی آنکھیں چیخ چیخ کر کہہ

رہی تھی کہ وہ براق سے بے حد محبت کرتی ہے اور اس بات کا اقرار اس نے آج کیا تھا۔

"محبت واقعی اندھی ہوتی ہے۔"اس نے طنز کیا تھا۔

"محبت اندھی نہیں ہوتی۔ محبت آپ کے دل میں چور دروازہ کھول دیتی ہے۔ جدھر آپ اس شخص کی تمام برائیاں چھپا کر رکھ لیتے ہیں۔"منہا کا دل براق کے لیے دھڑکتا تھا اور یہ سب آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ہمایوں کو لگا تھا کہ وہ پوری دنیا ہار گیا ہے۔

"میری محبت کا کیا؟" اس نے بے اختیار سوال کیا تھا۔

"ہمایوں تم کس کی محبت کی بات کرتے ہو؟ سچ تو یہ ہے کہ تم ایک بزدل انسان ہو جو مجھے اپنی محبت کا یقین دلوانے کی بجائے براق کے خلاف میرے دل میں زہر گھولتا رہا۔کاش اتنی کوشش تم نے مجھے اپنی محبت کا یقین دلوانے میں کی ہوتی۔مگر تم نے تو مجھے پانے کی

کبھی بھی زرا سی بھی کوشش نہیں کی۔" اس نے ہمایوں کو آئینہ دکھایا تھا۔

"محبت کرنا آسان ہے لیکن دوسرے کو اس کا یقین دلوانا بہت مشکل ہے۔"وہ جانتی تھی ہمایوں کو یہ باتیں تیر کی طرح چبھیں گی لیکن اس کا یہ سب بولنا ضروری تھا۔

ہمایوں نے واقعی کبھی بھی منہا کو پانے کی زرا سی بھی کوشش نہیں کی۔وہ بس انتظار کرتا تھا کہ منہا کو ایک دن اس کی محبت دیکھائی دے گی۔ لیکن وہ دن کبھی نہیں آیا۔

"اب میرا پیچھا کرنا چھوڑ دو ہمایوں۔میں تمہاری کبھی نہیں ہو سکتی اور لاحاصل کا پیچھا بے وقوف لوگ کیا کرتے ہیں۔"اس نے ہمایوں کی طرف دیکھ کر ہمدردی سے بولا تھا۔پھر وہ باہر نکلی۔

ہمایوں کی آنکھوں میں بے تحاشہ تکلیف اتری تھی۔بی جان اس کے پاس کھڑی اسے دلاسے دے رہی تھیں۔
ہمایوں ہار گیا تھا۔لیکن جیتا ابھی تک براق بھی نہیں تھا۔

——☆☆☆☆☆——

("میں مرنے سے زیادہ مارنے پر یقین رکھتی ہوں۔") لائلہ کے زہن میں اپنی ہی بات گھومی تھی۔
"لائلہ۔۔۔لائلہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔" براق نے لائلہ کو اپنے دونوں بازوں میں مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔لائلہ اسے دیکھ کر اداسی سے مسکرا رہی تھی۔
"جانتے ہو مجھے موت سے کیوں ڈر لگتا تھا۔۔۔"اس درد کی شدت میں بھی وہ روئی نہیں تھی۔براق نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"میں نے سنا تھا کہ مرنے سے پہلے آپ کو ماضی کا ایک ایک لمحہ یاد آتا ہے اور۔۔۔اور میں تو اپنے ماضی میں کئی بار مری ہوں۔تو سوچو اب مرنے سے پہلے میں کتنی بار مزید مروگی؟" آنکھیں درد سے بھر چکی تھیں۔جسم سے خون اب تک نکل رہا تھا۔

ازلان کا سانس رک چکا تھا۔اس نے زندگی میں کبھی بھی خود کو اتنا لاچار محسوس نہیں کیا تھا۔وہ لائلہ کی طرف بھاگا تھا۔منہا شاک کے مارے وہی کھڑی تھی۔

"ابھی پولیس آئے گی نا مجھے گرفتار کرنے پھر وہ تمہیں ہسپتال لے جائے گی بس۔۔۔۔۔بس تم نے ہمت نہیں ہارنی ٹھیک ہے نا؟" وہ لائلہ کو تسلی کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتا تھا۔اس لمحے وہ سب بے بس تھے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں تھا۔

"ننن۔۔۔۔نہیں۔۔تتتت۔۔۔۔تم میرے ساتھ چلو
میں۔۔۔۔میں تمہیں اپنی گاڑی میں ہسپتال لے کر جاؤ گا۔" ازلان
کے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔اس کی نیلی آنکھیں شدید لال نظر آرہی
تھیں۔اس وقت اسے لگ رہا تھا کہ جیسے دنیا ختم ہوگئی ہو اور یہ
قیامت کا منظر تھا۔اس کے لیے واقعی یہ قیامت تھی۔
"ننن۔۔۔نہہ۔۔نہیں تم جاؤ ورنہ۔۔۔۔" اسے بولنے میں مشکل
ہورہی تھی۔خون کافی بہہ چکا تھا۔
"ورنہ پولیس تمہیں بھی گرفتار کرلے گی۔" اسے اس درد میں بھی
ازلان کی فکر تھی۔ناجانے کیوں؟
ازلان نے نفی میں سرہلایا تھا۔وہ کسی بھی صورت میں نہیں جائے
گا۔

"لوگ محبت کے لیے مرتے ہیں لیکن تم جیو گے ازلان تاکہ۔۔۔۔۔۔تاکہ ہماری یادیں زندہ رہیں ۔" اس کی آنکھوں کے آگے اندھرا آرہا تھا۔ منظر دھندلا ہوتا جارہا تھا۔ تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی۔

اس کو یوں دیکھ کر براق کی ٹانگوں سے جیسے جان نکلی تھی۔ وہ لائلہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے نیچے زمین پر گرا تھا۔ منہا اور دو پولیس والوں کے قدم اب ان لوگوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"تمہیں میری قسم ازلان جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔"وہ چیخنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس سے بولا بھی نہیں جارہا تھا۔ اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہورہی تھیں۔ اسے کوئی ہوش نہیں تھی کہ اس کے پاس کون ہے اور کون نہیں۔ لائلہ کو جو آخری منظر دیکھائی دیا تھا اس میں براق اس کے گال تھپتھپا رہا تھا۔

ازلان نے قدم آگے بڑھا کر لائلہ کے پاس جانا چاہا۔ لیکن براق کو لائلہ کے پاس دیکھ کر اسے لگا تھا کہ شاید اس کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ اس نے لائلہ کو آخری بار دیکھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ پھر وہ واپس مڑا۔ لائلہ اس کی زندگی سے جا چکی تھی۔ مگر کیا دل و دماغ سے وہ کبھی لائلہ کو نکال سکے گا؟ جواب نا میں آیا تھا۔

آسمان پر یک دم بجلی کڑکی تھی۔ بادل زور زور سے گرج رہے تھے۔ ہوائیں تیز ہو گئی تھیں۔

لائلہ کے سامنے پورا ماضی فلم کی طرح چل رہا تھا۔ وہ ڈری سہمی دوسروں کی مار کھاتی ہوئی، وہ سٹور روم میں اندھیرے سے ڈرتی ہوئی، وہ ناران کے پہاڑوں میں اکیلی بھٹکتی ہوئی اور وہ جیل میں ظلم و

ستم سہنے والی لائلہ، بے بسی کے سارے لمحے اسے یاد آرہے تھے۔وہ ایک ایک پل کو یاد کرکے بار بار مر رہی تھی۔

پھر اسے براق کے ساتھ گزارا گیا وقت یاد آیا۔وہ پل کتنے حسین تھے۔وہ کتنی خوش تھی۔سب سہی چل رہا تھا۔اس کے پاس شیلا تھی جو ہر مشکل وقت میں اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

ماضی کے سارے منظر دھندلے ہوئے تھے۔اسے سفید لباس میں ایک لڑکی اپنے سامنے چلتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس نے لائلہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔جیسے وہ اسے اپنے ساتھ لینے آئی تھی۔وہ شیلا تھی اس کی اکلوتی دوست

وہ اس کا ہاتھ تھامنا چاہتی تھی۔لیکن پھر اسے کشمیر یاد آیا۔

وہ ازلان کی بچوں والی حرکتیں،وہ بات بات پر اس کا چڑ جانا۔اس کے ساتھ گزارا گیا ایک ایک لمحہ لائلہ کی زندگی کے خوبصورت لمحوں

میں سے ایک تھا۔لائلہ نے یک دم اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔اس نے جینے کی تمنا کی تھی۔

اس نے اپنے ارد گرد دیکھا وہ جیسے اپنی زندگی کے پہلے ہمدرد کو ڈھونڈ رہی تھی۔لیکن ازلان وہاں نہیں تھا وہ اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔

پھر اس نے براق کی طرف دیکھا جسے اس وقت ہتھکڑی لگائی جا رہی تھی۔براق کی ٹانگ سے شدید خون نکل رہا تھا۔اس کا دماغ بلکل شل ہو گیا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ارد گرد کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔

براق کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں تھی ۔وہ ابھی مرنا نہیں چاہتی تھی۔پھر اس کی نظر براق کے سامنے کھڑی منہا پر گئی۔جو گہرے شاک میں تھی۔اس کی آنکھوں میں بے یقینی

اتری ہوئی تھی۔ منہا کو دیکھ کر لائلہ کی تکلیف پھر سے تازہ ہو گئی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں خود بند کر لی تھیں۔

زوردار بارش اس کے چہرے پر برسی تھی۔ آسمان بھی اس کی موت پر رویا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ لڑکی مر گئی ہے۔" ایک پولیس والے نے تبصرہ کیا تھا۔

منہا نے دو قدم آگے بڑھ کر لائلہ کی نبض چیک کی۔ پولیس براق کو لیے کھڑی تھی۔ اس کی ٹانگ سے مسلسل خون نکل رہا تھا۔ لیکن اسے اس چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ بس منہا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ چاہتا تھا کہ منہا کہہ دو کہ یہ سب جھوٹ ہے۔

"She is no more" منہا نے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا تھا۔

اور براق نے خاموشی سے اپنی گردن جھکا لی تھی۔

لائلہ سلطان کا جسم وہاں زمین پر اسی طرح بے جان پڑا تھا۔ منہا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ براق کو پولیس وین میں بیٹھایا جا رہا تھا۔ اس کی زندگی میں آج جو ملال شامل ہوا تھا وہ اسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

اگلی صبح کا سورج نکل چکا تھا۔ لیکن مانسہرہ میں سورج بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اپنے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ باہر سے یہ گھر کافی بڑا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے گیٹ پر کھڑے ہو کر گھنٹی بجائی۔

"آرہی ہوں آرہی ہوں پتہ نہیں اس وقت کون آگیا۔" اندر سے ایک عورت سر پر بڑی سی چادر لیے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

عورت نے دروازہ کھولا۔سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"ازلان میرے بیٹے۔۔۔" انعم فوراً ازلان کی طرف بڑھی تھی۔وہ خاموش سا کھڑا تھا۔

اس کا بیٹا آج اتنے عرصے بعد گھر واپس آیا تھا۔ انعم نے جلدی سے اپنے بیٹے کو گلے لگایا۔اسے اپنی ماں کا وجود محسوس ہوا تھا۔وہ ہوش میں آیا ،پھر اس نے اپنی ماں کو زور سے گلے لگایا جیسے وہ ڈرا ہوا تھا۔

آنسو اس کی آنکھ سے گرنے لگے تھے۔وہ پھوٹ کر رویا تھا۔

"کیا ہوا میرے بیٹے؟" انعم کا دل بیٹھا جارہا تھا۔ازلان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔وہ اپنی ماں سے لپٹ کر بس رونا چاہتا تھا۔اس بار جو اسے غم ملا تھا وہ بہت بڑا تھا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے میرے بیٹے کو؟" انعم کو فکر ہو رہی تھی۔
اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے ذریعے لائلہ کا غم نکل رہا تھا۔پل بھر میں اس نے سب کھو دیا تھا۔کل تک وہ کتنا خوش تھا اور آج وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

"کچھ تو بتاؤ میری جان میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔" ازلان کو یوں روتا دیکھ ان کے سینے میں تکلیف اتری تھی۔
اس نے بولنے کے لیے لب کھولے تھے۔لیکن وہ کچھ نہیں بول پایا۔ازلان ہچکیوں کے ساتھ رو رہا تھا۔اس کا سانس اگلے سانس کے ساتھ نہیں مل رہا تھا۔

"اندر چلو تم۔۔۔" انہوں نے خود کو ازلان سے جدا کیا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے کر جانے لگی۔

NOVEL HUT

ازلان اپنی ماں کے پیچھے اجنبیوں کی طرح چل رہا تھا، جیسے اس گھر میں وہ اپنی ماں کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

براق جیل کی سلاخوں کے پیچھے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔اس کی ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"اور کتنوں کی جان لوگے تم؟" لائلہ سلطان سفید لباس میں کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔اس کے پیچھے مراد اور اس کی ماں بھی موجود تھے۔تینوں کی نظروں میں ہزاروں شکوے تھے۔براق ان کی نظروں سے بچ کر کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔

"تمہاری وجہ سے مجھے گولی لگی، تم نے لائلہ سلطان کی جان لی ہے۔" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہی تھی۔

"تم نے ہمیں مارا ہے براق، تم ہو ہماری موت کے ذمہ دار۔۔۔"
صوفیا دو قدم آگے آئی تھی۔براق نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔وہ یہ باتیں سن سن کر تھک گیا تھا۔

وہ تینوں سفید لباس میں براق کے ارد گرد چکر کاٹ رہے تھے۔

"تم نے ہمیں مارا ہے۔" ان تینوں کے لبوں پر بس یہی ایک بات تھی۔براق نے اپنی پوری طاقت لگا کر کان بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن مدھم مدھم آواز اب بھی آرہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ جیسے سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا جارہا ہو۔

"تم نے ہمیں مارا۔۔۔" براق کا دل اب ان باتوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔منہ پسینے میں بھیگ چکا تھا۔براق نے اپنی آنکھیں کھولی۔

لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔نا ہی لائلہ اور نا ہی اس کی ماں اور مراد۔یہاں تو بس وہ اور چند قیدی موجود تھے۔

دل کی دھڑکن بلکل بھی نارمل نہیں تھی وہ ایک بھیانک خواب سے جاگا تھا۔وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔خوف چہرے پر اب تک طاری تھا۔

("میں سب کچھ بھول کیوں نہیں جاتا؟ آخر میرے ملال کب ختم ہونگے؟کب میں اس سب سے آزاد ہونگا۔۔۔") اس کی زندگی سے ملال ختم ہونے کی بجائے، بس مزید ملال شامل ہوتے تھے۔

براق نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک گولیوں کا پتہ نکالا۔وہ یہ گولیاں ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا۔اس نے جلدی سے گولی کھائی اور کچھ لمحوں بعد اس کا جسم پر سکون ہوچکا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

"براق کو واقعی میں گرفتار کرلیا ہے؟"سونیا بیگم کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا۔

"ہاں۔۔۔"وہ بس اتنا ہی بول پائی تھی۔

"مگر کیوں اس نے کیا کیا ہے؟ اور کل ہمایوں کیا بول رہا تھا کہ وہ اچھا انسان نہیں ہے۔مجھے بتاؤ منہا کیا بات ہے۔" انہیں کل سے ہمایوں کی باتیں تنگ کررہی تھیں۔

"امی اس دنیا میں کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں ہے۔ہر کوئی سیاہ اور سفید ہے۔ کوئی بھی انسان ہر گناہ سے پاک تو نہیں ہوسکتا نا۔" وہ شاید ایسی باتیں کرکے خود کو تسلی دیا کرتی تھی۔ہم اپنے دماغ کو جو سکھاتے ہیں وہ وہی سیکھتا ہے۔

"تو پھر تم براق کو معاف کیوں نہیں کردیتی؟" انہوں نے منہا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"پتہ نہیں۔۔"اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔
سونیا بیگم اس کے لیے فکر مند ہوئی تھیں۔
کمرے میں آکر وہ اپنے بیڈ پر کمر کے بل لیٹی تھی۔
"ہر کوئی کہتا ہے کہ براق کو معاف کردو، لیکن مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ میں خود کو کیسے معاف کروگی۔" جو اس نے کل براق کے ساتھ کیا تھا۔وہ اس پر بے حد شرمندہ تھی۔اس حرکت کے لیے وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

ازلان ہاتھ میں جالے والا برش پکڑے کونے کے جالے صاف کر رہا تھا۔
"یار یہ آنٹیوں والے کام مجھ سے کیوں کروا رہی ہو؟"وہ اکتاتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو اتنے لمبے قد کا تم نے کیا کرنا ہے؟ کچھ کام ہی آجاؤ۔ آج سارے کمروں کے جالے تم ہی صاف کرو گے۔" لائلہ سلطان ہاتھ باندھے اس کے پاس کھڑی تھی۔

"میں ادھر گھومنے آیا ہوں نا کہ صفائیاں کرنے۔" اس نے تپتے ہوئے بولا۔

"میری بات نا کان کھول کر سن لو آئمہ کالج گئی ہوئی ہے اور آنٹی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تو شرافت سے نا گھر کے کاموں میں میری مدد کرو۔ ورنہ دو مکے ماروں گی۔" لائلہ نے زور سے مکا اس کی کمر میں مارا تھا۔ ازلان اپنی کمر پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"آہ مائے اللہ جی اتنی زور سے کون مارتا ہے۔" وہ درد میں تڑپ کر بولا تھا۔ لائلہ اس کا "آہ مائے اللہ جی" سن کر ہنسی تھی۔

ازلان اپنے بڑے سے کمرے میں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔وہ کل سے اسی طرح گزرے لمحوں کو یاد کر رہا تھا۔

"اتنی جلدی کیوں چلی گئی تم لائلہ؟" وہ درد بھرے لہجے میں بولا تھا۔ ("ایک دن آئے گا جب میری تم سے جان چھوٹ جائے گی۔") وہ اپنی کی گئی اس بات پر آج افسوس کر رہا تھا۔کوئی بھی وقت قبولیت کا ہو سکتا ہے۔ازلان کی یہ فریاد قبول کرلی گئی تھی۔

"تم مجھے بیچ راستے میں چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔تمہارے بعد مجھے اپنی زندگی اتنی ویران کیوں لگ رہی ہے؟" آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں۔

"میں تو تمہارے پاس ہوں۔" سامنے صوفے پر لائلہ سلطان بیٹھی تھی۔اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھی۔لائلہ سلطان ادھر؟نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

"تتت۔۔۔تم کیسے۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بولے۔لائلہ اس کے سامنے کیسے آگئی؟

ازلان اپنی جگہ سے اٹھا اور صوفے کی طرف بڑھا۔لائلہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔سانس اٹک چکا تھا۔

"میں سمجھا تم مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہو۔" وہ لائلہ کی طرف دیکھ کر بول رہا تھا۔لائلہ بس اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"میں۔۔۔۔"اس نے لائلہ کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی اور وہ غائب ہوگئی تھی۔وہ بس اس کا وہم تھا۔

"آئی ہیٹ یو لائلہ آئی ہیٹ یو۔۔۔" اس کی مسکراہٹ غائب ہوگئی تھی۔آنکھیں جو تھوڑی دیر پہلے چمکی تھیں۔ان میں پھر سے تکلیف اتری تھی۔

("آئی لو یو لائلہ آئی لو یو") اس کے اندر سے کوئی چیخا تھا۔وہ لائلہ سے نفرت کر ہی نہیں سکتا تھا۔اس نے کبھی نفرت کرنا سیکھا ہی نہیں تھا۔

پھر وہ وہاں بیٹھ کر پوری رات روتا رہا۔لیکن اس کے رونے سے لائلہ واپس تو نہیں آسکتی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

براق سلاخوں کے پیچھے ایک کونے میں اکیلا بیٹھا تھا۔

("ارے یہی تو ہے اپنی ماں کا قاتل۔") اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

("پہلے پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو جدا کر دیا۔اب بد قسمت اپنی ماں کو بھی کھا گیا۔") وہ مزید زور سے اپنے کان بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔تاکہ یہ آوازیں اسے سنائی نا دیں۔

NOVEL HUT

("شاید تمہارے وجود کے ساتھ ساتھ تمہاری محبت بھی جھوٹی تھی۔") اسے لگا تھا کہ اس کا سر پھٹ جائے گا۔دماغ کی ایک ایک رگ میں تکلیف اتری تھی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے لائلہ سلطان کا آخری چہرہ آیا تھا۔وہ اس کی وجہ سے مری تھی۔آنکھ میں شدید تکلیف اتری تھی۔

اسے اپنی زندگی میں اس وقت ملال کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

"کیوں ہوں میں اتنا برا؟" اس نے بے اختیار خود سے سوال کیا تھا۔وہ خود سے مایوس ہوچکا تھا۔براق اپنا سر جھکائے اپنے ملال کا بوجھ اٹھا رہا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

ایک ماہ بعد،

"تمہارا بیٹا چاہتا کیا ہے آخر؟ کونسا غم ہے جو اب تک نکل نہیں رہا۔" ارشد صاحب اپنے کمرے میں کھڑے تیار ہو رہے تھے۔ انعم ان کے کندھوں پر گری شال کو سیدھا کر رہی تھی۔

"وہ آپ کا بھی بیٹا ہے۔" انعم نے شاید ان کو یاد دلوانے کی کوشش کی تھی۔

"میرا بیٹا اتنا کمزور نہیں ہو سکتا جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر عورتوں کی طرح روئے۔ بچپن سے ہی اس کی عادت ہے چھوٹی سی بات کو دل سے لگا لینا۔" وہ ازلان سے اکتائے ہوئے تھے۔

"ہر بچہ مختلف ہوتا ہے آپ کیوں نہیں سمجھتے اس بات کو؟ ازلان کمزور نہیں ہے وہ بس تھوڑا سا حساس ہے، نرم دل ہے ۔آپ۔۔۔آپ اس کو یوں۔۔۔۔۔۔" وہ نظریں نیچی کر کے بول رہی تھی۔

"اچھا بس بس میں کام کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں، بعد میں بات کرتے ہیں۔" وہ انعم کی بات کاٹتے ہوئے باہر کی طرف نکلے۔

انعم نے اوپر ازلان کے کمرے کا رخ کیا۔ ایک ماہ سے ازلان نے خود کو کمرے میں بند کیا ہوا تھا۔ انعم روز اسے بلانے آتی تھی۔ لیکن وہ کبھی بھی باہر نہیں آتا تھا۔

انعم نے ازلان کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ سامنے ازلان صوفے پر بیٹھا ہنس ہنس کر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔

"لائلہ تمہیں پتہ ہے آج کیا ہوا؟" ازلان کے سامنے لائلہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔

"آہ پلیز مجھے نہیں سننی تمہاری بکواس باتیں۔" وہ برا سا منہ بناتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"مزہ بھی تمہیں صرف میری بکواس میں آتا ہے۔مان کیوں نہیں لیتی تم یہ بات؟" وہ اتراتے ہوئے بولا۔

لائلہ نے کوئی جواب دیا تھا جس پر وہ کھل کر ہنسا۔

"بیٹا کس سے باتیں کر رہے ہو؟" انعم نے ازلان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ازلان نے مڑکر اپنی ماں کو دیکھا۔

"ماما وہ لائلہ۔۔۔۔" اس نے دوبارہ اپنے سامنے دیکھا تو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

"ماما۔۔۔۔ماما۔۔۔۔"وہ یک دم چلانے لگا تھا۔انعم کو اسے ایسے دیکھ کر حیرت ہونے لگی تھی۔

"وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ چلی گئی ماما۔۔۔۔"آنکھوں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے تھے۔انعم نے اپنے بیٹے کو گلے سے لگایا تھا۔اس کی یہ حالت دیکھ کر انعم کو بے حد تکلیف ہوئی تھی۔

"بس کرو میری جان، اس کے لیے اور کتنا رو گے؟" انعم اسے تسلی دے رہی تھی۔

"ماما آپ میرے کمرے میں نہ آیا کریں۔آپ۔۔۔۔آپ جب بھی آتی ہیں وہ غائب ہوجاتی ہے۔مجھے اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔"وہ جیسے اپنے ہوش و حواس کھو چکا تھا۔اسے ہر طرف بس لائلہ نظر آتی تھی۔جیسے لائلہ اس کے ساتھ اس کمرے میں رہتی تھی۔

"یہ کیا حالت بنا لی ہے تم نے ازلان؟ تم تو اپنا اتنا خیال رکھتے تھے۔ایک سے ایک اچھا کھانا، اچھا پہننا۔اب تمہیں دیکھ کر لگتا ہی نہیں کہ یہ وہی ازلان ہے۔" انعم اندر ہی اندر اس کی یہ حالت دیکھ کر مر رہی تھی۔ازلان کا رنگ پیلا زرد ہوچکا تھا۔آنکھوں کے نیچے

بڑے بڑے ہلکے پڑے ہوئے تھے۔ شیو بے ترتیب سی بڑھی ہوئی تھی۔ کپڑے بدلنے کی اسے ہوش نہیں تھی۔

"ماما وہ کیوں چلی گئی مجھے چھوڑ کر؟ کیوں اس نے کہا کہ ازلان یہاں سے چلے جاؤ جبکہ میں اس کی جان بچا سکتا تھا۔" رو رو کر اس کا سر پھٹنے والا ہوگیا تھا۔ لیکن وہ لائلہ کو ایک لمحے کے لیے بھی بھول نہیں پاتا تھا۔

"اس نے کہا اور تم چھوڑ کر آگئے؟ تم زبردستی اسے وہاں سے لے جاکر وقت پر ہسپتال پہنچا سکتے تھے۔" انعم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"آپ نہیں جانتی اسے، وہ ایسی نہیں تھی جس کے ساتھ زبردستی کی جائے۔" وہ لائلہ کو جانتا تھا۔ وہ اپنی مرضی کرتی تھی۔

NOVEL HUT

"اس نے میرے ساتھ جینے سے زیادہ براق کے ساتھ مرنے کو ترجیح دی۔وہ اپنی موت پر بھی مسکرا رہی تھی کیونکہ براق اس کے ساتھ تھا۔" تکلیف اس کے لہجے سے ظاہر ہو رہی تھی۔لائلہ کے لیے براق ازلان سے بڑھ کر تھا، اور وہ اب تک اس بات کو دل سے لگائے بیٹھا تھا۔

انعم نے اس کے گرتے آنسو صاف کیے تھے۔

—☆☆☆☆☆—

آج نور کی رخصتی تھی منہا نے سادہ سی پیچ رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی۔ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔بی جان اور ہمایوں نہیں آئے تھے اور اس دفعہ سونیا بیگم کو افسوس بھی نہیں ہوا تھا۔

آج منہا کو براق کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔وہ اس کے ساتھ ہوتا تھا تو اس کی آدھے سے زیادہ پریشانی کم ہو جاتی تھی۔اس

کی آنکھوں میں عجیب سی اداسی تھی جو ہر کوئی بڑی آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

"ویسے لڑکیوں کو اتنا بھی خود مختار نہیں ہونا چاہیے۔"منہا کے پاس کھڑی عورت نے اسے دیکھ کر دوسری عورت کے کان میں بولا تھا۔منہا ان کی بات سن چکی تھی۔لیکن وہ خاموش رہی۔

"سونیا کو تو دیکھو چھوٹی بیٹی کی شادی پہلے کردی،بڑی بیٹی ابھی تک گھر بیٹھی ہے۔"دوسری عورت سونیا کو دیکھتے ہوئے بولی۔جو سامنے سٹیج پر نور کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"بیٹی کی کمائی کھانے کی عادت ہوگئی ہے اسے اور کیا،ویسے بھی اس منہا کے لچھن کچھ سہی نہیں ہیں۔" اس کی برداشت کی حد ہوگئی تھی۔

"تبھی تو ابھی تک شادی نہیں کی، ویسے بھی اس عمر میں اس کی شادی ہونا ناممکن ہی سمجھو۔" وہ دونوں بکواس پر بکواس کیے جارہی تھیں۔ منہا نے ایک نمبر ملایا۔پھر وہ ان دونوں کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی۔ منہا کو دیکھ کر دونوں یک دم خاموش ہوگئی۔

"اب کیوں خاموش ہوگئی؟ میرے سامنے کہیں جو کہہ رہی تھیں۔"وہ ہاتھ باندھے سخت لہجے میں بولی تھی۔

دونوں کو تو جیسے چپ لگ گئی تھی۔

"یہ میری زندگی ہے اور میں کسی کو حق نہیں دونگی کہ وہ میری ذات پر انگلی اٹھائے۔"وہ ہلکا سا چلائی تھی۔

"اپنی بیٹی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟" اس نے ایک عورت کی طرف انگلی اٹھائی تھی۔

"پچھلے مہینے ہی کسی ہوٹل کے کمرے میں وہ ایک لڑکے کے ساتھ پکڑی گئی تھی۔اس کے لچھن کیسے ہیں بتائیں زرا؟" سامنے کھڑی عورت شرم کے مارے آنکھیں جھکائے کھڑی تھی۔اب خود پر بات آئی تھی تو ان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا

"اور آپ۔۔۔۔۔"اس نے دوسری عورت کی طرف اشارہ کیا۔

"اللہ کا شکر ہے حلال کماتی ہوں اور حلال کھاتی ہوں۔آپ کے دو نمبر بیٹے کی طرح جوا کھیل کر نہیں کماتی۔انسان دوسروں کے دامن پر تب انگلی اٹھائے جب وہ خود نیک اور پارسا ہو۔" اس نے دونوں عورتوں کو ان کی اوقات دیکھائی تھی۔

"بیٹا ہمیں معاف کردو ہم تو بس۔۔۔۔"منہا نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چپ رہنے کا بولا تھا۔نہ وہ خود کبھی معافی مانگتی تھی اور نا ہی کسی کی معافی قبول کرتی تھی۔

تبھی دو سیکورٹی گارڈز اس کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔

"یہ دونوں عورتیں مجھے اگلے ایک منٹ میں یہاں نظر نہ آئیں۔"اس نے حکم دیا تھا۔دونوں کے ہوش اڑے تھے۔منہا حکم دیتے ہوئے آگے بڑھی۔

اب سیکورٹی گارڈز ان دونوں کو باہر کی طرف لے کر جا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد سب مہمانوں نے کھانا کھا لیا تھا۔تھوڑی ہی دیر میں رخصتی ہونے والی تھی۔اتنے میں منہا کو کسی کی فون کال آئی۔پھر وہ بڑی سی چادر لپیٹے ہال سے باہر نکلتی دیکھائی دی۔

"منہا کدھر جا رہی ہو؟"سونیا بیگم بھاگتے ہوئے منہا کی طرف بڑھی۔

"امی ایک بہت ضروری کام ہے، میرا جانا بہت اہم ہے۔"وہ کافی جلدی میں دیکھائی دیتی تھی۔

"مگر ہوا کیا ہے؟"سونیا بیگم کو عجیب عجیب خیال آرہے تھے۔
"کچھ نہیں ہوا، سب ٹھیک ہے بس ابھی مجھے جانا ہوگا۔"اتنا کہہ کر وہ ہال سے باہر نکلی۔
پھر وہ پارکنگ سے گاڑی نکال کر اپنی منزل کی طرف بڑھی۔

——☆☆☆☆☆——

براق کی حالت دن با دن بدتر ہوتی جارہی تھی۔اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔اس کے جسم پر جگہ جگہ مارپیٹ کے نشان تھے۔لیکن اسے اس سب سے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔وہ جیسے کوئی زندہ لاش تھا۔جسے کچھ محسوس نہیں ہوتا تھا۔
"بتا تیرا باقی گینگ کہاں ہے۔۔۔۔"پولیس والا زوردار ہنٹر اس کی کمر میں مارتے ہوئے چیخا۔براق اب درد کے مارے چلاتا بھی نہیں تھا۔پچھلے ایک ماہ سے پولیس والوں نے ہر طریقے سے سچ اگلوانے

کی کوشش کی تھی۔ لیکن براق واقعی نہیں جانتا تھا کہ باقی لوگ کدھر گئے۔

براق کی خاموشی نے پولیس والوں کو اور غصہ دلایا تھا۔

اس نے ایک بار پھر ہنٹر براق کی کمر میں مارا۔ براق کی شرٹ پھٹ چکی تھی۔

"بتاتا ہے یا نہیں۔۔۔" پولیس والا چلایا تھا۔

("میں اسی قابل ہوں۔") وہ اس مار پیٹ کو خود کی سزا سمجھتا تھا۔ جب ہم خود سے کسی بات پر ناراض ہوتے ہیں تو ہم خود کو سزا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اس وقت یہی براق ہشام کر رہا تھا۔

پولیس والے نے ایک بار پھر اس کی ننگی کمر پر زور سے ہنٹر مارا تھا۔ اس کی کمر پہلے ہی نیلو نیل تھی۔ درد کے مارے اس کے منہ سے بس ایک آہ نکلی تھی۔

کافی دیر پولیس والا اسے ہنٹر سے مار مار کر سچ اگلوانے کی کوشش کرتا رہا، لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔

—☆☆☆☆☆—

ساحل کے کنارے ایک چھوٹی سی بندرگاہ میں وہ کھڑا تھا۔پاکستان سے جو سامان ایکسپورٹ ہو کر مختلف ممالک میں جاتا تھا وہ بھی اسی سامان کے ساتھ پاکستان سے فرار ہونے والا تھا۔

("خود غرضی ایک واحد راستہ ہے، جس کے ذریعے انسان اس دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے۔یہ دنیا مخلص لوگوں کے لیے نہیں بنی بلکہ یہ دنیا مجھ جیسے کئی لالچی اور خود غرض لوگوں سے بھری پڑی ہے۔جو اپنے مقصد کے لیے کسی کی زندگی برباد کرنے میں لمحہ نہیں لگاتے۔")اس نے اپنی آنکھوں پر چشمے لگائے، منہ پر ماسک پہنا اور پھر بندرگاہ سے باہر نکلا۔

("میں مہتشم خان ملال کے اس سفر کو الوداع کر کے ایک نئے سفر پر جا رہا ہوں۔ شاید پھر کبھی آپ سب سے ملاقات ہو۔ ویسے آپ لوگ جاننا نہیں چاہیں گے کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟") وہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بحری جہاز پر چڑھا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

انعم سائیکاٹرسٹ کو دروازے تک چھوڑنے آئی تھی۔

"میرے بیٹے کو شک تو نہیں ہوا نا آپ پر؟" انعم فکر مندی کے عالم میں بولی۔

"بے فکر رہیں اسے زرا سا بھی شک نہیں ہوا۔" سائیکاٹرسٹ نے تسلی دی تھی۔

"میرے بیٹے کو آخر ہوا کیا ہے؟ وہ اکیلے میں خود سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ عجیب عجیب حرکتیں کرتا ہیں جیسے اسے کوئی نظر آرہا ہو۔"

"ابھی میں کنفرم تو نہیں بتا سکتی کہ آخر ازلان کو ہوا کیا ہے۔دو تین سیشنز مزید لگیں گے۔مگر جہاں تک میرا خیال ہے وہ اسکیزوفرنیا کا شکار ہے۔" انعم کو سمجھ نہیں آیا تھا،وہ اتنی پڑھی لکھی نہیں تھی۔سامنے کھڑی ڈاکٹر نے یہ بات محسوس کی تھی۔

"مطلب کہ جو چیزیں ازلان کو حقیقت میں نہیں ملتی۔وہ ان چیزوں کو تصور کرنا شروع کر دیتا ہے۔وہ DELUSIONAL ہو کر سوچتا ہے۔وہ وہی دیکھتا ہے جو وہ دیکھنا چاہتا ہے اور اس وقت ازلان لائلہ کو اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے۔ایسی چیزیں یا لوگ جو حقیقت میں موجود نا ہو ان کو محسوس کرنا اسکیزوفرنیا کی علامت ہے۔" اس نے آسان الفاظ میں انعم کو سمجھایا تھا۔

"کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے نا؟" انعم کی آنکھیں ازلان کے لیے فکر مند تھی۔

"ابھی تک تو نہیں باقی اللہ خیر کرے۔" ڈاکٹر نے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

فجر کا وقت تھا۔وہ اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھا دعا کر رہا تھا۔پھر وہ جائے نماز سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھا۔

("ماما کہتی ہیں کہ تم لائلہ کو بھول جاؤ۔بابا کہتے ہیں کہ ایک لڑکی کے لیے اتنا غم منانا بے وقوفی ہے۔بھائی کہتا ہے کہ مجھے تم سے بہتر لڑکی ملے گی۔لیکن کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ جو میں نے کھویا ہے وہ میری زندگی تھی۔تم سے بہتر میرے لیے کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔میں زندگی کھل کر جینے والا ازلان آج بس زندگی گزار رہا ہوں۔")

الماری سے اس نے قرآن پاک نکالا۔پھر وہ اپنے بیڈ پر بیٹھا۔قرآن پاک کھول کر اس نے سورۃ یٰس کی تلاوت شروع کی۔ازلان سانس

لینا بھول سکتا تھا لیکن لائلہ کے لیے روز سورۃ یٰس کی تلاوت کر کے اسے بخشنا نہیں۔

("محبت صرف یہ نہیں ہوتی کہ جب تک وہ انسان آپ کے ساتھ ہو آپ اس کا خیال رکھیں، اس کے ساتھ وفا نبھائیں۔اصل محبت تو یہ ہے کہ وہ انسان آپ کے ساتھ نا بھی ہو آپ تب بھی اس کے ساتھ مخلص رہیں کیونکہ محبت پا لینے یا مل جانے کا نام نہیں ہے۔ محبت تو اس شخص کے لیے اپنا دل مار دینے کا نام ہے۔")

نماز اور تلاوت کے بعد وہ باہر جاگنگ کے لیے نکلا تھا۔اس نے سیاہ رنگ کا ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا۔جس طرح جس طرح وقت گزر رہا تھا وہ لائلہ کے غم کے ساتھ جینا سیکھ رہا تھا۔

("ہاں کسی کے چلے جانے سے ہم مر نہیں جاتے اور نا ہی کسی کے بغیر زندگی ختم ہو جاتی ہے، بس مرجھا جاتی ہے۔ہم پہلے کی طرح ہنسنا

بھول جاتے ہیں۔زندگی کھل کر جینا چھوڑ دیتے ہیں۔وہ انسان جاتے جاتے ہماری زندگی کا خوبصورت حصہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ہماری زندگی ایک روبوٹ کی طرح بن جاتی ہے۔جہاں کسی بھی قسم کے جذبات محسوس نہیں ہوتے۔نا ہی ہمیں کسی غم پر رونا آتا ہے اور ناہی کسی خوشی پر مسکرانا۔")

ازلان سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"آج تم لیٹ ہوگئی۔" اب وہ دونوں ساتھ ساتھ جاگنگ کر رہے تھے۔

"میں لیٹ نہیں ہوئی تم جلدی آئے ہو۔" وہ اپنی غلطی کبھی نہیں مانتی تھی۔

"ہاں ہاں لائلہ سلطان کیسے غلط ہو سکتی ہے۔" اس نے طنز کیا تھا۔

"لائلہ سلطان کبھی غلط نہیں ہوتی۔" اس نے اتراتے ہوئے بولا تھا۔

اور ازلان بس مسکرا دیا تھا۔

لائلہ حقیقی زندگی میں اس کے ساتھ نہیں تھی۔ لیکن اس کے دل ودماغ میں وہ آج بھی بسی ہوئی تھی۔ اسی لیے ازلان حقیقی زندگی سے دور اپنی خیالی دنیا میں رہنا پسند کرتا تھا، جہاں صرف وہ اور لائلہ موجود تھے۔

——☆☆☆☆☆——

کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ بال کافی الجھے ہوئے تھے جو کہ اب کندھے تک آتے تھے۔ منہ پر ڈھیروں مٹی جمی تھی اور آنکھیں کافی اندر کو جا چکی تھیں۔ جسمانی طور پر وہ کافی کمزور لگتا تھا۔

"اے لڑکے اٹھ۔۔۔" حوالات کے دوسری طرف سے پولیس والا اس پر برسا تھا۔

اس نے ارد گرد دیکھا۔پھر اپنی طرف انگلی کی۔

"ہاں ہاں تجھے ہی کہہ رہا ہوں۔" پولیس والا بے زاری سے بولا تھا۔

اتنا سنتے ہی اس نے اٹھنا چاہا۔لیکن اس کے جسم میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ خود سے اٹھ سکے۔

"سر مجھے لگتا ہے کہ کسی ڈاکٹر کو بلا لینا چاہیے۔اس کی حالت دیکھ کر ترس آرہا ہے۔" ساتھ کھڑا پولیس والا ہلکا سا بولا تھا۔

"اتنا ہی ترس آرہا ہے تو اسے بولو کہ ہمیں سچ بتا دے کہ آخر اس کے گینگ کا لیڈر کہاں گیا۔روز بری طرح مار کھانے کے باوجود بھی اس کی زبان نہیں کھلتی۔" وہ غصے میں براق کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"سر کیا پتہ اسے واقعی اس بات کا علم نہ ہو۔"

اس بار کوئی جواب نہیں آیا تھا۔

ایک قیدی براق کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن وہ اتنا کمزور نہیں تھا کہ کسی کا سہارا لے۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا۔ پھر وہ دیوار کو ہاتھ لگا کر کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد براق ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کے سامنے پولیس افسر بیٹھا ہوا تھا۔ درمیان میں ایک ٹیبل تھا۔ اس کے اوپر ایک لائٹ جل رہی تھی۔

"تمہاری فیملی میں کوئی ہے؟" پولیس والے نے براق سے سوال کیا تھا۔

("پہلے پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو جدا کر دیا اب بد قسمت اپنی ماں کو بھی کھا گیا۔")

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

NOVEL HUT

"کوئی دوست؟" دوسرے سوال کا جواب اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے مراد کی لاش گھوم رہی تھی۔مراد کس طرح بیڈ پر بے جان لیٹا تھا اور وہ اسے بچا بھی نہیں پایا تھا۔

ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا گیا تھا۔وہ اس وقت پل پل مر رہا تھا۔

"کوئی ہمدرد؟" پولیس والے کو تجسس ہوا تھا۔

اس کے سامنے ایک ماہ پہلے کا منظر گردش کرنے لگا تھا۔کس طرح لائلہ نے اس کے لیے اپنی جان گنوائی تھی۔لائلہ اس کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔وہ یہ بات اپنے زہن سے نہیں نکال پاتا تھا۔

نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

"کوئی پیار؟ کوئی محبوب تو ہوگا ہی۔"

اور یہ سوال سنتے ہی براق خیالی دنیا میں غائب ہوا تھا۔

ایک ماہ پہلے

لائلہ وہاں زمین پر پڑی اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی۔

"میں نے کہا یہ گن نیچے کرو۔" ایک پولیس والا چیخا تھا۔

براق ان کی طرف گن تانے کھڑا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر کرو ورنہ ایک لمحہ نہیں لگاؤ گا شوٹ کرنے میں۔"

براق کے سامنے دو پولیس والے اور منہا کھڑی تھی۔

"ابھی بھی وقت ہے سرنڈر کردو۔" پولیس والے اپنے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولے۔

"کوئی میرے قریب نہیں آئے گا۔" وہ لائلہ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔اس نے گن اب بھی پولیس کی طرف تانی ہوئی تھی۔

NOVEL HUT

"وہاں کیا ہو رہا ہے؟" ہاتھ میں پکڑے وائرلیس فون سے آواز آئی تھی۔

"انھیں بولو سب کلیر ہے۔" براق کے بڑھتے قدم رکے تھے۔ اگر باقی پولیس بھی ادھر آگئی تو سب ختم، پھر وہ لائلہ کو کبھی نہیں بچا پائے گا۔

براق کے پاس وقت کم تھا۔ لائلہ کو جلد از جلد ہسپتال پہنچانا تھا۔

"سر وہ۔۔وہ۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے وائرلیس فون کو اپنے منہ کے ساتھ لگاتے ہوئے بولنا شروع کیا۔ دوسری طرف پولیس اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"سر وہ۔۔۔" اسے کافی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

براق اس کے سامنے گن لیے کھڑا تھا۔ اگر اس نے زرا سی بھی چالاکی کی تو وہ نہیں بچے گا۔

NOVEL HUT

تبھی گولی چلنے کی آواز آئی تھی اور سامنے کھڑا پولیس والا زمین پر ڈھیر ہوا تھا۔براق نے مڑ کر دیکھا۔گولی احمر نے چلائی تھی۔

"تم لائلہ کو لے کر جاؤ،میں ادھر دیکھ لونگا سب۔" وہ براق کے پاس پہنچ کر بولا تھا۔

براق نے جلدی سے لائلہ کو اٹھایا۔اس کی سانس چل رہی تھی۔براق کو کچھ حوصلہ ہوا۔منہا وہاں کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

گولی کی آواز سن کر پولیس ان کی طرف بڑھی تھی۔دور سے ہوائی فائرنگ کی آوازیں آنے لگی تھیں۔براق تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے بھاگنے لگا۔اس پتھریلے راستے پر سیدھا چلنا بھی مشکل تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب منہا نے اپنے سامنے دیکھا تو احمر اور دوسرا پولیس والا بھی زمین پر ڈھیر ہو چکے تھے۔ ہوائی فائرنگ میں ان دونوں کی جان چلی گئی تھی۔

براق کے قدم مزید تیز ہوئے تھے۔ منہا اسے بھاگتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ براق کی نظر منہا سے ملی۔ وہ پتھر سے لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا۔ ساتھ میں لائلہ بھی اس کے بازو سے چھوٹ کر نیچے گری تھی۔ اس نے پھرتی کے ساتھ لائلہ کو اٹھانا چاہا۔

"انسپکٹر منہا آر یو لسنگ؟" منہا کے وائرلیس فون سے آواز آئی تھی۔

"یس سر" وہ براق کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

"وہاں کیا ہو رہا ہے؟" سوال کیا گیا تھا۔

NOVEL HUT

"سر ہوائی فائرنگ میں دو پولیس والے اور ایک چور مارا گیا۔" اس نے براق کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

"اور یہ جو دور سے بھاگتا ہوا آدمی ہمیں نظر آرہا ہے وہ کون ہے؟" انہیں دور سے براق دیکھائی دیا تھا۔

"سر وہ۔۔۔۔" اسے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیا بولے۔

"وہ کوئی پولیس والا تو نہیں ہوسکتا، ضرور اسی گینگ کا بندہ ہوگا۔"پولیس والے نے اپنا اندازہ لگایا تھا۔

"نہیں۔۔۔۔وہ سر وہ۔۔۔"وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔براق سانس لینے کے لیے رکا تھا اور آج اسے براق کا رکنا برا لگا تھا۔

"شوٹ ہیم ۔۔۔۔۔" آرڈر آیا تھا۔

اس کے سامنے براق کھڑا تھا جو کہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔منہا کی آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔

"لیکن سر۔۔۔"

"آئی سیڈ شوٹ ہیم۔۔۔۔۔" اب کے وہ برسا تھا۔براق ناجانے کیوں منہا کو اب تک دیکھ رہا تھا۔ہوائی فائرنگ بند ہوگئی تھی۔

"بٹ۔۔۔۔۔"یہ اس کا بہت بڑا امتحان تھا۔

"شوٹ ہیم۔۔۔۔۔۔۔"وہ چلایا تھا۔

منہا نے براق کا نشانہ لیا اور براق کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔اس نے دوبارہ بھاگنا چاہا۔

منہا نے گن لوڈ کی

"آپ کیا کر رہی ہے انسپکٹر منہا؟گولی چلائیں۔۔۔۔۔۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ وائرلیس فون سے باہر نکل آئے۔

براق نے منہا سے دور قدم بڑھائے تھے۔وہ بس لائلہ کو بچانا چاہتا تھا،وہ کوئی پولیس سے بچ نہیں رہا تھا۔

منہا کی آنکھ نم ہوئی تھی۔یہ وقت اس کے لیے بے حد مشکل تھا۔ایک طرف سرکاری آرڈر اور دوسری طرف اس کی محبت۔

اس نے آنکھیں بند کی تھیں اور بنا دیکھے بنا سوچے گن چلائی۔دور سے براق کے چلانے کی آواز آئی تھی۔لائلہ سلطان اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی۔گولی اس کی ٹانگ پر لگی تھی۔منہا کو لگا تھا جیسے اس نے اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی جان لے لی ہو۔

اتنے میں پولیس وہاں پہنچ چکی تھی اور اس وقت براق کو گرفتار کیا جارہا تھا۔وہ شکوہ بھری نگاہوں سے منہا کو دیکھ رہا تھا۔منہا شرمندگی کے مارے نگاہیں نیچے کیے کھڑی تھی۔وہ براق سے نظریں نہیں ملاپا رہی تھی۔

براق خیالی دنیا سے واپس آیا۔
"میرا۔۔۔میرا کوئی نہیں ہے۔" آنسو آنکھ سے اس کی ہتھیلی پر آگرا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

منہا شیشے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔
"کیا ملا اس کے ساتھ ایسا کرکے؟" شیشے میں سے اس کا عکس بولا تھا۔
"میں نے کچھ نہیں کیا۔" وہ نگاہیں نیچی کرکے بولی تھی۔اس وقت وہ خود سے بھی نظریں نہیں ملا پارہی تھی۔
"تم مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں براق کو گولی مارنے کا ملال آج بھی ہے۔" شیشے میں کھڑا اس کا عکس اسے حقیقت بتا رہا تھا۔

منہا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔جب کے اس کے دل نے اس بات کی گواہی دی تھی۔

"وہ مر بھی سکتا تھا۔۔۔۔گولی اگر اس کے سینے پر لگ جاتی تو تم کیا کرتی؟" ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا گیا تھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں میں ایسا کر ہی نہیں سکتی۔میں۔۔۔میں کیسے مار سکتی ہوں براق کو۔۔۔میں تو۔۔۔میں تو اس سے محبت کرتی ہوں۔" اس نے سچ بولنے کی کوشش کی تھی۔آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔

"تم کہتی ہو براق نے تمہیں دھوکا دیا۔لیکن تم یہ کیوں نہیں کہتی کہ اس نے تم سے بے انتہا محبت بھی کی ہے؟ کیا اس کا ایک جھوٹ اس کی ساری محبت پر بھاری تھا؟ کیا تم اسے معاف نہیں کر سکتی تھی؟ کیا تم خود بہت سچی اور کھری ہو؟ کیا تم نے کبھی کوئی گناہ

نہیں کیا؟"ایک ایک سوال منہا کے دل کو کاٹ کھانے کے لیے کافی تھا۔اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس وقت اسے اپنی کی گئی ہر بات اور حرکت کا ملال ہورہا تھا۔

"یاد کرو وہ وقت جب اسے تمہارے گناہوں کا پتہ چلا تھا۔تمہارا گناہ جاننے کے باوجود اس نے سارم والے مسئلے میں تمہاری مدد کی تھی۔کیا اس نے تحمل سے تمہاری پوری بات نہیں سنی تھی؟ اور بدلے میں تم نے کیا کیا؟ اسے ایک موقع تک نہیں دیا اپنی صفائی پیش کرنے کا۔"آج واقعی اسے آئینہ دیکھایا گیا تھا۔

منہا کا دل چاہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں کہی دفن ہوجائے۔وہ اتنی خود غرض کیسے ہو سکتی ہے۔اس نے براق کی بات سنے بنا اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔کیا یہ تھی اس کی محبت؟

سب گزر چکا تھا مگر "ملال" باقی رہ گیا تھا۔

—☆☆☆☆☆—

وقت گزر رہا تھا۔سردیاں جاچکی تھیں۔بہار کا موسم تھا۔باغوں میں ہر طرف رنگ برنگے پھول کھل اٹھے تھے۔

لیکن ملال کے اس سفر میں جو لوگ بچے تھے۔ان کی زندگی میں آج بھی سردیوں کی رات کی طرح اداسی چھائی ہوئی تھی۔

ازلان لائلہ کے بغیر رہنے کی عادت ڈال رہا تھا۔دماغی طور پر وہ کسی اور ہی دنیا میں موجود تھا۔اس لیے زیادہ تر وہ خاموش رہتا تھا۔

براق کی پوری زندگی ایک ملال بن کر رہ گئی تھی۔روز اس کا ماضی اسے خوابوں میں آکر تنگ کرتا تھا۔اس کی حالت دن با دن مزید خراب ہورہی تھی۔جو گولیاں وہ لیتا تھا وہ بھی ختم ہوچکی تھیں۔آدھا تھانہ اس کی حالت دیکھ کر اسے پاگل کہتا تھا۔

منہا کو اپنے کیے کا پچھتاوا تھا۔ لیکن وہ آج بھی براق کو معاف کرنے کا فیصلہ نہیں لے پائی تھی۔

منہا تیز بھورے رنگ کا پینٹ کوٹ پہنے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے اپنے کمرے سے نکلی تھی۔آج وہ پھر سے "انسپکٹر منہا" بن گئی تھی۔اس کی سسپینشن ختم کردی گئی تھی۔

"چلو اچھا ہے اب تم بھی کچھ مصروف ہوجاؤ گی۔"سونیا بیگم ڈائننگ پر دو چائے کے کپ رکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔۔۔" وہ گہری سوچ میں گم تھی۔

"وہ۔۔۔"سونیا بیگم تھوڑا ڈری ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔

"کیا بات ہے امی؟ کچھ ہوا ہے؟" اس نے حیرت سے سوال کیا۔

"میں نے سنا ہے آج براق کو رہا کردیا جائے گا۔"سونیا بیگم ہلکا سا بولی تھیں۔

چائے منہا کے حلق میں پھنسی تھی۔
"آپ اس کی اتنی خبر کیوں رکھتی ہیں؟" منہا کا لہجہ سرد ہوا تھا۔
"کیوں نا رکھو خبر، میں نے اسے اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اور اولاد چاہے کتنے بھی گناہ کرلے ماں باپ ان کو معاف کردیتے ہیں۔"سونیا بیگم اس کی طرف دیکھ کر بولی تھیں۔
منہا بنا کوئی جواب دیے وہاں سے اٹھی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

وہ تھانے کے دروازے سے باہر نکلا۔ سامنے سے سورج اس کی آنکھوں میں پڑا تھا۔ آج اتنے عرصے بعد وہ تازہ ہوا میں سانس لے رہا تھا۔ اسے کچھ بہتر محسوس ہوا تھا۔
"کہا تھا نا پھر کبھی ملاقات ہوگی۔" اس کے ساتھ چلنے والے آدمی نے ہلکا سا بولا تھا۔

براق نے ایک نظر جلال کی طرف دیکھا۔

"اب یہ مت سوچنا کہ میں تم سے فیس لونگا۔تمہارے باپ کے مجھ پر بڑے احسان ہیں سمجھو میں بدلہ اتارنے کی کوشش کررہا ہوں۔ویسے بھی پولیس کے پاس تمہارے خلاف کوئی ثبوت موجود نہیں تھا اور تمہاری میڈیکل رپورٹس نے میری سب سے زیادہ مدد کی۔"اس نے براق کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔

"ایک مشورہ دوں؟"اس نے سوال کیا تھا۔

براق نے ہاں میں سرہلایا۔

"اب اپنی زندگی سچائی کے ساتھ شروع کرکے دیکھو ہر جھوٹ سے پاک دیکھنا پھر تمہیں کبھی کسی چیز کا پچھتاوا نہیں ہوگا۔"اتنا کہہ کر وہ براق سے دور جانے لگا۔براق وہاں کھڑا ہر چیز کو عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جلال نے دور سے مڑ کر اسے اپنی جیب میں دیکھنے کا اشارہ کیا تھا۔ براق نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اسے کچھ کاغذ محسوس ہوئے تھے۔ اندر چند ہزار موجود تھے۔ براق کو کسی کا احسان لینے کی عادت نہیں تھی۔ لیکن اس وقت وہ مجبور تھا۔ اس نے پیسے جیب میں ڈال لیے۔

——☆☆☆☆☆——

ہسپتال کی چھت سے ایک لاش ملی تھی جس کے بارے میں پولیس اس وقت تفتیش کر رہی تھی۔

منہا ابھی ابھی یہاں پہنچی تھی اور آتے ساتھ اس نے رپورٹ طلب کی تھی۔

"مجھے پچھلے ایک ماہ کا ریکارڈ چاہیے۔ مقتول سے کون کون ملنے آتا تھا اور کس وقت آتا تھا۔"اس نے نرس کو آڈر دیا تھا۔نرس ہاں میں سرہلاتے ہوئے وہاں سے نکلی۔

"کیسا لگ رہا ہے میم اتنے عرصے بعد واپس آکر؟"پولیس والے نے آرام و تحمل سے سوال کیا تھا۔

"بہت بہتر۔" سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا گیا تھا۔

"ایک بات پوچھوں میم؟" اس نے اجازت طلب کی تو منہا نے ہاں میں سرہلایا۔

"میں پچھلے تین چار سالوں سے آپ کے ساتھ کام کررہا ہوں۔آپ ہمیشہ اپنے کام کے وقت ہشاش بشاش ہوتی تھیں۔چاہے آپ دو دن کی جاگی ہی کیوں نا ہو آپ ڈیوٹی کے وقت چست نظر آتی

تھیں۔ لیکن آج آپ کے چہرے پر عجیب سی تھکاوٹ اور اداسی ہے، خیریت تو ہے نا میم؟" اس نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا تھا۔ اس سوال نے منہا کو گہری سوچ میں دھکیل دیا تھا۔

"سوری میم اگر آپ کو میرا سوال برا لگا۔ میں تو بس ویسے ہی۔۔۔"منہا کی خاموشی دیکھ کر اس نے اپنا اندازہ لگایا تھا۔

"نہیں ناصر صاحب بس وہ میری طبیعت زرا خراب ہے، اس لیے آپ کو لگ رہا ہے۔"اس نے بات سمبھالنے کی کوشش کی تھی۔ پھر وہ واپس مڑی۔ وہ کسی کو نہیں سمجھا سکتی تھی کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے۔ اس ایک سال نے منہا کی زندگی بدل ڈالی تھی۔

دن گزر رہے تھے۔ لیکن منہا ایک کیس تک حل نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ اب پہلے والی منہا نہیں رہی تھی جو منٹوں میں کیس حل کر لیتی تھی۔ اس کا دماغ کسی اور بات میں الجھا ہوا تھا۔ وہ چاہ کر بھی

براق کو بھول نہیں پاتی تھی۔ایک لمحے کے لیے بھی اس کا خیال دل سے نہیں جاتا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

براق نے اپنے چھوٹے سے گھر میں قدم رکھا تھا۔آج اتنے عرصے بعد وہ اپنی ماں کی یادوں سے مل رہا تھا۔

گھر میں قدم رکھتے ہی وہ رکا۔

"آپ مجھے نہیں پکڑ سکتیں۔" چھوٹا سا براق اسے اپنے سامنے بھاگتا ہوا دیکھائی دیا۔

"میں تمہیں پکڑ لونگی۔" صوفیا اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

کچھ لمحوں بعد صوفیا نے براق کو پیچھے سے پکڑا تھا۔دونوں کھل کر ہنسے تھے۔

حال میں کھڑا براق بھی اداسی سے مسکرا دیا۔پھر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔

"یہ دیکھیں آپ کا بیٹا فرسٹ آیا ہے۔" براق نے سکول کا یونیفارم پہن رکھا تھا۔ ہاتھ میں بڑی سی ٹرافی تھی۔ صوفیا کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا میرا بیٹا فرسٹ آئے گا۔" اس نے براق کو گلے لگاتے ہوئے شاباشی دی تھی۔

براق نے قدم آگے بڑھا کر اپنی ماں کو گلے لگانا چاہا۔ لیکن تب تک وہ وہاں سے غائب ہوچکی تھی۔آنکھوں میں تکلیف اتری تھی۔اس کی ماں اس کے ساتھ نہیں تھی یہ ایک دردناک حقیقت تھی۔جس کو وہ آج تک ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اب وہ کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔اور ایسے کئی منظر اس کی آنکھوں کے آگے گردش کر رہے تھے۔

کمرے میں آکر وہ ایک چارپائی پر بیٹھا۔یہ وہ چارپائی تھی جس پر اس کی ماں سوتی تھی۔ہر چیز آج بھی اسے طرح پڑی تھی۔صوفیا کی دوست گھر کو روزانہ صاف کیا کرتی تھی۔

"آج کئی سال بعد بھی میں وہی کھڑا ہوں جہاں سے میں یہاں سے گیا تھا۔میری زندگی میں تب بھی ملال تھے اور آج بھی،میں نے تو کبھی کسی اپنے کا برا نہیں سوچا۔ہمیشہ اچھا کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن ہر بار میری وجہ سے میرا اپنا مجھ سے بچھڑ جاتا ہے۔"اس کے لہجے میں تکلیف واضع ہو رہی تھی۔آنکھوں میں ملال کے سوا کچھ نا تھا۔

"کیا ہوجاتا اگر میں اس دن یہ گھر چھوڑ کر نا جاتا ،آج میری ماں میرے ساتھ ہوتی۔"اپنی ماں کا خط پڑھنے کے باوجود وہ آج تک خود کو الزام دیتا تھا۔

"کیا ہوجاتا اگر میں اس دن مراد کی کال اٹھا لیتا،میں اسے بچا سکتا تھا لیکن میں اسے نہیں بچا پایا۔" آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

"کیا ہوجاتا اگر میں نے کبھی منہا سے جھوٹ نا بولا ہوتا،آج میری منہا میرے ساتھ ہوتی۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچے تھے۔وہ دماغی طور پر سکون چاہتا تھا۔

"میری وجہ سے لائلہ کی جان گئی میری وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ جنون میں چلایا تھا۔

"اس نے میری خاطر یہاں۔۔۔۔یہاں گولی کھائی۔۔۔۔"اس نے اپنے سینے پر زور دار تھپڑ مارتے ہوئے بولا تھا۔

"کیوں ہوں میں اتنا برا؟ کیوں میں ہر کسی کی زندگی برباد کر دیتا ہوں۔" اس نے اپنے بال اور زور سے نوچے تھے۔اس کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ کچھ بال ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آگئے تھے۔

"تمہیں مرنا نہیں چاہیے تھا لائلہ۔۔۔۔کاش وہ گولی مجھے لگی ہوتی،میں مرجاتا تاکہ سب کی زندگیوں میں سکون ہوجاتا۔" وجہ کوئی بھی ہو نقصان ہمیشہ اسی کا ہوتا تھا۔

"سب کچھ میری وجہ سے ہوا میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ کوئی مجھ سے پیار کرے۔منہا نے بلکل ٹھیک کیا مجھے چھوڑ کر،میں۔۔۔۔۔۔۔۔میں صرف نفرت کے قابل ہوں۔" وہ اپنے آپ سے تنگ آگیا تھا۔اسے خود پر ترس نہیں خود سے چڑ ہونے لگی تھی۔

"مجھے مرجانا چاہیے۔۔۔"اس نے اپنا سر نیچے کیا تھا۔

"مجھے مر جانا چاہیے۔۔۔"وہ پاگلوں کی طرح بس ایک ہی بات دہرائے جا رہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

ڈائننگ ٹیبل پر طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے تھے۔سربراہی کرسی پر ارشد صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ساتھ ہی انعم اور شیزہ (ارشد صاحب کی دوسری بیوی) بیٹھیں ہوئی تھیں۔

"آگیا میرا بیٹا۔" احتشام کو اپنے قریب آتا دیکھ کر ارشد صاحب کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔لیکن احتشام کے پیچھے ازلان کو آتا دیکھ انہیں حیرت ہوئی تھی۔

"تو مل گئی تمہیں بھی فرصت ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی۔" طنز کا تیر چلایا گیا تھا۔ازلان خاموشی سے کرسی پر بیٹھا۔

"اس کی خیالی محبوبہ نے اسے ہمارے پاس آنے کی اجازت دے دی؟" شیزہ نے ہنستے ہوئے ازلان کا مذاق بنایا تھا۔ ازلان نے جواب دینے کے لیے لب کھولے تھے۔ لیکن انعم نے آنکھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کا کہا۔

"لگتا ہے بھائی کو سچے والا عشق ہوگیا ہے۔ ایک سال میں میری دس گرل فرینڈز بدل جاتی ہیں اور بھائی ایک ایسی لڑکی کو نہیں بھول پارہے جو زندہ بھی نہیں ہے۔" اس کے لہجے میں طنز نہیں تھا۔ مگر بات تیر کی طرح دل پر چبھی تھی۔

"اور کام ہی کیا ہے صاحب زادے کا مفت کی روٹیاں توڑو اور بیٹھ کر عورتوں کی طرح آنسو بہاؤ۔" ارشد صاحب نے چاول اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے ازلان کو بات ماری تھی۔

ازلان کو مری میں کی گئی لائلہ کی باتیں یاد آئی۔

"ازلان کوئی تمہارے لیے لڑنے نہیں آئے گا۔نا ہی کوئی آکر تمہارے خلاف بولنے والوں کی زبانیں بند کرے گا، تمہیں اپنے لیے خود سٹینڈ لینا ہوگا۔" لائلہ اسے سمجھا رہی تھی۔

"میں تمہاری طرح مضبوط نہیں ہوں لائلہ میں ایک کمزور انسان ہوں۔"اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ہم اپنے بارے میں جیسا سوچتے ہیں ہم بلکل ویسے ہی ہوجاتے ہیں۔کوئی بھی مضبوط نہیں ہوتا ،میں بھی نہیں ہوں۔لیکن دوسروں کے سامنے خود کو مضبوط دیکھانا پڑتا ہے تاکہ کوئی انسان بھی آپ کے سامنے بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے۔تم اپنے دماغ سے یہ بات نکال کیوں نہیں دیتے کہ تم کمزور ہو؟ کیا پتہ جس چیز کو تم کمزوری سمجھتے ہو وہ تمہاری طاقت ہو۔"

"میری کمزوری میری طاقت کیسے ہو سکتی ہے؟ "اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔

"ہر چیز کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے ہم جو سوچتے ہیں ہم ویسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ہم اشرف المخلوقات ہیں کیونکہ اللہ نے ہمیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے نوازا ہے۔اپنے بارے میں اچھا سوچو سب اچھا ہوگا۔تمہاری کمزوری ہی تمہاری اصل طاقت ہے۔"

"میں اپنے خلاف بولنے والوں کو جواب نہیں دے پاتا۔میں خود کو کبھی ڈیفینڈ نہیں کر پاتا یہ میری کمزوری ہے۔"وہ جیسے اس میں اپنی طاقت تلاش کر رہا تھا۔

"تو ڈیفینڈ کرنا شروع کرو، لوگ تمہاری کمزوری پر وار کرتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ تمہارا ویک پوائنٹ کیا ہے۔انہیں لگتا ہے کہ تم

جواب نہیں دے پاؤ گے، تو تم اپنے ویک پوائنٹ کو چھپانے کی بجائے اسے اپنی طاقت بناؤ۔ انہیں کھل کر جواب دو۔"

پلک جھپکتے ہی منظر آنکھوں کے آگے سے غائب ہوگیا تھا۔

"کیا کہا آپ نے مفت کی روٹیاں؟" اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کر سوال کیا تھا۔ انعم اسے چپ رہنے کا اشارہ کررہی تھی۔

"کچھ غلط کہا؟" ارشد صاحب نے پلیٹ سائڈ پر کرکے جواب دیا۔

"پچھلے چھ ماہ سے مفت کی روٹیاں تو آپ اور آپ کا خاندان توڑ رہا ہے۔" اس نے بڑی ہمت کرکے جواب دیا تھا۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔۔۔" ارشد صاحب دبے دبے غصے میں چلائے تھے۔

"کیوں آپ نے اپنے لاڈلے بیٹے سے پوچھا نہیں کہ کاروبار کیسا جارہا ہے؟ یا سب کچھ اپنے بیٹے کے حوالے کرکے آپ بے فکر ہو گئے

تھے۔"وہ تحمل سے بات کر رہا تھا۔ازلان آج خاموش نہیں ہوگا یہ طے تھا۔

ارشد صاحب نے احتشام کی طرف غصے سے دیکھا تھا۔احتشام نے نگاہیں نیچے کرلی تھیں۔

"کاروبار نقصان میں جارہا ہے۔گھر کا خرچہ تو کیا اس وقت آپ کے کاروبار میں اتنی بھی سکت نہیں ہے کہ وہ اپنے خرچے اٹھا سکے۔"اس کے لہجے میں طنز بلکل نہیں تھا۔وہ بس انہیں حقیقت بتا رہا تھا۔

" پچھلے چھ ماہ سے اس گھر کا خرچہ میں اٹھا رہا ہوں۔لیکن آپ بے فکر رہیں میں کبھی بھی آپ کو یہ بات جتاؤ گا نہیں،کیونکہ آپ لوگ میری فیملی ہیں میرے اپنے ہیں۔"آخری بات کرتے ہوئے وہ ایموشنل ہوگیا تھا۔

"لیکن افسوس کہ آپ لوگوں نے مجھے کبھی فیملی سمجھا ہی نہیں۔آپ نے ہمیشہ احتشام کو زیادہ پیار کیا،آپ نے ہمیشہ میرے اور احتشام کے درمیان مقابلہ بازی کرنے کی کوشش کی۔ہم دونوں کے درمیان اتنی نفرت گھول دی کہ آج ہم دونوں چاہ کر بھی وہ نفرت ختم نہیں کرسکتے۔"اس کی آنکھ نم ہوئی تھی لیکن آج وہ نہیں روئے گا۔

"ہر کوئی کہتا ہے کہ میں احتشام جیسا نہیں ہوں تو کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ وہ اور میں الگ الگ انسان ہیں اور ہر انسان دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔"وہ اپنے دل کا غبار نکال رہا تھا۔ارشد صاحب نے نگاہیں نیچی کرلی تھیں۔

"تمہاری اتنی ہمت۔۔۔۔۔" شیزہ چلائی تھی۔

"بھائی صحیح کہہ رہے ہیں امی۔" احتشام نے شیزہ کو چپ کروایا۔

"بچپن سے مجھے کہا جاتا تھا کہ میں ازلان بھائی سے بہتر ہوں اور ان سے بہتر بننے کے چکر میں میری آدھی زندگی اسی بات کا دھیان رکھتے ہوئے نکل گئی کہ میں کوئی غلطی نہ کردوں۔مجھے ہر چیز میں پرفیکٹ ہونا تھا ہر جگہ ازلان بھائی سے آگے نکلنا تھا اور میں آگے نکلتا گیا۔ لیکن میں اتنا آگے نکل گیا کہ میں نے اپنے بھائی کو کھو دیا۔"احتشام نے ازلان کا ساتھ دیا تھا۔

"میرا بھی دل کرتا تھا کہ میں باقی بچوں کی طرح شرارتیں کروں۔بھائی کے ساتھ کھیلوں، موج مستی کروں۔ لیکن میں تو بہتر تھا نا میں کیسے کوئی شرارت کر سکتا تھا۔میں کیسے پڑھائی اور لوگوں کی تابعداری کرنے کے علاوہ کچھ کر سکتا تھا۔"اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھ کر طنز کیا تھا۔زیادتی اس کے ساتھ بھی برابر ہوئی

تھی۔اس سے اس کا بچپن چھین کر اسے جلد ہی سمجھدار بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔اور کچھ چیزیں وقت سے پہلے اچھی نہیں لگتیں۔ ڈائننگ پر بیٹھا ہر شخص اس وقت خود سے شرمندہ تھا۔ہر کسی کو اپنے کئے کا ملال تھا۔

—☆☆☆☆☆—

منہا نائٹ سوٹ پہنے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔وہ بالکنی کی طرف بڑھی اسے آج بھی امید تھی کہ وہ شاید یہاں سے آئے گا۔ ("کئی ماہ گزر گئے زندگی پھر سے ٹریک پر واپس آگئی ہے۔مجھے میری جاب بھی واپس مل گئی لیکن سب پہلے جیسا خوشگوار اور پرسکون نہیں رہا۔")بالکنی میں کھڑی وہ خود سے بات کر رہی تھی۔
("شوٹ ہم۔۔۔")اس کی آنکھوں کے آگے کئی ماہ پہلے کا منظر جگمگانے لگا تھا۔

(منہا نے آنکھ بند کر کے گولی چلائی تھی اور براق کے بازوں سے لائلہ سلطان زمین پر آگری تھی۔براق کی آنکھوں میں ڈھیروں شکوے تھے۔)

منہا یہ منظر نہیں بھول پاتی تھی۔اس کی وجہ سے براق کو شکست ہوئی۔اس کی وجہ سے براق مر بھی سکتا تھا۔

"مجھے گولی نہیں چلانی چاہیے تھی۔"اسے اس بات کا دکھ آج بھی تھا۔

"کاش میں تمہیں بھول سکتی، لیکن شاید یہ میرے بس میں نہیں ہے۔"اس نے درد بھرے لہجے میں بولا تھا۔

لیکن جو اس کے بس میں تھا، وہ ناجانے وہ کیوں نہیں کر رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

براق فرش پر لیٹا ہوا تھا۔جسم پر ڈھیروں مٹی اور دھول تھی۔

پھر وہ تھوڑی ہمت کر کے اٹھا۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا الماری کی طرف بڑھا۔ الماری بلکل خالی تھی۔ کونے میں ایک ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔ وہ کافی پرانا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا باپ جانے سے پہلے یہ ٹیپ ریکارڈر دے کر گیا تھا۔ اس نے صوفیا کے لیے کچھ پیغام اس میں چھوڑے تھے۔ براق کے سونے کے بعد صوفیا روز رات کو ہشام کے آخری پیغام اس میں سنا کرتی تھی۔

براق جان بوجھ کر جلدی سونے کی اداکاری کرتا تھا۔ پھر بستر پر لیٹ کر اپنی ماں کے ساتھ وہ پیغام سننے کی کوشش کرتا تھا۔ براق کو آج تک اپنے باپ کا کہا گیا ایک لفظ سمجھ نہیں آیا تھا۔ اسے بس اپنے باپ کی آواز سننا اچھا لگتا تھا۔

اس نے ٹیپ ریکارڈر اٹھایا تو اس کے نیچے کچھ ٹیپ پڑی تھی جو کہ خالی تھیں۔اس نے وہ ٹیپ ،ٹیپ ریکارڈر کے اندر ڈالی اور انہیں بھرنے لگا۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا فون نکالا۔پھر ایک نمبر ملایا۔

"علی میرا ایک کام کر سکتے ہو؟" اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

رات کا وقت تھا۔آج منہا آفس سے سیدھا آئسکریم پارلر آئی تھی۔کچھ دن سے وہ کافی مصروف ہو گئی تھی اس لیے چکر نہیں لگا پائی تھی۔

آئسکریم پارلر میں گھس کر وہ سیدھا کاؤنٹر پر گئی۔

"زین کام کیسا جارہا ہے؟" اس نے کاؤنٹر پر کھڑے لڑکے سے پوچھا۔

"میم زبردست جارہا ہے۔میں تو سوچ رہا ہوں کہ ہم اسلام آباد کے ساتھ ساتھ پنڈی میں بھی اپنی ایک نئی برانچ کھول لیں۔" وہ خوش دلی سے بولا تھا۔منہا ہلکا سا مسکرائی۔

"علی کدھر ہے؟" اس نے علی کی غیر موجودگی محسوس کی تھی۔

"وہ براق بھائی نے اسے بلایا ہے۔" منہا براق کا نام سن کر یک دم خاموش ہوگئی تھی۔

"بر۔۔براق کیسا ہے؟" اس نے بے اختیار سوال کیا۔

"نا پوچھے تو اچھا ہے۔" اس نے افسوس کرتے ہوئے بولا۔

"ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے،کافی عرصے سے وہ اپنے پرانے گھر میں ہیں۔علی بتا رہا تھا کہ انہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ آدھے پاگل

ہو چکے ہیں۔"یہ سن کر منہا کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔وہ بنا کوئی جواب دیے واپس مڑی۔

گاڑی میں واپس آکر وہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔

("کیا مجھے براق کو ایک موقع دینا چاہیے؟") دل نے ہاں کہا تھا۔پھر وہ نم آنکھوں کے ساتھ گاڑی چلانے لگی۔

—☆☆☆☆☆—

("میں ازلان خان یہ ملک ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر غائب ہونے والا ہوں۔کسی ایسی جگہ جہاں کوئی مجھے ڈھونڈ نہ پائے،میں اپنی زندگی ایک نئے سرے سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔میں ایک انجان ملک کے ،ایک انجان شہر میں اپنی ایک نئی دنیا آباد کرو گا۔") وہ اپنا سوٹ کیس چلاتے ہوئے ائیرپورٹ کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

اس کی ماں اسے ائیرپورٹ تک چھوڑنے آئی تھی۔

"مجھے پہنچ کر فون ضرور کرنا۔"وہ ازلان کے جانے پر اداس تھی۔ لیکن ابھی اس کے لیے یہی بہتر تھا کہ وہ یہاں سے کہی دور چلا جائے۔

"ہاں ہاں روز ویڈیو کال کرو گا، اچھا اب میں چلتا ہوں لیٹ نا ہوجاؤ۔"اس کی فلائٹ کا ٹائم ہورہا تھا۔

"رکو اپنے ابو کو آنے دو ان سے مل کر جانا۔" انہوں نے ازلان کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"وہ کبھی نہیں آئیں گے۔"ازلان نے نا امید ہوتے ہوئے ہاتھ چھڑوایا تھا۔

"اب اتنا بھی برا نہیں ہوں میں۔"اس کے بائیں طرف سے آواز آئی تھی۔ ازلان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ آنکھیں حیرت سے بھر چکی تھیں۔

اس کے باپ کے ساتھ اس کا بھائی بھی موجود تھا۔
ارشد نے ازلان کو دیکھ کر اپنے بازو کھولے تھے اور ازلان نے کوئی لمحہ برباد کیے بنا انہیں جھٹ سے گلے لگایا تھا۔آج ناجانے کتنے عرصے بعد وہ اپنے باپ کو گلے لگا رہا تھا۔
پیچھے سے احتشام نے بھی اسے گلے لگایا تھا اور یہ منظر دیکھ کر انعم کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ازلان کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ لمحہ یہی تھم جائے۔
فلائٹ کا ٹائم نکل رہا تھا پھر وہ مجبوراً اپنے باپ سے جدا ہوا۔آنکھیں بھر آئی تھی۔لیکن وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔
"انہیں بہنے دو یہ خوشی کے آنسو ہیں۔" ارشد نے ازلان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔ازلان اداسی سے مسکرایا تھا۔اس نے دوبارہ اپنے باپ کو گلے لگایا تھا۔

"آئی لو یو بابا آئی لو یو۔" اسے اپنے باپ کے ساتھ ایک الگ ہی سکون محسوس ہو رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دیجئے گا میں کبھی بھی آپ کی امیدوں پر پورا نہیں اتر پایا۔" اس نے اپنے باپ کے کان میں بولا تھا۔

"مجھے بھی معاف کر دینا میرے بیٹے۔" رنجشیں مٹ چکی تھیں۔

پھر اس نے اپنے بھائی کو گلے لگایا، سوتیلا ہی سہی لیکن وہ اس کا بھائی تھا۔

"آرام سے جائیں بھائی اور اگر کوئی اچھی لڑکی ملے تو اسے میرا نمبر ضرور دے دیجئے گا۔" اس نے ازلان کو آنکھ مارتے ہوئے بولا تھا۔ اور اس کی بات سن کر سب ہنسے تھے۔

پھر وہ اپنی زندگی کے ایک نئے پہلو کی طرف بڑھا۔

"مجھے مر جانا چاہیے۔۔۔"وہ اب بس ایک ہی بات بولتا تھا۔

("تو مر کیوں نہیں جاتے تم؟") اس کے اندر سے کوئی بولا تھا۔براق تھوڑا چونکا تھا۔

("خودکشی کرو اور سارا قصہ ہی ختم کر ڈالو۔") شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈال رہا تھا۔

پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ باہر کی طرف بڑھا۔

("تمہیں ہر چیز سے چھٹکارا مل جائے گا۔تم آزاد ہو جاؤ گے ،پھر تمہیں کوئی ملال تنگ نہیں کرے گا۔")اس کے دل میں عجیب عجیب سے خیال آرہے تھے۔اتنے ماہ سے وہ زندہ بھی کب تھا۔پھر کیا فائدہ ایسی خالی سانسیں چلانے کا۔

وہ گھر سے باہر نکلا۔موسم آج کافی خراب تھا۔بادل بار بار گرج رہے تھے۔

گلی سنسان تھی سب لوگ طوفان کے ڈر سے گھر میں موجود تھے۔
"آخر تم نے براق کو معاف کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔" سونیا بیگم آج بہت خوش تھیں۔
"ایک دفعہ ابو نے مجھ سے کہا تھا کہ جو ہمارے دل کے قریب ہوتے ہیں انہیں ایک دوسرا موقع ضرور دینا چاہیے۔" وہ اپنے فیصلے سے زیادہ خوش نہیں تھی۔
("میں براق ہشام آج ہر چیز سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔میں مزید اپنے ملال کا قیدی بن کر نہیں رہ سکتا۔موت وہ واحد حل ہے جو مجھے ہر چیز سے آزاد کر دے گی۔")اس کے قدم گلی سے باہر نکلے تھے۔سامنے بڑی سڑک تھی جس کے کنارے پر وہ ننگے پاؤں چل رہا تھا۔

یک دم تیز ہوائیں چلنے لگی۔ منہا نے اٹھ کر سونیا بیگم کے کمرے کی کھڑی بند کی۔ طوفان آنے والا تھا۔

"لیکن امی نا جانے کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے۔" وہ کمرے کی کھڑکی بند کرتے ہوئے بولی۔

"خیریت تو ہے نا بیٹا؟" سونیا بیگم کو اس کی فکر ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں امی مجھے لگ رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے، کچھ بہت زیادہ غلط۔" اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ دل بیٹھا جا رہا ہے۔

"کیا براق مجھے معاف کر دے گا؟" اس نے پتہ نہیں کیوں سوال کیا تھا۔

"مرد جب کسی سے محبت کرتا ہے نا تو ٹوٹ کر کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے وہ تمہیں معافی تک مانگنے نہیں دے گا۔ بس کل ہم اس کے

پرانے گھر جا کر سب سلجھا لیں گے۔"انہیں بہت امید تھی کہ سب سہی ہو جائے گا۔

("محبت میں ادھر اُدھر نہیں دیکھا جاتا بس اپنے محبوب کو دیکھا جاتا ہے اور مجھے اس وقت ہر طرف منہا دیکھائی دے رہی ہے۔")اسے منہا کے سوا کوئی چیز یاد نہیں تھی۔

روڈ پر جگہ جگہ پتے بکھرے پڑے تھے۔وہ ہر چیز سے بے خبر آگے بڑھ رہا تھا۔سامنے سے ایک بڑی گاڑی آتی دیکھائی دے رہی تھی۔اندر بیٹھے آدمی کو سامنے روڈ پر کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔اس نے گاڑی کی آگے کی لائٹس آن کی۔

براق نے گاڑی کی طرف دوڑ لگائی تھی۔

"امی مجھے کیوں لگ رہا ہے جیسے میں سب ہارنے والی ہوں، جیسے سب ختم ہونے والا ہے اور میں۔۔۔۔۔میں ہمیشہ کے لیے تنہا رہ

جاؤ گی۔"آج شام ڈوبنے کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی ڈوب چکا تھا۔اس نے اٹھ کر کھڑکی کھولی تھی لیکن اس کی گھبراہٹ تب بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"آرام سے ادھر بیٹھو اور پانی پیو، براق مان جائے گا تم کیوں اتنی فکر کر رہی ہو؟" سونیا بیگم نے پانی کا گلاس آگے کیا تھا۔

گاڑی نے براق کو دیکھ کر ہارن مارا تھا۔

("کبھی کبھی کسی کے چلے جانے سے داستان ختم نہیں ہوتی۔ کچھ داستانیں ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔")

براق نے مزید تیزی سے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے تھے۔گاڑی میں بیٹھا آدمی بریک لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

منہا کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔اس کا جسم کانپ رہا تھا اور گلاس میں پڑا پانی بھی مسلسل ہل رہا تھا۔

گاڑی موڑنے کی کوشش کی گئی تھی اور براق نے گاڑی کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔وہ گاڑی سے ہٹ ہو کر ہوا میں اچھلا اور تھوڑی دور جا کر گرا تھا۔

("آپ نے بہت دیر کر دی منہا مجھے معاف کرنے میں اور میں جانتا ہوں آپ کو اس بات کا ملال ساری زندگی رہے گا۔) زہن کے پردے کے آگے گزرے لمحے جگمگا رہے تھے۔اسے جیسے سب بھول چکا تھا یاد تھی تو صرف "منہا" براق نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

گلاس منہا کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا تھا۔گلاس فرش پر گرتے ہی اس کے دل کی طرح کئی حصوں میں بکھرا تھا۔

"منہا بیٹا کیا ہوا تمہیں ہم۔۔۔۔ہم ہسپتال چلتے ہیں۔" سونیا بیگم منہا کی حالت دیکھ کر بولی تھیں۔وہ ماں تھی منہا کے چہرے پر ہلکا سا بل بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"امی کچھ۔۔۔۔۔کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔مجھے کہی بھی چین نہیں مل رہا۔" نا اس سے بیٹھا جا رہا تھا نا ہی اٹھا۔وہ کمرے میں ٹہلنا شروع ہو گئی تھی۔

براق وہاں روڈ پر منہ کے بل لیٹا تھا۔سر سے خون ابل ابل کر باہر نکل رہا تھا۔گاڑی سے آدمی باہر نکلا۔اس نے جلدی سے ایمبولینس کو کال ملائی۔پھر اس نے براق کے جیب چیک کی تاکہ وہ اس کی فیملی کو اطلاع کر سکے۔لیکن اس کی جیب میں کچھ نہیں تھا۔تھوڑی دیر بعد براق کو ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال لے جایا جا رہا تھا۔

"امی براق کو کال ملائیں میں۔۔۔۔۔میں اس سے بات کرو گی ،میں اب اور اس سے دور نہیں رہ سکتی۔مجھے۔۔۔مجھے بہت برے برے وسوسے آرہے ہیں۔" اسے براق کا خیال آیا تھا۔

"میں پچھلے کئی ماہ سے اس کا نمبر ڈائل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن اس کا نمبر ہمیشہ بند جاتا ہے۔میں نے بولا ہے نا ہم کل اس کے گھر جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا، وہ اپنا نمبر کبھی بند نہیں کرتا۔وہ ضرور کسی مصیبت میں ہے۔زین بتا رہا تھا کہ اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔امی میں۔۔۔۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔۔" اسے لگ رہا تھا کہ اس کے دماغ کی کوئی رگ پھٹ جائے گی۔

"تم پہلے آرام سے ادھر بیٹھو ، دیکھنا سب ٹھیک ہوگا۔"

"امی مجھے براق کے پاس جانا ہے۔مجھے اسے بتانا ہے کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں۔جب میں اسے بتاؤ گی کہ اس۔۔۔۔اس کی منہا نے اسے معاف کر دیا تو وہ کتنا خوش ہوگا۔ہم دونوں اپنی زندگی اچھے سے شروع کریں گے۔جہاں کوئی جھوٹ،کوئی دھوکا نہیں ہوگا۔"وہ اپنا سر پکڑے کھڑی خود کو تسلی دے رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

براق کو سٹریچر پر لیٹا کر وارڈ کے اندر لے جایا جا رہا تھا۔

اس کا کافی خون بہہ چکا تھا۔

"یہ بچ تو جائے گا نا؟" آدمی کے چہرے پر واضح پریشانی تھی۔براق اس کی گاڑی سے ہٹ ہوا تھا۔یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا۔

"ابھی ہم کچھ کہہ نہیں سکتے، باقی آپ دعا کریں۔" اتنا کہہ کر ڈاکٹر ماسک پہنے لگا۔

"ڈاکٹر حنا جلدی کریں۔" دور سے بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کو دیکھ کر وہ چلایا تھا۔

حنا ان کے ساتھ آپریشن تھیٹر میں داخل ہوئی تھی۔اور سامنے لیٹے آدمی کو دیکھ کر اس کے ہوش اڑے تھے۔وہ شاید اسے جانتی تھی۔

"سر میں آتی ہوں، آپ آپریشن شروع کریں۔" وہ جلدی جلدی میں باہر نکلی۔حنا کا انتظار کیے بنا آپریشن شروع ہو چکا تھا۔

NOVEL HUT

منہا کا فون بجا تھا۔

"حنا کالنگ"

اس نے جھٹ سے فون اٹھایا تھا۔

اور اگلی بات سن کر اسے لگا تھا کہ کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے لیا ہو۔

"منہا سن رہی۔۔۔۔"اس کی بات سنے بنا منہا نے کال کاٹی تھی۔ پھر وہ باہر کی طرف بھاگی۔دروازے کے ساتھ لگے سٹینڈ سے گاڑی کی چابی نکالی۔سونیا بیگم کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

آسمان آج دل کھول کر برس رہا تھا۔وہ گاڑی فل سپیڈ میں بھگاتی ہوئی ہسپتال کی طرف بڑھ رہی۔ہسپتال یہاں سے کافی دور تھا۔

("آپ ایک بار میری بات سنیں میں آپ کو سب سمجھا دوں گا۔")

کاش اس دن اس نے براق کی بات سن لی ہوتی۔

وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ گاڑی چلا رہی تھی۔

("آپ ایک بار۔۔۔ایک بار میری آنکھیں پڑھیں۔یہ آنکھیں ایک ہی شخص کو دیکھ کر چمکتی ہیں۔یہ آنکھیں ایک ہی شخص کی راہ تکتی

ہیں۔ان میں محبت پیار جنون سب صرف ایک شخص کے لیے ہے۔") اس وقت پچھتاوے کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ کبھی کبھی ہم اپنے آگے کسی کی نہیں سنتے اور بعد میں ملال کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

پچاس منٹ مسلسل گاڑی چلانے کے بعد وہ ہسپتال کے باہر آکر رکی تھی۔پھر وہ اندر کی طرف بھاگی۔دنیا کی کوئی رکاوٹ آج اسے نہیں روک سکتی تھی۔وہ کسی بھی قیمت پر براق کو نہیں کھو سکتی تھی۔

منہا آپریشن تھیٹر کی طرف بھاگی تھی۔براق کو کچھ ہوگیا تو وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر سکے گی۔

("ایک بار صرف ایک بار میری طرف دیکھیں۔۔۔") براق کی یہ فریادیں اس کے دماغ سے نہیں جارہی تھیں۔

وہ آپریشن تھیٹر تک پہنچ چکی تھی۔اندر سے ابھی تک کوئی باہر نہیں آیا تھا۔وہ باہر کھڑی دعائیں مانگ رہی تھی۔ہر گزرتے پل اسے لگ رہا تھا کہ اس کا سانس بند ہو جائے گا۔

"براق کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ایسے کیسے وہ مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا۔" منہا بار بار خود کو یہی تسلی دے رہی تھی۔

کچھ دیر بعد حنا آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی تھی۔

"براق ٹھیک تو ہے نا؟ایک بار کہہ دو کہ اسے کچھ نہیں ہوا۔" آنکھوں میں ڈھیر امیدیں لیے اس نے حنا سے سوال کیا تھا۔

"منہا وہ۔۔۔۔"حنا نے اپنی آنکھیں نیچے کرلی تھیں۔

"بولو کہ براق کو کچھ نہیں ہوا حنا بولو کہ وہ زندہ ہے۔" وہ حنا کے سامنے منت کر رہی تھی۔آنکھیں شدید لال تھیں۔آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"براق۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اور یہ بات سن کر منہا کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔

("میرا وجود جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن میری محبت نہیں۔") وہ نیچے فرش پر گری تھی۔کاش اس نے براق کا یقین کر لیا ہوتا۔کاش اس نے براق کو معاف کرنے میں تھوڑی سی جلدی کر لی ہوتی۔

کبھی کبھی بہت دیر ہو جاتی ہے۔

اور قسمت ہمیں ہرا دیتی ہے۔

یہی اس وقت منہا کے ساتھ ہوا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

ادینبورگ، اسکاٹ لینڈ

بڑے بڑے پتھروں کی سڑک کے درمیان وہ بھاگ رہا تھا۔بارش یک دم تیز ہوگئی تھی۔اس کے پاس چھتری تک نہیں تھی۔سر پر پی کیپ کے نیچے لونگ کوٹ پہنے وہ آدمی دور سے پہچانا جارہا تھا۔

روڈ کے دونوں سائڈ پر بڑی بڑی کچھ ہلکے اور کچھ تیز بھورے رنگ کی عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔اس شہر کو دیکھ کر لگتا تھا کہ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

آس پاس کے لوگ رین کوٹ پہنے روڈ پر آرام سے چل رہے تھے۔گاڑیوں کا رش کم دیکھائی دیتا تھا۔

ایک بجنے والا تھا ون او کلاک گن کا وقت ہورہا تھا۔یہ ادینبورگ کی سو سال سے زائد پرانی روایت ہے۔دن کے ٹھیک ایک بجے

ادینبورگ کیسٹل سے ایک فائر چھوڑی جاتی ہے۔ ازلان نے یہ تماشہ دیکھنے کے لیے دو دن پہلے ہی ٹکٹ بک کر لیا تھا۔

بارش ہلکی ہو چکی تھی۔ وہ ادینبورگ کیسٹل کے باہر کھڑا تھا۔

کیسٹل ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا۔ بھورے رنگ کی یہ بڑی سی عمارت قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ کافی عالی شان معلوم ہوتی تھی۔

ٹھیک ایک بجے کیسٹل کے اوپر سے ایک فائر چھوڑی گئی تھی۔ جو کہ آسمان میں فوراً غائب ہو گئی تھی۔ یہ منظر دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے یہاں آئے ہوئے تھے۔

ازلان نے اپنے کیمرے میں یہ نظارہ محفوظ کیا تھا۔

——☆☆☆☆☆——

تین دن بعد،

منہا براق کے چھوٹے سے گھر میں موجود تھی۔علی نے اسے براق کی آخری خواہش بتائی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ منہا اس کے گھر میں آئے۔

تین دن رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں کافی سوجی ہوئی تھیں۔وہ چھوٹے قدم بڑھاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔کمرے میں دو چارپائیوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ایک چارپائی پر وہی ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔ساتھ میں ایک ٹیپ پڑی تھی۔

ٹیپ پر ایک پرچی چپکائی گئی تھی۔

NOVEL HUT

جس پر لکھا تھا،

"ایک محبت کا پیغام

میری منہا کے نام"

اس نے فوراً ٹیپ ریکارڈر کے اندر ڈالی۔ وہ اپنے براق کا پیغام سننا چاہتی تھی۔

ٹیپ میں چلتی براق کی آواز منہا کے کانوں میں پڑی تھی۔

"اگر تو آپ یہ ٹیپ سن رہی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ میں آپ کی زندگی سے جا چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس وقت میرے گھر میں بیٹھی خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی ہونگی۔ آپ کو افسوس ہوگا کہ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں معاف کیا۔ لیکن میں آپ کو کسی ملال میں نہیں چھوڑنا چاہتا۔ جو کچھ ہوا وہ ہماری قسمت میں لکھا تھا۔ کچھ کہانیاں بہت پیاری ہوتی ہیں لیکن ان کا انجام بہت دردناک ہوتا ہے۔ ہماری کہانی کا کوئی ولن نہیں تھا۔ بس ہم دونوں اپنی اپنی جگہ غلط تھے۔ نا مجھے آپ سے جھوٹ بولنا چاہیے تھا اور نا آپ کو میری بات سنے بنا کوئی فیصلہ لینا چاہیے تھا۔ آخر میں کیا بچا؟

ملال۔۔۔۔" منہا نیچے فرش پر گری تھی۔اس کی ٹانگوں سے جان نکل چکی تھی۔ہمیں کچھ لوگوں کی قدر ان کے جانے کے بعد آتی ہے۔

"میں ساری زندگی خود کو مختلف ملال کا قیدی بناتا رہا۔میری زندگی میں کچھ بھی برا ہوتا تھا تو مجھے لگتا تھا کہ یہ سب میری وجہ سے ہوتا ہے۔کسی ملال میں ساری زندگی گزارنا موت سے بھی بدتر ہے۔ہم ملال کی قید میں نا جی پاتے ہیں اور نا مر پاتے ہیں۔اس لیے خود کو کسی بھی ملال کا قیدی مت بنائیں۔جو ہوگیا سو ہوگیا، اسے تسلیم کریں اور آگے بڑھے۔آپ میری وجہ سے کبھی نہیں رکیں گی اور نا ہی کسی ملال میں زندگی گزاریں گی۔آپ میری منہا ہے اور میری منہا بہت طاقتور ہے۔اسے کسی ہیرو کی ضرورت نہیں ہے۔میں آپ کو کبھی بھی کمزور نہیں دیکھنا چاہتا۔آپ جیئں گی اور زندگی میں آگے

بڑھیں گی۔ اتنا تو کر سکتی ہیں نا اپنے براق کے لیے؟" منہا نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔ اس نے ٹیپ بند کی۔

اس کا دل چاہا تھا کہ وہ وقت میں واپس پیچھے چلی جائے اور براق اس کے سامنے ہو۔

لیکن ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟

—☆☆☆☆☆—

ازلان اپنی زندگی میں کافی حد تک آگے بڑھ گیا تھا۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں چمنی کے قریب بٹھا تھا۔ چمنی میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ اس آگ کو دیکھ کر کسی خیال میں گم ہوا تھا۔

"مجھ سے اچھی چکن کڑاھی کوئی نہیں بنا سکتا۔" وہ پتھروں کے بیچ میں رکھی لکڑیوں میں آگ لگا رہا تھا۔

"تم کتنے سیلف ابسیسڈ ہو، ازلان"

"تم خود بھی تو ہر وقت اپنی تعریف کرتی رہتی ہو۔" آگ لگ گئی تھی۔ اب وہ آگ کے پاس چادر بچھا رہا تھا۔ لائلہ چادر پر بیٹھی۔

"ہاں تو میرا تو بنتا ہے۔" وہ اتراتے ہوئے بولی۔

"یہ اچھا ہے، میں کروں تو غلط اور تم کرو تو تمہارا بنتا ہے۔" وہ برا مناتے ہوئے بولا۔

"تم بس مجھ سے جلتے ہی رہنا۔" ازلان مٹی کی کڑاہی میں چکن ڈال رہا تھا۔

"اب اتنا فارغ بھی نہیں ہوں کہ تم سے جلو۔" وہ چڑتے ہوئے بولا۔

"دیکھو جل جل کر رنگ بھی کالا ہوگیا ہے تمہارا۔" وہ اسے اور چڑا رہی تھی۔

"میرا رنگ بلکل صاف اور سفید ہے۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"میرا سفید رنگ نہ ہونے کے باوجود بھی میں بہت پیاری ہوں۔"اس کا رنگ سانوالا تھا۔ازلان کو لگا کہ شاید لائلہ کو سفید رنگ والی بات بری لگی ہے۔

"واقعی میں تم بہت پیاری ہو۔"اس نے لائلہ کا حوصلہ بڑھایا تھا۔لائلہ ہلکا سا مسکرا دی۔

وہ حال میں واپس آیا۔اسے ہر چیز میں لائلہ کی یاد آتی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

منہا اپنے لان میں بیٹھی تھی۔اس نے آفس سے کچھ دن کی چھٹیاں لے لی تھیں۔دماغی طور پر وہ اس وقت کافی دباؤ کا شکار تھی۔

گھر کی گھنٹی بجی تھی۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھی۔

دروازے پر علی کھڑا تھا۔ہاتھ میں آئسکریم کا ڈبہ تھا۔

"میں نے آئسکریم نہیں منگوائی۔"وہ بے دلی سے بولی تھی۔

"جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

منہا واپس مڑی وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"براق بھائی نے میرے ذمہ کچھ کام لگائے تھے۔"براق کا نام سن کر وہ رکی۔

"براق بھائی کی آخری خواہش تھی کہ آپ کو روز آئسکریم دے کر جایا کروں۔"منہا پلٹی تھی۔وہ اپنی محبت کا ثبوت چھوڑ کر گیا تھا۔

"انہوں نے اپنی گاؤں والی زمینیں میرے سپرد کردی تھیں۔جن کے ٹھیکے کا پچاس فیصد آپ کی آئسکریم اور پچاس فیصد ان کی ماں کی قبر پر سرخ گلاب گرانے پر خرچ ہوگا۔" منہا کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

اس نے آئسکریم کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔اس نے کمرے میں جا کر وہی ٹیپ ریکارڈر آن کیا۔ٹیپ ریکارڈر وہی سے چلا تھا جہاں سے اس نے بند کیا تھا۔

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ براق ہشام آپ سے دور ہو کر بھی آپ کے ساتھ ہے۔میں اپنے چلے جانے کے بعد بھی اپنی محبت کا ثبوت آپ کو دیتا رہوں گا۔میں نہیں چاہتا کہ آپ یہ سوچیں کہ براق آپ کو بھول گیا، میرا وجود نا سہی میری محبت آپ کے ساتھ رہے گی۔"

وہ اپنے چلے جانے کے بعد بھی اس کے ساتھ تھا۔

منہا کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"میں تم سے معافی کیسے مانگوں گی براق۔۔۔۔۔" وہ بے اختیار آنسو بہاتے ہوئے بولی۔

"آپ کو کبھی بھی مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔بس آپ مجھے کبھی بھی مت بھولیے گا۔میرے لیے یہی بہت ہے۔"

"بھول؟ میں تمہارا خیال تک خود سے نہیں جدا کر پاتی۔"اس نے ٹیپ میں چلتی براق کی آواز کو جواب دیا تھا۔

علی براق کی خواہش کے مطابق روز منہا کو آئسکریم دینے آتا تھا۔منہا براق کی ٹیپ ریکارڈنگ روز دن میں دس بار سنتی تھی۔اسے براق کو سننا بہت اچھا لگتا تھا۔اسے اپنے کیے گئے ہر فیصلے کا پچھتاوٗا ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

کچھ ہفتے بعد،

منہا روز کی طرح آج بھی ہسپتال میں موجود تھی۔وہ روز ایک نئی امید کے ساتھ ادھر آتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک نرس نے اس کے کان میں کچھ کہا تھا۔اسے امید کی روشنی نظر آئی تھی۔شاید سارے فاصلے مٹ گئے تھے۔وہ بنا کچھ سوچے آگے بڑھی۔سفید دروازہ کھول کر وہ وارڈ کے اندر داخل ہوئی۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

وہ آخر اس سے کیا کہے گی؟وہ کس طرح کا ردعمل دے گا؟

وہ جس طرح آگے آگے بڑھ رہی تھی،دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

"کون ہے؟"سامنے سٹریچر پر لیٹے آدمی نے بنا اس کی طرف دیکھے سوال کیا تھا۔اس آدمی کی ٹانگ پر پلستر چڑھا ہوا تھا۔سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔جسم پر جگہ جگہ چوٹ کے نشان تھے۔

"تمہاری منہا۔۔۔"اس نے بڑی امید کے ساتھ لب کھولے تھے۔

"کون منہا؟" وہ سرد لہجے میں بولا تھا اور منہا کو لگا تھا کہ وہ آج بے نام ہوگئی ہے۔

کوئی جواب نا آنے پر آدمی نے آنکھیں کھول کر منہا کی طرف دیکھا۔کالی آنکھیں بھوری آنکھوں سے ایک بار پھر ملی تھیں۔لیکن آج اس کی بھوری آنکھوں میں آنسو تھے۔براق نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو دیکھتا ہی چلا گیا۔

اس کی آنکھیں جھیل کی طرح گہری تھیں کوئی ایک بار ان میں ڈوب جائے تو واپسی کا راستہ ممکن نہیں تھا۔

اور ایک بار پھر وہ ان جھیل سی گہری آنکھوں میں کھو گیا تھا۔

کہانی دوبارہ سے شروع ہو گئی تھی۔

منہا نے اپنا رخ بدلا تھا۔براق کو نا جانے کیوں اس لڑکی سے اپنائیت محسوس ہوئی تھی۔

("براق کو تو ہم نے بچا لیا لیکن اس حادثے کے دوران وہ اپنی یاداشت کھو بیٹھا ہے۔اسے اپنے سوا اب کچھ یاد نہیں۔")حنا کی باتیں منہا کے دماغ میں گھومی تھیں۔وہ آج واقعی ہار گئی تھی۔

"ہیلو میڈم جی کیا ہم پہلے کبھی مل چکے ہیں؟" اس نے منہا کی طرف دیکھ کر آرام سے سوال کیا تھا۔اس کا لہجہ آج بھی اسی طرح تھا گہرا اور ٹھہرا ہوا تھا۔منہا نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔پھر وہ واپس براق کی طرف مڑی۔

"ہاں۔۔۔۔"اس کا دل چاہا تھا کہ وہ براق کو ایک ایک بات یاد کروائے۔وہ کیسے سب بھول سکتا تھا؟

"آپ کو دیکھ کر مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا کہ میں آپ سے پہلے مل چکا ہوں۔لیکن کہاں ؟معلوم نہیں،دماغ پر زیادہ زور دینے سے ڈاکٹر نے

منع کیا ہے ورنہ میں ضرور یاد کرنے کی کوشش کرتا کہ ہم کہاں ملے تھے۔"وہ آج بھی معصوم بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں تمہاری۔۔۔"اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اپنا تعارف کیسے کروائے۔

وہ جو منہا پر جان دیتا تھا آج وہ اسے جاننے سے بھی انکار کر رہا تھا۔

قسمت بدلتے کتنا وقت لگا ہے؟ایک لمحہ صرف ایک لمحہ۔۔۔۔۔

"میں تمہاری دوست ہوں۔" آنکھیں پھر سے بھر آئی تھیں۔

کیسا لگتا ہے جب آپ کو گزرا ایک ایک لمحہ یاد ہو اور دوسرا انسان سب بھول جائے؟

"صرف دوست؟" اسے حیرانی ہوئی تھی۔

"ہاں بہت اچھے دوست۔"

"ابھی آپ نے کہا تھا صرف دوست اور اب بہت اچھے دوست بھی ہو گئے؟"وہ منہا کو تنگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن منہا کو اس کی باتوں سے صرف تکلیف ہو رہی تھی۔جس کو وہ نا ظاہر کر سکتی تھی، نا ہی چھپا سکتی تھی۔

"تم آرام کر لو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ باہر نکلی۔سامنے سے سونیا بیگم آتی دیکھائی دی۔منہا نے بھاگ کر ان کو گلے سے لگایا۔

"میں نے بہت دیر کر دی امی بہت دیر۔۔۔۔"وہ اپنی ماں سے لپٹ کر روئی تھی۔

ہم انسان ایسے کیوں ہوتے ہیں؟ جب تک وقت ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے ہم اس کی قدر نہیں کرتے اور جب وہ ہمارے ہاتھ سے

ریت کی طرح پھسل جاتا ہے تو تب ہمیں احساس ہوتا ہے، لیکن پھر ملال کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

آنکھوں میں آنسو تھے یا سمندر جو بہے چلے جارہا تھا۔

"ایک بار ایک بار گزرا وقت واپس لادیں۔بس ایک بار میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں۔اسے کیسے پتہ چلے گا کہ اس کی منہا نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔وہ میرے لیے کیا ہے وہ کبھی نہیں جان پائے گا۔۔۔۔"وہ اپنی ماں کے پیروں میں پڑی منت کررہی تھی۔جیسے سب کچھ اس کی ماں کے ہاتھ میں تھا۔سونیا بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"میں اس کی منہا ہوں اور وہ میرا براق ہے،ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں پھر ہمارے راستے میں مشکلات کیوں

ہیں۔۔۔۔"وہ تھک گئی تھی براق سے دور رہ رہ کر اور جب وہ اسے ملا تھا تو وہ اس کے لیے انجان بن کر رہ گئی تھی۔

"یہی وقت ہے اسے اپنی محبت بتانے کا۔تم اس سے کتنی محبت کرتی ہو اس بات کا ثبوت تم اس مشکل وقت میں اس کا ساتھ دے کر دو گی۔یہی تو اصل محبت ہے منہا۔"انہوں نے منہا کو زمین سے اٹھایا تھا۔وہ اپنی بیٹی کو کبھی بھی بکھرنے نہیں دے سکتی تھیں۔انہوں نے منہا کے دل میں ایک نئی امید کا دیا جلایا تھا۔وہ دیا کب تک چلے گا وہ خود بھی نہیں جانتی تھیں۔

براق کی یاداشت جاچکی تھی اور منہا ان حالات میں خود کو سمبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

منہا نے ہر حالت میں براق کا ساتھ دینے کی ٹھان لی تھی۔ منہا براق کے ساتھ ہمیشہ رہے گی یہ طے تھا۔

وہ اپنا زیادہ تر وقت براق کے ساتھ ہسپتال میں گزارتی تھی۔ منہا ہر ممکن طور پر اس کا خیال رکھ رہی تھی۔ اسے وقت پر دوائی دینا، اس کے لیے پرہیزی کھانا بنانا، پوری پوری رات جاگ کر اس کے لیے دعائیں کرنا۔ وہ اکیلی عورت براق کو ویل چیئر پر بیٹھا کر واش روم تک لے جایا کرتی تھی۔ اس نے براق کا ایک کام بھی کسی نرس کے حوالے نہیں چھوڑا تھا۔ وہ اس کے معاملے میں حد سے زیادہ حساس ہوگئی تھی۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ براق کو تھوڑی ٹھنڈ محسوس ہوئی وہ پیروں میں پڑی چادر اپنے اوپر لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس میں اٹھنے کی ہمت تک نہیں تھی۔ پاس کھڑی منہا دیوار سے ٹیک لگائے

سو رہی تھی۔یک دم اس کی آنکھ کھلی تو براق چادر لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں دے دیتی ہوں رکو۔۔۔" وہ جلدی سے آگے بڑھی اور براق کے اوپر چادر دینے لگی۔براق اس لڑکی کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"مجھے اٹھا دیتے تم۔۔۔۔" وہ نارمل سے لہجے میں بولی۔

"آپ اتنے مزے سے سو رہی تھیں، میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ویسے بھی اتنے دنوں سے آپ میرے لیے جاگ رہی ہیں۔"وہ منہا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جو کہ کئی دن سے جاگنے کی وجہ سے سوج چکی تھیں۔

منہا کو ماضی کا ایک خوبصورت لمحہ یاد آیا تھا۔جب وہ اس کے لیے پوری رات روڈ پر کھڑا رہا تھا۔اسے اس وقت بھی منہا کی نیند عزیز تھی اور آج بھی۔

منہا براق کے لیے ککنگ تک سیکھ رہی تھی۔آج وہ کچن میں کھڑی براق کے لیے سوپ تیار کر رہی تھی۔سونیا بیگم اسے ساتھ ساتھ بتا رہی تھیں کہ کونسی چیز کتنی ڈالنی ہے۔سوپ تیار ہو گیا تھا اس نے جلدی سے سوپ پیک کیا اور ہسپتال کے لیے نکلنے لگی۔

"بیٹا تم تو کچھ کھا لو صبح سے بھوکی ہو۔"سونیا بیگم اسے جاتا دیکھ کر بولی۔

"براق بھی صبح سے بھوکا ہوگا پہلے اسے کھلا دوں پھر میں بھی کھا لونگی۔"وہ اپنے بارے میں لاپرواہ ہو گئی تھی۔

NOVEL HUT

وقت گزر رہا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ براق ریکور کر رہا تھا۔ لیکن اس کی یاداشت کب واپس آئے گی یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

منہا ایک پلیٹ میں سیب کاٹ رہی تھی۔براق کے سر کی پٹی اتر چکی تھی۔ٹانگ پر پلستر ابھی تک چڑھا ہوا تھا۔

اس کی حالت اب پہلے سے کافی بہتر تھی۔چہرہ جو پہلے مرجھا گیا تھا۔وہ دوبارہ فریش فریش نظر آنے لگا تھا۔

"جتنی خدمت آپ نے میری کی ہے، لگتا ہے آپ میرے لیے خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہیں۔" اس نے سیب والی پلیٹ پکڑتے ہوئے بولا۔اور منہا اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے رکی تھی۔

"شکر ہے میں نے اپنی یاداشت کی طرح آپ کو نہیں کھو دیا۔"اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

"تم نے ہی تو کہا تھا کہ میں تمہارے لیے خدا کا تحفہ ہوں پھر میں تم سے کیسے کھو سکتی تھی؟" وہ اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔براق اسے دیکھ کر کھل کر مسکرایا تھا۔

"خیر یہ لوگ مجھے کب ڈسچارج کریں گے؟میں اب تنگ آگیا ہو ادھر لیٹ لیٹ کر۔"

"بس کچھ دن میں کردیں گیں ڈسچارچ۔" وہ پاس والے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"میں جاب کیا کروں گا؟ کیسے کماؤ گا؟ کہاں رہوں گا؟مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔"وہ کچھ پریشان معلوم ہوتا تھا۔

"اس بات کا حل ہے میرے پاس۔میری پچھلے ماہ پروموشن ہوئی ہے اور مجھے پرسنل سیکرٹری کی ضرورت ہے جو ہر کیس میں میری مدد کرے ، میرے زہن میں سب سے پہلا نام تمہارا ہی آیا

تھا۔"اسے کسی سیکرٹری کی ضرورت نہیں تھی۔وہ بس براق کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔سب کچھ پہلے کی طرح شروع ہورہا تھا۔

"لیکن مجھے کوئی کام نہیں آتا اور اب تو ویسے ہی مجھے کچھ سہی سے یاد نہیں۔" وہ بجھے سے چہرے کے ساتھ بولا۔

"میں تمہیں سب سیکھا دونگی۔منہا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔" اس نے براق کو تسلی دی۔وہ اس کے ساتھ تھی،وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والی تھی۔

"مجھے منظور ہے۔"اس کی پریشانی منہا نے منٹوں میں حل کردی تھی۔

منہا کو کسی کی فون کال آئی تو وہ باہر کی طرف نکلی۔

——☆☆☆☆☆——

تین سال بعد،

وہ آج تین سال بعد بھی بلکل ویسا ہی تھا۔چہرے پر وہی معصومیت،آنکھیں آسمان کی طرح نیلی،رنگت پہلے سے بھی زیادہ صاف ہوگئی تھی۔شاید اسے ادینبورگ راس آگیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک بال تھا۔وہ اس ایک بال کو آج تک سمبھال کر پھرتا تھا۔

"تم چلی گئی لیکن تمہاری یادیں میرے ساتھ ہیں۔تم نے کہا تھا کہ مجھے زندہ رہنا ہوگا تاکہ ہماری یادیں زندہ رہیں۔اور آج اتنے عرصے بعد بھی میں ان یادوں کے سہارے زندہ ہوں۔"وہ اس ایک بال کو چمکتی آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے لیپ ٹاپ کھولا اور کشمیر کے نام کا فولڈر کھولا۔ اس فولڈر میں ازلان اور لائلہ کی کچھ تصویریں موجود تھیں۔ جنہیں وہ زور رات کو سونے سے پہلے دیکھتا تھا۔

پہلی تصویر دیکھ کر وہ زرا مسکرایا تھا۔ جس طرح تصویریں آگے ہوتی رہی اسے لائلہ کی شدت سے یاد آئی تھی۔

"چار سال ہو گئے تمہیں گیے پھر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ آج بھی تم میرے ساتھ ہو۔ آئی ریلی مس یو لائلہ آئی مس یو یار۔۔۔" آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ لیکن وہ رویا نہیں تھا۔ شاید وہ رو رو کر تھک گیا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

وہ اپنا سوٹ کیس چلاتے ہوئے ائیرپورٹ سے نکل رہی تھی۔

("کہانی کے بعض کردار ایسے ہوتے ہیں جو مر جائے تو کہانی جی اٹھتی ہے۔") لانگ کوٹ کے نیچے ڈریس پینٹ پہنے وہ ادینبورگ میں

داخل ہوئی تھی۔بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا اور آنکھوں پر چشمے لگا رکھے تھے۔

("لیکن میرا کردار ایسا نہیں ہے۔میرے زندہ رہنے سے کہانی زندہ ہے۔")

ایک انجان ملک کا ایک انجان شہر اس کے سامنے تھا۔

بارش شروع ہوچکی تھی اور اس کے پاس چھتری نہیں تھی۔ساتھ چلنے والی لڑکی نے اسے اپنے ساتھ چھتری کے نیچے آنے کی آفر دی، لیکن اس نے ٹال دی۔

پھر اس نے اپنا جوڑا کھولا۔سیاہ بال کمرے پر آکر گرے تھے۔

——☆☆☆☆☆——

پاکستان میں سردیاں ایک بار پھر شروع ہوگئی تھیں۔

وہ اپنے کمرے میں کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ ساتھ ساتھ ٹیپ ریکارڈر چل تھا۔

"ایک شکوہ ضرور ہے مجھے آپ سے، آپ نے مجھ سے کبھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا۔ میں آپ کا اقرار آپ کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اقرار، وہ پیار بھرے الفاظ میں کبھی نہیں سن پاؤ گا۔ اب میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ یہ سوچ کر اداس ہو جائیں گی کہ آپ نے کبھی مجھ سے محبت کا اقرار کیوں نہیں کیا۔ لیکن آپ کی ہر اداسی کا حل براق ہشام کے پاس ہے۔ وہ انگوٹھی جو میں نے آپ کو دی تھی آپ وہ پہن لیں۔ مجھے آپ کی محبت کا ثبوت مل جائے گا۔"

اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا انگوٹھی اس کی انگلی میں تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ نیلے رنگ کا کوٹ پہنے اپنی گاڑی سے نکل رہی تھی۔بالوں کی اونچی سی پونی باندھی ہوئی تھی۔وہ آج بھی بلا کی حسین تھی۔ہاتھ میں وہ ہیرے کی انگوٹھی سورج کی روشنی میں چمک رہی تھی۔

سیاہ رنگ کا لانگ کوٹ پہنے وہ کسی فون کال میں مصروف تھا۔بال پہلے کی طرح ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔شیو ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی تھی۔منہا کو اپنے قریب آتا دیکھ کر اس نے موبائل فون اپنے کان سے ہٹایا۔

"رپورٹ تیار کرلی تم نے؟" اس نے قریب پہنچ کر سوال کیا تھا۔

"ہاں وہ۔۔۔وہ بس ایک منٹ لگے گا۔"اس نے زرا سنبھل کر جواب دیا تھا۔

منہا اور وہ آج بھی مل کر ہر کیس حل کیا کرتے تھے۔

منہا آگے کو چلنے لگی تو وہ اس کے پیچھے چل دیا۔

"لڑکی کا نام آمنہ ہے۔ پچھلے چھ ماہ سے تھیراپی سیشنز لے رہی تھی۔اس کی ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ وہ ذہنی طور پر کسی دباؤ کا شکار تھی۔اور آج صبح بلڈنگ کے گارڈن سے اس کی لاش ملی۔اس کے جسم سے کوئی بھی فنگر پرینٹس نہیں ملے۔دیکھنے میں یہ خودکشی لگتی ہے۔"اب وہ منہا کو پوری رپورٹ بتا رہا تھا۔

"اکثر جو جیسا دکھتا ہے وہ ویسا ہوتا نہیں ہے۔"وہ براق کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

"میں نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا ہے۔تب تک ہم اس کے اپارٹمنٹ کی تلاشی لے لیتے ہیں۔"اس نے منہا کو اوپر بلڈنگ میں چلنے کا اشارہ کیا۔

"مجھے یاد آیا آج تو تمہاری ڈاکٹر عائشہ سے اپائٹمنٹ تھی۔چلو پہلے ادھر چلتے ہیں۔" اسے بلڈنگ میں داخل ہوتے ساتھ یاد آیا۔

"بعد میں چلیں گے پہلے ہم کیس حل کرلیں میڈم؟" اس نے معصوم سے انداز میں بولا تھا۔

"نہیں پہلے ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے ۔ڈاکڑ عائشہ کی دوائیوں کی وجہ سے تم پہلے سے بہت بہتر ہو۔شاید ایک دن تمہاری یاداشت بھی واپس آجائے۔"آخری بات اس نے بڑی امید کے ساتھ کی تھی۔

"میں اپنے ماضی کو دوبارہ یاد نہیں کرنا چاہتا۔میرے لیے میرا حال سب سے زیادہ خوبصورت ہے کیونکہ آپ میرے ساتھ ہیں۔آپ نے میرے لیے اتنا سب کیا ہے جو شاید میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔"وہ منہا کا دل سے شکر گزار تھا۔

("کاش میں تمہیں بتا پاتی کہ ماضی میں جو کچھ تم نے میرے لیے کیا یہ سب اس کے آگے کچھ نہیں ہے۔")اس نے براق کی طرف دیکھ کر دل میں کہا تھا۔

پھر وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔ منہا گاڑی چلا رہی تھی اور براق ساتھ بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

("روز تمہاری بھیجی ہوئی آئسکریم کھا کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ تمہاری محبت سچی تھی۔ تم نے مجھے سچے دل سے چاہا تھا۔ لیکن میں نے قدر نہیں کی۔ تمہاری دی ہوئی انگوٹھی پہن کر میں تمہارے حق میں فیصلہ دے چکی ہوں۔ تمہاری منہا ہمیشہ تمہاری رہے گی۔")

تھوڑی دیر بعد براق اور وہ ڈاکٹر عائشہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ براق کی رپورٹس چیک کر رہی تھیں۔

"ویری نائس آپ بڑی تیزی سے ریکور کر رہے ہیں۔مجھے امید ہے اب آپ کے سر کا درد بھی ٹھیک ہوگیا ہوگا۔"وہ براق کی طرف دیکھ کر خوش دلی سے بولی تھیں۔

"ہاں پہلے سے کافی بہتر ہے۔"اس ایکسیڈنٹ کے بعد سے براق کے سر میں عجیب سا درد رہتا تھا۔

"میں آپ کو کچھ دوائی لکھ کر دے رہی ہوں۔آپ یہ نیچے میڈیکل سٹور سے لے آئیں۔" اس نے پرچی براق کی طرف بڑھائی تھی۔وہ پرچی ہاتھ میں پکڑ کر باہر کی طرف نکلا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ آپ کی وجہ سے براق پہلے کی طرح صحت مند ہوا ہے۔"وہ ان کی دل سے شکر گزار تھی۔

"شکریہ کیسا یہ تو میرا فرض تھا۔"انہوں نے خوش دلی سے جواب دیا تھا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ، کوئی ایسی دوائی ہے جس سے اس کی یاداشت بھی واپس آجائے؟" اس نے بڑی آس لگا کر سوال کیا تھا۔

"میں۔۔۔میں ہر ممکن علاج کروانے کے لیے تیار ہوں۔بس ایک بار اس کی یاداشت واپس لادیں۔"وہ بے بس ہوگئی تھی۔

"دیکھیں میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ یاداشت لانا ہمارے بس میں نہیں ہے۔آپ شکر ادا کریں کہ وہ ایک نارمل لائف گزار رہے ہیں۔ورنہ جو اندرونی چوٹ ان کے دماغ میں آئی تھی اس کی وجہ سے وہ اپنے سینسز بھی کھو سکتے تھے۔"وہ ہر بار ایک ہی سوال کرتی تھی ڈاکٹر بھی تنگ آگئی تھی۔

("کہی سے کوئی امید دیکھائی نہیں دیتی۔گزرا وقت واپس لانا اتنا مشکل کیوں ہوتا ہے؟کیوں ہم اپنے ماضی کو واپس نہیں لاسکتے؟وہ میرا تھا، میرا براق جو مجھ سے دیوانوں کی طرح محبت کرتا تھا۔کاش

ہم دونوں گزرے کل میں واپس جاسکتے۔")وہ وہاں سے نا امید ہو کر اٹھی تھی۔

—☆☆☆☆☆—

شام کا وقت تھا اور پورا ادینبورگ بارش میں بھیگ چکا تھا۔وہ ایک بینچ پر بیٹھا اپنے خیالوں میں گم تھا۔اس کا لانگ کوٹ بارش میں گیلا ہورہا تھا۔ٹوپی پہنے سر نیچے جھکائے وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا۔

ازلان جانتا تھا کہ لائلہ اس دنیا میں موجود نہیں ہے مگر وہ پھر بھی اس کا انتظار کرتا تھا۔

ابھی وہ اپنے خیال میں گم تھا کہ کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ اس احساس کو محسوس کر سکتا تھا۔

دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔اس نے یک دم مڑ کر دیکھا۔

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئی تھیں۔

وہ اس کے سامنے تھی۔
اس کی لائلہ زندہ تھی۔
ازلان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا تھا یہ ضرور کوئی خواب تھا۔لائلہ سلطان کے کالے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔
"یی۔یی۔یہ۔۔۔۔۔یہ سچ نہیں ہو سکتا۔۔۔"ازلان کا سانس اٹک گیا تھا۔الفاظ ٹوٹ گئے تھے۔جس لڑکی کا وہ اتنے عرصے سے سوگ منا رہا تھا وہ آج یوں اس کے سامنے کھڑی تھی۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اپنے احساسات بیان کرے۔
وہ نیچے کی طرف جھکا۔اپنے گھٹنے زمین پر لگا کر وہ سجدے میں گرا۔وہ شکرانے کا سجدہ تھا۔
کچھ لمحوں بعد وہ اٹھا۔

"کہا تھا نا کہ تم دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ لائلہ سلطان تمہیں ڈھونڈ نکالے گی۔"وہ اسے جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"مگر۔۔تم۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا بولے۔دماغ نے کام کرنا بند کردیا تھا۔

"میں نے کہا تھا کہ میں مرنے سے زیادہ مارنے پر یقین رکھتی ہوں۔تم نے کیا سوچا کہ لائلہ سلطان سے تمہاری جان چھوٹ گئی؟" اس نے ازلان کو ایک مکا مارتے ہوئے اپنے واپس آنے کا یقین دلوایا تھا۔

"مگر تم نے یہ سب کیسے کیا؟مجھے کیسے ڈھونڈا؟" وہ خوش ہونے کے ساتھ ساتھ حیران تھا۔

"اپنے چاچو سے اپنا حصہ لیا پھر مانسہرہ میں تمہارا گھر ڈھونڈا اور وہاں سے پتہ چلا کہ شہزادے صاحب ایک نئے ملک میں شفٹ ہو گئے ہیں۔فضول میں میرے ویزے اور ٹکٹ کے پیسے ضائع

کروائے۔چلو واپس دو میرا فون جو تمہیں میں نے دیا تھا۔" وہ بلکل نہیں بدلی تھی۔اس کا آج بھی وہی رعب دار لہجہ تھا۔وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔اسے اپنا آپ اچھا لگنے لگا تھا ،وہ پھر سے جینا چاہتا تھا۔

"گھر پر ہے موبائل، دے دونگا میں۔"وہ آرام سے بولا تھا۔

یک دم اسے کوئی خطرہ لاحق ہوا تھا۔

اس نے بنا کچھ سوچے لائلہ کا ہاتھ تھاما تھا۔

"اگر اس بار کہوں کہ رک جاؤ لائلہ تو تم جاؤ گی؟" آنکھیں پر امید تھیں۔

"اگر اس بار کہوں کہ چلے جاؤ ازلان تو تم چلے جاؤ گے؟"اس نے ازلان کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔"اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"پھر اس وقت کیوں چھوڑا تھا؟مجھے گولی لگی تھی جانتے ہو میں کس تکلیف میں تھی؟میں۔۔۔میں نے تمہارے خیال سے جینے کی تمنا کی تھی اور جب میں نے آنکھیں کھولی تو تم وہاں موجود نہیں تھے۔تم مجھے چھوڑ کر چلے گیے تھے۔کیا اتنا آسان تھا تمہارے لیے لائلہ سلطان کو چھوڑنا؟" آنکھوں میں ڈھیر شکوے تھے۔

"پھر مجھے کیوں کہا تھا کہ چلے جاؤ ازلان ؟کیا تم نہیں جانتی تھی کہ ازلان کو صرف تمہاری بات سمجھ میں آتی تھی؟وہ لائلہ کے لیے خود کا دل تک مار سکتا تھا اور میں نے ویسا ہی کیا۔تم نے کہا تھا چلے جاؤ ازلان ،تو وہاں سے چلے جانا مجھ پر فرض ہوگیا تھا۔" دونوں کے دل میں ڈھیروں باتیں تھیں جو وہ آج اتنے سال بعد مل کر سلجھا رہے تھے۔

"میں نے ایسا صرف اس لیے کہا تھا کیونکہ۔۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی تھی۔

"کیونکہ؟"ازلان نے حیرت سے سوال کیا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔۔۔کیونکہ میں اپنی زندگی کے پہلے ہمدرد کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔میں خود کے لیے تمہیں مرتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔" آنکھیں اس کے الفاظ کا ساتھ دے رہی تھیں۔

"اور تمہارے بغیر میں جی بھی کب پایا ہوں؟"آنکھیں نم ہوئی تھیں۔وہ آج بھی ویسا تھا۔

"کیا میں یہ گمان کرسکتا ہوں کہ تم میرے پاس واپس آگئی ہو؟"اس نے پرامید ہوکر سوال کیا تھا۔

"شاید۔۔۔۔"اس نے نگاہیں نیچی کرلی تھیں۔

"میں تمہیں کہی نہیں جانے دونگا۔ہم ایک ساتھ رہیں گے ہمیشہ کے لیے۔"اس نے لائلہ کا ہاتھ اور زور سے تھام لیا تھا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا۔"اس نے ازلان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

"کیوں نہیں ہوسکتا؟"وہ جاننا چاہتا تھا۔

"میں بہت بری ہوں۔"اس نے نگاہیں نیچی کرلی تھیں۔

"میرے لیے اچھی ہو۔"جواب فوراً آیا تھا۔

"میں نے بہت گناہ کیے ہیں۔"وہ شرمندہ تھی۔

"گناہوں سے پاک میں بھی نہیں ہوں۔"اس نے لائلہ کی نگاہیں اوپر کی تھیں۔

"میں۔۔۔میں بلکل بھی پرفیکٹ نہیں ہوں۔"وہ جیسے خود میں ہر ممکن کمی نکالنے کی کوشش کررہی تھی۔

NOVEL HUT

"مجھے تم امپرفیکٹ ہی اچھی لگتی ہو۔" اس نے لائلہ کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔

"مجھے تو غصہ بھی بہت زیادہ آتا ہے۔"اس نے ایک اور وجہ دی تھی۔

"کوئی بات نہیں میں ٹھنڈا پانی پلا دونگا۔"اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا اور اس کی بات سن کر لائلہ بھی زیرے لب مسکرائی تھی۔

وہ دونوں بلکل مختلف تھے ایک آگ تو ایک پانی۔

"اب کوئی اور وجہ باقی رہ گئی؟"وہ کسی بھی قیمت پر لائلہ کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔اس بار تو بلکل نہیں۔وہ جیسی بھی تھی اسے پسند تھی۔

"ازلان بات کو سمجھو میں۔۔۔۔۔" وہ ازلان کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔

"تم کھل کر کہہ سکتی ہو ہر بات، میں تمہاری ہر بات سننے کو تیار ہوں۔"اس نے لائلہ کو تسلی دی تھی۔

"میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔"اس نے بنا ازلان کی طرف دیکھے بولا تھا۔وہ جانتی تھی کہ اسے کتنی تکلیف ہوگی۔

الفاظ تھے کہ پتھر جو ازلان پر آکر ٹوٹے تھے۔

"آج اتنے عرصے بعد بھی؟" اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔

"ہاں، میں براق سے محبت کرتی ہوں اور ساری زندگی کرتی رہوں گی۔جس طرح تم مجھ سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتے اسی طرح میں بھی اس سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتی۔یہ ہمارے بس میں نہیں ہوتا ازلان۔"وہ اسے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں تمہیں کبھی بھی وہ محبت نہیں دے سکتی جو میں براق سے کرتی ہوں۔وہ ہمیشہ میرے دل میں رہے گا۔میری ڈکشنری میں محبت

بس ایک بار ہوتی ہے، یہ روگ بار بار نہیں لگایا جاتا۔"وہ آج بھی براق سے محبت کرتی تھی۔ازلان چار سال بعد بھی خالی ہاتھ تھا۔

"مجھے تم سے تمہاری محبت نہیں تمہارا ساتھ چاہیے۔بس میں اور تم ،رشتہ کوئی بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے ۔ہمارا ساتھ اہم ہے۔"اس نے دل پر پتھر رکھ لیا تھا۔

"میں جانتی ہوں میں تمہارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کر رہی ہوں لیکن۔۔۔۔۔"وہ ازلان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جو اس وقت تکلیف سے بھری ہوئی تھیں۔

"میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی پھر کہوں گا کہ میرے لیے تمہارا ساتھ اہم ہے۔پھر چاہے وہ مجھے جس طرح مرضی ملے۔"وہ بنا لائلہ کی طرف دیکھے بولا تھا۔

لائلہ نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔دونوں کی نظریں ملی تھیں۔ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ دونوں کھل کر مسکرائے۔

—☆☆☆☆☆—

مونال کو کالے اور سفید غباروں کے ساتھ کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔باہر بڑی سی ٹیبل پر تھیم کیک رکھا ہوا تھا۔
سامنے وہ لیونڈر رنگ کی سلک کی ساڑی پہنے کھڑی تھی۔بالوں کو سٹریٹ کرکے کھلا چھوڑا گیا تھا۔کانوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔ہونٹوں پر ہلکے گلابی رنگ کی لپسٹک لگائی گئی تھی۔
شاید وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔
آج بیس جنوری تھی،آج براق کا برتھ ڈے تھا۔
اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی کی طرف دیکھا۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔

سامنے سے وہ آتا دیکھائی دیا۔
سیاہ رنگ کی ڈریس پینٹ کے اوپر سفید رنگ کی ڈریس شرٹ اور کالے رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔بال آج پیچھے کی طرف بنائے گئے تھے۔شرٹ کا اوپر والا بٹن کھلا چھوڑا گیا تھا۔
ہاتھ میں گلابی رنگ کے پھولوں کا گلدستہ تھا۔ساتھ میں دو گجرے بھی تھے۔
اسے اپنی طرف آتا دیکھ منہا کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔
براق کسی جادو کی طرح اس کی طرف کھچا چلا جارہا تھا۔منہا کی آنکھیں کسی کو بھی اپنا دیوانا بنانے کے لیے کافی تھیں۔
"یہ سب بہت سپیشل ہے ،بہت زیادہ۔"اس نے ایک نظر پورے مونال پر گھمائی تھی۔
"تم بھی تو سپیشل ہو، میرے لیے۔"اس نے انکار نہیں کیا تھا۔

براق اسے دیکھ کر کھل کر مسکرایا تھا منہا آج بھی براق پر قیامت ڈھا رہی تھی۔اس کو اس لڑکی سے عجیب سی مانوسیت تھی جیسے وہ اسے صدیوں سے جانتا ہو۔

براق نے منہا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔منہا نے بے اختیار اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔وہ اس کے ہاتھ میں گجرے پہنا رہا تھا۔اس کی نظریں منہا پر جمی ہوئی تھیں۔اس نے اتنا حسین نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" وہ منہا سے نظر نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

"آپ واقعی کسی خواب کی طرح حسین ہیں۔ایک ایسا خواب جو میں روز دیکھنا چاہتا ہوں۔"اس کا دل منہا کی طرف کھچا چلا جا رہا تھا۔

منہا نے ہلکا سا بلش کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں چاند کے نیچے کھڑے کیک کاٹ رہے تھے۔

وہ منہا کو اپنے ہاتھوں سے کیک کھلا رہا تھا۔

"ویسے ایک سوال کر سکتا ہوں؟" اس نے آرام سے اجازت طلب کی تھی۔

منہا نے ہاں میں سر ہلا کر اجازت دی تھی۔

"آپ یہ انگوٹھی ہمیشہ کیوں پہن کر رکھتی ہیں؟" اس نے منہا کی انگلی کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ واقعی سب بھول گیا تھا۔

منہا کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئی تھی۔ پچھلے تین سالوں میں منہا نے یہ انگوٹھی ایک بار بھی نہیں اتاری تھی۔وہ براق کو بتانا چاہتی تھی کہ اس کی محبت جیت گئی ہے فیصلہ اس کے حق میں آیا ہے۔لیکن اب فائدہ نہیں تھا۔

"یہ میرے لیے بہت خاص ہے۔"اس کی آنکھوں میں ماضی کی یادیں تازہ ہوئی تھیں۔براق خاموش ہوگیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مونال کے کنارے پر کھڑے پورا اسلام آباد دیکھ رہے تھے۔یک دم ہوا تیز چلنے لگی تھی۔منہا کو سلک کی ساڑی میں سردی لگ رہی تھی۔براق نے یہ محسوس کیا تھا۔اس نے اپنے اوپر سے کوٹ اتار کر منہا کے کندھوں پر ڈالا تھا۔منہا کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔کچھ چیزیں کبھی نہیں بدلتی۔

وہ براق کے لیے اس کی کُل کائنات بنتی جارہی تھی۔

اسے دوسری بار بھی ایک ہی لڑکی سے محبت ہوئی تھی۔

براق سب کچھ بھول گیا تھا لیکن منہا سے محبت کرنا وہ آج بھی نہیں بھولا تھا۔

NOVEL HUT

——☆☆☆☆☆——

چار سال پہلے،

منہا پیچ رنگ کی میکسی پہنے ہسپتال کے ایک پرائیویٹ روم میں موجود تھی۔

لائلہ سلطان کو ہوش آچکا تھا۔وہ نور کی رخصتی چھوڑ کر لائلہ سے ملنے آئی تھی۔

"بلاؤ پولیس اور مجھے ان کے حوالے کرو۔"وہ منہا کو دیکھتے ساتھ بولی تھی۔ہاتھ پر اب تک ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

"پولیس اور پوری دنیا کے لیے تم اسی دن مرگئی تھی جس دن تمہیں گولی لگی تھی۔"وہ ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"مجھے ہسپتال تک کون لایا؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"میں۔۔۔۔" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کیسے؟"وہ الجھ چکی تھی۔

"میں نے تمہاری نبض چیک کی تھی۔تمہاری سانسیں چل رہی تھیں۔سب کو لگا تھا کہ گولی تمہارے سینے میں لگی ہے،جبکہ ایسا نہیں تھا گولی تمہارے پیٹ میں لگی تھی۔میں نے سب سے ایک جھوٹ بولا کہ تم مر گئی ہو اور سب نے یقین کر لیا۔" وہ شیطانی سی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی۔

"اور پھر میں تمہیں پولیس سے بچا کر یہاں لائی۔"اس نے لائلہ کو دیکھا تھا جو کے اب تک الجھی ہوئی تھی۔

"مگر تم نے میری جان کیوں بچائی؟"وہ حیران تھی۔

"تم نے بھی تو میری جان بچائی تھی۔"براق کا چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے جھلکا تھا۔اگر وہ گولی لائلہ سلطان کو نہ لگتی تو آج براق زندہ نا ہوتا۔

"تم براق سے محبت کرتی ہو؟"منہا نے اس کی طرف دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟" اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔

"پڑتا ہے۔" اس نے لائلہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"نا تم اتنی اچھی ہو کہ میرے لیے براق کو چھوڑ دو اور نا ہی میں اتنی کم ظرف ہوں کہ کسی کا حق ماروں۔"اس نے منہا کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا تھا۔

"اس کی محبت جھوٹی تھی۔"آنکھوں میں بے یقینی اتری تھی۔

"کیا تم نے کبھی اس کی آنکھیں نہیں پڑھی؟اس کی آنکھوں میں تمہارا چہرا چمکتا ہے۔"وہ اسے حقیقت بتا رہی تھی۔

"اتنا سب جاننے کے بعد بھی تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی؟" اس نے لائلہ کی آنکھوں میں اتری تکلیف کو دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"بچپن سے ہی دیکھتی آرہی ہوں لوگوں کو میری خوشیاں چھینتے ہوئے، اب کسی سے نفرت نہیں ہوتی۔" آنکھ نم ہوئی تھی۔اس نے ہاتھ سے آنکھ صاف کی وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔

"تم بہت ہمت والی ہو لائلہ، تم دنیا کی ہر خوشی ڈیزور کرتی ہو۔"اس نے نرمی سے لائلہ کی طرف دیکھا تھا۔لائلہ کو ناجانے کیوں حیرت ہوئی تھی۔

"اب تم سوچ رہی ہوگی کہ میں تمہارے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ کیوں کر رہی ہوں؟" اس کا اور لائلہ کا سوچنے کا انداز بلکل ایک جیسا تھا۔

"کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ جب تک کہانی کے دونوں رخ نا دیکھ لو کسی کو بھی جج مت کرو اور میں تمہاری کہانی کا دوسرا رخ دیکھ چکی ہوں، جو تم نے دنیا سے چھپا رکھا ہے۔" لائلہ کی ناجانے کیوں آنکھیں دوبارہ بھر آئی تھیں۔

اس نے لائلہ کے بارے میں پوری ریسرچ کی تھی اور کچھ اپنے ذرائع استعمال کیے تھے۔اسے لائلہ کے ماضی کی ایک ایک بات پتہ تھی۔

"آج رات کو بھاگ جانا یہاں سے اس سے پہلے تمہیں کوئی پہچان لے۔"اتنا کہہ کر وہ باہر نکلی تھی۔

لائلہ کی رقیب ہی اس کی ہمدرد تھی۔۔۔۔

——☆☆☆☆☆——

وقت کسی سمندر کی طرح چلے جارہا تھا۔

ملال کا ہر کردار اپنی اپنی زندگی میں بہت سی چیزوں سے لڑ رہا تھا۔

صبح صبح کا وقت تھا۔پارک میں چند لوگ ہی واک کر رہے تھے۔درختوں کے سارے پتے جھڑ چکے تھے۔وہ ٹریک سوٹ پہنے کانوں میں بلیو ٹوتھ لگائے واک کررہا تھا۔

("میں ازلان خان اپنی محبت کے لیے اپنا دل مار چکا ہوں۔لائلہ کی خوشی میرے لیے سب سے زیادہ عزیز ہے۔میرے پاس دو راستے تھے یا تو میں اس کو اپنی زندگی سے جاننے دیتا یا پھر خود کی چاہت مار کر اس کے ساتھ رہتا۔میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ پچھلے کچھ سالوں میں ہم دنیا کا ایک ایک کونا گھوم چکے ہیں۔ہم دونوں ساتھ ہیں اور شاید خوش بھی۔میں اور لائلہ آج بھی اسی طرح ایک دوسرے کو تنگ کرتے ہیں۔میں ابھی بھی وہی شریف سا ازلان ہوں اور وہ وہی چالاک سی لائلہ ہے، اگر میری یہ بات لائلہ نے سن لی تو میرا قتل بھی ہو سکتا ہے۔")وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

("ہم دونوں ساتھ تو ہیں لیکن ابھی بھی ایک دوسرے کو پانے کے لیے شاید وقت درکار ہے۔میری اور لائلہ کی کہانی ابھی باقی ہے۔")

وہ پارک سے نکل کر دائیں طرف مڑا۔

—☆☆☆☆☆—

ادینبورگ کی بڑی سی لائبریری کے ساتھ ہی چھوٹا سا کیفے موجود تھا۔باہر سے وہ تیز بھوری اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔دروازے پر ایک تختی لٹکی ہوئی تھی۔جس پر "ایل اینڈ ایس کیفے" لکھا گیا تھا۔
دروازہ لکڑی کا تھا اور ساتھ ہی شیشے کی کھڑکی موجود تھی۔
اندر چند لوگ ہی موجود تھے۔وہ سب کو باری باری کافی پیش کر رہی تھی۔
گلے میں اپرن پہن رکھا تھا۔بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا۔وہ کافی بنانے سے لے کر اسے کسٹمرز کے آگے پیش کرنے تک ہر کام خود کرتی تھی۔
"تمہاری کہانی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی؟" اس نے ٹیبل پر کافی کا بڑا سا کپ رکھتے ہوئے سوال کیا۔

سوال پر وہ چونکی تھی۔اس نے مڑ کر لائلہ کی طرف دیکھا۔
آنکھیں براؤن ہیزل رنگ کی تھیں۔رنگت صاف اور پر کشش تھی۔کمر تک آتے تیز بھورے رنگ کے ویوی لیئر والے بال جو ماتھے پر بنگز کی صورت میں لٹکے ہوئے تھے۔بالوں کی دو لٹے پیچھے کر کے ایک ہیر بو لگایا گیا تھا۔نیچے سکن رنگ کی لمبی پیروں تک کی فراک پہن رکھی تھی۔فراک کا گلا چورس تھا اور بازو چنٹوں والے تھے۔وہ بلکل کاٹیج فراک کی وائبز دے رہی تھی۔

"نہیں نا لائلہ ابھی بھی کہانی مکمل نہیں ہوئی۔" وہ کافی افسردہ اور تھکی تھکی معلوم ہوتی تھی۔

"کوئی اور کہانی لکھ لو دیکھنا وہ ہٹ جائے گی۔"اس نے لڑکی کو امید دلائی تھی۔

"میں بے شمار کہانیاں لکھ چکی ہوں۔ لیکن پبلیشر ہمیشہ میری کہانی کو یہ کہہ کر ریجیکٹ کر دیتا ہے کہ کہانی میں کچھ نیا نہیں ہے۔ ایسی دس کہانیاں وہ پہلے چھاپ چکا ہے۔" وہ مایوس ہو گئی تھی۔

"جو کہانی میں لکھنا چاہتی ہوں وہ سب سے مختلف ہے۔ ایک ایسی کہانی جو آج تک کسی نے نہیں سنی ہوگی۔" وہ گویا خواب کی کیفیت میں بولی تھی۔

لائلہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔ پھر سامنے چلتے ہوئے آدمی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اس کی طرف مڑی۔

اس لڑکی کا نام کیا تھا؟ اور اس کے پاس ایسی کیا کہانی تھی؟ یہ ایک الگ داستان ہے جو میں پھر کبھی سناؤ گا۔

"ایک کپ کافی ملے گی؟" اس نے لائلہ کو دیکھ کر سوال کیا۔

"تمہارے منہ پر نہ پھینک دو میں یہ کافی؟" اس نے ہاتھ میں پکڑے کافی کے کپ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"رہنے دو تمہارا ہاتھ میرے منہ تک پہنچ ہی نا جائے۔" ایک بار پھر اس نے اپنے قد کا رعب ڈالا تھا۔اگر اس وقت یہاں لائلہ کے کسٹمرز نہ موجود ہوتے تو وہ ازلان کا منہ نوچ لیتی۔

"میں تمہارا روز کا کسٹمر ہوں،مجھے تم کچھ نہیں کہہ سکتی۔"لائلہ کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ اب اس کی خیر نہیں۔

"تم جیسے بونگے کسٹمر نہیں چاہیے۔روز کے دو کپ کافی پی کر جاتے ہو اور پیسے آج تک نہیں دیے۔"وہ منہ میں انگارے لیے بیٹھی تھی۔

"یہ مت بھولو کہ یہ کیفے میرے نام پر ہے۔" اس نے جتاتے ہوئے بولا۔

"اگر تمہارے پاس سکاٹش نیشنلٹی نا ہوتی نا ،تو میں کبھی بھی تمہارے نام پر کیفے نا خریدتی۔"

"ہاں تو پچھلے ساتھ آٹھ سال سے ادھر رہ رہا ہوں اب تو سکاٹش نیشنلٹی مل ہی جانی تھی۔" اس نے لائلہ کے ہاتھ سے کافی کا کپ پکڑا تھا۔

"ہاں تو مجھے بھی سکاٹش نیشنلٹی مل جائے گئی تین چار سالوں میں اور پھر یہ کیفے میں اپنے نام کروا لوں گی۔" اس نے ازلان کے ہاتھ سے کافی کا کپ واپس لیا تھا۔

"اور تب تک میں تمہیں چونا لگا کر بھاگ چکا ہونگا۔"وہ اسے ڈراتے ہوئے بولا تھا۔

"ساری زندگی لوگوں کو چونا لگاتی آئی ہوں ، اتنا آسان نہیں ہے مجھے چونا لگانا۔" اس نے ازلان کی کمر میں ہلکی سے چٹکی کاٹی تھی۔

"ویسے جب سے تم نے یہ کیفے کھولا ہے ہم کہی گھومنے بھی نہیں گئے۔ایک ہفتے کے لیے کیفے بند کردو اور میرے ساتھ گھومنے چلو۔"وہ بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا۔

"آ گئے نا لائن پر پچھلی بار بڑا کہہ رہے تھے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤ گا۔"اس نے ازلان کی بات دہرائی تھی۔

"ہاں تو تمہارے بغیر مزہ بھی تو نہیں آتا نا۔" وہ ہلکا سا بولا تھا اور اس کی بات سن کر لائلہ مسکرا دی تھی۔

یک دم تیز بارش شروع ہو گئی تھی۔ازلان نے کھڑکی سے باہر گرتی بوندوں کو دیکھا۔

"آؤ چلو تمہاری پسندیدہ بارش میں نہائیں-"وہ جانتا تھا کہ بارش لائلہ سلطان کا پسندیدہ موسم تھا۔

"مجھے بارش سے نفرت ہے۔" آنکھوں میں تکلیف اتری تھی۔بارش اسے براق کی یاد دلاتی تھی۔اس کا دل بارش میں ٹوٹا تھا۔

("مجھے منہا سے محبت ہے۔") وہ اس جملے کو آج تک بھول نہیں پائی تھی۔

لائلہ خاموشی سے واپس مڑگئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

لائلہ اپنے بستر پر لیٹی بار بار کروٹیں بدل رہی تھی۔

پھر وہ اٹھی اور کھڑکی کے پاس پڑے ٹیبل کی طرف بڑھی۔اس نے ٹیبل لیمپ آن کیا اور پاس پڑی کرسی پر بیٹھی۔

("بچپن میں مجھے سنڈریلا بہت پسند تھی۔مجھے لگتا تھا کہ میری کہانی بلکل اسی کی طرح ہے۔میں سوچتی تھی کہ ایک دن ایک شہزادہ آئے گا اور وہ مجھے اس ظالم دنیا سے بچا لے گا۔لیکن میرے لیے کوئی

شہزادہ نہیں آیا صرف بھیڑیے آئے جن کو اپنی ہوس مٹانی تھی۔ ہم لڑکیوں کو یہ کیوں لگتا ہے کہ ایک دن کوئی شہزادہ آئے گا اور وہ ہمیں آکر بچالے گا؟ اصل زندگی میں کوئی شہزادے نہیں آتے، اصل زندگی میں اپنا شہزادہ خود بننا پڑتا ہے۔ اپنے حق کے لیے خود لڑنا پڑتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اصل زندگی کتابی زندگی کی طرح کبھی بھی حسین نہیں ہوتی۔ ہر کتاب کے آخر میں سب اچھا اچھا دیکھایا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقی زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ کہی نا کہی کوئی نا کوئی خرابی رہ جاتی ہے۔")

اس نے پاس پڑا فوٹو البم کھولا تھا۔ فرنٹ پیج پر اس کی اور شیلا کی تصویر موجود تھی۔

("بعض اوقات جو ہمارا دل چاہتا ہے اس پر ہمارا اختیار نہیں ہوتا۔ اور اگر سب میرے اختیار میں ہوتا تو میں شیلا کو اپنی زندگی میں

واپس لے آتی، وہ میرے لیے آج بھی اتنی ہی عزیز ہے جتنی وہ کئی سال پہلے تھی۔ وہ میری مخلص دوست تھی اور مخلص دوست ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔") شیلا کا ذکر کر کے آنکھیں افسردہ ہو گئی تھیں۔ اس نے اپنی دوست کی یاد میں اپنے کیفے کا نام بھی "ایل اینڈ ایس کیفے" رکھا تھا۔ وہ شیلا کو کبھی نہیں بھولے گی یہ طے تھا۔

اس نے فوٹو البم کا اگلا پیج پلٹا تھا۔ تصویر دیکھ کر دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ تصویر میں وہ اور براق گودام کی چھت پر موجود تھے۔ اس کے چہرے پر ایک الگ ہی چمک تھی۔

("میں آج بھی براق سے محبت کرتی ہوں۔ نا جانے اتنے سال بعد وہ کس حال میں ہوگا۔ اسے میں یاد ہونگی بھی یا نہیں؟ وہ تو منہا کے ساتھ خوش ہوگا اور ادھر میں آج تک اسے یاد کرتی ہوں۔ محبت اور

ملال کبھی ختم نہیں ہوتے۔") وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر واپس بستر میں آئی تھی۔

——☆☆☆☆☆——

شام کا وقت ہو رہا تھا۔ منہا کندھوں پر شال گرائے سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

("آج اتنے سال بعد بھی مجھے وہ وقت یاد ہے جب وہ مجھے بالکنی سے آئسکریم دینے آیا کرتا تھا۔ جب وہ مجھ سے کہتا تھا کہ میں اس کے لیے اس کے اصولوں سے بڑھ کر ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھ کر کہتا تھا کہ آپ جنت کی حور لگ رہی ہیں۔ جب وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ میری آنکھوں میں کھو جایا کرتا تھا۔ ہمارا گزرا گیا ایک ایک لمحہ میری یاداشت میں پتھر پر لیکر کی طرح محفوظ ہے، لیکن افسوس کہ تم سب

بھول گئے ہو۔") وہ اپنی بالکنی میں کھڑی گزرے لمحے یاد کر رہی تھی۔

("سچ کہا ہے کسی نے کہ زندگی کتنی بھی اچھی گزر جائے لیکن کچھ ملال اور پچھتاوے باقی رہ جاتے ہیں۔زندگی آج بھی پہلے کی طرح اچھی گزر رہی ہے۔وہ آج بھی میرے ساتھ ہے، میرے قریب ہے۔میں آج بھی اس کی منہا ہوں اور وہ میرا براق ہے۔لیکن ہماری وہ پرانی محبت کہی کھو گئی ہے۔ناجانے کیوں ایک عجیب سا خالی پن ہے۔") وہ ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔تبھی اسے گیٹ پر علی کھڑا نظر آیا۔وہ اس کی آئسکریم لے کر آیا تھا۔

("زندگی بہت چھوٹی سی ہوتی ہے اور بعض اوقات ہم بہت دیر کر دیتے ہیں اتنی دیر کہ ہم خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔وقت ہمیں مہلت نہیں دیتا وہ ہم سے سب چھین کر لے جاتا ہے۔کچھ ایسا ہی میرے

ساتھ ہوا ہے۔")وہ ہتھیلی میں گرتے آنسو دیکھ کر اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی تھی۔

"بیگم صاحبہ نیچے براق صاحب اور بڑی مالکن کھانے پر آپ کا انتظار کررہے ہیں۔"ملازمہ اسے بلانے آئی تھی۔

"تم جاؤ میں آرہی ہوں۔" اس نے بنا مڑے جواب دیا تھا۔

اتنا سن کر ملازمہ کمرے سے نکلتی دیکھائی دی۔

وہ اپنے کمرے میں واپس آئی۔کمرہ پہلے سے زیادہ کشادہ ہوگیا تھا۔اس نے نور کا کمرہ اور اپنا کمرہ آپس میں جوڑ لیے تھے۔کمرے کی وسط میں بیڈ لگا ہوا تھا۔بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر اس کی اور براق کی تصویر رکھی ہوئی تھی۔تصویر میں براق نے کالے رنگ کا شلوار قمیض پہن رکھا تھا اور منہا نے سرخ رنگ کا کام سے بھرا ہوا جوڑا

پہنا ہوا تھا۔وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے ایک پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔

"ہیپیلی آفڑ۔۔۔۔"اس نے طنز کیا تھا۔لہجے میں تکلیف تھی۔

——☆☆☆☆☆——

صبح کا وقت تھا ازلان اپنا سوٹ کیس پکڑے لائلہ کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ایک کمرے کے اپارٹمنٹ سے نکلی تھی۔

دونوں سیر کرنے کے لیے واپس کشمیر جارہے تھے۔وہ دونوں اپنی یادیں تازہ کرنا چاہتے تھے۔

ان کی فلائیٹ صبح نو بجے کی تھی۔

دونوں جلدی جلدی ائیرپورٹ کی طرف بڑھے۔

کچھ دیر بعد ان کا جہاز پاکستان کے لیے نکل گیا تھا۔

لائلہ کے ساتھ بیٹھا ازلان اسے اپنی فضول باتوں سے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لائلہ اس کی کوشش دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

("میں زندگی سے ہمیشہ ایک ہی شکوہ کرتی تھی کہ مجھے خوشیاں کیوں نہیں ملتی؟ لیکن اب میں سیکھ چکی ہوں کہ خوشیاں کبھی بھی ٹرے میں سجا کر پیش نہیں کی جاتی بلکہ خوشی ہم سب کے اندر موجود ہوتی ہے۔ ہمیں بس اسے تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات ہمیں کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں ہماری خوشی تلاش کرنے میں مدد کرے۔ ازلان ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے مجھے خوش رہنا سیکھایا۔ اب میں زندگی جی رہی ہوں، ہر چیز ہر حالت میں خوشیاں تلاش کرتی ہوں۔ لائلہ سلطان زندگی کی طرف واپس لوٹ چکی ہے۔")

ان کا جہاز پاکستان کے لیے نکل چکا تھا۔

کون جانے کہ یہ سفر ان دونوں کی زندگی بدلنے والا تھا۔
ان کی زندگی میں ایک ایسا طوفان آنے والا تھا جس میں ان کا سب ڈوب جائے گا۔

——☆☆☆☆☆——

براق اور منہا آج بھی وہی کھڑے تھے جہاں سے ان کی کہانی شروع ہوئی تھی۔
ملال کا یہ چکر براق سے گھوم کر منہا پر آگیا تھا۔
وہ آج بھی یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ
ایک دن براق کو سب یاد آجائے گا۔
اور وہ اسے پہلے کی طرح ٹوٹ کر چاہے گا۔
پھر وہ اس کے سامنے اپنی محبت کا اقرار کرے گی۔
ایک دن آئے گا جب ان کا یہ پیار بھرا افسانہ مکمل ہوگا۔

لیکن کون جانے کہ ملال کی یہ داستان کبھی ختم نہیں ہوگی۔
کیونکہ کچھ کہانیاں کبھی مکمل نہیں ہوتی۔
ان کا کبھی بھی مکمل اختتام نہیں ہوتا۔
وہ ہمیشہ نامکمل رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔،

ختم شدہ

NOVEL HUT

NOVEL HUT

میرے عزیز ریڈرز،

مجھے امید ہے کہ آپ کو ملال کا یہ سفر پسند آیا ہوگا۔ جہاں ایک کردار نے ہنسایا ہوگا، وہاں دوسرے کردار نے رولایا بھی ضرور

ہوگا۔ملال کے ہر ایک کردار نے مجھے ایک الگ طرح کا چیلنج دیا ہے۔میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ کہی کسی کردار کے ساتھ زیادتی نا ہو اور میں نے اپنی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ہر کردار کو اس کا حق ملے۔

لوگ اکثر مجھ سے سوال کرتے تھے کہ ملال کا اینڈ ہیپی ہوگا یا سیڈ، مگر میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ کیا اصل زندگی میں کوئی ہیپی اور سیڈ اینڈنگ ہوتی ہے؟ کیا بس چند صفحوں میں کہانی مکمل ہوجاتی ہے؟ نہیں ایسا کبھی نہیں ہوتا، کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتی وہ ہمیشہ ایک نیا موڑ لے لیتی ہیں۔ملال کی کہانی بھی ابھی ختم نہیں ہوئی۔چاروں کردار آج بھی اپنی اپنی جگہ بہت سی چیزوں سے لڑ رہے ہیں۔

میرے نزدیک کوئی ہیپیلی آفٹر نہیں ہوتا۔مجھے وہ کہانیاں زہر لگتی ہیں جن کے آخر میں یک دم سب سہی ہوجاتا ہے۔ہیروئن ہیرو کو مل جاتی ہے اور سب لوگ اسے ہیپی اینڈنگ کا نام دے دیتے

ہیں۔ میرے نزدیک صرف سیٹسیفائڈ اینڈ گز ہوتی ہیں جن پر ایک ناول یا افسانے کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیے گا ابھی کے لیے اتنا ہی۔

خدا حافظ

NOVEL HUT

کرداروں کی آپ سے باتیں

براق ہشام: میں ایک معصوم سا آدمی ہوں جو سب کے دلوں پر راج کرتا ہے۔ میرا کردار ہر اس لڑکے کے نام جو کسی لڑکی سے محبت تو کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ محبت کو نبھایا کیسے جاتا ہے۔ اپنی پسندیدہ عورت کو کیسے ٹریٹ کیا جاتا ہے میرے کردار نے یہ بخوبی بیان کیا ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ایک لڑکی ہی رشتے کو چلاتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں اگر کسی رشتے کو کامیاب بنانا ہے تو مرد کو ہمیشہ زیادہ ایفرٹس دینی چاہیے۔ اللہ نے مرد کو ایک درجہ اوپر دیا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ افضل ہے۔ بلکہ اس لیے دیا ہے تاکہ وہ سب رشتوں کو اچھے سے لے کر چلے۔ ان میں انصاف کر سکے۔ کبھی بھی اپنے ماں باپ کو غصے میں چھوڑ کر مت جائیں، نا ہی کوئی سخت الفاظ بولیں۔ آپ ان سے ناراض ہیں ٹھیک ہے ، تھوڑے دنوں میں ناراضگی ختم ہو جائے گی۔ لیکن انہیں یوں چھوڑ

کر چلے جانا بہت غلط ہے۔ اپنی ماں کو اکیلا چھوڑ کر جو غلطی میں نے کی اس نے مجھے دکھ اور تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ میں نے اپنے ہر رشتے کو بچانے کی کوشش کی لیکن ایک ایک کرکے میں نے ہر رشتہ کھو دیا۔ مجھے آج تک ایک بات سمجھ نہیں آئی کہ میری زندگی میں ملال تھے یا میری زندگی ہی ایک ملال تھی؟

انسپکٹر منہا: میں ایک سیلف انڈپینڈنٹ اور کیریئر اورینٹڈ لڑکی ہوں ،جو اپنی زندگی کے ہر چیلنج کو خود فیس کرتی ہے۔ میں آج ہر اس لڑکی کو ایک پیغام دینا چاہتی ہوں جو اس وقت یہ پڑھ رہی ہے۔ میں مانتی ہوں کہ زندگی میں ایک اچھا لائف پارٹنر ہونا لازمی ہے۔ لیکن پوری زندگی اس انتظار میں بیٹھے رہنا کہ میرے لیے کوئی ہیرو آئے گا اور وہ میری زندگی خوشیوں سے بھر دے گا بے وقوفی ہے۔ یہ آپ کی زندگی

ہے، اسے خوشحال بننا آپ کا فرض ہے۔اچھی تعلیم حاصل کریں، کوئی نوکری یا بزنس کریں پیسے کمائیں، وہ پیسے اپنی ذات پر خرچ کریں۔یقین مانیں اپنے پیسوں سے خریدی گئی چیز کا مزہ ہی الگ ہے۔مجھے افسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی آدھی سے زیادہ عورتیں تعلیم سے محروم ہیں اور جو لڑکیاں کچھ تعلیم حاصل کر بھی لیتی ہیں وہ گھروں میں یا تو اچھے رشتوں کے انتظار میں بیٹھی ہیں یا ان کی اپنی سستی انہیں اپنا کریئر بنانے سے روک رہی ہے۔اچھا لائف پارٹنر ملنا نا ملنا آپ کا نصیب ہے لیکن اپنی زندگی کو بہتر بنانا آپ کے ہاتھ میں ہے۔

NOVEL HUT

لائلہ سلطان: میں لائلہ سلطان ہوں اور میں نارمل تو بلکل نہیں ہوں۔ہماری زندگی میں بہت سی مشکلات آتی ہیں جن کا سامنا کرنا

بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن مشکلات سے بھاگنا، ان سے جان چھڑوانا یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو اتنا مضبوط تو ہونا چاہیے کہ اگر کوئی مشکل آئے تو ہم اس سے دور بھاگنے کی بجائے ان کا حل تلاش کریں۔ میرا یہ ماننا ہے کہ زندگی میں ماں باپ کے علاوہ آپ کے ساتھ کوئی مخلص نہیں ہوتا۔ ہر کوئی آپ میں اپنا فائدہ تلاش کرتا ہے اور آپ کا حق مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ان سے اپنا حق واپس لینا یہ آپ کا فرض ہے۔ کبھی بھی کسی کی غلط بات یا ظلم برداشت نا کریں۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ بہت اچھے ہیں اور دوسرا آپ کی اچھائی دیکھ کر شرمندہ ہو جائے گا تو آپ سے بڑا گدھا کوئی نہیں ہے۔ اس لیے اپنے اوپر اٹھنے والا ہر ہاتھ کاٹ گرانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کمزور نہیں بس خاموش ہیں اور خاموشی چھوڑ کر منہ توڑ جواب دینا سیکھیں۔ اگر کوئی پتھر اٹھا کر

مارے تو بدلے میں دو اینٹیں ماریں۔پھر دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کے سامنے اٹھنے کے قابل رہتا ہے یا نہیں۔

ازلان خان: میں ایک سیدھا سا شریف سا لڑکا ہوں جو کہ زندگی جینے پر یقین رکھتا ہے۔میرا یہ ماننا ہے کہ انسان کو اپنے اندر کا بچہ کبھی نہیں مارنا چاہیے۔وہ کریں جو آپ کو اچھا لگتا ہے۔جس سے آپ کو خوشی ملتی ہے۔ہاں کام کے وقت سیریس ہونا پڑتا ہے۔لیکن پوری زندگی بس کام کام اور کام کرتے رہنا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ انسان ہیں،ربوٹ نہیں۔انسان کو اتنا مصروف کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ اس کے پاس اپنے لیے بھی وقت نا ہو۔وقت کے ساتھ میچور ہوجانا چاہیے۔لیکن اتنا میچور بھی نہیں کہ آپ ہنسنا بھی بھول جائیں۔زندگی بہت چھوٹی سی ہے کب انسان یہاں سے چلا جائے

کچھ پتہ نہیں اور آپ کے چلے جانے کے بعد آپ کا وہ پروجیکٹ وہی پڑا ہوگا جس کی آپ کو سب سے زیادہ فکر ہے۔زندگی میں یہ جتنی بھی پریشانیاں ہیں نا کریئر کی ،رشتوں کی،پیسوں کی،کام کی سب کچھ یہی رہ جائے گا بس آپ یہاں سے جا چکے ہوگے۔تو زندگی میں جو بھی پریشانیاں ہیں نا اس کی وجہ سے خود کو ذہنی بیمار مت کریں۔جب تک آپ ہیں live in the moment

NOVEL HUT

ملال کے متعلق
چند سوال اور ان کے جواب

1۔ کونسا کردار لکھنا سب سے زیادہ مشکل تھا؟

ج۔ میرے لیے ہر کردار لکھنا ایک نیا چیلنج تھا۔ہر کردار نے الگ الگ وقت میں مجھے مشکل میں ڈالا ہے۔لیکن میں نے ہر کردار کو لکھتے ہوئے انجوائے کیا ہے کیونکہ مجھے ملال کے ہر کردار میں اپنا آپ دیکھائی دیتا ہے۔

2۔ کسی موڑ پر لگا کہ ملال کو جاری نہیں رکھنا چاہیے؟

ج۔ نہیں، کبھی نہیں ملال لکھنا میرے لیے تھیراپی کی طرح تھا۔مجھے کبھی ایسا نہیں لگا کہ میں ملال کو جاری نہیں رکھ سکوں

گا۔ملال میرے لیے ایک چیلنج تھا اور مجھے جتنا مزہ اس چیلنج کو فیس کرنے میں آیا اتنا مزہ میں نے زندگی میں کبھی نہیں کیا۔

3۔ کیا براق ہشام کا کردار آپ نے حقیقی زندگی میں کسی کو دیکھ کر لکھا ہے؟

ج۔ جی بلکل براق ہشام کا کردار میں نے خود کو دیکھ کر لکھا ہے۔ مجھ میں اور براق میں بہت سی مماثلت ہے۔اس کی عادتیں، اس کی فطرت اور یہاں تک کے اس کے ڈائلاگ بہت حد تک مجھ سے ملتے ہیں۔ہاں اس کی جسمانی خصوصیات مجھ سے بہت مختلف ہیں۔ لیکن اس کا کردار میں نے خود کو سامنے رکھ کر لکھا ہے۔

4۔ براق کو اگر لائلہ سے محبت ہوتی اور ازلان کو منہا سے تو ناول تھوڑا مختلف ہوتا؟

ج۔ تھوڑا؟؟ اگر ایسا ہوتا تو ملال کی یہ کہانی بن ہی نا پاتی۔ کسی کی زندگی میں کوئی ملال باقی نا رہتا۔

5۔ ملال کا کونسا سین آپ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟

ج۔ جب لائلہ سلطان وائٹ ویڈنگ کو ریڈ ویڈنگ میں بدلتی ہے۔ وہ میرا سب سے زیادہ پسندیدہ سین تھا۔

6۔ آپ کا پسندیدہ کردار کونسا ہے؟ اور کیوں؟

ج۔ لائلہ سلطان میرا سب سے زیادہ پسندیدہ کردار ہے۔ کیونکہ لائلہ کا کرادر کافی منفرد اور سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ وہ وکٹم بھی ہے ساتھ ہی ساتھ ظالم بھی، اس کا دل بھی ٹوٹا اور اس نے لوگوں کی ہڈیاں بھی بہت توڑی۔ لائلہ کا کردار اس طرح کا ہے کہ ایک وقت میں آپ کو لگتا ہے کہ لائلہ بہت زیادہ حقیقت سے دور ایک خیالی کردار ہے۔ لیکن اسی پل آپ اس کردار سے اتنا زیادہ ریلیٹ کریں

گے جیسے کہ آپ ہی لائلہ سلطان ہیں۔لائلہ ایک باس لیڈی ہے، جو صرف حکم دینا جانتی ہے۔اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنے خلاف اٹھنے والی ہر انگلی کاٹ سکے۔ایسے کردار مجھے ہمیشہ پسند آتے ہیں۔

7۔ براق اور لائلہ کی دوست کو مارنا ضروری تھا؟

ج۔ ہاں حد سے زیادہ ضروری تھا۔براق کی زندگی میں ایک اور ملال شامل کرنے کے لیے اس کے دوست کو مارنا ضروری تھا۔اور شیلا کے مارنے سے ہی کہانی کا ٹرننگ پوائنٹ آنا تھا۔اگر وہ سب نا ہوتا تو لائلہ اور ازلان کی ملاقات کبھی نا ہوتی اور ناہی وائٹ ویڈنگ ریڈ ویڈنگ میں بدلتی۔

8۔ آخر میں آپ کے حصے میں ملال رہنا لازمی ہے؟کیا یہ ممکن نہیں کے پچھتاوے کسی طرح ختم ہوجائیں؟

ج۔ ملال ہماری زندگی کا حصہ ہے۔کوئی بھی انسان چاہے کتنی بھی خوشحال زندگی گزار رہا ہو اس کے دل میں کوئی نا کوئی ملال ضرور ہوتا ہے۔کیونکہ انسان کبھی بھی پرفیکٹ نہیں ہوتے ہم کوئی نا کوئی غلطی یا گناہ ضرور کرتے ہیں۔اور بعض غلطیوں اور گناہوں کا ملال کبھی ختم نہیں ہوتا۔پچھتاوے کو مٹانا ممکن نہیں ہے۔لیکن ان سے سیکھ کر آگے بڑھنا یہ اصل زندگی ہے۔آپ نے کچھ غلط کیا آپ کو اس کا ملال ہے ، ٹھیک ہے۔اب دوبارہ وہی غلطی دہرانا یا اس سے سیکھ کر آگے بڑھنا یہ آپ پر انحصار کرتا ہے۔

9۔ ملال میں کس کردار نے سب سے زیادہ رلایا ہے؟

ج۔ میں سچ بتاؤ تو میں ہر دکھی سین پر رو دیتا تھا۔میں جب بھی لکھتا تھا تو میں کہانی میں کھو جاتا تھا۔مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ سب

میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں کہانی کے کردار کی جگہ خود کو رکھ کر سوچتا تھا۔ اس لیے ہر دکھی سین نے مجھے افسردہ کیا ہے۔

10۔ ملال کی انسپیریشن کہاں سے آئی؟

ج۔ میرے دماغ میں سب سے پہلے منہا کا کردار آیا تھا۔ ایک ایسی لڑکی جو کہ خود مختار اور کریئر اورینٹڈ ہے۔ مجھے ایک ایسی کہانی لکھنی تھی جو کہ ٹپیکل ناولز سے ہٹ کر ہو۔ جدھر ہر کرادر سیاہ بھی اور سفید بھی، کوئی کردار نا بہت اچھا ہو اور نا بہت برا۔ مجھے اردو ناولز میں کرائم، تھرلر اور ایڈونچر کی کمی لگتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اردو ناولز میں مختلف genre کو ایکسپلور کیا جائے۔ اس لیے میں نے ملال لکھا۔ منہا کے کردار کے بعد میں کہانی کے بارے میں سوچتا رہا اور دو ماہ سوچنے کے بعد ایک مکمل کہانی کا نقشہ میرے دماغ میں آیا۔

NOVEL HUT

NOVEL HUT